جو پنجتار میں رہے ان پر مولوی احمداللہ صاحب کو امیر کیے کے آپ
نے کوچ کیا اس روز جا کر منیئ میں رہے اگلے روز پھر وہیں مقام
کیا اور وہاں کے لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے سب غازیوں کی
دعوت کی اور وہاں پنچکیوں پر حضرت تشریف لے گئے جہاں اپنے لوگ
آٹا پسواتے تھے اور فرمایا کہ یہ لوگ جن کی چکیاں ہیں بہت کار ثواب
کرتے ہیں کہ اُن سے بیشمار مخلوق کو آرام ہے اور اُن لوگوں کے واسطے
دعا کی اور سید حامد علی صاحب جو غلہ پسواتے پر متعین تھے فرمایا کہ
پنجتار کے لوگوں کو بھی آٹا پہچانا اور ہمارے لوگوں کو بھی کھیل میں پہنچانا
اور اس میں تساہلی نہ کرنا پھر اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے آپ گمبدی
باڑی میں پہنچے اور رات کو جا لی بند ہو کر مو منح بیہور کے گھاٹ سے
پچاس ساٹھ قندھاری اور جو ملکی لوگ تھے آرباسین کے پار اُتر وادئے
وہ گنگر میں محمد زماں خاں کے پاس گئے اور صبح کو کوچ کر کے حضرت
مع لشکر کہیل میں جا داخل ہوئے پھر سب کو پہنچا پھر محمد زماں
خاں تربیلی پر چھاپا لے گئے اور جو سکندر پور سے آنے کا رستہ
تھا کوئی دو سو آدمی اس کے بندوبست کو بھیجے کہ اُدھر سے سکھوں
کی کمک نہ آنے پاوے اور وہ گھاٹا پہاڑ کا تھا یہ لوگ تو
گھاٹے کی محافظت پر رہے اور اُنہوں نے تربیلی پر جا کر

اپنا قبضہ کرلیا اور بستی کے باہر گڑہی تھی اس میں سوا سو سکھ تھے وہاں ہمارے قندہاریوں اور کچھ اپنے ملکیوں کے محمد زماں خاں نے مورچے لگا دئے اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں اور ہزاری والا ہری سنگہ پانچ ہزار فوج سے وہاں سے چار کوس پر پہاڑ کوٹ میں پڑا تھا اس کو خبر پہنچی کہ محمد زماں خاں نے تربیلی میں قبضہ کرلیا اور گڑہی میں جو سکھ ہیں اُن سے لڑائی ہو رہی ہے وہ فوراً اس خبر کے سنتے ہی اپنی فوج لے کر دوڑا جب قریب گھاٹے کے آیا گھاٹے والوں نے روکا اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں چار گھڑی کامل اُنہوں نے روکا مگر وہ پانچ ہزار اور یہ دو سو آدمی جب اُن کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے تب گھاٹا چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہ آکر گھاٹے میں گھسے ادہر یہ خبر محمد زماں خاں کو پہنچی کہ ہری سنگہ پانچ ہزار فوج سے گھاٹے میں گھس آیا اور ہمارے لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے یہ خبر وحشت اثر سُن کر وہ بھی اپنے لوگوں سے تربیلہ خالی کر کے گنگر کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور رات تک گڑہی کے مورچے قائم تھے جب وہاں مورچوں میں ان قندہاریوں اور ملکیوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہری سنگہ اس قدر فوج سے آپہنچا اور محمد زماں خاں تربیلہ

خالی کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے تب ملکی لوگ تو مورچے چھوڑ کر محمد زمان
خاں کی طرف چلے گئے اور قندہاری لوگ کہتیل کی طرف روانہ ہوئے
اور کہتیل سے تربیلے تک ایک کوس کا فاصلہ ہے اور کہتیل سے ہمارے
غازی لوگ دیکھ رہے تھے جب ہمارے قندہاری تربیلے سے نکل کر
آدہ کوس آئے ہونگے تب ہری سنگہ کے سوار تربیلے میں آکر داخل
ہوئے اور ہمارے قندہاریوں کو دیکھا کہ کہتیل کی طرف جاتے ہیں ۔
یکبارگی ان کے پیچھے گھوڑے ڈالے اور بندوقیں مارتے ہوئے
چلے اور ادہر یہ بندوقیں مارتے ہوئے کہتیل کو چلے آتے تھے لوگوں نے
حضرت کو اطلاع کی کہ ہمارے قندہاریوں کے پیچھے سوار سکھوں کے
بندوقیں مارتے چلے آتے ہیں آپ نے شیخ عبداللہ جمعدار اور شیخ وزیر
کو بلا کر فرمایا کہ تم بھی ادہر سے شاہینیں مارو اور کہتیل کے لوگ بھی
اپنے اپنے پلے دار بندوقیں لے کر تیار ہوئے اس عرصہ میں قندہاریوں
نے آکر اباسین کا کنارا پکڑا اور جابجا آڑ میں مورچے لگا کر بیٹھ گئے
اور کہتیل سے شاہینیں اور بندوقیں چلنے لگیں اور سوار سکھوں کے
بیدھڑک بندوقیں سر کرتے ہوئے چلے آتے تھے جب اور قریب
آئے تب قندہاریوں نے اٹھ کر ایک باڑہ ماری وہ سوار وہیں
رکے آگے نہ بڑہ سکے مگر دو گھڑی تک جانبین سے خوب بندوق

چلی آخرالامر تربیلے کی طرف سے مایوس ہو کر روانہ ہوئے اور
ادہر کہیل سے شاہینیں اور بندوقیں چلتی رہیں اس عرصہ میں ایک
شاہین پھٹ گئی مرزا احمد بیگ پنجابی وہاں سے دس بارہ قدم پر
بیٹھے تھے ایک ٹکڑا شاہین کا اُن کی پنڈلی میں لگا صاف پنڈلی کی
نلی قلم ہو گئی لوگوں نے حضرت کو اطلاع کی آپ نے اُسی وقت نور بخش
جراح کو بلا کر مرزا احمد بیگ کے پاس بھیجا اُنہوں نے وہیں جاکر اُن
کا پیر ہڈی بٹھاکر باندہا اور لوگوں نے چارپائی پر ڈال کر مرزا صاحب
کو ڈیرے پر پہنچایا پھر حضرت نے پاؤ سیر گھی اور پاؤ سیر گڑ اور آدہ
سیر آٹے کا حلوا مقرر کر دیا بعد اس کے آپ نے پیر خاں صاحب سے
جو جماعت دار تھے فرمایا کہ قندہاریوں کو کشتی لے جاکر اس پار سے
اُتار لاؤ خاں صاحب موصوف گئے آدمیوں سے ناؤ لے کر اس پار
گئے اور سب کو ناؤ پر سوار کر کے اُتار لائے حضرت نے اُن سے
وہاں کا حال پوچھا اُنہوں نے جو کچھ ماجرا تھا آپ کے روبرو عرض
کیا کہ تربیلے میں جو محمد زماں خاں اور اُن کے لوگ تھے جب ہری سنگھ
کا لشکر قریب آیا تب وہ صحیح وسالم گنگر کے پہاڑ پر چڑھ گئے
اور ہمارے اور کچھ ملکیوں کے مورچے گڑہی کے مقابلے میں تھے جب
زماں خاں کا حال ہم لوگوں کو معلوم ہوا تب ہمارے مورچوں کے

ملکی بھی اُنھیں کی طرف سب کے سب صحیح و سالم چلے گئے اور ہم
لوگ ادہر چلے آئے اور جو دو سو آدمی محمد زمان خاں کے گھاٹے پر
تھے ان کا حال ہم کو نہیں معلوم کہ ان میں کوئی زخمی ہوا یا مارا گیا اور
نہ سکھوں کے لشکر کا حال معلوم ہوا کہ کتنے مارے گئے یا زخمی ہوئے
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اب تم جاکر اپنے ڈیرے پر کمر کھولو
آرام کرو وہ تو اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور اسی روز سکھوں میں تربیلے
سے باہر نکل کر جو وہاں کہیل کی طرف سرن نام ندی ہے اُس کے
کنارے ڈیرہ کیا اور ادہر جب ہم سب نماز ظہر پڑھ کر فارغ ہوئے
اس اُدہر کوئی تین چار سو سوار سکھوں کے اپنے لشکر سے نکل کر کہیل
کے سامنے آئے حضرت علیہ الرحمۃ نے شیخ عبداللہ جمعدار اور شیخ وزیر
سے فرمایا کہ تم ہی شاہینیں پہاڑ کے ٹیکرے پر جاکر لگاؤ اگر سوار
سکھوں کے نزدیک شاہین کی زد پر آویں تو ان کو مارنا اور
جو وہیں سے لوٹ جاویں اور ادہر نہ آویں تو ان سے کچھ تعرض نہ کرنا
مگر وہ چلے ہی آتے تھے اُنھوں نے جلد جاکر ٹیکرے پر شاہینیں
لگا دیں اور ان کو مارنے لگے اس میں دو یا تین سوار ان کے
شاہین کی گولی سے گرے وہ پراگندہ ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے
اور اپنے لشکر میں جا ملے اور اُسی روز ام سے پائندہ خاں کے

کے بھیجے ہوئے سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار آئے اور خان ممدوح
کے اشتیاق ملاقات کا پیام حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے آپ
نے ان کی تسلی کی کہ انشاء اللہ تعالی تمہارے خان سے ضرور ملاقات
کرینگے ہم کو بھی اس کا خیال ہے اور اُن کو اپنے پاس ٹھہرایا اور
ان روزوں جاڑے کا موسم تھا اس قدر سخت سردی تھی کہ خدا
کی پناہ اور اباسین کا پانی مارے سردی کے یخ کو شرمندہ کرتا
تھا اگر کوئی صبح کو اس میں نہاتا تو عجب نہ تھا کہ اکڑ جاتا آپ نے
رات کو بعد نماز عشا کے سب غازیوں کی طرف خطاب کرکے فرمایا
کہ بھائیو جس کو حاجت نہانے کی ہو جاوے فجر کو دریا میں نہ نہاوے
تیمم کرکے نماز پڑہے جب دہوپ نکلے تب نہا ڈالے پھر رات بھر
سب مجاہدین موافق دستور کے اپنے چوکی پہرے سے ہوشیار رہے
اور اسی رات کو سکھوں کے کوئی دو سو آدمی آکر اس پار کنارے
اباسین کے چھپ کر بیٹھ رہے اور ہم لوگوں کو یہ حال معلوم نہ تھا
جب سویرے صبح کو ہمارے لوگ وضو کرنے دریا پر گئے انہوں نے
لوگوں کی آواز سن کر ایک بارہ بندوقوں کی ماری مگر خدا نے
خیر کی گولی کسی کے نہ لگی پھر ہمارے لوگ بھی بندوقیں مارنے
لگے اور شاہینوں میں ایک شاہین بھری ہوئی اور گولی دی

ہوئی دہری تھی اس گھبراہٹ میں ایک شاہنچی پنجابی اپنی خالی
شاہیں سمجھ کر اس کو لے گیا اور پھر بارود اور گولی بھر کر اس کو سر
کیا وہ پھٹ گئی اور ایک اس کا ٹکڑا اچھل کر اس کی کنپٹی میں لگا
سر کے اندر گھس گیا دو تین گھڑی کے بعد وہ بیچارہ فوت ہو گیا باقی
اور شاہنیں اور بندوقیں اس طرف سے کوئی تین گھڑی دن چڑھے
تک چلائیں اور ادہر سے سکھ بھی مارے گئے پھر جب انھوں نے ادہر کا
بہت زور دیکھا تب وہ بھاگ کر اپنے لشکر میں چلے گئے اسی روز ایک
ملکی تربیلے کا اباسین اتر کر ہمارے لشکر میں آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے
مقابلے میں آج اور کل ملا کر دس یا گیارہ سکھ مردار ہوئے اور اس سے
زیادہ زخمی ہوئے فقط پھر اسی روز ستھیانی سے سید اکبر صاحب
بیس پچیس اپنے لوگوں سے اور ان کے بھائی اصغر صاحب اور منڈی
والے سید نور جمال صاحب اور سید کابل شاہ حضرت علیہ الرحمۃ کی
ملاقات کو تشریف لائے اور سید اکبر صاحب کی تب تک حضرت
علیہ الرحمۃ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی فقط خطوں سے یا زبانی لوگوں
کے سلام و پیام آتا تھا اور سید اکبر صاحب کے اخلاق حمیدہ اور
اوصاف پسندیدہ کا بیان کہاں تک کروں جس نے ان کو دیکھا
ہے اور ان کی صحبت اٹھائی ہے وہ ہی خوب واقف ہے کہ ایسا خوش

خلق خندہ رو کشادہ پیشانی حلیم الطبع سلیم المزاج سخی اور شجاع
صاحب تدبیر صاف دل راست گفتار اور حضرت علیہ الرحمۃ کا مخلص
بے ریا اور محب باوفا اور معتقد صادق کوئی رئیس اس ولایت میں
نہ تھا حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی غائبانہ ان کی خوبیاں سن کر
کمال شوق ملاقات کا تھا جب وہاں ملاقات ہوئی وہ بھی
نہایت راضی ہوئے اور حضرت بھی کمال خوش ہوئے پھر سید اکبر شاہ
نے حضرت سے عرض کی کہ میں اُمیدوار ہوں کہ ادھر سے آپ میرے
غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور میں اسی ارادہ سے یہاں آپ
کی خدمت میں آیا ہوں آپ نے اُن کی تسلی کی اور فرمایا کہ سید
بھائی انشاءاللہ تعالیٰ کل ہم یہاں سے کوچ کرکے تمہارے ہی مکان
کو چلینگے پھر حضرت علیہ الرحمۃ اس روز بھی کہل میں رہے صبح
کو سید حسن شاہ اور شاہ محمد جمعدار سے فرمایا کہ آج ہم سید اکبر کے
ساتھ چل کر ستھیانی میں ٹھہرینگے تم جاکر اپنے خان سے ہمارے
ستھیانی میں جانے کی خبر کردو جو کچھ پائندہ خاں تم سے کہیں
وہ تم ہم سے ستھیانی میں آکر کہنا یہ فرماکر آپ نے اُن
دونوں کو رخصت کیا پھر کچھ دن چڑھے آپ نے بھی تیاری

چلنے کی کی سب لشکر کو کہتل میں رہنے دیا کوئی ڈیڑہ سو غازیوں
سے ستھیانی کو کہتل سے پانچ کوس ہے سید اکبر صاحب کے ساتھ
تشریف لے گئے اور سید ممدوح کے مکان پر اُترے اور سید موصوف
چہہ بھائی تھے ایک سیّد اعظم ان سے چھوٹے سید اکبر ان سے چھوٹے
سید عمران اُن سے چھوٹے سید مدار اور ان سب کی والدہ بہی زندہ
تھیں ان سب نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور منڈی والے سید نور جمال
اور سید کابل شاہ نے بہی بیعت کی پھر شام کو سید اکبر صاحب نے سب
کی ضیافت کی پلاؤ پکایا اور سب کو کھلایا پہر بعد فراغ نماز عشا کے
حضرت نے سید اکبر صاحب کو الگ لا بٹھایا اُس وقت آپ کے پاس مولانا
اسمٰعیل صاحب اور منشی خواجہ محمد حسن پورڈی بھی حاضر تھے آپ نے
سید اکبر صاحب سے صلاحاً پوچھا کہ پاینده خاں کے دو وکیل کئی بار پنجتار
میں بہی آئے اور یہاں کہتل میں آئے جن کو ہم نے تمہارے سامنے رخصت
کیا اور ہر بار یہی پیام لائے کہ ہمارے خان کو آپ کی ملاقات کا بڑا
اشتیاق ہے اور آرزو ملنے کی رکھتے ہیں تمہارے خیال میں یہ بات
کیسی ہے یہ سن کر سید اکبر صاحب عذر کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو امیر المومنین اور امام المسلمین کیا ہے اور اپنی عنایت سے علم

باطنی دیا ہے ان باتوں کو جو آپ سمجھتے ہیں وہ مجھ میں مادہ کہاں ہے مگر جو آپ نے اس مشورت میں مجکو سرفراز فرمایا تو جو کچھ میری رائے ناقص میں ہے وہ عرض کرتا ہوں یہ جو قوم تنولی خصوصاً اس ملک تنول کی ہیں اکثر بڑی غدار اور مکار ہیں بلکہ لوگوں میں ضرب المثل میں تنولی بے تولی اور یہ جو پائندہ خاں ہے یہ تو سب دغا بازوں کا سردار ہے ہمارا اس کا تو ڈانڈہ پنڈہ ہے اکثر معاملہ اس سے پڑا ہے سوائے بدعہدی کے کسی کے ساتھ اُس نے وفاداری نہیں کی یہ جو اُس نے آپ سے ملاقات کا ڈول ڈالا ہے یہ بھی مکر و فریب سے خالی نہیں ہوگا آپ اُس کی ملاقات سے الگ ہی رہیں اور آپ لوگ تو محض اللہ والے صاف دل اور پاک طبیعت ہیں اور اس ملک میں نو وارد ہیں آپ کو یہاں کے حال سے کیا خبر اور ہم یہاں کے بھیدی ہیں اور ہم تو آپ کے خرد ہیں اطلاعاً یہ باتیں عرض کی ہیں اور سید نادر شاہ اور سید مردان منڈی والے ہمارے عزیزوں میں بڑے سالخوردہ جہاندیدہ شخص ہیں یہ اور ان میں جو سید نادر شاہ ہیں وہ پائندہ خاں کے بڑے مشیر اور مصاحب ہیں بلکہ پائندہ خاں کے باپ تراب خاں کے مصاحب وہی تھے جو وہ پائندہ خاں کے حال سے واقف ہیں اتنا میں بھی نہیں ہوں یہاں سے پاؤ کوس اُن کا مکان ہے اگر ارشاد ہو تو سواری

بھیج کر ان کو یہاں بلا لوں اُن کے پاس سواری نہیں ہے ورنہ وہ آپ
کی خدمت میں آپ ہی آکر حاضر ہوتے مناسب ہو تو اس امر میں آپ
اُن سے بھی مشورہ کرلیں دیکھیں تو وہ کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا
کہ سید بھائی تم نے بھی باتیں معقول دانائی اور خیر خواہی کی ہیں
اور جو ان سے مشورت لینی کہتے ہو یہ بھی بہتر بات ہے مگر وہ بڈھے ضعیف
آدمی ہیں ان کو تکلیف دینی کیا ضرور ہم آپ اُن کے مکان پر چل کر
ملاقات کریں اور جو باتیں کرنی ہیں وہیں کرلیں سید اکبر نے عرض کی
آپ کیوں تصدیعہ کریں گے وہ خود نہیں آکر حاضر ہونگے پھر انہوں نے
اپنا آدمی بھیجا وہ گھوڑا لے گیا اور ان دونوں صاحبوں کو سوار کرکے
لے آیا اور اُن کو گھوڑے سے اُتارا حضرت علیہ الرحمۃ نے اٹھ کر اُن
سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور عافیت مزاج کی پوچھی مسجد میں اپنے پاس
بٹھایا آپ کی خوش اخلاقی اور ملاقات سے وہ دونوں صاحب کمال
خوش ہوئے پھر جو سوال آپ نے پائندہ خاں کی ملاقات کے امر میں
سید اکبر صاحب سے کیا تھا وہی ان دونوں صاحبوں سے کیا اس میں
سید مردان شاہ کچھ نہ بولے خاموش بیٹھے رہے اور وہ کم سخن
بھی تھے اور سید نادر شاہ سے عمر میں چھوٹے بھی تھے شاید اس
لحاظ اور ادب سے نہ بولے ہوں سید نادر شاہ نے کہا کہ حضرت

اس مقدمہ کی داستان تو بہت طویل ہے کہتے کہتے دیر چاہئے مگر
بغیر اول سے بیان کرنے سے مفصل حال پائندہ خاں کا آپ کے خیال
شریف میں نہ آویگا پہلے آپ اس کو تمام و کمال سن لیویں پھر جیسا
مناسب جانیں ویسا کریں خلاصہ مضمون کا یہ ہے کہ جو پائندہ خاں
آج تک کسی سردار رئیس سے صاف دل ہو کر نہیں ملتا ہے اور اُس کے
دل کا چور نہیں نکلتا ہے سبب اس کا یہ ہے کہ جب اس کا باپ نواب
خاں زندہ تہا ان دنوں یہ پائندہ خاں لڑکا تھا اور بیں اکثر اوقات
نواب خاں کے ہمراہ رہتا تھا ان روزوں وزیر فتح خاں وزیر
عظیم خاں کا بھائی کشمیر کا ملک اور سردار تھا اور یہاں سے پانچ
کوس کنارے اباسین کے جو دربند ہے وہیں ہو کر پیشور سے کشمیر کا
اور کشمیر سے پیشور کا رستہ تھا اور اکثر اوقات ادہر سے اُدہر ادہر
سے ادہر درانیوں کی آمدرفت رہتی تہی اور نواب خاں کا یہ وتیرہ
اور رویہ تھا کہ اسی کی سازش اور منصوبے سے تنولی لوگ اس
کے عمل میں راہزنی اور ٹھگی کیا کرتے تھے اور جو ان سے اپنا حصہ
مقرر کر لیا تھا وہ اس کو دیتے تھے یہ کسی چور ٹھگ سے مزاحمت اور
بازپرس نہ کرتا تھا مگر وزیر فتح خاں کے لوگوں کی کشمیر اور
پیشور سے آمدرفت رہتی تھی اُس نے بطور انعام کے راہداری کچھ

مقرر کر دی تھی ان کے لوگوں سے کوئی تنولی مزاحم نہیں ہوتے تھے
ایک بار کچھ خزانہ اور چند بدریاں دوشالوں کی اور کئی زنانی سواریاں
وزیر فتح خاں کے بیدرہ بیس سپاہی کشمیر سے لئے آتے تھے اور پشور کو
جاتے تھے انہیں رہزنوں نے ام میں آکر نواب خاں کو اطلاع کی کہ
ایک چھوٹا سا قافلہ درانیوں کا کشمیر آتا ہے اور ان کے پاس اس قدر
خزانہ اور مال و اسباب ہے اُس کے دل میں بدگمانی سمائی کہ ان کو
لیا چاہیئے اُس نے اُن سے کہا کہ مجکو تو الگ رکھو جس میں میرا نام ظاہر
نہ ہو اور تم اگر موقع پاؤ تو اپنا کام کر لو پھر جو کچھ ہوگا دیکھ لیا
جاویگا یہ سُن کر وہ لوگ اُن کی تاک میں ہوئے آتے آتے جب تکی پانی
میں آئے اور بے اندیشہ وہاں اُترے اور وہ بہت سخت جگہ اور تنگ
راہ ہی تب رات کو انہیں رہزنوں نے ان پر دھاڑ امارا ان میں جو سپاہی
تھے اُنہوں نے ہتھیار لے کر سامنا کیا اور لڑے اس میں کئی تو آدمی مارے
گئے اور کئی زخمی ہوئے مگر ان نامعقولوں نے کچھ اسباب نہ چھوڑا عورتوں
کے زیور تک بلکہ عورتوں کے ازاروں میں قیمتی ازار بند تھے لے لئے وہ لٹے
مارے اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے ام میں آئے اور نواب خاں سے
اپنا حال اظہار کیا کہ تمہاری عملداری میں ہمارا یہ حال ہوا ہے اُس نے
ظاہرداری کو جھوٹ سچ ان کی تسلی اور خاطرداری کی کہ میں اس بات کا

ضرور تدارک کرونگا پھر وہ سب بیچارے لوٹے مارے اسی طور پشور
کو چلے گئے اور وزیر عظیم خاں سے اپنی سرگذشت بیان کی اُنہوں نے
کشمیر میں وزیر فتح خاں اور عطا محمد خاں کو لکھا کہ یہاں نواب عطا محمد خاں
کی عملداری میں یہ واقعہ گذرا اُنھوں نے ہی بظاہر نواب خاں کو اس کا
شکوہ تک نہ لکھا کہ یہ کیا معاملہ گذرا یہاں تک کہ پانچ یا چھ مہینے
گذر گئے پھر وزیر فتح خاں کوئی تین ہزار سواروں اور چار پانچ ہزار
پیادوں کو ساتھ لے کر کشمیر سے پشور کو روانہ ہوا آتے آتے جب سر گڑہ
کی گلی میں پہنچا اور ڈیرہ کیا اور اپنے کئی سوار وہاں سے موضع امب نواب
خاں سے جا کر کہا کہ وزیر فتح خاں نے فرمایا ہے کہ تمہاری عملداری میں ہم
آکر داخل ہوئے ہیں تم آؤ اور ہم سے ملاقات کرو اور جو تمہاری حق راہداری
کا ہو وہ لو اور ہم کو اپنے عمل سے دوسرے عمل تک پہنچا دو یہ پیغام سن کر
اُس نے اپنے مصاحبوں سے صلاح کی کہ تم اس میں کیا کہتے ہو وہاں میرا
جانا مناسب ہے یا نہیں کس واسطے کہ جو تنولیوں نے بیشتر حرکت کی ہے
مجکو اس کا دغدغہ ہے کہ بلا کر دغا نہ کرے اور نواب خاں کا مدت سے
معمول تھا کہ جو کسی سردار رئیس کا قافلہ آتا تو آپ جا کر ان سے اپنا
حق لیتا اور اُن کو اپنی حد تک سلامت پہنچا دیتا تھا ان صلاح کاروں
نے کہا کہ موافق معمول قدیم کے تم کو اُن کے پاس جانا لازم ہے اگر نہ

جاؤ گے تو جان بوجھ کر چور بنو گے اور ملزم ہو گے یہ سُن کر یہی بات
اس کو بھی پسند آئی اور بچیس بیس سوار اور پیادوں سے اسی پائندہ خاں
کو ساتھ لے کر گیا اور شیر گڑھ میں جا کر وزیر فتح خاں سے ملا اس نے بہت
تسلی اور خاطر داری کی اور جو دستور راہداری کا مقرر کیا تھا وہ دیا جو
کچھ اندیشہ اور دغدغہ اس کے دل میں تھا جاتا رہا پھر اگلے روز وزیر فتح
خاں کی فوج و لشکر کو وہاں سے کوچ کروا کے درنبد پر لایا اور ڈیرہ
کروایا اور وہ اباسین کا کنارہ ہے وہاں وزیر فتح خاں نے اپنے
لوگوں کو اشارہ کر دیا کہ نواب خاں اور اُس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لو
انھوں نے سب کو پکڑ لیا چند آدمی جو اس کے پاس اس وقت نہ تھے
وہ بھاگ کر قریب آدھی رات کے ام میں آئے اور نواب خاں کی
گرفتاری کی خبر لائے یہ بات سنتے ہی تمام بستی میں ہول پڑ گیا جس
نے جدہر اپنا سینگ دیکھا ادہر کا رستہ لیا اور نواب خاں کے اہل و عیال
تہ و بالا اور بد حواس ہونے لگے اور جن کو نواب خاں مکان پر چھوڑ
گیا تھا چنانچہ ان میں میں بھی تھا ان سے کہا کہ ہم کو یہاں سے جلد
کسی طرف نکال لے چلو ایسا نہ ہو کہ ہم بھی گرفتار ہو جاویں اور اس وقت
جو مال و اسباب اور نقد سردست ساتھ لیا گیا تھا اس کو تو لیا اور
باقی چھوڑ دیا اور کچھ اسباب مجکو سپرد کیا کہ اس کو ستھانے میں لیجاؤ

میں وہ اسباب لے کر ادہر آیا اور ان کو لوگ وہاں سے لے کر چھ
سات کوس پیر مدا خیلوں اور حسن زئیوں میں گئے پھر وہاں درشید میں
نواب خاں نے پائندہ خاں سے کہا کہ اب تو ہم یہاں گرفتار ہوئے
دیکھئے کیا انجام اسکا کیا ہو مگر اس وقت ایک تدبیر مجکو سوجھی ہے اگر
وہ چل گئی تو تجکو میں صاف نکالے دیتا ہوں تو تو نکل جانا ولیکن یہ
وصیت میری عمر بھر یاد رکھنا کہ کیسا ہی کوئی رئیس سردار حاکم صاحب
ارادہ ہو اور تجکو بلایا چاہے تو اس سے بے کھٹکے اور صاف دل سے
نہ ملنا اور اُس کی باتوں کے فریب میں نہ آنا والا خطا کھاویگا
اور پچھتاویگا وصیت پائندہ خاں کو کرکے پھر وہ یہ مکر لایا کہ وزیر فتح
خاں سے جاکر عرض کی کہ اب تو تمہاری قید میں ہوا اور تم مجکو اپنے
ساتھ پیشور کو لیجاؤگے اور یہاں اہل وعیال میرے برباد اور تباہ
ہونگے ایسا ہی ہے تو میرے ساتھ ان کو بھی لے چلو وہاں جو میرا حال
ہوگا وہ ان کا بھی ہوگا وزیر فتح خاں کے خیال میں یہ بات اُس
کی آگئی اور فرمایا کہ بہتر ہے ان کو بلا لو اور لے چلو تب اُس نے اپنے
دل سے تراش کر کہا کہ اہل وعیال میرے تو مدخیلوں اور حسن زئیوں
میں ہیں اور واقع میں یہ بات ٹھیک تھی کہ وہیں اس کے اہل وعیال
لوگ لے گئے تھے اگر اپنے لوگوں کے ساتھ میرے بیٹے پائندہ خاں
کو بھیجو تو وہاں سے لے آوے اور اگر فقط تمہارے لوگ لینے کو جاوینگے

تو وہاں کے پٹھان جاینگے کہ شاید ان کو بھی گرفتار کرنے آئے
ہیں عجب نہیں کہ کشت وخون ہو اور جو میرا بیٹا ساتھ جاویگا تو ان
کو سند ہوگی پھر وزیر فتح خاں نے کچھ اپنے لوگ پائندہ خاں کے ساتھ
کر دئے وہ دربند سے اس طرف کو روانہ ہوا جب دریائے اباسین پر
چھتر بائی کے گھاٹ پہنچا تب اپنے ساتھ کے درانیوں سے کہا کہ تم بھی
اسی پار ٹھہرو میں پار جا کر چھتر بائی کے لوگوں کو سمجھا دوں کہ میرے باپ
کو وزیر فتح خاں نے گرفتار نہیں کیا ہے بلکہ تنبیہاً نظر بند کیا ہے
اور مجکو لڑکے بالے لینے کو بھیجا ہے اور کچھ لوگ اپنے میرے ساتھ کئے
ہیں سو میں اسی پار چھوڑ آیا ہوں سو ان کو بھی اُتار لو پھر وہ تم کو بھی
اُتار لینگے اس فریب میں پائندہ خاں کے وہ درانی آگئے اور وزیر
فتح خاں نے بھی چنداں تاکید درانیوں کو نہیں کی تھی کہ اکیلا اس کو
چھوڑیں پھر سپاہیوں نے اس کو اجازت دی وہ پار اتر گیا اور چھتر بائی
میں داخل ہوا اور وہاں اپنے لوگوں کی خبر پائی کہ فلانی جگہ ہیں پھر وہ
درانی تو اسی پار اباسین کے پائندہ خاں کے انتظار میں رہے اور یہ اپنے
لوگوں میں جا پہنچا اور مداخیلوں اور حسن زئیوں کو جمع کیا اور اپنے باپ
کی گرفتاری کا حال اُن سے مفصل کہا اور اُن سے درخواست کی کہ
اگر تم سب مل کر لشکر کشی کرو اور میرے باپ کو چھوڑاؤ تو چھوٹ

سکتاہے والا کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی ہے ان سب
نے مل کر اتفاق کیا اور کہا کہ ہم لوگ تو لڑنے مرنے کو تیرے ساتھ
موجود ہیں مگر تیرے باپ نواب خاں کا بڑا یار اور جتیے دار بنجار والا
فتح خاں کا باپ الف خاں ہے اور وہ بڑے جتیے والا ہے تو اس کے
پاس بھی جاکر یہ ماجرا بیان کر اگر وہ تیرا ساتھ دے تو شاید تیرے
باپ کی رہائی کی کوئی صورت نکلے پائندہ خاں اُدہر گیا اور ادہر وہ دانی
لوگ کنارے آباسین کے انتظار میں پائندہ خاں کے بیٹھے تھے ان کو
چھتر بائی والوں نے بندوقیں ماریں ان کو معلوم ہوا کہ پائندہ خاں
فریب کرکے بھاگ گیا پھر وہاں سے دربند میں آئے اور حال بھاگ جانے
پائندہ خاں کا وزیر فتح خاں سے بیان کیا تب اُس نے نواب خاں
کو مضبوط کرکے مقید کیا اور جانا کہ اس نے فریب کرکے اپنے بیٹے کو بھگا دیا
اور وہاں سے کوچ کرکے موضع ام میں آیا اور اُس کو لوٹا اور جلایا
اگلا روز ام سے کوچ کرکے موضع بھور کے میدان میں ڈیرہ کیا اور
ادہر پائندہ خاں نے بنجار میں جاکر سردار الف خاں سے اپنے باپ
کی سرگذشت بیان کی اور کہا کہ میں ملا خیلوں اور حسن زیئوں کو متفق
کر آیا ہوں یہ ماجرا سُن کر الف خاں نے اپنے جتیے داروں اور
موافق لوگوں کو جمع کیا پھر الف خاں نے اپنے جتیے داروں اور

اور موافق لوگوں کو جمع کیا پھر الف خاں اور مداخیل اور حسن زئی متفق
ہو کر وزیر فتح خاں پر چڑھے اور وہ بت تک پہور سے کوچ کر کے
ہنڈ اور منارے کے درمیان پہنچے وہیں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا
اور جانبین سے بندوقیں چلنے لگیں کچھ دیر لڑائی ہوئی پھر وہ وزیر فتح
خاں کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے پسپا ہو کر اور شکست کھا کر بھاگ گئے
اور وزیر فتح خاں نے وہاں سے آکر موضع جہانگیری پر خٹوں کی
عملداری میں کنارے دریائے لنڈی کے ڈیرا کیا اور اپنے مصاحبین سے
کہا کہ نواب خاں کو اب پشاور میں لیجانا کچھ ضرور اور مناسب نہیں اس نامعقول
کو یہیں مار ڈالو اور اس کے ہمراہ جو سپاہی گرفتار ہیں ان کو چھوڑ دو جب
یہ حال اپنے مارنے کا نواب خاں کو لوگوں سے معلوم ہوا تب اپنے ساتھیوں
سے کہا کہ میرا حال تو تم سن ہی چکے ہو کہ مارا جاؤنگا مگر تم جو ان دلتیوں
سے رہائی پا کر وہاں جانا تو میرا حال پائندہ خاں سے کہنا اور یہ بھی
کہہ دینا کہ جو کچھ وصیت تمہارے باپ نے تم کو کی ہے اسکو یاد رکھنا اور نہ
بھولنا الغرض پھر اسی رات کو وزیر فتح خاں نے گھڑے کمر میں بندھوا کر
نواب خاں کو دریائے لنڈی میں ڈلوا دیا اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ
دیا اور اگلے روز وہاں سے طرف پشاور کے کوچ کیا جب مداخیلوں
اور حسن زئیوں اور الف خاں نے یہ حال سنا تب پائندہ خاں کو امب میں

لاکر خانی کی پگڑی بندھوائی اور سردار بنایا جب کئی سال میں اس کا
عروج ہوا تو پہلے انہیں کے ساتھ بے وفائی کی چنانچہ الف خاں
بیجاری کا عشرہ دبا لیا اور حسن زئیوں کی چہتر بائی چھین لی اور
مداخیلوں کی بہت گئی، حاصل اس تمام کہانی کا یہ ہے کہ حسن نے اس
کی رفاقت اور خیر خواہی کی اسی کو اس نے دغا دی بلکہ کئی بار اس ستھانی
کے لینے کا ارادہ کیا مگر سید اکبر کی قسمت زور آور تھی اللہ تعالی نے بچا لیا
اور میں تو بہت اس کی مجلس میں رہتا ہوں اکثر اوقات میں نے سنا ہے
خود اس کی زبانی کہ مجکو اپنے والد نواب خاں کی وصیت اور فہمائش
یاد ہے اور کسی حاکم اور رئیس کی طرف سے میرا دل مطمئن اور صاف نہیں
اور جو آپ سے اس نے ملاقات کا پیام سید حسن شاہ کی زبانی بھیجا
ہے سو وہ رافضی مذہب ہے خدا جانے وہ کیا پیام بھیجا ہے اور یہ کیا
آپ کے پاس پہنچاتا ہے میرے نزدیک یہ بھی بات اس کی مکر و فریب
سے خالی نہ ہوگی اگر آپ کو اس کی ملاقات ہی کرنی ہے آپ تو دو منزل
سے تشریف لائے ہیں اور وہ تو یہاں سے تین ہی کوس پر ہے یہاں
سے جو آدہ کوس پر پہاڑ کی گڑھی ہے وہاں اس کو بلا کر ملاقات
کر لیجئے اگر اس کی طبیعت میں مکر و فریب نہ ہوگا تو بے دغدغہ چلا

آویگا اور جو کچھ آپ کی طرف سے اُس کو اندیشہ ہوگا تو نہ آویگا میری رائے ناقص میں تو یہ صلاح بہتر معلوم ہوتی ہے آگے آپ کو اختیار ہے جو بہتر جانئے وہ کیجئے آپ نے فرمایا جزاک اللہ سید بھائی تم نے نشیب و فراز اس امر کا خوب بیان کیا عقل کی رو سے یوں ہی بجا ہے اور جو سردار اور رئیس جاہ طلب دنیا دار ہیں ان سب کا یہی برتاؤ ہے کہ ان کو اول تو بڑا خطرہ اپنی جان کا ہوتا ہے دوسرے زوال ریاست کا اور ہمارا تو تمام معاملہ دین کا ہو خواہ دنیا کا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی پر موقوف ہے اس کی رضا مندی کے کار میں جان و مال صرف کرنا ہم سعادت ابدی جانتے ہیں جو کوئی ہم سے دغا اور فریب کریگا تو اس سے ہمارا دین بگڑ سکیگا نہ ایمان اس کا عوض وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے پاویگا پھر ہم کو خطرہ کس بات کا اور ہم جو پاینده خان سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں تو صرف اس نیت سے کہ وہ بھی ہمارا مسلمان بھائی ہے اور رئیس نامی اور مردانہ آدمی ہے اگر ہم سے موافق ہو جاوے تو اس کے عمل میں ہو کر ہمارے لئے رستہ کشمیر کا صاف ہو جاوے بے اندیشہ اپنے لوگ آنے جانے لگیں کچھ کام اللہ تعالیٰ کا نکلے اپنا تو یہی مدعا ہے اور جو وہ ہم سے مکر و فریب لاویگا اس کا بدلہ خدا سے پاویگا اور ہم تو اپنا حامی و مددگار فقط اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں اور جو سید بھائی تم یہ کہتے ہو کہ اس کو یہاں گڑھی پر بلا کر ملاقات کرو اگر اس کا پیام ہم بھیجیں تو اور بھی بھڑک جاوے اور

نہ آوے کہ مبادا کچھ مجھ سے دغا فریب کریں سو اس امر کو ہم نے
اس کی رائے پر موقوف رکھا جہاں وہ بلاویگا ہم وہیں جاوینگے اور
جو کہتے ہو کہ سید حسن شاہ رافضی ہے اس کی بات کا کیا اعتبار سو کیا
عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کرے وہ سنی ہو جاوے یہ تقریر آپ
کی سن کر سید نادر شاہ صاحب نے کہا کہ حضرت اگر آپ کی خالصاً للہ
یہی نیت ہے تو ہر طور آپ کو فائدہ ہے نقصان کسی طور کا متصور نہیں پھر
اسی بات پر آپ نے فرمایا کہ سید بھائی اب جناب الٰہی میں دعا کرو وہ
سب معاملہ درست کر دیویگا پھر سب نے مل کر دعا کی اس کے
اگلے روز قریب پہر دن چڑھے کے سید حسن شاہ اور رستامہ جمعدار
اور پائندہ خاں کا پیام لائے کہ خان موصوف موضع ام سے عشرے
میں آیا ہے اور بعد سلام کے عرض کی ہے کہ آپ عشرے کے میدان
میں نالے پر درخت بڑ کے نیچے تشریف لاویں مگر تھوڑے لوگوں
سے آویں تو میں آپ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوں حضرت یہ پیام
سن کر بہت خوش ہوئے اور ان دونوں کو کھانا کھلایا اور فرمایا کہ
تم آگے چل کر اپنے خان کو خبر کرو ہم نماز ظہر پڑھ کر آوینگے یہ سن
کر وہ رخصت ہوئے آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا کہ
پائندہ خاں کے دل میں خوف زیادہ ہے اسی خیال سے اُس نے

کہلا بھیجا ہے کہ آپ کے ہمراہ تھوڑے آدمی آویں اور لوگ خوگر ہو رہے ہیں جہاں میں جاتا ہوں سب کے سب چلنے پر مستعد ہوتے ہیں سو آج میرے ہمراہ کوئی پچیس یا تیس آدمی چلیں مجھکو تو اس سے راہ پیدا کرنا اور اس کو ملانا منظور ہے مولانا صاحب نے عرض کی کہ جیسا آپ مناسب جانیئے بہتر ہے مگر میرے نزدیک یہ خوب ہے کہ یہاں سے جو لوگ ساتھ چلیں آپ مانع نہ ہوں جب پہاڑ کی گڑہی کے پار ہوں وہاں سب کو ٹہرا دیویں پھر ان میں سے جو کچھ منظور ہوں اپنے ہمراہ لیجاویں آپ نے فرمایا کیا مضائقہ یہ ہی بہتر ہے پھر مولانا صاحب اپنے ڈیرے پر گئے اور معتبر لوگوں سے کہہ دیا کہ آج بعد نماز ظہر کے سید صاحب پائندہ خاں کی ملاقات کو چلیں گے سب بھائیوں سے خبر کر دینا کہ سب چلیں اور اور بطور اطلاع کے اُن سے کہا جو گفتگو سید اکبر صاحب اور سید نادر شاہ صاحب نے کی ہے میرے دل میں وہ مثال نقش کے ہو گئی ہے کہ وہ شخص فریبی اور مکار ہے ایسا نہ ہو کہ کچھ دغا کرے اس لئے اور بھی کہتا ہوں کہ بہت لوگ چلیں پھر ظہر پڑھ کر حضرت نے چلنے کی تیاری کی اور رسالدار عبدالحمید خاں کو کہلا بھیجا کہ اپنا سمند گھوڑا صاحبزادہ محمد وزیر خاں سلمہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا تیار کر کے ہمارے پاس بھجوا دو اور تم یہیں ستھانے میں رہو رسالدار موصوف نے اسی وقت گھوڑا کسوا کر بھیجدیا پھر آپ

نے کمر باندھی تلوار تمنچہ لگایا اور سوار ہوئے اور برچھا ہاتھ میں لیا اور چلے سب مجاہدین آپ کے ہمراہ رکاب ہوئے جاتے جاتے جب پہاڑ کی گڑھی کے پار ہوئے وہیں سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار اُدہر سے آکر ملے اور عرض کی کہ آپ تو بہت لوگ ساتھ لائے آپ نے فرمایا آنے میں کیا مضائقہ تب یہاں ٹھہر جاوینگے یہاں سے جتنے آدمی کہوگے اتنے چلینگے اُنہوں نے کہا کہ دس بارہ آدمی سے تشریف لے چلئے اُس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے شیخ محمد دینی اور ابراہیم خاں اور اُن کے بھائی امان خاں اور محمد خاں کے کان میں چپکے سے کہہ دیا کہ جب سید صاحب یہاں سے آگے چند آدمیوں سے روانہ ہوں تب تم بیس پچیس مجاہدین لے اس اباسین کے کڑارے کی آڑ میں ہوکر چلے جانا اور جہاں سید صاحب سے ملنے کی جگہ مقرر ہوئی ہے اسی کے نزدیک کڑارے کے نیچے چھپ کر بیٹھ رہنا اگر وہاں پائندہ خاں کی طرف سے کچھ فساد کی کوئی صورت دیکھنا تو وہیں تم بھی سید صاحب کی مدد کو وہاں سے نکل کر حاضر ہونا والا آپ کو کسی پر ظاہر نہ کرنا یہ تدبیر بتا کر آپ سید صاحب کے پاس نگئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ اور مولانا صاحب اور منشی خواجہ محمد حسن پوری اور حافظ صابر تھانوی اور مولوی امام الدین صاحب اور شیخ شرف الدین نیگانوی اور حافظ عبدالرحمٰن اور شیخ ناصر الدین ضلع بنارس کے اور زبردست خاں اور شیخ عبدالرحمٰن رائے بریلوی اور شیخ عبدالرحمٰن

خیرآبادی کو اپنے ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہوئے اور اُدہر،
شیخ علی محمد دینی اور ابراہیم خاں اور آنام خاں اور محمد خاں تینوں
بھائی خیرابادی یہ چاروں صاحب اپنے ساتھیوں سے قرابین والے
اور چقماق والے جدا کئے وہ یہ تھے گلاب خاں میاں دو آپکے معوزخاں
لکھنوی کریم بخش بنارسی چراغ علی اور شیخ نجم الدین اور حاجی عبد اللہ
تینوں رامپوری اور شیخ نصرت یانس بریلوی اور مرداق خاں اور
بخش اللہ خاں ولی داد خاں شیخ نصر اللہ چاروں خورجے والے اور سید
ظہور اللہ لطف اللہ قاضی مدنی تینوں بنگالے کے اور ملا بازار اور ملا عزت
اور ملا طور خاں اور لعل محمد چاروں قندہاری اور پیر خاں بیکیت نام ان
کا یاد نہیں اور یہ خاکسار فتح علی عظیم آبادی سوان کے جو دو تین اور ہوں
ان کا نام مجھکو یاد نہیں اور ان سب کو لے کر سید صاحب کے پہنچنے سے پیشتر
اباسین کے کراڑے کی آڑ میں جا بیٹھے پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ سے
وہ درخت بڑ کا پچاس ساٹھ قدم پیر رہا تب آپ نے دس آدمیوں کو
وہاں ٹھہرا دیا فقط مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور منشی خواجہ محمد کو ساتھ
لیا اور وہاں سے پیادہ پا چلے اور سید حسن شاہ اور شاہ جمعدار سے
فرمایا کہ تم آگے بڑھ کر لشیے خان کو لاؤ اور اُس وقت وہاں سے
بندوق کی یا گولے کی زد پر پائندہ خاں تین چار سو سوار لئے ہوئے

کھڑا تھا اور جہاں ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی وہاں سے ایک گولے
کی زد پر جانب مغرب دامن کوہ میں گڑاس کے درختوں کا جنگل تھا
پانسو پیادے اس کے اندر چھپا دئے تھے اور کچھ ان سے اشارہ کر
رکھا ہوگا اور اسی طور اپنے سواروں کو کچھ فہمائش کر دی ہوگی پھر جب
سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار اس کے پاس گئے تب وہ بھی سب سواروں
کو وہیں چھوڑ کر اکیلا پیادہ پا سید حسن شاہ اور شامہ جمعدار کے ساتھ
درخت بڑ کے ایک ٹیلہ سا تھا پہنچا اور دوہی آدمیوں سے حضرت علیہ الرحمۃ
بھی وہیں پہنچے پھر دونوں میں سلام علیک اور مصافحہ ہوا پھر اسی
ٹیلے پر سید حسن شاہ نے اپنی پشوری لنگی بچھا دی اسی پر حضرت بھی
اور پاینده خاں بھی اور سب بیٹھے اور پاینده خاں زرہ پہنے تھا اور
چہار آئینہ اور خود فقط دو آنکھیں تو کھلی تھیں اور کچھ نہیں اور ایک
جوڑی پستول اور ایک شیر بچہ کشمیری اور ایک تلوار باندھے تھا اور
کچھ باتیں سید صاحب اور پاینده خاں سے ہو رہی تھیں اس عرصہ میں وہ
سوار تین چار سو جن کو پاینده خاں کھڑے کر آیا تھا انھوں نے
گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں زمین سنگستانی تھی یکبار گی ان کی ٹاپوں
کی آواز اٹھی جیسے اولے پڑتے ہیں جب تک پاینده خاں کے پاس

آویں آویں تب تک وہ اباسین کے کنارے کے مجاہدین اچانک
اوپر چیڑھی آئے اور قرابینیں اور چقماقیں چڑھا کر سید صاحب اور
پائندہ خاں کے گرد کھڑے ہو گئے اور اُن کے پیچھے وہ دس آدمی جن کو
سید صاحب کچھ دور چھوڑ آئے تھے وہیں آپہنچے اور ان سواروں نے
آکر سب کا محاصرہ کر لیا مگر جو کہ اپنے خان کو غازیوں کے قابو میں دیکھا
اور جانا کہ اگر اب ہم نے کچھ بھی چوں وچرا کیا تو خان مذکور کو زندہ نہ
چھوڑینگے اس خیال سے جہاں کے تہاں پریشان خاطر اور پراگندہ
دل کھڑے رہے اور یہ حال پر ملال خیال کر کے پائندہ خاں کے چہرے
کا رنگ فق ہو گیا اور حواس برجا نہ رہے اور گویا مردنی چہرے پر چھا گئی
کہ اب مارا گیا اس سبب سے کہ اس کا فریب کھل گیا اور نہ چلا بلکہ
معاملہ عکس ہو گیا حضرت علیہ الرحمۃ نے ہوش باختہ دیکھ کر فرمایا خان
بھائی تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرو تم تو ہمارے بھائی ہو اور ہم نے جو
تم سے ملاقات کی ہے محض خدا کے واسطے کہ تمہاری عملداری میں ہو کر کشمیر کا
رستہ ہے اور اباسین کے گھاٹ کی کشتیاں بھی تمہارے قابو میں ہیں ہم
چاہتے ہیں کہ ہمارے لوگ اگر واسطے کار و بار اللہ تعالیٰ کے تمہاری
عملداری میں آویں جاویں کوئی ان کا حارج راہ اور مزاحم نہ ہو اور

اگر تم بھی للہ فی اللہ اس کار خیر میں شریک رہوگے تو اللہ تعالی تمہارے
واسطے دنیا اور آخرت میں دونوں کی خیر اور فلاح کریگا اُس نے عرض
کی کہ حضرت آپ تو ہمارے پیر و مرشد اور امام ہیں اور ہم آپ کے
مطیع اور فرماں بردار ہیں جو کچھ آپ فرماتے ہیں سب کو مجکو منظور ہے
اور اُسی وقت اصل مدعائے دلی اُس کا یہ تھا کہ میں کسی طور اس لشکر
سے رہائی پاکر اپنے مکان کو سلامت جاؤں اسی لئے جو کچھ آپ فرماتے
تھے سب بلا انکار قبول کرتا تھا اور اپنی جان کو ڈرتا تھا او حضرت
نے ستھانی سے چلتے وقت اپنی باندھی پگڑی منشی خوالہ محمد کے حوالے
کردی تھی اُس وقت فرمایا کہ منشی جی وہ ہماری دستار لاؤ اُنھوں
نے رومال میں لپٹی ہوئی آپ کے سامنے رکھ دی آپ نے اس کا سرا
کھول کر اپنے ہاتھ سے اُٹھایا اور فرمایا کہ خان بھائی بسم اللہ کرکے
اس کو باندھ لو اُس نے مع رومال اپنے ہاتھ میں اُٹھالی اور عرض کی
کہ مکان پر جاکر باندھ لونگا آپ نے فرمایا کہ ابھی باندھ لو پھر اُس
نے وہی عرض کی تین بار بتکرار آپ نے فرمایا اور تینوں بار اُس نے
وہی جواب دیا پھر سید حسن شاہ کو حوالے کی اُنھوں نے اپنی بغل
میں داب لی پھر حضرت نے فرمایا کہ خان بھائی تم اللہ تعالی کے

واسطے ملے ہو اور کار خیر میں شریک ہوئے ہو اور تمہاری عملداری کی
سرحد سکھوں کی سرحد سے لگی ہے تم کو ایک ضرب توپ کہ بہت
بھاری ہے اور ایک ہاتھی دیوینگے اور وہ بھی خدا ہی کا مال ہے توپ
اور ہاتھی کا نام سُن کر بہت خوش ہوا کہ آپ نے میرے حال پر پرورش
اور عنایت ہے اور آپ سے رخصت چاہی اُس وقت گھڑی دن باقی
تھا اور آپ نے بھی چلنے کی تیاری کی اور پوچھا کہ خان بہائی ستھانہ
دُور ہے ہمارے لوگوں کو تکلیف ہو گی اگر کہو تو تمہارے عشرے میں سات
پھر اُتر رہیں اس کو اس بات سے اندیشہ ہوا کہ مبادا وہاں جا کر اپنا
قبضہ کر لیں پھر ان کے ہاتھ سے کون چھڑا سکے اس خیال سے اُس نے
ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ آپ تو ستھانے تشریف لیجاویں میں وہیں آپ
کے لئے دعوت بھیجوں گا اور وہ جوگڑا اس کے جنگل میں کئی سو پیادے
چھپا رکھے تھے وہ اس وقت تک چھپے ہی رہے جب حضرت وہاں سے
طرف ستھانے کے روانہ ہوئے اور پائندہ خاں طرف ام کے چلا تب
دے اس جنگل سے نکلے اور اُس کے سواروں کے شامل ہو لئے اُس
وقت ہم سب نے ان کو دیکھا اور آپس میں ایک دوسرے سے
کہنے لگے کہ اللہ تعالی نے خیر کی کہ اس کا کوئی مکر و فریب پیش نہ

گیا والا اُس نے اپنی دانست میں کچھ کوتاہی نہ کی تھی اور جو سید اکبر
شاہ اور سید نادر شاہ نے حضرت علیہ الرحمۃ سے اس کے مکر و فریب کا
بیان کیا تھا وہی اُس وقت پیش آیا اگر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب یہ تدبیر
نہ کرتے تو خدا جانے کیا انجام اس ملاقات کا ہوتا اور اسی وقت ایک
دوسری شرارت پاینده خاں کی ہم سب نے بچشم خود دیکھی کہ جب سید صاحب
تو وہاں سے ادہر طرف ستھانی کے روانہ ہوئے اور وہ اپنے سوار
پیادے لے کر اباسین کے کنارے کنارے چلا جب مقابلے گڑہی
قادر آباد کے کہ اس پار دوسرے کنارے اباسین کے سکھوں کے عمل
میں تھی پہنچا اپنے شاہین والوں سے اشارہ کر دیا وہ اس گڑہی
مذکور پر گولے مارنے لگے پھر ادہر سے سکھ بھی بندوقیں مارنے لگے
جب سید صاحب سب لوگوں سے گڑہی کے منہ پر پہنچے جہاں اپنے
باقی مجاہدین اور کھڑے تھے تب شاہینیں چلنی موقوف ہوئیں
اور وہیں حضرت نے نماز مغرب پڑہی پھر سوار ہوئے اور وقت عشاء
کے مع الخیر ستھانی میں جا داخل ہوئے پھر بعد نماز عشاء کے دو سپاہی
پاینده خاں کے ایک خچر پر باریک چاول اور دو مزدوروں کے
سر پر دو مٹکے شہد اور دو کے سر پر دو مٹکے گھی لے کر حضرت

علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے خان نے آپ کو سلام
عرض کیا ہے اور یہ سامان مہمانی کا دیا ہے اُس وقت مولوی
محمد حسن صاحب جماعت خاص کے جماعتدار حاضر تھے ان سے فرمایا
کہ اس کو اپنی جماعت میں رکھ دو پھر وہ اٹھوا لے گئے اور اُن سپاہیوں
اور مزدوروں کو کھانا کھلوایا اگلے روز آپ نے ستھانی میں مقام کیا
اور وہ جنس دعوت کی پہلے سب کو تقسیم کروادی مگر کچھ شہد رہنے
دیا کہ پھر کسی وقت کام آویگا پھر سید اکبر شاہ نے ہم لوگوں سے پوچھا
کہ سید بادشاہ اور پائندہ خاں کی ملاقات کیونکر ہوئی ہم لوگوں
نے جو کچھ حال وہاں گزرا تھا بیان کیا وہ سُن کر خاموش ہو رہے
کچھ نیک و بد اس کا جواب نہ دیا پھر اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ
نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ یہاں سے چار
کوس پہاڑ پر جو موضع جیسی ہے وہاں ایک عالم بڑے دیندار اور
پرہیزگار رہتے ہیں اور موضع مانسہرا جو سکھوں کے عمل میں ہے اول
وہ وہاں رہتے تھے سو وہاں سے ہجرت کر کے چند سال سے جیسی
میں چلے آئے ہیں ان سے ملنے کا ہم کو اشتیاق ہے تم تو سب
لوگوں کو لے کر کبّل کو چلو اور وہاں اپنے لوگ ہیں ان کو بھی ساتھ

لے کر پنجتار کو روانہ ہو اور ہم تیس چالیس آدمی سے چینئی میں ہوتے
ہوئے ان سے ملاقات کرتے ہوئے پنجتار کو چلتے ہیں مولانا صاحب
نے کہا کہ بہت مناسب بات ہے پھر سب کو لے کر مولانا صاحب موافق ارشاد
ہدایت بنیاد آپ کے طرف کہتل کے روانہ ہوئے اور آپ چینئی کو چلے
جاتے جاتے جب درے سے نکل کر موضع برگوں میں پہنچے وہاں ایک
جگہ آپ ٹھہرے اور ہم سب لوگ اپنی اپنی روٹی بیٹھ کر کھانے لگے اور
حضرت بھی کھانے لگے اور وہ شہد پائندہ خاں کی دعوت کا ہمراہ تھا
آپ نے مولوی محمد حسن صاحب کو فرمایا کہ وہ تھوڑا تھوڑا شہد سب
کو تقسیم کردو کہ روٹی کے ساتھ کھاویں اُنہوں نے ایک ایک لوندا
سب کو دیا اس طور کا سپید اور شفاف اور خشک وہ شہد تھا جیسا
کہ برف ہوتا ہے پھر جب روٹی کھاکر اور پانی پی کر فارغ ہوئے
تب وہاں سے چلے قریب چینئی کے پہنچے ان مولوی صاحب کو حضرت
کے آنے کی خبر پہنچ گئی تھی وہ چند طالب علموں سے حضرت کے
استقبال کو آئے اور وہاں سے لے گئے اور اپنی مسجد میں اُتارا اور
وے اس ملک کے بڑے علمائے نامور سے تھے اور اسی ملک میں
انھیں کا فتوی معتبر اور جاری تھا اور وہ رات دن اپنے

حجرے ہی میں بیٹھے درس تدریس میں مشغول رہتے تھے سوائے حاجت ضروری کے باہر نہیں جاتے تھے حضرت بھی ان کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے اور وہ بھی حضرت کے ملنے سے کمال رضی ہوئے رات حضرت وہاں رہے اس عرصہ میں ایک دن اُسی بستی میں کسی شخص کا اسقاط تھا بہت ملا جمع تھے حافظ عبداللطیف صاحب نوتنی کے رہنے والے مولوی عبدالحق صاحب کے بھائی بھی حضرت کے ہمراہ وہاں تھے بڑی سی ایک چادر اپنے سر میں باندھ کر وہیں مجلس اسقاط میں وہ بھی جا بیٹھے اُس وقت تمام ملا حلقہ باندھے قرآن مجید دست بدست پھرا رہے تھے جب حافظ عبداللطیف کے ہاتھ میں آیا تب وہ بغل میں داب کر وہاں سے چلے اور وہ تمام پیچھے آپ نے حافظ عبداللطیف صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے اُنہوں نے کہا کہ آج اس وقت فلانی جگہ یہ ملا لوگ بہت جمع تھے اور حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے تھے میں بھی اُن میں جا بیٹھا، اس میں قرآن مجید ہبا کرنے کا دورہ شروع ہوا ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ قرآن مجید فلانے مردے کی عمر میں ایام بلوغت سے جو نماز روزے فوت ہو گئے ہیں اس کے فدیہ میں تجھکو ہبہ کرتا ہوں تو نے قبول کیا اُس نے کہا میں نے قبول کیا پھر اس نے اسی گفتگو مذکورہ کے ساتھ دوسرے کو ہبا کیا اُس نے تیسرے کو یہاں تک مجھکو

دیا اور کہا کہ یہ بیبا فلانے فدیہ میں قبول کیا میں نے کہا قبول کیا اور
پھر میں نے اور کو نہیں بیہا کیا مجکو قرآن شریف کی حاجت تھی میں لے کر
وہاں سے اٹھایہ سب لوگ شور وغل کرتے ہوئے میرے پیچھے واسطے
چھیننے کے چلے میں یہاں آپ کے پاس آیا یہ معاملہ ہے یہ گفتگو زبانی حافظ
جی صاحب کے سن کر اور اُن کی چالا کی دیکھ کر سب ہنسنے لگے مگر حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ حافظ صاحب پر بہت خفا ہوئے کہ تم نے غیر بستی میں
یہ حرکت بیجا کس واسطے کی اگر کوئی تم کو مار ڈالتا تو تم کیا کرتے اور
خبردار پھر کبھی بار دیگر ایسا کام نہ کرنا اور وہ کلام اللہ شریف حافظ
صاحب سے ان کو دلوادیا اور حافظ صاحب کا قصور معاف کروایا اور
راضی کر کے ان کو رخصت کیا اور وہیں چینی میں لشکر ٹھورا فرانسیس کے سے
کہ خضرو میں پڑا تھا حافظ ملہو خاں رامپوری آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
سے ملے آپ نے بعد خیر و عافیت کے پوچھا کہ حافظ صاحب یہاں آنا
تمہارا کیونکر ہوا اُنہوں نے عرض کی کہ میں نے اپنے لشکر میں خبر پائی
تھی کہ ان روزوں آپ کہتل میں تشریف فرما ہیں سو میں آپ کی ملاقات
کو وہاں سے آیا اور ساتھ ستر روپے کا سپید کپڑا بھی ساتھ لایا
جب کہتل میں پہنچا وہاں خبر ملی کہ آپ چینی میں ہیں پھر میں اپنا

ٹٹو اور اسباب وغیرہ میاں دین محمد کے پاس سپرد کر کے ادہر آیا اور وہیں
ایک آدمی قلعہ ہنڈ خالی ہونے کی خبر آپ کے پاس لایا کہ سردار سلطان
محمد خاں کو اُن کی ماں نے غیرت دلائی کہ تو بڑا بے غیرت ہے کہ تیرا
بھائی یار محمد خاں مارا گیا تجہہ سے اُس کا کچھ بہی تدارک نہ ہوا اس غیرت
پر سردار سلطان محمد خاں اپنے بہائی پیر محمد خاں اور سید محمد خاں کو متفق
کر کے ہنڈ پر فوج چڑہا لایا اور ایک فرنگی کیول نام جوان کا نوکر بھی
ہے وہ بہی ساتھ آیا اور جو قلعہ ہنڈ میں پچاس ساٹھ آپکے نوکر
چاکر وغیرہ تھے اُنہوں نے مقابلہ کیا اور جانبین سے خوب بندوقیں اور
شاہینیں چلتی رہیں درانیوں نے قابو نہ پایا کہ قلعہ خالی کر لیں اور متردد
ہوئے کہ اب کیا تدبیر کریں اس میں اس فرنگی مذکور نے سردار سلطان
محمد خاں سے کہا کہ ابہی تو پچاس ساٹھ ہی آدمیوں سے مقابلہ ہے ان سے
تم قلعہ نہیں لے سکتے ہو جب کسی طرف سے اور اُن کی مدد آجاویگی
بہت اور بہی دشوار ہوگا اگر مجہہ سے تم پکا عہد و پیمان کرو کہ بعد خالی
ہونے قلعہ کے ہم قلعہ والوں سے مزاحم نہ ہونگے تو میں اس کی کوئی
راہ نکالوں خان ممدوح نے عہد کیا کہ ہم کو قلعہ خالی ہونے سے کام
ہے ان کی مزاحمت سے کیا غرض تم سے جو تدبیر ہو سکے کرو پھر

اس کیول فرنگی نے اپنی حکمت عملی سے قلعہ والوں سے پیام لگالیا اور
سمجھایا کہ تم چند آدمی کیوں مفت میں اپنی جانیں درانیوں کے مقابلے میں ہلاک
کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ تم قلعہ خالی کر دو ہم تمہاری جانیں بچادیونگے سو اس
کے عہد و پیمان پر ان لوگوں نے قلعہ خالی کر دیا بعد اس کے بد عہدی کر کے
سلطان محمد خاں نے ان کو گرفتار کر لیا اور قلعہ میں اپنا بند وبست کر لیا
یہ سب معاملہ میرے سامنے ہو چکا تب میں ادہر آپ کے پاس آیا ہوں
اور اسی مضمون کا ایک خط فتح خاں پنجتاری نے آپ کو ستھانی
میں جان کرا نیے آدمی کے ہاتھ بھیجا تھا وہ آدمی ستھانی ہوتے ہوئے
یہاں آیا مگر اس میں درانیوں کے لشکر لانے کا ذکر تھا قلعہ لینے کا
حال نہ تھا یہ حال پر ملال سن کر حضرت علیہ الرحمۃ اسی دم کیمبل پر مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور کو قلعہ ہنڈ خالی ہونے کا ماجرا لکھا اور
یہ تاکید کی کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم سب آدمیوں کو ساتھ لے کر
موضع گندف میں آؤ ہم بھی وہیں گندف میں آئے اس کے اگلے روز
جنبئی سے کوچ کر کے حضرت علیہ الرحمۃ بھی وہیں تشریف لے گئے اگلے
روز وہاں سے سب لوگ کوچ کر کے پنجتار کو روانہ ہوئے جب
جہنڈے بوکی میں پہنچے اور وہاں سے آگے بڑھے چند سواروں سے

۱۵۳۷

فتح خاں پنجتاری حضرت کی آمد کی خبر سن کر استقبال کو چلا وہیں
میدان میں ملاقات ہوئی بعد اس کے اس نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض
کی کہ آپ کو قلعہ ہنڈ خالی ہونے کا حال تو معلوم ہی ہو گا جبکہ درانیوں
نے ہنڈ کا محاصرہ کیا تھا تب میں نے سِتھانی میں اطلاعاً مختصر حال آپ
کو لکھا تھا خلاصہ اس کا یہ ہے اور مخبر لوگوں کی زبانی سننے میں آیا
ہے کہ سلطان محمد خاں اور پیر محمد خاں اور سید محمد خاں کی والدہ نے ان کو
کئی بار طعنہ دیا اور ملامت کی کہ جس کے تین بھائی ایسے صاحب لشکر اور
شمشیر بہادر زندہ جان موجود ہوں اور بھائی مارا جاوے اور نامردی سے
اس کے خون کا دعویٰ نہ کریں بڑی غیرت کی بات ہے اور اگر تم اس کا
تدارک نہ کروگے تو میں خود لشکر لے کر جاؤنگی اس غیرت پر انھوں نے
آپس میں مشورہ کیا اور پیش خیمہ اپنا باہر نکالا اور لشکر لے کر وہاں سے
کوچ کیا اور ان کی والدہ بھی ساتھ ہوئی اور موضع ہریان کے میدان
میں آکر ڈیرہ کیا اس کے اگلے روز قلعہ ہنڈ کا آکر محاصرہ کیا اور
جانبین سے شاہنیں اور بندوقیں چلنی شروع ہوئیں آخر کو درانیوں
سے کچھ نہ بن پڑا کچھ دن رہے اٹھ کر اپنے ڈیروں پر گئے اور کپول
فرنگی سے بلا کر مشورہ کیا کہ اس قلعہ کو کسی طور خالی کرنا چاہئے
اس نے کہا قلعہ سخت ہے اگر حملہ کروگے تو ضرور ہی سو دو سو

آدمی ضائع ہونگے پھر بھی دیکھا چاہیئے خالی ہو یا نہ ہو اور بغیر ملائے
ان لوگوں کے خالی ہونا قلعہ کا دشوار ہے اگر تم قسمیہ ہوکر مجھ سے
عہد مضبوط کرو کہ ہم ان سے کسی نوع دغا نہ کرینگے تو میں ان کے ملانے
کی کوئی راہ نکالوں اگر یہ راہ نکل آئی تو فہو المراد والا اور کوئی تدبیر
کی جاویگی اور جو ان کی کسی طرف سے مدد آجاویگی تو بہت زیادہ مشکل
ہو گا یہ گفتگو کیول کی سن کر ان تینوں بھائیوں نے اس سے عہد مضبوط
کیا کہ ہم ہرگز عہد شکنی نہ کرینگے اور جو کچھ تو کریگا ہم کو منظور ہے اسکے
اگلے روز صبح کو کیول چھ یا سات سواروں سے گیا اور دور قلعہ سے کھڑا
ہوا اور پیام دے کر ایک سوار کو بھیجا اُس نے قلعہ کے دروازے پر
جاکر آواز دی کہ کیول فرنگی سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے بطور
وکالت کے آیا ہے اس قلعہ کے سردار سے کہہ دو اگر تمہاری مرضی ہو
ہو تو یہاں آکر تم سے دو چار باتیں کر لیوے لوگوں نے آخوند ظہور اللہ
خٹک کو جن کو آپ نے قلعدار کیا تھا خبر کی وہ اور محمد خاں پنجابی جمعدار
دروازے پر آئے اور اُسی سوار سے آنے کا حال پوچھا اُس نے ان
سے بھی وہی حال بیان کیا آخوند صاحب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے تم جاکر
کہو کہ دو تین سواروں سے آوے جو کچھ بات کہنی ہو کہہ جاوے پھر اسی

سوار نے کیول سے جا کر کہا وہ دو سواروں سے قلعہ کے دروازے پر آیا اور آخوند صاحب سے کہا کہ خلیفہ صاحب تمہارے مع لشکر طرف کابل تشریف لے گئے ہیں اس وقت وہ تمہاری کمک کو نہیں آسکتے اور تم تھوڑے آدمی ہو اور درانی بہت ہیں تم ان سے عہدہ برا نہ ہوگے کس واسطے مفت میں اپنی جانیں ہلاک کرو گے اگر میری بات مانو تو میں تم کو امن دے کر اپنے ہاں سے نکال لے چلوں تم قلعہ خالی کر صحیح و سالم جہاں چاہو وہاں چلے جاؤ آخوند صاحب کو اُمید تھی کہ شاید آج کسی وقت ہماری مدد آجاوے یہ بات خیال کر کے اس سے وعدہ کیا کہ آج ہم اپنے لوگوں سے دریافت کر کے کل اتنے ہی وقت تم کو اس کا جواب دیوینگے یہ بات سُن کر کیول درانیوں کے لشکر کو گیا آخوند صاحب نے اپنے لوگوں کو جمع کر کے کیول فرنگی کا سوال بیان کیا اور کہا کہ بھائیو اسباب ظاہری کی رو سے تم سب کو معلوم ہے کہ درانیوں کی جمعیت بہت ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں مقابلے میں اُن سے پیش نہ جاوینگے مگر بات یہ ہے کہ آج سے کل فجر تک اگر ہماری کچھ مدد آگئی تو ضرور انشاء اللہ تعالیٰ لڑینگے والا جیسا اس وقت مناسب ہوگا ویسا کیول کو جواب دیوینگے سب لوگوں کو یہی بات پسند آئی پھر آپ کی مدد

تو پہنچی ہی نہیں وہ پچاس ساٹھ آدمی ان کے مقابلے میں کیا کرتے آپ کی مدد سے نا اُمید ہو کر اور بھی ہراساں ہو گئے لگا روز کیول فرنگی اپنے وعدے پر پھر جا کر موجود ہوا اور آخوند صاحب کو بلا کر جواب اپنے سوال کا طلب کیا آخوند صاحب نے کہا کہ ہم لوگوں کو درانیوں کے عہد و پیمان پر ہرگز اعتماد نہیں وہ بڑے مکار دغا باز ہیں کسی کے ساتھ اُنہوں نے وفا داری نہیں کی اور تم ان کے نوکر ہو ان پر حاکم ہو نہیں جو تمہارا ان پر دباؤ ہو اور ہم لوگ اگرچہ تھوڑے ہیں اور وہ بہت مگر ہم کو اس کا کچھ پس و پیش نہیں ہم تو خدا کی راہ میں اپنی جانیں گویا ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں اگر مارے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ درجہ شہادت پاوینگے اگر مارے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ درجہ شہادت پاوینگے اور زندہ رہیں گے تو غازی کہلاویں گے ہمارے لئے دونوں باتیں بہتر ہیں تم اس مقابلے میں نہ پڑو اپنا رستہ لو ہم ان سے لڑینگے پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ کرے یہ گفتگو سُن کر اس نے کہا کہ آخوند صاحب تم سچ کہتے ہو درانی لوگ فی الحقیقت فریبی اور دغا باز ہیں اس میں کچھ شبہ نہیں اور ہم بھی جانتے کہ خلیفہ صاحب کے لوگ بڑے مردانے اور شجاع اور خدا والے ہیں اور اپنی جان ہتیلی پر لئے پھرتے ہیں

اور یہ بات جو ہم تم سے کہتے ہیں سو تم دونوں کی خیر خواہی کے لئے کہ کشت و خون نہ ہو اور درانیوں کو تو فقط تمہارے قلعے سے غرض ہے تم سے کچھ مطلب نہیں اور اس کا عہد و پیمان ہم ان سے خوب پختہ لے چکے ہیں اور ہم اپنی ضمانت سے کہتے ہیں اگر اس میں وہ کچھ بدعہدی کرینگے تو اس وقت ہم تمہارے شریک ہیں یہ سن کر آخوند صاحب نے کہا کہ خیر اگر تم نے اُن سے وقت اپنی تسلی اور دلجمعی اس امر میں پختہ کر لی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہم قلعہ خالی کر دینگے پھر اس نے کہا کہ تم ذاتی اسباب اپنا اور اپنے ہتیار لے کر نکل آؤ پھر یہی صلاح ٹھہری آخوند صاحب نے اپنے سب لوگوں سے یہی کہہ دیا وہ سب اپنا اسباب اور ہتیار لے کر قلعہ سے باہر نکلے اور میدان میں کھڑے ہوئے کیول نے اپنے دو سوار بھیج کر سردار سلطان محمد خاں کو کہلا بھیجا کہ قلعہ خالی کر لیا ہے تم آجاؤ پھر سلطان محمد خاں ایک ہزار سواروں سے آیا اور قلعہ پر اپنا تسلط کر لیا اور کیول فرنگی سے کہا ان کو ہریان میں لے چلو وہاں دریائے لنڈی اُتار کر خٹکوں کی عملداری میں کر دینگے پھر سلطان محمد خاں اور کیول اپنے ہمراہ آپ کے سب لوگوں کو ہریان میں لے گیا اور سب کا اسباب اور ہتیار چھین لئے اور گرفتار کر لیا کیول یہ بدعہدی

ان کی دیکھ کر بہت ناراض ہوا اور کہا سردار یہ بات تم بے مناسب کرتے ہو میں نے ان کو اپنے ہاتھ سے نکالا ہے اور تم نے مجکو زبان دی تھی ان کو چھوڑ دو اُس نے کچھ نہ سنا تب کیول ناخوش ہو کر وہاں سے توشہرے کو چلا گیا اور اُسی رات کو خدا جانے کس تدبیر سے آخوند ظہور اللہ قید سے نکل گئے اور اس کے بعد انہوں نے صبح کو تین سواروں کے ضابطہ کے ساتھ سب قیدیوں کو ہشت نگر کو بھیج دیا اور سب کے سامنے پکار کہہ دیا کہ ان سب کو اپنے بھائی سردار محمد خاں کی قبر پر ذبح کرینگے اور اب لشکر درانیوں کا یہاں سے آکر ہنڈ کے میدان میں پڑا ہے اور زیدی اور کنڈی اور شاہ منصور وغیرہ کو اُنہوں نے لوٹ لیا اور جلا دیا حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ تمام حال سن کر فرمایا کہ خان بھائی یوں ہی معاملہ گذرا ہے جیسے تم کہتے ہو کیا مضائقہ مرضی الٰہی یوں ہی تھی اور جو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی ہے اس کا عوض اللہ تعالیٰ ان سے آپ لیگا اور اللہ تعالیٰ سے مجکو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ سب ان موذیوں کے چنگل سے صحیح و سالم چھوٹ جاوینگے پھر آپ مع لشکر پنجتار میں آکر داخل ہوئے اور سب لوگ اپنے اپنے مکانوں میں

اُترے اس کے اگلے روز بعد نماز ظہر کے حضرت نالے پر شیشموں
کے درختوں کے تلے جہاں نماز جمعہ کی ہوتی تھی اور صدہا لوگ اپنے لشکر
کے اور اُس نواح کے حاضر تھے اس میں بعضے بعضے ملکیوں کی زبانی
افواہاً خبر معلوم ہوئی کہ درانیوں کا ارادہ یہاں پنجتار پر آنے کا ہے
یہ خبر سُن کر حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور رسالدار عبد الحمید
خاں اور ارباب بہرام خاں اور سردار فتح خاں اور اپنے خواہرزادے
سید احمد علی صاحب کو بلایا اور علیحدہ بیٹھ کر کچھ مشورہ کیا اور بعد اس
کے بآواز بلند سب کے سامنے فرمایا کہ درانی لوگ ہم پر یہاں پنجتار
میں تو کیا آوینگے ہم ان کے پیشور پر لشکر بھیجنے کی تیاری اور تدبیر
کی ہے اور مولانا صاحب ممدوح اور عبد الحمید خاں رسالدار کی طرف
مخاطب ہوکر بآواز بلند فرمایا کہ ہمارے لشکر میں قریب پانسو کے گھوڑے
ہیں ایک گھوڑے پر دو دو آدمی ہتیار لگا کر سوار ہوں اور آج رات
کو بعد نماز عشاء کے پیشور کا رستہ لیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کل صبح کو ہم
جا کر سلیم خاں پر ڈیرہ کرینگے اور سب سواروں کو خبر کر دو کہ جلد دو دو
روز کی روٹیاں پکا لیویں اور تیار ہو رہیں پھر یہ خبر جماعت جماعت
میں گئی اور وہ سب موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کے روٹیاں پکانے لگے اور یہ خبر مخبروں نے درانیوں

کو جاکر خبر ہو گئی کہ سید بادشاہ نے اپنے لشکر میں یہ تدبیر
کی ہے اور ہم اُن کے سواروں کو روٹیاں پکاتے ہوئے چھوڑ
آئے ہیں آج رات ضرور اُن کے سوار طرف پیشور کے روانہ
ہونگے یہ خبر وحشت اثر سُن کر اُن کے لشکر میں ہول پڑ گیا
اور تمام لوگ متردد ہو گئے کہ ایسا نہ ہو وہاں جاکر ہمارے
اہل و عیال کو پکڑ لیں اور شہر کو تباہ کریں اسی وقت سردار
سلطان محمد خاں اور سردار پیر محمد خاں نے اپنے بھائی سردار
سید محمد خاں کو کے چھوڑا اور آپ دونوں بھاگ گئے ،
اور درمیان میں کہیں نہ ٹھہرے جاکر پیشور میں دم لیا اور
اُن کے پیچھے سردار سلطان سید محمد خاں پھر تیگاہ لے
کر تیار ہوا اور خادے خاں کے بھائی امیر خاں کو بلا کر کہا
کہ اب ہم تو یہاں سے روانہ ہوتے ہیں اگر تم سے ہو سکے تو
اپنے بھائی خادے خاں کے قلعہ کو سنبھالو والا تم جانو یہ کہہ
کر اُس نے بھی کوچ کیا اور جاکر ہشت نگر میں دم لیا اور قلعہ
ہنڈ میں کوئی درانی نام کو نہ رہا سب بدحواس ہو کر چلے گئے
اور ادہر پنجتار میں ہم لوگ سوار روٹیاں پکا کر اور کمریں باندھ

کر اپنے ساز وسامان سے تین پہر رات گئے تک منتظر حکم کوچ
کے تیار رہے اس عرصے میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
پاس خبر آئی کہ لشکر درانیوں کا میدان سنھڈ سے طرف پیشور
کے کوچ کر گیا اور اب وہاں کوئی بھی نہیں یہ خبر فرحت اثر
سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے کہا الحمد للہ اور سر کھول کر ساتھ
کمال الحاح وزاری کے جناب باری میں دعا کرنے لگے کچھ دیر
میں یہی خبر دوسرا شخص لایا بعد اس کے اذان صبح کی ہوئی تیسری
خبر آئی کہ سردار سید محمد خاں قلعہ سنھڈ خادے خاں کے بھائی
امیر خاں کو سپرد کر کے اور اس میں سے اپنے لوگوں کو لے کر چلا
گیا پھر نماز فجر کی پڑھ کر سب کے ساتھ حضرت نے دوسرا کر
پھر دعا کی اور سواروں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل
وکرم سے بلا دفع کر دی اب کمریں کھول ڈالو اس وقت ہم
لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے شاید یہ تدبیر صرف
درانیوں کے بھگانے کو نکالی تھی پھر اس کے اگلے روز ایک ملکی
نے آکر خبر دی کہ میں نے بیچھے بعضے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ
قلعہ سنھڈ سے جن لوگوں کو نکال کر درانیوں نے قید کر کے ہشت نگر
میں پہونچا دیا تھا سو وہ قتل ہو چکے سردار سید محمد خاں کے نکل

گئے یہ خبر فرحت اثر سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ الحمد للہ کیا عجیب ہے کہ اس قادر مطلق نے اپنے عاجز بندوں کو ان موذیوں کی گرفتاری سے رہائی بخشی ہو اور جناب الٰہی سے ہم کو یہ بھی اُمید ہے پھر اُس کے دوسرے یا تیسرے روز محمد خاں جمعدار پنجابی اٹھارہ یا بیس آدمیوں سے آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے اور سب لوگوں سے ملاقات کی تمام لوگ لشکر کے ان دیکھ کر خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان موذیوں سے بچا لیا پھر حضرت نے محمد خاں سے پوچھا کہ اور باقی لوگ تمہارے ہمراہ کے کہاں ہیں انھوں نے عرض کی کہ ان کی قید سے نکلے تو ہم سب مگر اتنے لوگ ہم آپ کی خدمت فیضدرجت میں آکر حاضر ہوئے اور انھوں سے جو ہم نے کہا کہ تم بھی چلو انھوں نے جواب دیا کہ اب تو ہم مارے ندامت کے حضرت کے پاس نہیں جا سکتے اب وہاں جاکر کیا منہ دکھاویں بلکہ وہ ہم کو غیرت اور شرم دلاتی ہے کہ تم بھی نہ جاؤ مگر ہم نے کہا کہ ہم تو وہیں جاوینگے ہمارا تو مرنا جینا انھیں کے ساتھ ہے حضرت نے فرمایا کہ جزاکم اللہ تم نے خوب کام کیا جو یہاں چلے آئے اس میں شرم اور

ندامت کی کیا بات ہے پھر حضرت نے ان سے وجہ خلاص
کی پوچھی اُنہوں نے عرض کی کہ قلعہ ہنڈ خالی ہونے کا قصہ تو
آپ نے سنا ہی ہوگا اس کا اعادہ کرنا کیا ضرور مگر جب ہم
کو ہنڈ سے ہریان میں لے گئے اور وہاں ہتیارے ہمارے چھین لئے
اور گرفتار کیا اسی رات کو آخوند ظہور اللہ صاحب تو خدا
جانے کس تدبیر سے نکل گئے جب یہ خبر سلطان محمد خان کو
ہوئی تب آدمیوں نے اس کے اگلے روز ہم سب کو سخت
قید کر کے تین سو سواروں کے ضابطہ کے ساتھ ہشت نگر
کو روانہ کر دیا اور ہم سب کو سنا کر کہا کہ ان لوگوں کو بڑی
محافظت کے ساتھ لیجاؤ جب ہم پشاور میں جاوینگے ان
سب کو اپنے بھائی یار محمد خاں کی قبر کے گرد پھرا کر ذبح
کرینگے پھر ہم کو لے گئے جب ہشت نگر میں پہنچے وہاں ایک
مکان میں قید کیا اور اس کا دروازہ بند کر لیا اور دروازے
پر پہرہ لگا دیا اور ہم لوگوں کو جو سردار سلطان محمد خاں نے
قتل کرنے کی خبر سنا دی تھی اس سبب سے ہم سب مارے خوف
جان کے حواس باختہ تھے آخر کو سب نے مل کر مشورت کی کہ
کوئی تدبیر یہاں سے نکلنے کی کیا چاہیے پھر اس پر سب کا اتفاق

ہوا کہ آخر تو یہ موذی دراتی ہم لوگوں کو ساتھ ذلت
کے ماریںگے اس سے تو بہتر یہ ہے کہ اگر ہم یہاں سے کسی تدبیر
سے نکلیں اور یہ حال ان پر ظاہر ہو جاوے تو اینٹ پتھر
لکڑی وغیرہ جو ہاتھ لگے لے کر تیار ہو جاؤ اور لڑتے بھڑتے
نکل چلو پھر سب نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو ایسی
نہیں کوئی تدبیر یہاں سے نکلنے کی کرو پھر میں نے اس چھری
سے اس مکان کے پچھواڑے کی دیوار کہ مٹی اور پتھر کی تھی
کھودنی شروع کی اور وہ چھری محمد خاں نے حضرت علیہ السلام
کے آگے رکھ دی کہ یہ چھری تھی پھر قریب آدھی رات کے
کھودتے کھودتے موافق نکلنے آدمی کے اس میں رستہ کیا
اور جو چھوٹے چھوٹے پتھر اس میں نکلے وہ سب لوگوں نے
ایک ایک دو دو اٹھا لئے اور اس رستے سے ایک ایک
ہم سب نکلے اور اپنی ٹولی باندھ کر چلے جب بستی کے باہر پہنچے
تب شاید کسی نے بستی والوں سے ہم کو دیکھ لیا کہ یکبارگی
بستی میں شور و غل ہونے لگا کہ سید بادشاہ کا چھاپا آپہنچا
پھر ہم کو وہاں کا حال نہیں معلوم کہ وہاں کیا ہوا مگر ہم

سب فرصت پاکر وہاں سے روانہ ہوئے اور آٹھ کوس
پیر ہم کو صبح ہوئی پھر وہاں سے اپنے آدمی ہم ادہر آپ
کے پاس آئے اور باقی لوگ وہیں ہم سے چھوٹے ہمارے
وہاں سے نکلنے کا اس صورت سے حال ہوا جو مذکور ہو چکا
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے فرمایا کہ اب جاکر اپنے اپنے
مکانوں میں اُترو پھر وہ سب لشکر میں رہنے لگے اور
اس کے کئی روز کے بعد اُسی ملک کے لوگوں کی زبانی سننے
میں آیا کہ امیر خاں خادے خاں کا بھائی حضور میں
انٹولا فرانسیس کے پاس گیا ہے کہ قلعہ مجھ سے تھم نہیں
سکتا تم کچھ لوگ اپنے میری مدد کو بھیجو اور زبانی میاں
دین محمد صاحب کے باقی حال حافظ ٹھوخاں رامپوری کا
یہ ہے کہ اس کے کئی روز کے بعد حافظ ٹھوخاں نے حضرت
علیہ الرحمۃ سے رخصت طلب کی آپ نے فرمایا کہ حافظ بھائی
وہ جو کپڑا لائے ہو ہم کو دکھاؤ پھر حافظ صاحب وہ
سب تھان حضرت کے پاس اٹھا لائے آپ نے ان
میں سے کئی تھان اٹھا کر دیکھے اور فرمایا کہ کپڑا بہت

اچھاہے اور سب تھانوں کی قیمت پوچھی اُنھوں نے عرض
کی کہ آپ قیمت کس واسطے پوچھتے ہیں میں تو آپ کی نذر کو
لایا ہوں آپ نے فرمایا کہ ہم نے نذر تمہاری قبول کی اور قیمت پوچھنے
میں کیا مضائقہ ہے قیمت بھی بتا دو انھوں نے عرض کی کہ سب
تھان میں نے ستر روپے کے خریدے ہیں پھر آپ نے وہ سب
تھان شیخ ولی محمد صاحب کے پاس رکھوا دیئے اور فرمایا کہ حافظ
بھائی اب ایک بات ہم کہیں مگر آپ انکار نہ کریں انھوں نے
عرض کی کہ میں آپ کا خادم ہوں انکار کس لئے کرونگا آپ نے
فرمایا کہ ہم اس کپڑے کے ایک سو بیس روپے تم کو دینگے مگر
یہاں نہیں اور جہاں کہو وہاں دین محمد وہ روپے پہنچا دیویں
انھوں نے عرض کی کہ آپ کا فرمانا مجکو بہر طور منظور ہے اس کا
حال میں دین محمد سے کہہ دونگا پھر حافظ صاحب نے ایک خط
لکھ کر مجکو دیا اور کہا کہ جب رامپور میں جانا تو یہ خط میاں مقیم
کو دینا وہ تم کو میرا مکان بتا دینگے وہاں جاکر روپے جو کچھ
حضرت فرماتے ہیں حوالے کر دینا اور اُن سے رسید لے کر
مجکو پہنچا دینا پھر اس کے تین یا چار روز کے بعد حضرت نے مجکو
طرف ہندوستان کے روانہ کرنا تجویز کیا اور حافظ ملھو خاں

سے فرمایا کہ حضرت تک دین محمد کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ وہاں سے
پھر یہ چلے جاوینگے پھر آپ نے مجھ سے جو کچھ زبانی فرمانا تھا
وہ فرما دیا اور جن کو جن کو وہ خط دینے تھے وہ خطوط مجکو سپرد
کئے تکملہ اس کا یہ ہے کہ میں حافظ ملھو خاں کے ہمراہ پنجتار سے
روانہ ہوا پھر ہنڈ کے گھاٹ ناؤ پر سوار ہو کر دریائے اباسین
اُترا اور رستے میں میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ سید صاحب
نے فرمایا ہے کہ لشکر میں یا تو وزیر خاں نومسلم سکھ کے ڈیرے پر
اُترنا یا محمد سعید خاں جمعدار سوُخیل کے اور جو یہاں موقع
نہ ہو تو شاہ میر خاں رسالدار لہاری والے کے ڈیرے میں
اترنا سو اب اس میں تمہاری کیا صلاح ہے میں کہاں اُتروں
انھوں نے کہا کیا تم ہمارے ڈیرے میں نہ اُترو گے میں نے کہا تمہارے
ڈیرے میں اُترنے سے کیا مجکو انکار ہے مگر سبب یہ ہے کہ تم
سید صاحب سے ملاقات تو کر چکے ہو تم سے تو اور کوئی نئی بات
کہنی نہیں ہے اور اُن سے کچھ حضرت علیہ الرحمۃ کا پیام پہنچانا
ہے اور ان کے خطوط میرے پاس ہیں وہ دینے ہیں وہاں جانا
ضرور ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمارا ڈیرہ اور وزیر خاں اور شاہ
میر خاں رسالدار کا لشکر کے پرلے سرے ہے اور جمعدار محمد سعید خاں

کا ڈیرہ ورلے سرے ہے جہاں تمہارا جی چاہے وہاں اُترو میں
نے کہا میں تو ورلے سرے پر محمد سعید خاں کے ڈیرے میں اُتروں گا
وہیں سے اپنے آنے کی خبر سب کو کہلا بھیجونگا یا تم ہی جا کر اُن
سے کہہ دینا پھر حافظ ململو خاں نے مجکو جا کر محمد سعید خاں کے ڈیرے
پر کھڑا کر دیا اور آپ اپنے ڈیرے کو گئے اور میں جا کر محمد سعید خاں
سے ملا اور وہاں اُترا پھر انھوں نے مجھ سے سید صاحب اور
لشکر کا حال پوچھا میں نے بیان کیا اور جو دو انہوں کی قید سے لوگ
چھوٹے تھے ان کی سرگذشت کہی پھر انھوں نے اور اپنے بڑے
کے افسروں کو جو سید صاحب سے اعتقاد اور اخلاص رکھتے تھے
کہلا بھیجا کہ سید صاحب کا فلانا شخص آیا ہے یا تو تم آپ یہاں
آکر ملاقات کر جاؤ یا اپنے ڈیرے پر بلا بھیجو پھر سب نے پہلے بعد
عصر کے وزیر خاں کمر باندھے ہتیار لگائے ہوئے آئے اور مجھ سے
بعد سلام علیک کے مصافحہ اور معانقہ کیا اور پچاس روپے واسطے
راہ خرچ کے مجکو دئے اور اپنا عذر بیان کرنے لگے کہ میں سید صاحب
کے روبرو بہت کچھ اقرار کر آیا تھا مگر اس وقت یہی حاضر ہے اور
میں اس وقت بر سر راہ ہوں ٹھہر نہیں سکتا اتنا افراالسس
کا اس وقت حکم ہوا ہے کہ سات سو سکھ اپنے ساتھ لے

جا کر قلعہ ہنڈ میں پہنچا آؤ اس لئے کہ میر خاں خادے خاں کا بھائی کئی روز سے یہاں لشکر میں آیا ہے اور اتنؤ رازفرانسس سے کہتا ہے کہ اکیلے مجھ سے قلعہ ہنڈ نہیں سنبھلتا تم کچھ مدد بھیجو سو میں ان کو پہنچا کر پچھلی رات کو آجاؤنگا اس وقت تم سے اور باتیں کرونگا پھر میں نے اپنے جی میں کچھ سوچ کر وہ پچاس روپے ان کے واپس کر دئے انھوں نے کئی بار تکرار اس پر اصرار کیا مگر میں نے نہ لئے پھر وہ مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے پھر بعد نماز عشاء کے چند افسر جن کو محمد سعید خاں نے کہلا بھیجا تھا وہ آئے اور مجھ سے ملے پھر جو کچھ سید صاحب نے جن جن کو زبانی پیام کہا وہ میں نے ان کو پہنچایا اور بتیس خط سید صاحب کے دئے ہوئے میرے پاس تھے وہ میں نے کھول کر اپنے تھیلے سے دہر دئے اور کہا کہ جن کے جن کے نام خط ہوں وہ اپنے پہچان کر لے لیویں پھر وہ سب افسر اپنے اپنے ڈیروں پر چلے گئے اور اسی رات کو پچھلے پہر اپنے وعدے پر وزیر خاں بھی آئے اور مجھ سے باتیں کرتی تھیں وہ کہیں اور اپنے ڈیرے پر گئے پھر میں محمد سعید خاں کے ڈیرے میں تین روز

رہا چوتھے روز وہاں سے رخصت ہوا اور آتے آتے دہلی
میں آیا اور مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم و مغفور کے مدرسے
میں ایک ہفتہ ٹھہرا اور جو کچھ سلام و پیام سید صاحب کا
تھا وہ ان کو پہنچایا اور جو کچھ حال سید صاحب اور لشکر کا
انھوں نے پوچھا وہ بیان کیا پھر ان سے رخصت ہو کر روانہ
ہوا اور گڑھ مکتیسر اور امروہہ اور مرادآباد میں ہوتے ہوئے
رام پور میں داخل ہوا اور حضرت مولانا محمد حیدر علی صاحب مرحوم
و مغفور کے مکان پر اترا اور سید صاحب کا سلام و پیام اُن
کو پہنچایا اور جو کچھ حال خیر مآل سید صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کا
انھوں نے پوچھا میں نے بیان کیا پھر اگلے روز ان سے میں نے
عرض کی کہ آپ مجھکو میاں مقیم صاحب کے مکان پر پہنچا دیں
حافظ ٹھو خاں کا رقعہ اور خط ان کو دینا ہے مولانا صاحب
ممدوح نے فرمایا کہ مہینہ رمضان کا ہے روزے میں کہاں
حیران ہو گے میاں مقیم تو اکثر اوقات نواب صاحب کے
دربار میں بنے رہتے ہیں مکان پر کم ٹھہرتے ہیں ان سے
ملاقات ہونی دشوار ہے جو کچھ تم دو گے ہم ان کے پاس

بھجوا دینگے پھر میں نے مع خط حافظ ملہو خاں کے ایک سو بیس
روپے مولانا صاحب ممدوح کو حوالہ کئے کہ آپ میاں یقیم کے
پاس کسی کے ہاتھ بھجوا دیں اور اس کی رسید منگوا دیں اور
جو آپ سے کسی وقت ان کی ملاقات ہو اور وہ کچھ حال سید صاحب
کا اور لشکر کا پوچھیں تو آپ ان سے وہی بیان کر دیں جو میں
نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے پھر مولانا صاحب نے وہ روپے
اور خط ان کے پاس بھیج کر مجکو رسید حافظ صاحب کے گھر کی
منگا دی پھر بعد ایک ہفتہ کے وہاں سے روانہ ہوا طرف بلاد
شرقیہ لکھنؤ و الہ آباد وغیرہ کے اور اس سفر میں بہت مدت مجکو
لگی یہاں تک کہ واقعہ بالاکوٹ کا بھی ہو گیا انتہی اور باقی حال انجبار
کا یہ ہے کہ جس روز دین محمد صاحب ہمراہ حافظ ملہو خاں کے روانہ
امیر المومنین ہوئے اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ نماز عصر کی پڑھ
کر مسجد میں بیٹھے تھے اس وقت زبانی کئی ملکیوں کے متواتر
خبریں آئیں کہ امیر خاں بھائی خادے خاں کا حضرو سے سات
سو سکھ لایا ہے اور انھیں کا اب قلعہ ہنڈ میں بندوبست
ہے یہ سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کیا مضائقہ اس
میں بھی کچھ حکمت الٰہی ہے اب کی بار انشاء اللہ تعالیٰ سکھوں

سے ہم سنڈ خالی کر لیونگے پھر اس کے کئی روز کے بعد جابجا
سے خبریں آنے لگیں کہ اکثر ملک سمہ کے ملک اور خوانین
سکھوں سے مل کر ان کے تابعدار ہو گئے اور جن لوگوں کو اطاعت
سکھوں کی اطاعت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ فتح خاں اور
ان کے بھائی ارسلان خاں زیدی والے اور ابراہیم خاں
اور اُن کے بھائی اسمٰعیل خاں کلابٹ والے اور مردان خاں
عشرہ والے اور ملا سید میر کوٹھے والے وغیرہم وے سب
اپنے گاؤں چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جب یہاں تک نوبت
پہنچی تب پائندہ خاں نے اپنے بھائی امیر خاں کو کہ اس کو
حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کے پنجتار میں بھیجا تھا سو وہ
لشکر میں اپنے سواروں سے رہا کرتا تھا بلا لیا بعد اس کے حضرت
علیہ الرحمۃ کے امر اطاعت میں قصور کرنے لگا اور آثار بغاوت
کے سے اس کی طرف سے ظہور کرنے لگے مگر سید صاحب کو یہ
خبریں سن کر اس کی طرف سے کسی نوع کی بدگمانی نہ تھی
پھر بعد چند روز کے نامر خاں بہٹ گرام والے اور مدد خاں
برادر پائندہ خاں اور راجہ پارس وکیل سلطان وزیر دست

مظفر آبادی کے نے سوا ان کے اوروں نے بھی حضرت علیہ الرحمۃ
سے عرض کی کہ یہاں تک ملک سے کا بگڑ گیا اور اپنے قابو کا نہ
رہا اگر آپ کے خیال شریف میں آوے تو طرف ملک کشمیر کے
چلنے کا ارادہ کریں اکثر اس ملک کے سرداروں سے عرضداشت
ایک مدت سے آتے ہیں کہ آپ ادہر تشریف فرما ہوں یا اپنے کچھ
لوگ روانہ فرماویں ہم آپ کے سب فرمان بردار ہیں آپ نے
فرمایا کہ جو سب بھائیوں کی صلاح ہو بہتر ہے پھر اسی پر سب کا
اتفاق ٹھہرا اور حضرت سے عرض کی کہ اول آپ چند لوگ مظفر آباد
کو روانہ فرماویں کہ وہ گویا دروازہ ملک کشمیر کا ہے اس سے
حال رستے کا بھی کھل جاویگا اور اس ملک کا بھی بعد اس کے پھر آپ
تشریف لے چلئے بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل
کو مظفر آباد بھیجنے کی تجویز ٹھہرائی اور تمام قندہاری اور پنجابی
اور چند ہندوستانی قریب دو سو آدمیوں کے واسطے ہمراہی ان کی
کے مقرر کئے اور مولوی خیر الدین صاحب کو مولانا صاحب کا نائب کیا
اور ان دنوں مولوی صاحب ممدوح لشکر کے قاضی تھے جب ان
کو مولانا صاحب کے ہمراہ بھیجنے کی تجویز ہوئی تب ان کی جگہ
مولوی حبان صاحب کا نڑاغر بندوالے کو قاضی کیا پھر پہلے

راجہ پارس کو روانہ فرمایا کہ تم چل کر وہاں اپنے لوگوں کو خبر
کرو تمہارے پیچھے میاں صاحب یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بھی
آتے ہیں اور کمال خاں کو بھی رخصت کیا کہ اپنے مکان پر گردر
میں چل کر رہو اس لئے کہ اگرور وہاں سے مظفرآباد کے رستے
میں ہے پھر اس کے کئی دن کے بعد مولانا صاحب کو روانہ فرمایا
وہاں سے تیسرے روز مولانا صاحب ساتھ اپنی جمعیت کے جاکر
ستھانے میں سید اکبر صاحب کے مکان پر پہنچے سید صاحب بہت
تعظیم و تواضع سے پیش آئے اور سب لوگوں کی مہمانی کی اس کے
اگلے روز مولانا صاحب اپنا ایک آدمی خط دے کر پایندہ خاں
کے پاس روانہ کیا کہ کل ہم اتنے آدمیوں سے تمہارے وہاں آوینگے
کشتیاں تیار رکھنا ہم کو حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے طرف
پکھلے کے روانہ کیا ہے اس کے جواب میں اُس نے اپنا خط دے
کر ایک آدمی کو روانہ کیا اور زبانی یہ پیام دیا کہ میں تو سید
بادشاہ کا تابعدار ہوں آپ کا یہاں آنا میرے لئے سرفرازی
تھی مگر جو آپ اس طرف سے ہو کر دریا اُتر جاوینگے تو ہری سنگھ
سکھ ہم کو تکلیف دیگا ادہر سے جانا آپ کو مناسب نہیں ہے
اور یہ سب باتیں پایندہ خاں کی محض فریب کی تھیں اس لئے

کہ ہمیشہ اس کے اور سکھوں کے درمیان جنگ و جدال اور ناموافقت
رہتی تھی اگر صلح ہوتی تو یہی ایک بات ہے حقیقت یہ تھی کہ ہنڈ
کے چھن جاتے اور وہاں امیر خاں کے سکھوں کے لانے سے اکثر خوانین
سمہ کے اس طرف مل گئے تھے انھیں سب کا ساتھ اس نے بھی دیا تھا
اور علاوہ اس کے اپنی بستی کا بھی دغدغہ اُس کو تھا کہ ایسا نہ ہو
کہ وہا بیٹھیں پھر اس کے جواب میں مولانا صاحب نے اس کو دوسرا
خط لکھا اس مضمون کا کہ خاں صاحب جو تم نے یہ لکھا ہے کہ ہم سید
بادشاہ کے فرماں بردار ہیں اور یہ بھی کہتے ہو کہ ادھر ہماری طرف
ہو کر نہ آؤ کہ سکھ ہمارے مخالف ہو جاوینگے اور ہم کو تکلیف
دیوینگے اس کے کیا معنی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے اس
تقریر سے تو صاف تمہارا فریب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ سکھوں
سے اور تم سے صلح اور موافقت کب تھی جو اب تم کو ان کی مخالفت
کا خوف ہے اور سید بادشاہ کی فرماں برداری کے یہی معنی ہیں جو
تم کہتے ہو اس سے تو ظاہر یہ ہوتا ہے کہ تم ہری سنگھ کے فرمانبردار
ہو جس کی ناموافقت اور ایذا رسانی کا تم کو ڈر ہے سو ایسی تقریر
پوچ کرنی تمہاری شان کے لائق نہیں ہے ہم کو تو حضرت علیہ الرحمۃ
نے بھیجا ہے ہم کو تو جانے سے غرض ہے خواہ تمہاری طرف ہو کر خواہ
اور کسی طرف سے اگر تم اپنے امر میں سہو کر نہ جانے دوگے تو ہم سمجھنیگے

ص امیر المومنین

میں ہو کر چلے جاوینگے مگر تم کو ہمارے لئے خارج راہ ہونا نہ چاہیئے
کہ ہم نے ہمارے سید صاحب کی اطاعت کا اقرار کیا ہے اور انیاامام
گردانا ہے سوا اس کے اور باتیں اسی قسم کی جو منا سب جانیں وہ لکھیں
اور وہ خط انھیں کے آدمی کے ہاتھ بھیجا جب یہ خط اس کے پاس
پہنچا اور اُس نے پڑھا تب وہ بہت درہم برہم ہوا اور سمجھ گیا کہ میرا فریب
مولانا صاحب پر ظاہر ہو گیا آخر الامر دوسرا جواب اُس نے صاف صاف
لکھ کر بھیجا اس مضمون کا کہ بہتر بات یہی ہے کہ آپ میری عملداری میں
ہو کر نہ جاویں خواہ آم ہو خواہ پینٹ گلی اور جو آپ نہ مانینگے تو بیشک
لڑائی ہوگی ہم نے آپ کو اطلاع کر دی ہے اب آگے آپ جانیں جب یہ
خط مولانا صاحب کے پاس آیا تب آپ نے اس خط اور پہلے خط کا مضمون
تحریر کر کے عنایت اللہ خاں تو تالی والے کے ہاتھ پنجتار میں حضرت علیہ الرحمہ
کے پاس ارسال کیا کہ یہاں یہ معاملہ ہے اب جیسا کہ ارشاد ہو ویسا کیا
جاوے جب یہ خط عنایت اللہ خاں حضرت کے پاس لائے تب ہم نے یہ
تمام تقریر زبانی عنایت اللہ خاں کے سُنی اور اس کے سوا جو کچھ اُس
خط میں اور مضمون ہو وہ ہم کو نہیں معلوم پھر اس خط کا مضمون
دریافت کر کے حضرت علیہ الرحمۃ کو بڑا افسوس اور تردد ہوا پھر آپ
نے انھیں سب صاحبوں کو جنھوں نے اُدھر لوگ بھیجنے کو حضرت کو صلاح

دی تھی بلایا اور تمام مضمون خط کا سنایا اور فرمایا کہ اب اس
میں تم صاحب کیا کہتے ہو سب نے آپس میں مشورت کر کے حضرت سے
التماس کی کہ ہماری رائے ناقص میں تو یہ بات آتی ہے کہ مولانا صاحب
کو ادہر پلٹ آنا مناسب تو نہیں ہے جس طور سے بنے اس طور سے
مولانا صاحب وہاں سے آگے روانہ ہوں بعد اس کے یہاں سے آپ
تشریف لے چلیں آگے اس کے جو کچھ آپ کے مزاج شریف
میں آوے وہ کریں مختار ہیں اس کے جواب میں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بھائیو ہم کو تو مسلمان سے لڑائی کرنی منظور
نہیں مگر اس طرف چلنا ضرور ہوا اس کے لئے یہ تدبیر ہے کہ میاں صاحب
یعنی مولانا صاحب کو یہاں بلا لیویں بعد اس کے ہم پایندہ خاں کو خط
لکھ کر للہ فی اللہ ایک دو بار سمجھا دینگے اگر اس نے مان لیا تو نہو المراد
والا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا یہی گفتگو حضرت علیہ الرحمۃ
کی سب کو پسند آئی کہ یہی بہتر ہے پھر آپ نے مولانا صاحب کو
لکھا کہ آپ اب تو اس خط کے دیکھتے ہی سب کر کے یہاں چلے آویں
یہاں سے پھر ہم اس کا تدارک کرینگے پھر جو کچھ منظور الٰہی ہوگا
وہ ظہور میں آویگا غرض جب یہ خط وہاں گیا تب مولانا صاحب پڑھ کر

لے کر وہاں سے پنجتار میں چلے آئے اور حضرت سے ملے پھر مولانا
صاحب کے ہمراہیوں سے یہ ہی بات سننے میں آئی کہ جب مولانا
صاحب نے پائندہ خاں کو لکھا تھا کہ اگر آپ اپنے ام میں ہو کر ہم کو
نہ جانے دوگے تو بہیٹ گلی ہی کو ہم جاوینگے ہم کو تو ادہر جانے سے
غرض ہے سو یہ خبر مولانا صاحب کے پاس آئی تھی کہ اسی روز
پائندہ خاں نے عشرہ اور بہیٹ گلی کا باخوبی لڑائی کا بندوبست
کرلیا اور اپنے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس طرف سید بادشاہ کے لوگ اگر
آویں تو ان سے لڑنا اور نہ جانے دینا اور یہ خبریت آئی تھی کہ جب
مولانا صاحب اپنا خط سید صاحب کو اس طرف روانہ کر چکے تھے پھر جب
سید صاحب کا خط یہاں سے گیا تب مولانا صاحب ہم سب کو لے کر
اِدہر چلے آئے **حکایت** لشکر مجاہدین نصرت قرین میں لاہوری
نام ایک غازی رہنے والا غازی پور کا قاضی مدنی بنگالوی کہ مدنی اُن
کا نام تھا اور وہ قاضی زادوں میں تھے ان کے گھوڑے کی خدمت حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی اجازت سے کیا کرتا تھا شکل وصورت میں اگرچہ
کم رو اور حقیر تھا مگر صلاحیت اور خوش اخلاقی میں بینظیر تھا اور ایک
شخص عنایت اللہ خاں رہنے والے منڈیاہو کے جماعت خاص حضرت
علیہ الرحمۃ کے پلنگ کے قریب رہا کرتے تھے اور وہ حضرت کے پُرانے

رفیقوں میں تھے اور وہ حضرت کے ہمراہ بیت اللہ شریف کو بھی
گئے تھے اور حضرت اُن سے کمال محبت رکھتے تھے ایک روز لاہوری
کے ڈیرے پر گئے اور لاہوری اُس وقت ڈیرے پر نہ تھے گھوڑے
کے دانے بھگانے کا ایک طاس وہاں دہرا تھا سو وہ عنایت اللہ
واسطے آٹا گوندہنے کے اپنے ڈیرے پر اٹھا لائے بعد اس کے لاہوری
اپنے ڈیرے پر آئے اور دانہ بھگانے کو طاس تلاش کیا تو نہ پایا
لوگوں سے پوچھا کسی نے کہا طاس تمہارا عنایت اللہ لے گئے ہیں
پھر وہ عنایت اللہ کے پاس گئے اور کہا کہ تم ہمارا طاس بے پوچھے
اٹھا لائے اور ہم کو دانہ بھگانا ہے طاس ہمارا ہم کو دو اور اس وقت
عنایت اللہ نے خشک آٹا واسطے گوندہنے کے طاس میں نکال کر
رکھا تھا عنایت اللہ کے مزاج میں ذرا تندی بھی تھی لاہوری سے
کہنے لگے کہ تمہارا طاس کیسا طاس سرکاری ہے ہم اپنا کام کر کے
دیوینگے لاہوری نے کہا کہ طاس بیشک سرکاری ہے مگر قاضی مدنی
کی تحویل میں ہے اور انھوں نے ہم کو سپرد کیا ہے اور تم ہماری بغیر
اجازت کے لائے ہو تس پر اُلٹے گرم ہوتے ہو اور ہمارا حرج ہوتا
ہے ہم تو اپنا طاس لیجاوینگے عنایت اللہ نے کہا بھلا دیکھیں تو

کیونکہ تم لیجاؤ گے لاہوری نے طاس کا ہاتھ عنایت اللہ کے کرتے پر رکھ دیا اور طاس لے کر اپنے ڈیرے کو چلے عنایت اللہ نے اٹھ کر دو گھونسے لاہوری کے پہلو میں مارے اور طاس چھین لیا لاہوری بیتاب ہو کر گر پڑے اور نالہ و فریاد کرنے لگے لوگوں نے اُن کو اُٹھایا اور پانی پلایا اور یہ قصہ حضرت کے خاص برج کے تلے ہوا اس میں کسی نے حضرت کو خبر کی کہ لاہوری کو عنایت اللہ نے مارا یہ بات سُن کر آپ برج کی چھت سے سیڑہی پر آئے اور لاہوری اور عنایت اللہ کو بلایا حال پوچھا جو ماجرا تھا وہ لاہوری نے آپ کے سامنے گزارش کیا آپ نے عنایت اللہ سے پوچھا کہ یہ ماجرا یوں ہی ہوا یا اس میں کچھ فرق ہے انہوں نے عرض کی کہ ہاں فی الواقعی یوں ہی ہوا یہ بات سنتے ہی آپ کمال ناخوش اور خفا ہوئے اور کہا کہ تم اپنے دل میں یوں جانتے ہو گے کہ ہم سید صاحب کے پُرانے رفیق اور اُن کے پلنگ کے پاس رہتے ہیں اور تم کو یہ خیال ہے کہ ہم یہاں اللہ کے واسطے آئے ہیں اور کام ایسے نکمے کرتے ہو اور لاہوری کو جانتے ہو کہ قاضی مدنی کا سئیس اور کم رو اور حقیر ہے یہی جان کر تم نے اس کو مارا یہ تم نے بڑی زیادتی اور حرکت بیجا کی ہمارے نزدیک تم اور لاہوری علیہ سب برابر ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں سب لوگ یہاں خدا

کے واسطے آئے ہیں بعد اس کے حافظ صابر تھانوی اور شرف الدین نیگالوی سے فرمایا کہ ان دونوں کو قاضی حبان صاحب کے پاس لیجاؤ عنایت اللہ کی زیادتی ہے اور اُن سے کہنا کہ اس میں کسی طور سے کسی کی رواداری اور رعایت نہ کرنا موافق شرع شریف کے فیصلہ کردو جب حضرت علیہ الرحمۃ نے سب کے سامنے یوں فرمایا تب پھلت والے لوگ جن کی جماعت میں عنایت اللہ تھے آپس میں کہنے لگے کہ اب لاہوری کو کسی طور راضی کرنا چاہئے اگر وہ راضی ہوکر معاف کردے تو بہتر ہے یہ بلائل جاویگی اور نہیں تو عنایت اللہ پر ضرور تعزیر آویگی پھر انھوں میں سے دو تین شخص لاہوری کو سمجھانے لگے کہ بھائی صاحب اب تو عنایت اللہ سے یہ زیادتی تم پر ہوئی اور انھوں نے بہت بُرا کام کیا مگر تمہارا بھائی ہے بہتر یہی ہے کہ یہ قصور اس کا معاف کردو بلکہ بطور خوشامد کے کچھ دینے پر بھی راضی ہوئے مگر لاہوری نے کسی طرح نہ مانا اور کہا کہ بھائیو اب تو جو کچھ سید صاحب نے فرمایا میں اسی پر راضی ہوں وہاں چل کر جیسا کچھ ہوگا ہو رہیگا یہاں اس امر میں مجھ سے کچھ نہ بولو وہ ناچار ہوکر چپ ہو رہے اور حافظ صابر اور شرف الدین ان دونوں کو قاضی حبان صاحب کے پاس

لے گئے قاضی صاحب بستی کی مسجد میں تھے اور اُس وقت گھڑی
ڈیڑھ گھڑی دن باقی ہوگا قاضی صاحب نے پوچھا کہ بھائیو اس
وقت سب مل کر کہاں آئے ہو حافظ صابر اور شرف الدین نے
ان دونوں کا حال بیان کیا کہ اس طور سے لڑائی ہوئی ہے اور جو
سید صاحب نے ان کے مقدمے میں ارشاد کیا تھا وہ بھی عرض
کر دیا پھر قاضی صاحب نے لاہوری سے معاملہ پوچھا انھوں نے
شروع سے جو کچھ گذرا تھا بیان کیا پھر عنایت اللہ سے پوچھا انھوں
نے بھی ویسا ہی کہا جیسا لاہوری نے کہا تھا قاضی صاحب نے فرمایا
کہ اب تو شام ہو گئی اس وقت جاؤ کل بعد نماز اشراق کے آنا ہم
تمہارا فیصلہ کر دینگے پھر وہ اپنے اپنے ڈیرے پر آئے اور بعد نماز مغرب
کے شیخ عبد الرحمن (صاحب) رائے بریلی والے قاضی صاحب ممدوح
کے پاس گئے اور وہ ان کے بڑے یار تھے اور کہا کہ قاضی صاحب
کوئی تدبیر آپ ایسی کریں کہ جس میں لاہوری راضی ہو جاوے
اور عنایت اللہ ذلت نہ پاوے اور اس امر میں زیادتی ضرور
عنایت اللہ کی ہے اور جو لاہوری کسی طور نہ مانے تو امر ناچاری
کا ہے پھر جو حکم شرع شریف کا ہو وہ آپ جاری کریں قاضی

صاحب نے فرمایا کہ شیخ صاحب آپ بہت اچھا فرماتے ہیں ہم
اول لاہوری کو خوب سمجھاوینگے حتی الامکان اس میں قصور نہ
کرینگے اگر اس نے مان لیا تو بہتر ہے ورنہ موافق حکم خدا اور رسول کے
انصاف کیا جاویگا پھر شیخ عبدالرحمٰن وہاں سے اپنے ڈیرے
پر آئے پھر اگلے روز دو تین گھڑی دن چڑھے حافظ صابر اور
شرف الدین لاہوری اور عنایت اللہ کو لے کر قاضی صاحب کے پاس
گئے انھوں نے لاہوری اور عنایت اللہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور پہلے
عنایت اللہ کی طرف مخاطب ہو کر خوب ملامت کی کہ بہت بری
حرکت کی تو نے اور قابل سزا کے ہے پھر دوسرا کے لاہوری کی طرف
متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ بھائی صاحب تم بہت نیکبخت اور بے شر
آدمی ہو اور تم سب صاحب ہندوستان سے اپنا اپنا گھر بار
خویش و تبار چھوڑ کر محض واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے آئے ہو کہ
اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو اور آخرت میں ثواب ملے اور کارخانہ دنیا
کا تو واسطے چند روز کے مانند خواب و خیال کے ہے بے اصل اور
بے بنیاد سو بات یہ ہے کہ عنایت اللہ تمہارا بھائی ہے اور اس سے
بسبب شامت نفس کے یہ قصور ہو گیا جو اس نے تم کو مارا اگر اس
کا قصور معاف کر دو اور دونوں مل جاؤ تو بہت خوب بات

ہے اللہ تعالےٰ کے یہاں اس کا اجر پاؤ گے اور جو تم اپنا عوض
لو گے تو برابر ہو جاؤ گے جو معاف کرنے میں ثواب ہے وہ نہ ملیگا
اور معاف کرنا بھی خدا اور رسول کا حکم ہے اور عوض لینا بھی
مگر معاف کرنے میں ثواب اور عوض لینے میں اپنے نفس کی خوشی ہے
یہ بات سُن کر لاہوری نے کہا قاضی صاحب اگر ہم عنایت اللہ کو
معاف کر دیویں تو ثواب پاوینگے اور جو اپنا عوض لے لیویں تو برابر
ہو جاوینگے بھلا کسی طرح کا گناہ تو نہیں ہے اُنھوں نے کہا کچھ
گناہ نہیں دونوں حکم خدا و رسول کے ہیں جو چاہو منظور کرو لاہوری
نے کہا کہ میں تو اپنا حق چاہتا ہوں قاضی صاحب نے کچھ دیر سکوت
کر کے فرمایا کہ بھائی لاہوری حق تمہارا تو یہ ہے کہ تم بھی عنایت اللہ
کے اسی جگہ دو گھونسے مار لو اور عنایت اللہ کو لاہوری کے سامنے کھڑا
کر دیا کہ اپنا عوض لے لو لاہوری نے کہا کہ حق ہمارا یہی ہے کہ ہم بھی
اسی جگہ دو گھونسے ماریں قاضی صاحب نے کہا کہ ہاں بیشک یہی،
بات ہے اس وقت ہم لوگ جو وہاں حاضر تھے سب کی اُمید
منقطع ہو گئی کہ اب لاہوری بے عوض لئے نہ چھوڑیگا لاہوری
نے کہا کہ سب بھائیو جو حاضر ہو گواہ رہو کہ قاضی صاحب نے
ہم کو ہمارا عوض دلایا اور اب ہم لے سکتے ہیں مگر ہم نے محض

واسطے رضامندی اللہ تعالےٰ کے چھوڑ دیا اور عنایت اللہ
کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور مصافحہ کیا تمام لوگ جو وہاں تھے
لاہوری کو آفریں کہنے لگے اور شاباشی دینے لگے کہ تم نے بڑے مردوں
اور دینداروں کا کام کیا پھر سب وہاں سے اپنے ڈیروں پر آئے
اور لاہوری اور عنایت اللہ اپنے ڈیرے پر آئے یہ خبر سید صاحب
کو ہوئی کہ لاہوری نے عنایت اللہ کی خطا معاف کر دی آپ نے
لاہوری کو بلایا اور اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا کہ تم نے یہ کام
بڑے دیندار مردوں کا کیا کہ اپنے بھائی کا قصور معاف کر دیا
اور عوض نہ لیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ تم کو آخرت میں دیگا اور فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو یہی توفیق نیک عطا کرے اور
لاہوری کے لئے آپ نے دعا کی پھر لاہوری وہاں سے اپنے
ڈیرے میں پھر آئے   جب مولانا محمد
اسمعیل صاحب ستھانے سے لوٹ آئے اور پائندہ خاں نے اپنے
ملک میں نوکر نہ جانے دیا تب حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے خاص
لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ جس بات کا ارادہ کرتے ہیں یہاں
کے ایک نہ ایک مسلمان بھائی حارج ہو جاتے ہیں اور وہ کام
نہیں ہوتے پاتا چنانچہ یہی پائندہ خاں کہ اس نے ہمارے

لوگوں کو اپنی عملداری میں آنے سے روکا اور ہم کو مسلمانوں
سے لڑنا حتی الامکان منظور نہیں اور جو اپنی شرارت اور خباثت
سے باز نہ رہیں تو امر نا جاری ہے دیکھو تو اس پائندہ خاں
نا معقول نے پہلے تو ہم سے ملاپ کیا اور کہا کہ میں بہرصورت
آپ کا فرمانبردار ہوں اور آپ کی کیسی سخت سخت نامعقول
باتیں بغاوت کی لکھیں اور لڑائی پر مستعد ہوا مگر ہم چاہتے ہیں
اب کی ایک بار اس کو فہمائش کرلیں اور حجت شرعی اُس پر
قائم کردیں پھر جو راہ راست پر نہ آویگا تو اپنی سزا پاویگا
سب لوگوں نے آپ کی بات کو پسند کیا اور عرض کی کہ یہی
بات بہتر ہے پھر مولانا صاحب سے آپ نے فرمایا کہ آپ
ہماری طرف سے پائندہ خاں کو اس مضمون کا خط لکھ کر
بھیجدیں کہ ہم واسطے کار دین کے تمہاری عملداری میں ہو کر
جانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ دریا اُتر کر چلے جاویں سو اس کے
اور ہماری کچھ غرض نہیں ہے اور تم نے ہماری اطاعت کا
اقرار کیا ہے تم کو لازم ہے کہ تم خود ہماری شراکت
کرو اور جو تم سے یہ نہ ہو سکے تو ہمارے جانے ہی نہ ہو

ایک نوع یہ بھی تمہارا احسان ہے اور کشمیر کی طرف جانے
کا ارادہ کوئی اس رستے کے سوا رستہ نہیں ہے کہ ہم ادہر
کو جاویں اور اب ہم تمہاری طرف ہو کر جاوینگے اگر اس میں تم
اپنی شرارت کی راہ سے چون وچرا کروگے تو تمہارے لیے بہتر
نہ ہوگا اور اپنی حرکت بیجا سے پشیمان ہوگے اگر تم کو دعوی اسلام
کا ہے تو ایسی حرکت سے توبہ کرو اور خدا سے ڈرو فقط پھر
مولانا صاحب نے موافق ارشاد ہدایت بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ
ایک خط لکھ کر ایک آدمی کے ہاتھ پایندہ خاں کے پاس بھیجدیا
پھر اس کے جواب میں اس نے لکھا خلاصہ مضمون اس کے کا
یہ ہے کہ اور تو سب طرح سے میں آپ کا خادم اور فرمانبردار
ہوں مگر یہ مجھکو منظور نہیں کہ آپ ادہر تشریف لاویں آپ
ہرگز ہرگز اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں اور جو آپ آوینگے
تو ہوشیار ہو کر آویں بسم اللہ میں بھی لڑنے کو تیار ہوں اور یہی
اسی طور کے نامعقول کلام اس نے کہے اور ایسے کلام لکھنے اس
کے کا سبب یہ تھا کہ وہ اپنی تبکری اور دعوی بہادری سے
کسی کو خیال میں نہیں لاتا تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کے

جواب کو اس ملک کے علمأ کے سامنے جو وہاں لشکر میں تھے
پڑھوایا انھوں نے کہا کہ اس خط کے مضمون سے تو وہ صاف
باغی ہو گیا اس پر جہاد کرنا درست ہے پھر اس کے بعد حضرت نے
اپنے خاص لوگوں سے مشورہ کیا کہ جو ہمارے لشکر میں توپیں ہیں
ان کو موقع سے کسی جگہ دبا دینا چاہیئے بعد اس کے آپ نے ان
کے دبانے کی جگہ تجویز کر کے چند معتبر اور امانت دار لوگوں کو بلایا
اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ اس راز کو سوائے تمہارے دوسرا
نہ جانے یہ اللہ تعالےٰ کی ~~امانت~~ امانت ہے اس میں جو کوئی تم میں
سے خیانت کریگا وہ اللہ تعالیٰ کا خائن ہو گا پھر آپ نے
ان کو توپوں کے دبانے کی جگہ بتادی وہ اس کے کھودنے میں
مشغول ہوئے اور حضرت کی طرف سے سب لشکر میں حکم بھیجا
گیا کہ لوگ اپنے اسباب ضروری کی درستی کرلیں آمد پر ا
چڑھائی ہے اور شیخ ولی محمد صاحب کو حکم پہنچا دیا کہ سید صاحب
نے فرمایا ہے کہ جو سامان ضروری لشکر میں جس بھائی کے پاس
نہ ہو اس کو بنوا دو پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی احمداللہ
صاحب سے جو توپخانہ کے داروغہ تھے فرمایا کہ سب توپیں

توپخانے سے یہاں لشکر میں کھچوالاؤ ان کا بھی ساز و
سامان دیکھنا ہے پھر مولوی صاحب ممدوح موافق فرمان
واجب الاذعان آپ کے سب توپیں وہاں سے لاکر لشکر
میں کھڑی کردیں حضرت نے ان کو دیکھا اور فرمایا کہ یہاں ان
کو رہنے دو پھر دو روز وہ توپیں لشکر میں رہیں تیسرے
روز بعد نماز عصر کے حضرت نے مولوی احمد اللہ صاحب سے
فہمائش کر کے فرمایا کہ اب توپیں لیجاؤ اور وہی چند معتمد لوگ
جن سے عہد و پیمان لیا تھا توپوں کے ہمراہ کردیئے کہ ان کو
جاکر مولوی صاحب کے ساتھ پہنچاؤ اور سوا ان کے چند
آدمی اور بھی تھے پھر سب لوگ توپوں کو توپخانے کی طرف
لے کر روانہ ہوئے جاتے جاتے رستے میں رات ہوگئی اور کئی اونٹ
بھی ہمراہ تھے پھر رستے میں ایک جگہ ٹھہرے پھر وہاں جو لوگ
شریک عہد و پیمان میں نہ تھے ان کی آنکھوں میں پٹیاں باندھی
گئیں اور اُن معتمد لوگوں نے توپوں کو چرخ سے اُتار کر اونٹوں
پر لادا اور پھر بیٹھے اور گولے ان کے جدے لادے اور وہاں
سے لے چلے اور جہاں جہاں اُن کے دفن کرنے کے ٹھکانے بنائے
تھے وہیں لے گئے اور وہیں ان کو دفن کیا توپیں جدی جگہ

اور پھر بیٹھے جیدی جگہ اور گولے جیدی جگہ اس کام سے
فارغ ہو کر پھیر وہاں آئے جہاں توپوں کو چرخ سے اتار
کر اونٹوں پر لادا تھا اور جن لوگوں کی آنکھوں میں پٹیاں
بندی تھیں کھول دیں پھر وہاں سے سب لوگ اپنے اپنے ڈیرے
پر آئے اور مولوی احمد اللہ صاحب نے حضرت سے جاکر اطلاع
کی کہ توپوں کو دبا آئے اور ان توپوں کے دبانے کی جگہ کے
کھود کھاد میں گیارہ بارہ روز کا عرصہ لگا تھا تب تک
لشکر میں اسباب ضروری کی درستی بھی ہو گئی اس کے بعد
ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے بھانجے سید احمد علی
صاحب اور عبدالحمید خاں رسالدار کو بلایا اور سید احمد علی صاحب
سے فرمایا کہ ہم نے تم کو عبدالحمید خاں صاحب اور اُن کے
سواروں پر امیر کیا کل یہاں سے ان سب کو ساتھ لے کر کہتل
میں ہوتے اور وہاں سے پیر خاں کو مع ان کی جماعت کے
لیتے ہوئے یا اُن سے کہتے ہوئے سمھانے میں جاؤ اور وہاں
ٹھہرو تمہارے بعد ہم باقی لوگوں کو لئے ہوئے چینی کے
رستے ہو کر آوینگے اور وہاں جو کچھ ہمارا حکم تم کو پہنچے اس

کے موافق کام کرنا پھر اگلے روز سید احمد علی صاحب اور
عبد الحمید خاں رسالدار حضرت سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے
اس روز جاکر موضع ٹوپیٔ میں ڈیرہ کیا اگلے روز پیر خاں
کے پاس کہبل میں جاکر داخل ہوئے اور ایک روز وہاں مقام،
کیا اور پیر خاں صاحب سے کہا کہ سید صاحب نے فرمایا ہے کہ
مع جماعت پیر خاں کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا یا کہتے جانا
سو تمہارا ہمارے ہمراہ چلنا ابھی چنداں ضرورت نہیں ہم سمہ
کو چلتے ہیں مگر تم اپنے ساز و سامان سے تیار رہنا جس وقت
ہمارا خط یا آدمی تمہارے پاس آوے فوراً اسی وقت وہیں
پہنچنا دیر نہ کرنا پھر اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے ستھانے
کو روانہ ہوئے چند آدمیوں سے سید اکبر صاحب کچھ دور استقبال
کر کے سب کو لے گئے اور باہر بستی کے آم کی جانب جو میدان
ہے جہاں ان کے آبا و اجداد کا گورستان ہے قریب دریا کے
وہاں سب کا ڈیرہ کروایا اور دو دن سید اکبر صاحب نے
سب لشکر کی مہمانی کی پھر موافق دستور کے آٹے کا تالو
بٹنے لگا وہی ہم سب لوگ کھانے لگے اور یہ بھی خبر زبانی

معتبر ملکیوں کے ہمارے لشکر میں آئی کہ تم لوگوں کی خبر
پائندہ خاں کو پہنچی ہے کہ لشکر سید بادشاہ کا ستھانے میں
داخل ہوا یہ سن کر اُس نے بھی تیاری لڑائی کی کی ہے
یہ خبر سن کر سید احمد علی صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ کو لکھا
کہ ہم یہاں ستھانے میں خیر و عافیت سے پہنچے اور سید اکبر صاحب
ہم سب کو استقبال کر کے لے گئے اور دو روز انھوں نے
ہم سب کی ضیافت کی اور یہاں یہ بھی خبر زبانی معتبر ملکیوں
کے سُنی کہ ہم لوگوں کی خبر پا کر کہ ستھانے میں ہیں پائندہ خاں
نے بھی ساز و سامان لڑائی کا درست کیا ہے فقط اس کے
جواب میں حضرت علیہ الرحمۃ نے سید احمد علی صاحب کو لکھا کہ
جبتک ہم یہاں سے کوچ کر کے تم کو خبر نہ بھیجیں تم ستھانے
سے آگے نہ بڑھنا اور وہیں اپنی ہوشیاری سے رہنا بعد کئی
روز کے انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی کوچ کرتے ہیں فقط پھر اس
کے اگلے روز آپ نے سردار فتح خاں کو بلا کر فرمایا کہ خان بھائی
پہلے تو ہماری اور کچھ تدبیر تھی مگر سید احمد علی کے خط سے معلوم
ہوا کہ پائندہ خاں آمادہ فساد اور بر سر جنگ ہے سوا اب

ہمارا ارادہ یہ ہے کہ یہاں سے ڈہائی تین کوس پہاڑ پر پہاڑ
محل میں موضع دکہارڑا ہے اس میں اپنے اور اپنے غازیوں کے اہل
وعیال کو رکھ دیں اور ہم لوگوں کو لے کر یہاں سے طرف چنیئی کے
کوچ کریں اس امر میں تمہاری کیا مرضی ہے خان ممدوح نے عرض
کی کہ میری عین خوشی اور سعادتمندی ہے آپ بلا تامل ان کو وہاں
پہنچا دیویں کہ وہ سب بآرام تمام وہاں رہیں اس میں مجھ سے
بہی جو کچھ ہو سکے گا ان کی خدمت گزاری میں نہ کرونگا پھر حضرت نے بی بی
صاحبہ معظمہ مکرمہ اور سب عورتوں کو خدمت گزاری کے لئے شیخ حسن علی
صاحب سلمہ اللہ تعالی اور ان کے ساتھ چند آدمیوں اور کو تجویز کیا
اور شیخ صاحب ممدوح کو بلا کر فرمایا کہ تم اتنے لوگوں سے ہمارے
اور سب غازیوں کے اہل وعیال لے کر موضع دکھاڑے میں جا کر
رہو اور جو کچھ کہنا تھا اُن سے کہہ دیا اور اس کے اگلے روز شیخ
صاحب ممدوح کو سب کے ہمراہ کر کے رخصت فرمایا جب ان
کے وہاں پہنچنے کی خبر حضرت کے پاس آئی تب آپ نے سب غازیوں
کو ہمراہ لے کر پنجتار سے کوچ کیا اور موضع پائی پنیئی میں جا رہے
اگلے روز چنیئی کے پہاڑ پر چڑہتے چڑہتے جا کر چنیئی میں داخل ہوئے
اور سب لشکر نے وہاں دو مقام کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے

تمام معزز لوگوں کو جو افسر تھے جمع کیا چنانچہ ان میں مولانا محمد اسمعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن مہاروں کے رامپور والے اور شیخ ولی محمد اور شیخ عبد الحکیم پھلت والے اور لعل محمد اور آخوند قطب الدین اور ملا عترت قندہاری اور شیخ بلند بخت اور ان کے بھائی علی محمد دبین والے اور صوفی نور محمد اور مولوی وارث علی اور مولوی امام الدین بنگالوی اور مولوی خیر الدین صاحب شیر کوٹی اور سید اسمعیل صاحب رائے بریلوی اور مولوی مظہر علی اور مولوی قمر الدین اور مولوی عثمان علی اور مولوی باقر علی عظیم آبادی اور جعفر خاں ترین ہزارہ والے اور مرزا احمد بیگ پنجابی اور حاجی عبد اللہ اور حافظ امام الدین رامپوری اور امام خاں اور ان کے بھائی ابراہیم خاں خیر آبادی اور حافظ مصطفےٰ کاندہلوی نواسے مولوی مفتی الٰہی بخش صاحب کے اور قاضی علاء الدین بگھری والے اور میاں جی چشتی بڑہانے والے اور منشی خواجہ محمد حسن پوری اور قاضی احمد اللہ میرٹھی اور قاضی حمایت اللہ اور قاضی برہان الدین سجاوتی اور امان اللہ خاں خیل عشرے والے اور تامر خان سواتی بیٹ گرام والے اور منشی امان زئی والے نام ان کا یاد نہیں اور ملا عظیم اور قاضی حبان اور یاسین خاں بھائی مدو خاں اور

بہی تھے ان سب کی طرف مخاطب ہوکر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ تم پر اور تمہارے سب لوگوں پر ہم نے میاں صاحب یعنی مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب کو امیر کیا جو کچھ میاں صاحب تم کو حکم کریں بجا انکا
بجا لانا اور مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے
لڑائی کرنے میں سبقت نہ کرنا اور جو طرف ثانی والے پیشی کریں اس
وقت تمکو اختیار ہے جیسا مناسب جاننا ویسا کرنا سوا اس کے
اور جو جو باتیں مناسب تھیں وہ سب فہمائش کرکے اور دعا خیر
کرکے طرف مداخیلوں کے رخصت فرمایا اور فقط سات یا آٹھ
آدمی اپنے ساتھ رہنے دیئے اور اس روز مولانا صاحب ممدوح
سب لوگوں سے جاکر موضع گیا لئی میں رہے اور وہاں کے لوگوں
نے موافق دستور ملک کے سب غازیوں کی ضیافت کی بعد اگلے روز
وہاں سے کوچ کرکے چلے راہ میں مددخاں برادر پائندہ خاں نے
مولانا صاحب سے عرض کی کہ یہاں سے آگے چل کر کئی کوس پر
یارڑ نام ایک بستی پائندہ خاں کے عمل کی آویگی اس کے کنارے
ہوکر رستہ ہے ایسا نہ ہو کہ وہاں کے رعیت لوگ کچھ تعرض کریں
کچھ اس کی تدبیر کرنی چاہئے مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم یہاں کے
واقف کار ہو چند آدمیوں سے ہمیں آگے جاؤ اور ان کو سمجھا دو
کہ سید صاحب کا لشکر دیگرے کو جاتا ہے تم کسی نوع کا ان سے

تعرض نہ کرنا والا تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا آگے تم جاؤ اور ہم آگے
چل کر باڑے کی سرحد کے ورے ہٹ جاوینگے جب تمہارا آدمی خبر لاویگا
تب ہم آگے بڑھینگے پھر بیس بائیس آدمیوں سے مدد خاں باڑے کو
روانہ ہوا اور اس کے پیچھے تمام لشکر چلا جب وہ بستی کوئی پاؤ کوس
کے فاصلے پر رہی تب مولانا صاحب سب کو لے کر وہاں ٹھہر گئے کچھ دیر
کے بعد مدد خاں کا آدمی مولانا صاحب کے پاس خبر لایا کہ مدد خاں نے
وہاں کے لوگوں سے سمجھا کر کہہ دیا کہ خبردار سید بادشاہ کے لوگوں سے
کسی طور کا چھیڑ چھاڑ نہ کرنا والا آفت میں پڑ جاؤگے اُنھوں نے
کہا کہ ہم غریب رعیت ہیں ہم کو چھیڑ چھاڑ سے کیا غرض وہ شوق سے
چلے جاویں سو اب آپ یہاں سے روانہ ہوں پھر مولانا صاحب فوج لے
کر آگے چلے اور اس بستی کے کنارے ہو کر جب سب گذر گئے تب مدد خاں
بستی سے جا کر سب میں شریک ہوا پھر جب فوج موضع دیگر آئی میں پہنچی
تب وہاں کا خان مدد خاں نام آکر مولانا صاحب سے ملا اور ہمراہ ہوا اور
سوا اس کے اور تین خان اور اس چڑھائی میں شریک تھے ایک نگری
کا رحمت خاں اور دوسرا مدا خیلوں کا سرور خاں اور تیسرا مدد خیلوں
کا غلام خاں پھر مولانا صاحب نے قریب دو سو غازیوں کے جو خاص
اور معتمد لوگ تھے وہاں دیگری میں چھوڑے اور لوگ ہمراہ اپنے لے کر
فروسے میں گئے کہ وہاں سے کوس یا سوا کوس ہے اور وہاں دو مقام

کئے یہ خبر پائندہ خاں کو ہوئی کہ دیگری اور فردسے میں سید بادشاہ
کا لشکر داخل ہوا پھر اس نے اپنے مشیروں سے کہا کہ اب اس کی کیا
تدبیر کیا چاہیئے کہ ادہر دیگری اور فردسے میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
پیادوں کی فوج لے کر آگئے اور ادہر ستھانے میں سید احمد علی صاحب
سواروں کے لشکر سے ہیں مشیروں نے عرض کی کہ ہم خان کے فرمانبردار
ہیں جو کچھ ہم کو حکم ہو بجا لاویں مگر ہمارے ذہن میں یہ مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ کچھ لوگ موضع کنیڑی کے پہاڑ پر بھیجے جاویں کہ غازیوں کی
کمک آنے کا رستہ بند ہو جاوے اور ستھانے کے سواروں کے مقابلے کو
عشرے کے میدان میں سوار بھیجے جاویں اور باقی لشکر لے کر دیگری اور
فردسے کی فوج کا مقابلہ آپ کیجئے یہ تمام خبر مخبر والے نے آکر مولانا
صاحب کو دی پائندہ خاں کے بھائی مدد خاں نے مولانا صاحب سے
عرض کی کہ آپ اسی وقت اپنے لوگ موضع کنیڑی کو روانہ کریں کہ
اس کو اپنے قبضہ میں کرلیں اور جو پائندہ خاں کے لوگ وہاں آجاوینگے
تو پھر ویسا ہی ہوگا جیسا کہ انہوں نے مشورہ کیا ہے مولانا صاحب
نے اسی وقت اپنا آدمی بھیج کر دیگری کے غازیوں کو اپنے پاس فردسے
میں بلوا لیا اور ان سب سے پکار کر کہا ہم نے تم سب پر ارباب بہرام
خاں کو امیر کیا اور ان کے بعد مولوی خیر الدین کو اور ان کے بعد
شیخ بلند بخت دیوبندی کو اور ان کے بعد امام خاں خیر آبادی کو امیر کیا

اور جب یہ کوئی نہ ہوں تب تم سب کو اختیار ہے جس کو چاہنا اپنا
امیر بنا لینا پھر ارباب بہرام خاں اور مولوی خیر الدین اور شیخ بلند بخت
اور امام خاں کو الگ بلا کر فرمایا کہ تم یہاں سے سب لوگوں کو ساتھ لئے
ہوئے مدد خاں کے ہمراہ کینڈی کے پہاڑ پر جاؤ اور جس جگہ مدد خاں
تم کو مقرر کر دیں وہاں اپنا بند وبست کر کے ہوشیاری سے جمے رہنا
کل صبح کو تم اُدہر عشرے کو اترنا اور ہم ادہر سے ام کی طرف اتر ینگے
اور اب سید احمد علی صاحب کو لکھتے ہیں وہ بھی تمہاری مدد کو طرف
عشرے کے آوینگے پھر دعائے خیر کر کے درمیان عصر اور مغرب کے
مدد خاں کے ہمراہ ان کو طرف کینڈی کے روانہ کیا اور ادہر سید احمد علی
صاحب کو لکھا کہ اگلے روز صبح کو آپ سب سواروں اور پیدلوں
سے عشرے کے میدان میں آکر داخل ہوں ادہر آج ہم نے ارباب بہرام
خاں کو امیر کر کے دو سو غازیوں سے کینڈی کے پہاڑ پر بھیجا ہے
کل صبح کو وہ بھی طرف عشرے کے اتر ینگے اور ہم سب یہاں سے ام کی
طرف اتر ینگے فقط اس خط کو دیکھتے ہی سید احمد علی صاحب نے کبل
سے پیر خاں کو مع جماعت اپنا آدمی بھیج کر بلوا لیا رات کو
اس تدبیر کی خبر پائندہ خاں نے کو مخبروں نے پہنچائی اس نے
یہ تمام حال اپنے مشیروں سے بیان کیا کہ تم نے جو ہم کو تدبیر بتائی

تھی وہ تو ہمارے ہاتھ سے جاتی رہی وہاں سید بادشاہ کے لوگوں
نے اپنا دخل کر لیا اب اس کی کیا تدبیر کی جاوے انھوں نے کہا کہ اب
یہ تدبیر ہمارے خیال میں آتی ہے کہ ایک خط سید بادشاہ کو بھیجو اور
ایک مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اس مضمون کا کہ ہم تمہارے فرمانبردار
ہیں جو کچھ ہم سے آپ کی جناب میں قصور ہوا اللہ آپ معاف
کریں اور ہم اپنی گستاخی سے توبہ کرتے ہیں اور آپ سے صلح چاہتے
ہیں اور کل آپ فرودے سے دس پانچ آدمی لے کر ادھر پہانڈے میں
تشریف لاویں اور اسی قدر آدمیوں سے میں بھی وہیں واسطے آپ کی
ملاقات کے آکر حاضر ہونگا فقط اور جو تم اس وقت خط بھیجنے میں
تساہل کروگے تو پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی اور اس مضمون کا خط
ارسال کرنے میں فائدہ یہ ہے کہ جب یہ خط مولانا صاحب کو پہنچے گا
تو اس کو دیکھ کر جا بجا اپنے لوگوں کو آنے سے روک دینگے اور
صبح کو وہ آپ تمہاری ملاقات کو پہانڈے میں آنے کے منتظر رہینگے
اور تم خود صبح کو اپنے سوار و پیادے لے کر کنیڑی کے پہاڑ پر چلو وہاں
سو دو سو جوان کے غازی ہیں ایک ایک کو حملہ کر کے مار لو وہی
لوگ ان کے خاصوں اور معتمدوں میں ہیں جب تم نے ان کو مار لیا تب
تمام لشکر ان کا پراگندہ ہو جاویگا اور تمہارے مقابلے کو نہ آویگا اور

رحمت خاں بیٹ گلی والا جو یہاں حاضر ہے اس کو اسی وقت کچھ
لوگوں سے یہ کہہ کر بھانڈے میں بھیجدو کر جب مولانا صاحب صبح
کو وہاں آویں تب کسی حکمت عملی سے گرفتار کر لینا اس تدبیر کے
سوا اس وقت اور کوئی تدبیر نہیں ہے اگر یہ فریب چل گیا تو پھر
کیا کہنا ہے اور جو نہ چلا تو پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا ؛
پائندہ خاں نے ان کے فریب کو بہت پسند کیا اور اسی وقت رات
ہی کو ایک خط اسی مضمون مذکور کا لکھ کر مولانا صاحب کے
پاس اپنے آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور ایک خط اپنے عذر و معذرت
اور تابعداری و اطاعت کا لکھ کر سید صاحب کے پاس ارسال
کیا اور رحمت خاں کو اسی وقت چند آدمیوں سے وہی تدبیر مذکور
فہمائش کر کے بھانڈے کو روانہ کیا پھر جب مولانا صاحب کو وہ
خطرات ہی کو پہنچا اس کو پڑھ کر نہایت خوش ہوئے اور اپنے
لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ ہم بھی خدا سے یہی چاہتے ہیں کہ ؛
پائندہ خاں ہم سے موافق ہو جاوے اور جنگ و جدال درمیان میں
نہ ہو تو خوب بات ہے سو ویسا ہی ہوا اور اسی وقت ایک خط اپنا اور وہی
پائندہ خاں کا خط نقل کر کے ارباب بہرام خاں کے پاس روانہ کیا
کہ کل صبح کو وہیں اپنی ہوشیاری سے رہنا نیچے نہ اُترنا جبتک

ہمارا دوسرا خط تمہارے پاس نہ آوے اس لئے کہ پائندہ خاں نے
پیام صلح کا بھیجا ہے اور ہم کو بھی یہی منظور ہے اور اسی مضمون کا ایک
خط سید احمد علی صاحب کو لکھا کہ آپ بھی ستھانے سے ابھی کوچ نہ کریں
جبتک ہمارا دوسرا خط آپ کو نہ پہنچے اور جو شاید کوچ کیا ہو تو وہیں
کو پلٹ جاویں اور وہی پائندہ خاں کا خط بھی نقل کر کے اپنے خط میں
لپیٹ کر ایک آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور وہاں سید احمد علی صاحب نے
موافق مضمون خط اول کے کہ تم صبح کو عشرے کے میدان میں آکر داخل
ہونا اور ادہر کینڑی کے پہاڑ سے ارباب بہرام خاں اپنے لوگ لے کر
طرف عشرے کے اترینگے اپنے تمام سواروں میں حکم بھجوا دیا تھا کہ
صبح کو سب اپنے اپنے گھوڑے تیار کر کے ہتیار لگا کے نماز فجر پڑہیں
سو ہم سب نے اسی حکم کے موافق گھوڑے تیار کر کے ہتیار لگا کے
نماز فجر کی اول وقت پڑہی اور سب ڈیرے ڈنڈے لپیٹ کر سید
اکبر صاحب کے مکان پر رکھ دئے اور آٹھ آدمی کا ایک پہرا وہاں
مقرر کر دیا پھر سید احمد علی صاحب نے سب سواروں اور پیادوں سمیت
کوچ کیا اور سید اکبر صاحب بھی اپنے چند لوگوں سمیت لشکر کے ہمراہ ہوئے
جب وہاں سے چلتے چلتے ستھانے کے کہرتے یعنی کمر کوہ کے رستے سے
پار ہو گئے اور عشرہ وہاں سے قریب آدہ کوس یا پون کوس کے رہا
ہم سب نے طرف ام کے دیکھا کہ تمام لشکر پائندہ خاں کا وہاں ام کے

میدان میں جما ہوا کھڑا ہے اس عرصے میں مولانا صاحب کا آدمی
وہی خط لے کر جس کا آگے ذکر ہو چکا ہے سید احمد علی صاحب کے
پاس آیا اور دیا سید احمد علی صاحب ممدوح نے اس کو پڑھا اور اپنے
دل میں بہت متردد ہوئے اور رسالدار عبد الحمید خاں اور سید اکبر صاحب
کو بلایا اور اس خط کو پڑھ کر سنایا اور کہا مولانا صاحب نے اس میں
لکھا ہے کہ تم ستھانے سے ابھی کوچ نہ کرنا جبتک ہمارا دوسرا خط
نہ آوے اور جو کوچ کیا ہو تو پلٹ جانا سو اب تو مناسب یہی ہے
کہ یہاں سے پلٹ چلیں رسالدار اور سید اکبر صاحب نے کہا کہ یہ
پائندہ خاں کا محض فریب ہے اس نے مولانا صاحب کو دھوکا دیا
ہے کیونکہ لشکر اس کا وہ سامنے ام کے میدان میں تیار کھڑا ہے سو
یہاں سے پلٹنا تو مناسب نہیں معلوم ہوتا ایسا ہی ہے تو آپ اسی جگہ
ٹھہر جاویں دیکھیں تو آخر کو کیا معاملہ ہوتا ہے سید احمد علی صاحب نے
کہا کہ ہم کو اس بات سے کچھ کام نہیں ہم تو ان کے حکم کے موافق کام
کرینگے دوسرا اکر پھر سید اکبر صاحب نے کہا کہ سید احمد علی صاحب آپ
کہتے ہیں کہ مولانا صاحب نے ہم کو اس طرح سے لکھا خیر بجا لکھا ہے
ہم آپکے فرماں بردار ہیں اور بہر حال شریک کار ہیں ولیکن پائندہ خاں
کی حیلہ سازی اور فریب بازی سے ہم خوب ماہر ہیں کیونکہ ہمارا اور

اس کا تو ڈنڈہ منیڈہ ہے اور میں اس کے اس فریب کو کسی اس طرح بالیقین دیکھتا ہوں جس طرح اپنا ہاتھ دیکھتا ہوں کہ یہ میرا ہاتھ ہے میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ آپ اسی جگہ ڈیرہ کردیں اور میرے کہنے کا حال دو چار گھڑی میں بچشم خود دیکھ لیں اور جو میرا کہنا پیش نہ آوے تو مجھکو الزام دیں اور جو آپ کے خیال شریف میں یہی ہے کہ یہاں سے ستھانے کو چلیں واولا امر اطاعت میں فرق آویگا تو بسم اللہ چلیے ہم آپ کے ہمراہ ہیں مگر انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دیر میں آج ہی آپ اس کا فریب سُن لیونگے کہ کیا ہوتا ہے سید احمد علی صاحب نے فرمایا کہ بھائی سید اکبر آپ بجا کہتے ہیں میرے بھی خیال میں یہی بات ہے مگر کیا کروں امر اطاعت سے ناچار ہوں اور یہ فرماکر وہاں سے گھوڑے کی باگ پھیری اور سب کو لے کر طرف ستھانے کے روانہ ہوئے اور وقت ظہر کے جاکر ستھانے میں داخل ہوئے اور وہاں سب نے وضو کرکے نماز ظہر پڑھی اور بعد فراغ نماز کے سب سوار اپنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کوئی کھڑے رہے کوئی بیٹھ گئے اور سید احمد علی صاحب اور رسالدار اور سید اکبر ایک جگہ بیٹھ کر کچھ باتیں کرنے لگے اس میں دو تین گھڑی کا عرصہ ہوا ہوگا کہ کینڑی کی طرف سے ٹپکا ٹپکی ایک ایک دو دو بندوق کی آوازیں آنے لگیں سید اکبر صاحب نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ دیکھیے

کینڑی میں لڑائی شروع ہو گئی اور یہی اکثر لوگوں نے اپنے لشکر والوں سے
آکر یہی کہا یہ سُن کر سید احمد علی صاحب نے فرمایا خدا جانے ایک ایک دو
دو بندوقیں کہاں چلتی ہیں کسی کے یہاں لڑکا بالا ہوا ہو وہاں چلتی ہونگی
اگر لڑائی کی بندوقیں ہوتیں تو باز چلتی انھیں باتوں کی رد و بدل آپس
میں دیر تک رہی یہاں تک کہ سب نے نماز عصر کی پڑھی پھر ،
بندوقیں زیادہ چلنے لگیں رسالدار عبدالحمید خاں نے خفا ہو کر کہا
کہ سید احمد علی صاحب وہاں کینڑی میں لڑائی ہو رہی ہے ہمارے
بھائی لوگ کٹے جاتے ہونگے آپ تو یہاں تشریف رکھئے اب ہم
تو وہیں جاتے ہیں یہ کہہ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جتنے
سوار تھے سب سوار ہوئے اس وقت سید احمد علی صاحب نے بڑھ
کر رسالدار کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور مولانا صاحب کا وہی خط دکھا
اور فرمایا کہ تم ان کا حکم نہیں مانتے ہو اور اپنی رائے سے کام کرتے ہو
یہ بات اچھی نہیں ہے وہ جھنجلا کر کہنے لگے کہ سید احمد علی صاحب بڑے
تعجب کی جگہ ہے نہ تو آپ جاتے ہو اور نہ ہم لوگوں کو جانے دیتے ہو
تم جانو ہم بری الذمہ ہیں یہ کہہ کر اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے ان کے
ساتھ اور سب سوار اُتر پڑے اور رسالدار اسی طور غصہ میں چپ
چاپ بیٹھے رہے یہاں تک کہ وقت مغرب کا قریب آیا اس عرصے میں لنے

لشکر کے کئی آدمی رسالدار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس وقت
ایک سوار عشرے کی طرف سے پتر چلا آتا ہے اور پہاڑ کے کھڑے
سے اس طرف نکل آیا ہے خدا جانے کچھ خبر لئے آتا ہے یا کیا بات ہے یہ
بات سنتے ہی رسالدار گھوڑے پر چڑھ بیٹھے اور سب لوگوں سے بآواز
بلند پکار کر کہہ دیا کہ بھائیو ہوشیار اور تیار ہو جاؤ یہ سُن کر سب لوگ
اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور پیادے خبردار ہو گئے اور ہر کوئی
اسی سوار کی طرف دیکھنے لگا کچھ عرصے میں وہ قریب آ پہنچا دیکھا تو
وہ جعفر خاں کے ساتھ کرم خاں تھا او خچر پر سوار تھا اور دور ہی سے
پکارتے ہوئے آیا کہ جلد تیار ہو کر چلو وہاں غازیوں نے لڑائی پائندہ
خاں کی مار کر عشرہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور کوٹلہ بھی لے لیا ہو گا کیونکہ
جب عشرہ لے کر ہمارے لوگ کوٹلہ پر گئے تھے تب مجکو جعفر خاں نے
ادھر بھیجا اور یہ خبر عشرہ کی لوٹ کا ہے اور سید احمد علی صاحب اور
رسالدار سے کہا کہ جلد چل کر لوگوں میں شامل ہو دیر نہ کرو اتو خبر
دے کر آپ اسی طرف اسی خچر پر اسوار روانہ ہوا اور اس وقت کچھ
بھی دن باقی نہ تھا پھر سید احمد علی صاحب سب سوار پیدل سے جلد
عشرے کو روانہ ہوئے اور ستھانے کے کھڑے سے اس پار نکل کر
نماز مغرب پڑھی اور سید احمد علی اور سید اکبر صاحب عشرے کو روانہ

ہوئے ان کے پیچھے سب فوج و لشکر لئے ہوئے رسالدار عبدالحمید
خاں چلے وقت عشا کے عشرے میں جا کر داخل ہوئے اور وہاں سنا
اپنے لوگوں سے کہ کوٹلہ بھی لے لیا اور ام میں جا کر شیخ ولی محمد صاحب
نے ڈیرہ کیا اور پایندہ خاں ام سے بھاگ کر چیتر بائی کے گھاٹ سے پایئن
اُتر گیا مگر ام کی گڑہی سے ابھی مورچے لگے ہیں اور وہاں جو بندوقیں
جانبین سے چلتی تھیں وہ ہم سب عشرے میں سنتے تھے اور نہایت بیقرار
تھے کہ کسی طرح ہم بہی سب وہاں پہنچیں مگر اباسین کے کنارے کنارے
کا رستہ یعنی کمر کوہ کا رستہ نہایت دشوار اور خوفناک تھا کہ رات
کو سواروں کا جانا اس سے مشکل تھا اسی تردد میں تھے کہ کیا تدبیر
کریں جو ام کو پہنچیں اس میں رسالدار نے کہا کہ سب بھائیو پہلے نماز
عشا کی پڑھ لو پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا پھر سب نے نماز پڑہی
بعد فراغ نماز کے سید اکبر صاحب نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ
آپ لوگ بیقرار کس لئے ہیں میرے ساتھ پیادوں کو کہہ دو میں
ام کو روانہ ہوں اور سواروں کے ساتھ تم یہاں رہو سید احمد علی
صاحب نے فرمایا کہ تم نے بات خوب کہی مگر میں بہی تمہارے ساتھ
چلونگا یہ سُن کر رسالدار عبدالحمید خاں نے کہا سید احمد علی صاحب
سے کہا کہ آپ تو کھڑے پیر ہو کر تشریف لیجاوینگے اگر اجازت ہو

تو میں ہیبٹ گلی کے درے ہو کر سواروں کو لے چلوں انھوں نے کہا
کہ رات کو ہیبٹ گلی کے درے ہو کر جانا مناسب نہیں تم اپنی ہوشیاری
سے یہیں رہو ہم وہاں جاکر شیخ ولی محمد صاحب سے کہیں گے پھر جو
کچھ وہ فرماوینگے ویسا ہم تم کو کہلا بھیجینگے انھوں نے کہا کہ خیر یوں
ہی سہی پھر رسالدار تو سواروں کے ساتھ وہیں رہے اور سید احمد علی
صاحب سید اکبر صاحب کے ہمراہ پیر خاں کی جماعت لے کر گہڑے کے رستے
سے ام کو روانہ ہوئے پھر اس کے پان چھ گھڑی کے بعد دو آدمی
سید اکبر صاحب کے رسالدار کے پاس آئے اور شیخ صاحب کا حکم
لائے کہ یہاں سے سید احمد علی صاحب نے جاکر شیخ صاحب سے جاکر
عرض کی کہ وہاں جتنے ہیں رسالدار صاحب بہت بیقرار ہیں کہ ہم بھی
کسی طور اپنے سوار لے کر ام کو پہنچیں بلکہ چاہتے تھے کہ ہیبٹ گلی کے درے
سے آویں میں نے ان کو روکا سو جیسا آپ فرماویں ویسا میں ان کو
کہلا بھیجوں یہ سن کر شیخ صاحب نے فرمایا کہ ان کو کہلا بھیجو کہ صبح
کی نماز پڑھ کر جدہر سے چاہیں چلے آویں ان کو اختیار ہے اس وقت رات
کو آنے کی کچھ ضرورت نہیں ہم لوگ یہاں فضل الٰہی سے ساتھ خیر و
عافیت کے ہیں کسی بات کا اندیشہ اور خطرہ نہیں ہے تب ہم
کو سید احمد علی صاحب نے یہ حکم دے کر تمہارے پاس بھیجا سو

تم بعد نماز فجر کے یہاں سے کوچ کرنا یہ حکم سنا کر وہ دونوں
اسی وقت بہرام کو چلے گئے پھر ہم سب سوار رسالدار کے
ساتھ رات بھر کمریں باندھے ہوشیاری سے اپنے اپنے گھوڑے
کی باگ ڈور پکڑے ہوئے بیٹھے رہے اور ادہر ام کی گڑہی میں
ایک ایک دو دو بندوقیں رات بھر چلتی رہیں پھر نماز فجر کی پڑہ کر
رسالدار نے ہم سب سواروں کو لے کر کوچ کیا اور کہڑے
پر آئے اس طرح کا وہ تنگ رستہ تھا کہ مجال نہ تھی گھوڑے پر
سوار ہو کر کوئی شخص اس سے گذر جاوے بائیں طرف تو سیدہا پہاڑ
گویا آسمان سے لگا ہے اور داہنی طرف بانسوں نیچے اباسین اگر
خدانخواستہ وہاں سے لغزش کھا کر کوئی گھوڑا یا سوار گرے تو نیچے
جاتے جاتے رستہ ہی میں پتھروں کی ٹکروں سے پارہ پارہ ہو جاوے
اور مردہ ہو کر اباسین میں آوے الغرض پھر تمام سوار اپنے گھوڑوں
سے اُترے اور گھوڑے کی باگ ڈور پکڑ کر ایک ایک آگے پیچھے چلنے
لگے پانچ چھ گھڑی میں سب کہڑے سے سلامت پار ہوئے پھر وہاں
سے گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے مع الخیر ام میں جا پہنچے اور
مولانا صاحب سے ملے اور اس وقت تمام تک ام کی گڑہی خالی
نہیں ہوئی تھی پھر بعد تھوڑی دیر کے گڑہی والوں نے چادر ہلائی

اور امن مانگی پھر مولانا صاحب نے شیخ ولی محمد صاحب اور
شیخ بلند بخت کو آٹھ آدمیوں سے ان کے پاس بھیجا اور وہ سب
آدمی جماعت خاص کے تھے پھر وہ وہاں گئے اور ان سے پوچھا،
کہ تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم امن چاہتے ہیں کہ اپنا اسباب
اور اپنے ہتیار لے کر سلامت نکل جاویں شیخ ولی محمد صاحب نے
مولانا صاحب سے آکر ان کا سوال عرض کیا مولانا صاحب نے فرمایا
کہ ان سے کہو کہ جو تمہارا خاص مال و اسباب ہو اور جو تمہارے
اپنے ہتیار ہوں تم کو ہم نے امن دی وہ لے کر باہر نکل آؤ اور جو
مال و اسباب یا ہتیار سرکاری ہو وہ گڑہی میں رہنے دو اگر اس میں
سے کچھ لیجاؤگے تو مجرم ہوگے مگر ان کو گڑہی سے نکال کر دریا کے
پار اتار دینا پھر شیخ صاحب نے یہی بات جا کر ان سے کہی کہ تم کو امن
ہے تم اپنے ہتیار لے کر نکل آؤ اُنہوں نے کہا تمہارا فرمانا ہم کو
منظور ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم سید بادشاہ کے لوگ بدعہدی
نہیں کروگے مگر بات یہ ہے کہ تم بھی آؤ اور مولانا صاحب کو بھی
بلاؤ پھر ہم دروازہ کھولیں اور دروازہ گڑہی کا انھوں نے بند
کر کے چن لیا تھا پھر شیخ صاحب نے جا کر یہ حال مولانا صاحب سے
عرض کیا کہ وہ یہ کہتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ بہتر ہے چلو شیخ ولی محمد صاحب

اور مولانا صاحب گڑہی کے دروازے پر گئے جو گڑہی کے پھاٹک میں کھڑکی
تھی اُنھوں نے وہ چنی ہوئی دیوار توڑ کر کھڑکی بھر کا رستہ کیا پھر
دونوں صاحب گڑہی کے اندر گئے وہاں دیکھا کہ سب لوگ اپنا اپنا
اسباب لئے اور ہتیار باندہے ہوئے تیار کھڑے ہیں مگر سب ہراساں
ہیں مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب نے ان کو تسلی دی کہ اب تم
سے ہمارا کوئی غازی مزاحم نہ ہوگا انھوں نے کہا کہ ہماری محافظت کو
آپ چند غازی ادہر کھڑے کردیں پھر ہم نکلیں مولانا صاحب نے چند غازی
کھڑے کردئے وہ تنولی قریب دو سو کے تھے پھر وہ سب نکلے پھر ان کو
دریا پر لے گئے اور دو بار ناؤ پر سوار کروا کر اباسین کے پار اُتار دیا پھر
وہاں سے آکر واسطے بندوبست گڑہی کے شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ بلند بخت
اور میاں الہی بخش رامپوری اور میاں عبد القیوم اور نظام الدین اولیاء
اور دو تین آدمی اور گڑہی کے اندر گئے وہاں کچھ گولی بارود تھی اور کچھ
غلّہ تھا اور چار پائیاں تھیں پھر شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا صاحب کو
بلوا بھیجا کہ اب آپ یہاں تشریف لاویں پھر مولانا صاحب سب لوگوں
سے گڑہی کے اندر گئے یہ تو حال یہاں تک ہو چکا اب شروع سے اس
لڑائی کا حال سنا چاہئے وہ یہ ہے کہ پاینده خاں نے شب گذشتہ
میں قریب کر کے مصالحت کی درخواست کا خط مولانا صاحب کے

کے پاس فروسہ میں بھیجا تھا کہ ادہر سے مولانا صاحب آٹھ دس
آدمیوں سے بھانڈے میں صبح کچھ دن چڑہے تشریف لادیں اور ادہر
سے اسی قدر آدمی لے کر میں رہیں بھانڈے میں آؤنگا اور ملاقات
کرونگا سو اسی خط کے موافق مولانا صاحب نے وقت موعود پر لتے ہی
آدمی لے کر فروسہ سے قصد بھانڈے کا کیا شیخ ولی محمد صاحب اور
قاضی جان صاحب نے مولانا صاحب سے کہا کہ ہم تو اس قدر تھوڑے
لوگوں سے آپ کو نہ جانے دینگے اس لئے کہ پایندہ خاں فریبی اور دغاباز
شخص ہے اُس کے لکھنے کا کیا اعتماد شاید اس میں کچھ فریب ہو اگر ایسا
ہی آپ کو منظور ہے کہ بھانڈے کو جاویں تو ابھی کچھ دیر آپ یہاں توقف
کریں جب پایندہ خاں خود اپنے وعدے کے موافق آوے تب آپ بھی
وہاں تشریف لے جاویں اور اگر آپ لے آئے اُس کے جاوینگے تو
ہم سب لوگ آپ کے ہمراہ رکاب چلینگے سو مولانا صاحب تو فروسہ میں
اس طرح رُکے اور ادہرام کے میدان میں پایندہ خاں اپنا تمام لشکر
لئے ہوئے تیار کھڑا تھا اور موافق اپنی رات کی مشورت کے گیرنی کے
غازیوں پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس عرصے میں سید احمد علی صاحب
کے سواروں کا لشکر ستھانے کی گڑہی یعنی کرہ کوہ سے اُتر کر نمودار
ہوا اور ستھانے سے لشکر آنے کا سبب یہ ہوا کہ سید احمد علی صاحب
کو دوسرا خط مولانا صاحب کا کوچ کی ممانعت کا ہنوز نہیں پہنچا

تھا سو پائندہ خاں لشکر اپنے دل میں متردد ہوا کہ شاید رات
کا فریب نہ چلا وہ اسی پس و پیش میں تھا کہ ادہر مولانا صاحب
کا وہی خط مذکور سید احمد علی صاحب کے پاس آیا اس کو پڑہ کر سید
صاحب ممدوح مع لشکر ستھانے کو پھیرے اس کا حال مفصل آگے
بیان ہو چکا ہے سو پائندہ خاں نے ام سے دیکھا کہ لشکر سواروں
کا طرف ستھانے کے پلٹ گیا اس کو یقین ہوا کہ بیشک میرا فریب مولانا
صاحب کو اثر کر گیا شاید کہ ان کا خط واسطے ممانعت کے اسی میدان
میں آیا ہے اسی جہت سے لشکر پلٹ گیا پھر وہ خوش ہو کر اپنے لوگوں
سے کہنے لگا کہ بھائیو یہی موقع ہے اب کیا دیکھتے ہو گھوڑوں کی باگیں
اٹھاؤ اور عشرے کو چلو یہ کہہ کر اس نے اپنا گھوڑا آگے بڑہایا اور
چلا اور تمام سوار و پیادے اس کے پیچھے ہوئے اور تمام سوار و پیادے
قلمی نوکر اس کے کچھ کم ہزار تھے دو سو نو سوار باقی پیادے اور جو
اطراف اور جوانب کے اس روز کمکی لوگ آئے ہوں ان کا حال
نہیں معلوم اور سواروں کے ساتھ تین ضرب زنبورک اونٹوں پر
تھے اور گھوڑے پر ایک نقارہ پھر عشرے کی گڑہی اتر کر عشرے
کے جنوب کی طرف میدان میں سوار آئے اور پیادے عشرے میں گئے
اور عشر لستا ہی پہاڑ کی چڑہائی پر اس طور سے ہے کہ نیچے والوں کا

جو کوٹھا ہے وہی اوپر والوں کا صحن ہے نیچے تلے اوپر تلے اوپر بستی بھر کے مکان ہیں اس وقت نمازیوں نے جو کینڑی کے پہاڑ پر تھے ان کے نشان دیکھے اور عشرے کی چھتوں پر جو دیکھا تو نرے آدمی ہی آدمی نظر آئے تب انھوں نے پائندہ خاں کے بھائی مددخاں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ عشرے کے میدان میں نرے سوار ہی سوار نظر آتے ہیں اور بستی کے کوٹھوں پر تمام پیادوں کا ہجوم ہے اور مولانا صاحب نے ہم لوگوں کو لکھ بھیجا ہے کہ پائندہ خاں ہم سے صلح چاہتا ہے اور یہاں تو تمام جنگی لشکر چڑھا لیا ہے یہ کیسا صلح ہے مددخاں نے کہا کہ یہ تو خان نے مولانا صاحب سے فریب کیا ہے تم سب لوگ ہوشیار ہو گھڑی ساعت میں لڑائی ہوئی چاہتی ہے اور اس وقت ہم لوگوں میں سے کوئی تو ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور کوئی وضو کرتا تھا اور کوئی مکئی بھون رہا تھا اور کوئی کچی مکئی چاب رہا تھا اس لئے کہ اُس دن ہم لوگوں کو آٹا نہیں ملا تھا مددخاں سے یہ بات سن کر سب نے مکئی بھوننی اور چابنی موقوف کی اور جلد نماز ظہر سے فراغت کر کے اپنے اپنے ہتیار لے کر سب کھڑے ہو گئے کہ دیکھا چاہئے کہ کیا معاملہ ہوا اس عرصے میں دفعتہً ان کا نقارہ بجا اور تمام لشکر ان کا عشرے سے نیچے اُترنے لگا ایک نالہ تھا اس میں آیا اور وہاں سے اس کے چار غول ہوئے کینڑی کے

کے غازیوں کی داہنی طرف ایک بلند پہاڑ تھا ایک غول ان
میں سے اس پر چڑھنے لگا مدد خاں اور رسول خاں تنولی نے
ارباب بہرام خان سے کہا کہ ایسا نہ ہو یہ غول اس پہاڑ کی چوٹی پکڑ
لے تو ہم لوگوں کو یہاں ٹھہرنا دشوار ہو جاویگا ہم کو اجازت ہو تو ہم
پندرہ بیس آدمی لے کر اس پہاڑ کے سر پر جاویں اور ان کو روکیں
انھوں نے کہا بسم اللہ جلد جاؤ پھر مدد خاں اور رسول خاں پندرہ
بیس غازیوں سے اس پہاڑ کی چوٹی پر گئے اور اس غول کو روکا اور
ان کے دو غول ہوئے ایک غول فروسہ کی طرف جدھر سے مولانا
صاحب کی آمد تھی جا کر کھڑا ہوا اور دوسرا غول سواروں کا سھانے
کے رستے کو روک کر کھڑا ہوا جدھر سے سید احمد علی صاحب کے لشکر آنے
کا رستہ تھا اور تین غول ان کے پیادوں کے غازیوں کی طرف چیخیں
مارتے اور ہلہ کرتے ہوئے چلے ادھر سے غازیوں نے ان کو ڈانٹا اور
للکار کر کہا کہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا مگر وہ کب سنتے تھے گالیاں
دیتے ہوئے پہاڑ سے پلٹ گئے اور بندوقیں مارنے لگے ادھر ارباب بہرام
خاں نے اپنے غازیوں سے کہا کہ بھائیو دیکھتے ہو تکبیر کہہ کر تم بھی بندوقیں
مارو یہ حکم سن کر جماعت خاص کے غازیوں نے جو صبغۃ اللہ ندستان
کے پاس تھے تکبیر کہہ کر پہلی باڑ بندوقوں کی انھوں نے ماری پھر اور

غازی مارنے لگے اور وہ لوگ پہاڑ کی چڑھائی پر تھے اور غازی
پہاڑ کے سر برابر میدان میں تھے اور وہ اسی طور سے حملہ کرتے اور
بندوقیں مارتے ہوئے بید ہڑک چڑھتے چلے آتے تھے اس عرصے میں
ہمارے چند غازی شہید ہوئے ایک سید ظہور اللہ بنگالی دوسرے
فیض الدین بنگالی تیسرے حاجی عبداللہ رامپوری چوتھے سید دلاور علی
اور دو غازیوں کے نام یاد نہیں اور وہ یہاں تک قریب آپہنچے تھے کہ
سید دلاور علی کے گولی لگی اور وہ گرے تو انھوں نے ادھر سے پیر
پکڑے اور ادھر سے غازی نے ہاتھ پکڑے اور دونوں جانب سے
کشاکش ہونے لگی اس میں امام خاں خیرآبادی نے بائیں طرف جاکر
ایک بندوق ان پر سر کی اس کے ساتھ ہی اُدھر سے ایک نے گولی ماری
وہ امام خاں کی کنپٹی میں لگی وہ اسی جگہ شہید ہوئے اور میاں عبدالقیوم
صاحب اس جگہ بندوق لگا رہے تھے پھر اپنے غازیوں نے سید دلاور علی
کی لاش کو ان سے چھڑا لیا جب امام خاں شہید ہوئے تب غازی لوگ
گھبرائے کہ لڑائی سخت پڑی وہ نشیب میں ہیں ہماری بندوق کام نہیں
کرتی اور یہاں میدان میں ہم ان کے نشانہ ہیں بعضے بعضے صاحب کہنے لگے
کہ پیچھے ہٹ کر ان کو میدان دو کہ وہ اوپر آویں تو پھر تلوار پکڑ کر جس
کو اللہ تعالیٰ فتح دیوے وہ لیوے اور اس طرح مفت میں اپنے لوگ
ضائع ہوتے ہیں اس عرصے میں شیخ بلند بخت دیبنی نے ارباب بہرام

خاں سے کہا کہ خاں صاحب تم تو نشاں اسی جگہ سے نہ ہٹاؤ
اور سب کو لئے ہوئے اسی جگہ جمے رہو اور مجکو اجازت دو تو
میں جو کچھ اس کی تدبیر بنے سو کروں اُنھوں نے کہا بسم اللہ
آپ کو اجازت ہے پھر جلد شیخ بلند بخت کئی بہیلوں سے چند غازی
اپنے ساتھ لے کر مولوی خیرالدین صاحب شیر کوٹی کے پاس گئے اور
ان کا مورچہ بائیں طرف تھا اور ان سے کہا کہ لڑائی تو بگڑ گئی اور
امام خاں شہید ہوئے اب ایک یہ تدبیر میرے خیال میں آئی ہے
کہ اتنے آدمی میں لایا ہوں اور آپ اپنے سب آدمیوں سے میرے
آگے ہوں اور نیچے اُتر کر ان کی کمر ماریں مولوی صاحب نے فرمایا کہ
بسم اللہ چلو تدبیر خوب ہے پھر مولوی صاحب اپنے مورچے کے سب
لوگ لے کر آگے ہوئے اور شیخ بلند بخت ان کے پیچھے جیسے نیچے اُتر
کر تنولیوں کی کمر پر پہنچے اس عرصہ میں نیچے نالے میں قرابین چلی
اپنے لوگ دیکھنے لگے کہ قرابین کہاں چلی دیکھا تو معلوم ہوا کہ اپنے
قندھاریوں کا نشان آپہنچا اور سب قندھاری پائندہ خاں کے سواروں
کے پیچھے ننگی تلواریں لئے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ہم لوگوں کو دیکھ کر
انھوں نے کپڑا ہلایا اور اشارہ کیا کہ تم بھی جلد اُتر کر ہمارے شریک
ہو اور عشرے میں پائندہ خاں اپنے لوگوں کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا اس نے جو اپنے

سواروں کو دیکھا کہ بدحواس بھاگے آتے ہیں اور قندہاری اُن کے
تعاقب میں ہیں دفعتہً آپ ہی بھاگا اس میں ادھر سے مولوی خیرالدین
صاحب اور شیخ بلند بخت کے لوگوں نے تنولیوں کی کمر پر ایک باڑ ماری
اور ان کا پیچھا کیا اور وہ بھاگے اور اس کے ساتھ ہی ادھر سے ارباب
بہرام خاں اپنے لوگوں سے ہلہ کر کے دوڑے پھر تو یہ لے تنولیوں
پر پڑی کہ ان کو ہتیار سنبھالنے دشوار ہو گئے اور بھاگنا پڑا بھاگے
جاتے تھے اور اپنی بولی میں کہتے جاتے تھے کہ خان چل گئے اور کوئی کہتے
تھے خان ننگئے رے اور کوئی کہتے تھے کہ خان گئے رے خان گئے رے
اور ان تینوں لفظوں کے معنی یہ ہیں کہ خان چلا گیا اور اس کہنے سے
ان کی غرض یہ تھی کہ جو لوگ اپنے جابجا جھاڑیوں اور پتھروں کی آڑ
میں دبلے ہوں ان کو خبر ہو جاوے اور بھی چل دیویں اور پائندہ خاں
کے ہمراہ عظیم انام ایک نائی بندوق (چلانے میں) بڑا اُستاد تھا کہ اکثر گولی اس
کی خطا نہیں کرتی تھی جب پائندہ خاں ام سے عشرے میں آیا تھا تب
اس نائی نے کہا تھا کہ خان آج مجکو گن کر پچیس گولیاں دیویں اور
پچیس ہی غازی گن کر مجھ سے لیویں اور ہمارے جو غازی اس کے
مورچے کے مقابلے شہید اور زخمی ہوئے سو اسی کی گولیوں سے ہوئے
اس نے اس وقت ایک جگہ باندھ رکھی تھی جو غازی اس جگہ سے نکلتا وہ

گولی سے گرادیا تھا جبکہ تنولیوں کی لڑائی بگڑ گئی اور شکست فاحش کھا بھاگے اور پہاڑ پر سے اپنے سب غازیوں نے ہلّہ کرکے ان کا پیچھا کیا اور مددخاں بھی جس پہاڑ پر تھے وہ بھی اپنے لوگوں سے سب غازیوں میں آملے تب وہ نائی بھی سب تنولیوں کے ساتھ بھاگا اور ایک غازی نے اس کا تعاقب کیا دامن کوہ میں ایک کھیت کے کنارے خاربندی تھی اور وہ نائی کشادہ پائچوں کا پاجامہ پہنے تھا ایک خاردار لکڑی اس کے پاجامہ میں اُلجھ گئی وہ اوندھا گر پڑا اوپر سے اس غازی نے چار پانچ تلواریں مار کر اس کو وہیں مردار کیا اور اس وقت یہ حال تھا کہ غازی اور پائندہ خاں کے تنولی اس طرح رل مل گئے آپس میں کہ اپنے بیگانے کی تمیز نہ رہی جو ہمارے غازی بھائی ان سے پوچھتے کہ تم پائندہ خاں کے لشکر کے ہو تو وہ خوف جان سے کہتے کہ ہم تو مددخاں کے ہمراہی تمہارے شریک ہیں غازی لوگ کہتے کہ جو مددخاں کے ہمراہی ہو تو تکبیر کہو والا کوئی غازی دھوکے سے مار ڈالیگا پھر غازیوں کے ساتھ وہ بھی تکبیر کہنے لگے اور یہ ان لوگوں کا مذکور ہے جو اپنے لشکر کے ساتھ بھاگنے نہ پائے اچانک غازیوں کے گھیرے میں پڑ گئے تھے پھر تمام غازی پہاڑ سے اُتر کر عشرے کے نالے میں آئے اور کچھ دیر ٹھہرے کہ اگلے پچھلے لوگ وہاں اکٹھا ہوں اس عرصے میں شیخ ولی محمد تما

اور قاضی جہان صاحب اور مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری تنبولیوں
اور پنجابیوں کو لئے چلے آتے تھے اور ادہر نالے سے اوپر چڑہ کر تمام یہ غازی
بھی انہیں میں جا ملے جو پائندہ خاں کے لوگ غازیوں میں رلے ملے تھے
وہ فرصت پاکر عشرے کے گھروں میں جابجا چھپ گئے اور عشرے کے
پہاڑ کے سر پر ایک گڑہی تھی وہاں کے لوگ اس کو کوٹلہ کہتے تھے اس
میں کے لوگ غازیوں پر بندوقیں مارنے لگے شیخ ولی محمد صاحب نے
غازیوں سے کہا کہ بھائیو اب کیا کہتے ہو حملہ کرکے کوٹلا بھی خالی کرلو
فراغت ہو یہ سن کر سب غازیوں نے تکبیر کہہ کر نشان اٹھائے اور
حملہ کرکے کوٹلے پر چلے اور ادہر سے بندوقیں چلنے لگیں اور گولیاں آنے
لگیں مگر غازی لوگ اصلا خیال میں نہیں لاتے تھے اور مانند تیروں کے
چلے جاتے تھے جب بہت قریب اس کے پہنچے تب اس میں کے لوگ دیواریں
پھاند کر بھاگنے لگے اس میں نشان غازیوں کا اس کے برج میں داخل
ہوا اور چند لوگ معذور بڑہے مریض وغیرہ جو دیوار نہ کود سکے انہوں
نے امن چاہی ان کو امن دے کر سلامت نکال دیا اور اس گڑہی کی
گولیوں سے کئی آدمی زخمی ہوئے سب کے پہلے ایک تو میاں خدابخش
رامپوری زخمی ہوئے ان کی پنڈلی میں گولی لگی اور دوسرے حافظ عباس
تھانوی کہ ان کے ہاتھ کے گٹے میں گولی لگی اور تیسرے عبد القادر نگانوی
ان کے مونڈہے پر گولی لگی اور جو سوا ان کے زخمی ہوئے ان کے نام یاد

ہیں مگر شہید کوئی نہیں ہوا پھر ایک نشان کوٹلے میں چھوڑ کر
شیخ ولی محمد صاحب تمام غازی لے کر پہاڑ ہی پہاڑ ام کو روانہ ہوئے
ام وہاں سے قریب آدہ کوس کے ہے پھر جب اس پہاڑ سے سب
غازیوں کو لے کر اترے اُدہر ام سے پایندہ خاں نے دیکھا کہ لشکر
آپہنچا ام چھوڑ کر بھاگ گیا اور شیخ صاحب سب کو لے کر ام میں
جاکر داخل ہوئے اور اس پر اپنا قبضہ کیا اور وہیں سب نے نماز مغرب
پڑہی اس عرصے میں مدد خاں اور سربلند خاں تنولی کے لوگوں نے
گھروں میں وہاں کے آگ لگادی شیخ ولی محمد صاحب ان پر خفا ہوئے کہ
یہ کیا تم نے سکھوں کا طریقہ اختیار کیا بڑے ظلم کی بات ہے سلمانوں کو
ایسا نہ چاہئے پھر اسی وقت لوگوں کو بھیج کر وہ آگ بجھوادی پھر عشاکے
وقت سید احمد علی صاحب کی خبر آئی کہ سب سواروں اور پیادوں سے
عشرے میں داخل ہوئے شیخ ولی محمد صاحب نے آدمی یہ پیام دے کر بھیجا
کہ ہم یہاں خیر و عافیت سے ہیں تم رات بھر وہیں رہو یہاں رات کو
تمہارا آنا کچھ ضرورت نہیں اور اسی وقت شیخ صاحب نے ایک عرضی حضرت
امیرالمومنین کے پاس فتح خاں کی خوشخبری کی چینی میں آدمی کے ہاتھ
بھیجی حضرت نے ایک جوڑا انعام میں اس کو عنایت کیا اور ایک خط اسی
مضمون کا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو دوسرے آدمی کے ہاتھ بھیجا
اور اس میں یہ لکھا کہ آپ رات کو ادہر آنے کا ارادہ نہ کریں یہاں

سب طرح سے فضل الٰہی ہے پھر صبح کو سورج کے طلوع ہوتے ہی
فروسے سے مولانا صاحب اپنے آدمیوں سے آکرام میں داخل ہوئے
اور تب تک ام کی گڑھی میں بندوقیں چل ہی رہی تھیں پھر گڑھی والوں
نے چادر ہلائی اور امن چاہی پھر مولانا صاحب نے ان کو امن دے
کر سلامت دریا کے پار اتروا دیا اور گڑھی پر اپنا قبضہ کیا اس کا
مفصل حال آگے بیان ہو چکا ہے انتہی اور شیخ ولی محمد صاحب
کا آنا فروسے سے عشرے میں اس طور سے ہوا شیخ ولی محمد
صاحب کی زبانی سن کر میں بیان کرتا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ
جب کینڑی کے پہاڑ پر بندوقیں چلنی لگیں اس وقت میں نے مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ بندوقیں کینڑی کی طرف چلتی ہیں شاید
وہاں لڑائی شروع ہو گئی آپ اگر فرماویں تو میں لوگوں کو لے کر ادھر
روانہ ہوں اور خود مجکو بھی حضرت کی طرف سے اجازت تھی کہ جو بات
مولانا صاحب کے خیال میں نہ آوے اور تمہاری سمجھ میں آوے تو
اس کے نہ کرنے کا تم کو اختیار ہے سو مولانا صاحب نے فرمایا کہ
تنولیوں کی عادت ہے کہ بندوقیں یوں ہی چلایا کرتے ہیں اور
وہاں لڑائی کیونکر ہو گی پائندہ خاں نے تم کو مصالحت کا خط لکھا
ہے پھر میں نے ان سے کہا کہ دیکھئے تو اسی پہاڑ پر بندوقیں چلتی ہیں جہاں

ہمارے غازی ہیں مگر مولانا صاحب نے نہ مانا بعد میں قاضی حبان صاحب کو ساتھ لے کر فترو سے سے نیچے آیا مولوی نصیرالدین صاحب کے پاس کہ وہ پچاس ساٹھ پنجابیوں کو لئے ہوئے وہاں گئے تھے اور قندھاری بھی وہیں اُترے ہوئے تھے پھر مولوی نصیرالدین صاحب سے میں نے کہا کہ چلو معلوم ہوتا ہے کہ کینڑی کے پہاڑ پر لڑائی کی بندوقیں چلتی ہیں انھوں نے کہا کہ ہم تو سب تیار ہیں فقط حکم کے منتظر تھے پھر میں وہاں سے سب کو لے کر طرف کینڑی کے روانہ ہوا چلتے جاتے جب کینڑی کے پہاڑ کے تلے پہنچے اور دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اور غازی لوگ اور تنولی آپس میں گٹ پٹ ہیں وہاں سے میں جو کچھ آگے بڑھا تو دیکھا کہ پاینده خاں کے سوار رستہ زد کے کھڑے ہیں ادھر سے ہمارے قندھاریوں نے کئی قرابینیں ماریں اور ان پر حملہ کیا وہ بھاگ گئے عشرے کے میدان میں پاینده خاں تھا سواروں کو بھاگتے دیکھ کر وہ بھی بھاگا اس عرصے میں کینڑی کے پہاڑ پر ایک بار بندوقوں کی چلی تنولی شکست کھا کر بھاگے اور ہم لوگ عشرے میں جا کر داخل ہوئے اور وہیں کینڑی کے پہاڑ والے غازی بھی آ ملے انتہی

اور باقی قصہ ام کا یہ ہے کہ جب گڑھی ام کی خالی ہوئی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غازیوں کو لے کر گڑھی میں داخل ہوئے پھر کچھ دیر کے بعد زبانی ملکیوں کے تواتر خبر آئی کہ چھتر بائی کی گڑھی

خالی پڑی ہے اور اس کے خالی ہونے کا سبب یہ ہوا کہ جب پائندہ خاں یہاں سے بھاگ کر چیتر بائی میں گیا اور وہاں جا کر ٹھیرا اور اس کو معتبر خبر پہونچی کہ غازیوں کا لشکر ام میں داخل ہو گیا اور گڑہی پر انھوں نے مورچے لگا دئے تب وہ بدحواس ہو کر وہاں سے بھی بھاگا اس کے ساتھ مارے خوف کے چیتر بائی والے بھی فرار کر گئے کہ ایسا نہ ہو کہ غازیوں کا لشکر یہاں بھی آ پہنچے یہ خبر فرحت اثر سن کر مولانا صاحب نے اسی وقت عبدالحمید خاں رسالدار سے فرمایا کہ تم جلد اپنے اپنے سواروں کو لے کر چیتر بائی کو روانہ ہو تمہارے پیچھے کچھ دیر میں ہم بھی آتے ہیں یہ حکم سن کر رسالدار ممدوح تو اپنے سواروں کو لے کر اُدہر کو روانہ ہوئے اور ادہر مولانا صاحب نے شیخ ولی محمد صاحب کو فرمایا کہ تم یہیں ام میں اپنی ہوشیاری سے اور ساتھ بند و لبست کے رہو ہم بھی وہیں جاوینگے اور یہاں کے جو رعایا لوگ اپنے اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں جو غلہ ان کے گھروں میں ہو وہ سب وہاں سے گڑہی میں منگوا لینا اور اسی کو موافق دستور کے لوگوں میں تقسیم کیا کرنا اور جو لوگ اپنے زخمی ہیں ان کو عشرے میں بھجوا دینا وہیں ان کا معالجہ ہوگا اس عرصے میں کسی نے آ کر کہا کہ اباسین کے کنارے پانی میں گاڑی کے پہیے نظر آتے ہیں شاید کہ پائندہ خاں کا توپ ڈال گیا ہے مولانا صاحب نے فرمایا لوگوں سے کہ اس کو جا کر نکالو دیکھو

تو کیا ہے پھر لوگوں نے جاکر اس کو پانی سے باہر نکالا وہ چھوٹی سی
لوہے کی توپ تھی پھر وہاں سے کھینچ کر انھوں نے اس کو گڑھی کے دروازے
پر کھڑا کر دیا پھر مولانا صاحب لوگ مل کر چھتر بائی کو روانہ ہوئے اور
چھتر بائی کی گڑھی یعنی کمر کوہ پر پہنچے وہاں رسالدار عبدالحمید خاں لیئے
سواروں کو ایک ایک دو دو کر کے اتر وار ہے تھے اور وہاں سے چھتر بائی
کی گڑھی نظر آتی تھی لوگوں نے جو دیکھا تو اس میں آدمی ہونے لگے اور ایک
مخبر نے آکر خبر دی کہ گڑھی چھتر بائی کی خالی پڑی تھی جب ہمارا لشکر وہاں
نہ گیا تب پھر پایندہ خاں کے لوگ آکر داخل ہوئے اور اس گڑھی کے
دو رستے تھے ایک اوپر کا اور ایک نیچے کا اوپر والے رستے میں سوار اتر رہے
تھے مولانا صاحب نیچے کے رستے سے اپنے پیادوں کو اُتار لے گئے اور
گڑھی سے نیچے اتر کر نشیب میں ڈیرہ کیا اور وہاں سے گڑھی چھتر بائی
کی اتنی دُور تھی کہ وہاں کی گولی مولانا صاحب کے ڈیروں میں ٹھنڈی گرتی
تھی اور اس گڑھی کا دروازہ ہمارے ڈیروں کے سامنے تھا پھر ڈیرے
کرنے کے بعد مولانا صاحب نے جاکر تین طرف اس گڑھی کے مورچے لگائے
اور ہم لوگوں کے ڈیرے چھتر بائی سے جنوب طرف تھے اور چھتر بائی
ہمارے ڈیروں سے جانب شمال تھے پھر دونوں جانب سے بندوقیں

چلنے لگیں اور لڑائی شروع ہو گئی اور ہمارے موریوں سے اس گڑہی
کا رستہ ایسا اچ پیچ کا تھا کہ کچھ قابو نہیں چلتا تھا کہ اس پر ہلّہ کر کے
فتحیاب ہوں اور نہ اپنی گولیاں وہاں کام کرتی تھیں غرضکہ وہ گڑہی
بہت سخت اور بے موقع تھی پھر مولانا صاحب نے وہی آہنی توپ لانے
کو جس کا آگے ذکر ہو چکا ہے آدمی بھیجے کہ جلدام سے جا کر لاویں وہ لوگ
اسی روز تین چار گھڑی دن چڑھے وہ توپ لائے پھر اس توپ کا گولہ
چلنے لگا دس بارہ گولے چلائے گئے مگر کوئی موقع پر نہ لگا اور لڑائی
جم گئی وہاں سے موریچے ہٹانے بھی مناسب نہ ہوئے اور وہاں سے لڑنا
بھی بے فائدہ ہوا پھر مولانا صاحب نے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو لکھا کہ
یہاں ایسا ایسا حال ہے آپ جلد چنئی سے کوچ کر کے ام میں تشریف لاویں
تو اس امر کی کچھ تدبیر فرماویں پھر جو یار محمد خاں کے لشکر سے غنیمت میں
دس گیارہ خچر آئے تھے ان میں جو ایک خچر زیادہ تیز خرام تھا اگلے
روز اس پر سوار ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ چنئی سے عشرے کے
گورستان میں جہاں ہمارے غازی لوگ دفن تھے تشریف لائے
اور وہاں واسطے ان کے دعا کی پھر وہاں سے کینڑی کے پہاڑ پر گئے
جہاں لڑائی ہوئی تھی اور اپنے لوگ زخمی اور شہید ہوئے تھے اس
جگہ کو دیکھ کر پھر عشرے میں زخمیوں کے پاس آئے اور ان کی تسلّی

کی اور حال ان کا پوچھا بلکہ جو میاں خدا بخش رامپوری کی پنڈلی میں گولی کا زخم تھا اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا پاؤں جیسا تھا ویسا ہی درست ہو جاویگا کچھ نقصان باقی نہ رہے گا پھر آپ اُسی خچر پر سوار ہو کر مع الخیر روانہ ہوئے اور امب کی گڑھی میں داخل ہوئے اس وقت آپ کے ہمراہ رکاب کوئی تیس پینتیس آدمی تھے پھر سب لوگ گڑھی کے آپ سے ملے اور سب نے فتح کی مبارکباد دی اور آپ سے اجازت لے کر سب نے خوشی کی بندوقیں چلائیں پھر حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو واسطے تسلی اور دلجمعی کے اس مضمون کا خط لکھوا کر روانہ کیا کہ عنایت الٰہی سے امب کی گڑھی میں آکر داخل ہوئے اور تم لڑائی میں تعجیل نہ کرنا ہم یہاں اس کی تدبیر کرتے ہیں اور شیخ بلند بخت کو پچیس سواروں سے اُدھر روانہ کر دو کہ ہم ان کو بھیجیں کہ وہ پنجتار سے جا کر توپیں لے آویں پھر یہ خط مولانا صاحب کے پاس آیا اور آپ نے پڑھا اور خوش ہوئے اور لوگوں کو سنایا اور حضرت کی طرف سے سب کی تسلی اور دلجمعی کی پھر رسالدار عبدالحمید خاں اور شیخ بلند بخت کو بلا کر وہ خط حضرت کا سنایا اور رسالدار سے فرمایا کہ اسی وقت پچیس سواروں سے شیخ صاحب ممدوح کو حضرت کے پاس روانہ کر دو پھر رسالدار صاحب نے فوراً پچیس سواروں

سے شیخ صاحب ممدوح کو حضرت کے پاس روانہ کرو پھر رسالدار
صاحب نے فوراً پچیس سواروں سے شیخ صاحب موصوف کو روانہ
کیا اور وہ پچیس سوار یہ تھے ایک شیخ بلند بخت دہنی اور
عنایت اللہ تتا بی والے اور محمود خاں لکھنوی اور کریم بخش پانی پتی
اور عبد الرحمن سروجی اور ملا بازار اور نور خاں قندہاری اور عبد الرحمن
اور نجم الدین رامپوری اور عبد القادر لہاری کا اور نوراں شاہ ولایتی
اور میر جمعیت علی اور نور داد خاں لہانی پوری کے اور مومن خاں خیری
اور خان بہادر خاں غلزئی اور سلطان خاں رامپوری اور مستقیم خاں
رامپوری اور عبد اللہ خاں اور نور خاں اور عبد الحکیم خاں اور محمد زماں
خاں اور گلاب خاں اور شیر خاں اور حافظ امام الدین اور نصیر الدین
اور ایک یہ خاکسار فتح علی انتہیٰ پھر ان سب کو مولانا صاحب نے
ہمراہ شیخ بلند بخت کے بعد نماز ظہر کے روانہ کیا اور شیخ صاحب
ممدوح کو تاکید مزید فرما دیا کہ توپوں کے لانے میں درنگ نہ کرنا
اور بہت ہوشیاری سے لانا پھر شیخ صاحب موصوف کوئی دو گھڑی
دن رہے امم میں پہنچے اور گڑھی اور امم کے بیچ میں جو میدان ہے
اس میں ڈیرہ کیا پھر آدھے لوگوں سے شیخ بلند بخت صاحب حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو گڑھی میں گئے اور بعد سلام

سنت الاسلام کے حضرت سے مصافحہ کیا عافیت مزاج کی پوچھی
پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ان سے چھتر بائی کی گڑہی کی کیفیت پوچھی
انھوں نے عرض کی کہ دیوار شرقی اس کی دریائے اباسین کے اندر
ہے اور تین طرف اس کے ایک خشک نالہ ہے جب دریا بھرتا ہے تب
وہ نالہ بھی بھر جاتا ہے اور گڑہی کے تین طرف ہم لوگوں کے مورچے
ہیں تین تو شمائل اور مغرب کے کونے میں اور انھیں مورچوں کے سامنے
اس پار اباسین کے ایک مورچہ پائندہ خاں کے لوگوں کا ہے وہ
ادہر سے شاہنیں اور بندوقیں مارتے ہیں مارے خوف کے ہمارے
لوگ اپنے مورچوں سے سر نہیں اٹھا سکتے اور پائندہ خاں موضع
بلوئی میں ہے کہ وہاں سے پار دریا کے آدہ کوس ہے اور تین مورچے
ہمارے مغرب اور جنوب کے کونے میں ہیں اور دو مورچے اس
گڑہی کے دروازے کے سامنے طرف جنوب کے ہیں ان میں ہماری
آہنی توپ ایک مورچے میں لگی ہے اور گڑہی تمام سنگین اور بہت
سخت ہے مگر عنایت الٰہی سے ہمارے لوگوں کو کسی نوح کا
اندیشہ اور ہراس نہیں ہے یہ تمام حقیقت سن کر حضرت نے فرمایا
کہ شیخ بھائی انشاء اللہ تعالیٰ وہ گڑہی بے لڑائی کے خالی ہو جاوے گی

توپچی کر
اور تم پنجابارے سے توپیں لاؤ اور ہم یہاں کچھ اور ہی تدبیر کرینگے پھر
شیخ بلند بخت اپنے ڈیرے پر گئے باقی لوگ جو ڈیروں پر تھے
وہ حضرت کی ملاقات کو آئے اور ملاقات کرکے اپنے ڈیروں پر
گئے اور گڑہی کے دروازے کے آگے بڑا بھاری ایک درخت بڑ
کا تھا اسی کے تلے پانچوں وقت نماز جماعت ہوتی تھی پھر وہاں اذان
مغرب کی ہوئی حضرت علیہ الرحمۃ نے آکر نماز پڑہائی اور بعد فراغ
نماز کے جہاں ہم لوگ اُترے تھے وہاں حضرت تشریف لائے اور
شیخ بلند بخت کو ایک راہبر کردیا اور فرمایا کہ یہ جس رستے سے لیجاوے
اس کے ساتھ جانا اور دو کدال اور دو پھاوڑے ہمراہ کردئے اور آپ
گڑہی کو تشریف لے گئے پھر ہم لوگ نماز عشا پڑھ کر سو رہے صبح کو
بعد نماز کے اس راہبر کے ساتھ کوچ کیا ام سے مغرب اور شمال
کے کونے پر ایک درہ ہے اس میں ہو کر چلے عشرے کو گئے وہاں سے
ستھانے کو گئے وہاں سے آگے بڑھے موضع بال ڈھیری اور موضع
کیاکے درمیان جو درہ ہے اس میں راہبر لے گیا جاتے جاتے ایک
جگہ اس درے میں ایک بڑا بھاری پتھر حائل تھا ایسا نظر آتا تھا
کہ گویا ہاتھی بیٹھا ہے پھر سب سوار گھوڑوں سے اُترے اور
ایک طرف اس پتھر کے پھاوڑے اور کدال سے کھود کر گھوڑا نکلنے کا

رستہ بنایا گیا پھر سب اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک ایک اس
رستے سے نکلے اور روانہ ہوئے شام کو موضع گندت میں جا کر اترے
نماز مغرب پڑھی وہاں کے خان کو خبر ہوئی وہ حضرت امیر المومنین علیہ
الرحمۃ کا معتقد اور مخلص تھا اس نے دانہ اور گھاس دینے کو بلایا ہم
سب سواروں نے اپنے اپنے سروں پر اٹھا لائے کیونکہ ہم لوگ
آپ ہی سوار تھے اور آپ ہی سائیس پھر گھوڑوں کو گھاس دانہ ہم
نے کھلایا اور ان کو پلا یا پھر اس بستی کے لوگ موافق دستور اپنے ملک کے واسطے
دعوت کے تین تین چار چار آدمی ہم میں سے لے گئے اور کھانا کھلایا
پھر وہاں سے آ کر ہم لوگوں نے نماز عشا پڑھی پھر شیخ بلند بخت نے
وہاں کے خان سے بلا کر کہا کہ ہم اپنے سوار تمہارے پاس چھوڑے
جاتے ہیں تم اپنی بستی کے چند مزدور ان کو کر دینا مزدوری ان کی
جو ہو گی ہمارے آدمی دیویں گے جو درہ میں بڑا پتھر حائل ہے اس کے
ایک جانب زمین کھود کر اونٹوں کے نکلنے کے موافق رستہ بنا دیویں
اس خان نے قبول کیا پھر شیخ صاحب ممدوح نے حافظ امام الدین
رامپوری اور عنایت اللہ خان تنالی والے کو ان کے سپرد کیا پھر
ان کو لے کر خان اپنے مکان کو گیا اور ہم سب چوکی پہرے کا
بندوبست کر کے سو رہے پھر پہر رات رہے سے روانہ ہوئے موضع

بالیتی میں ہوکر پہاڑ کے کنارے چھ سات گھڑی دن چڑھے پنجتار
میں جاکر داخل ہوئے آٹھ سوار تو فتح خاں کے حجرے میں اُترے
اور باقی سوار جہاں حضرت علیہ الرحمۃ کا مکان تھا اُس میدان میں اُترے
پھر اسی روز بعد نماز ظہر کے شیخ بلند بخت نے آٹھ سواروں سے کہا کہ
گھوڑے تو یہیں چھوڑ دو پیدل سومنع ڈکاڑے کو جاؤ وہاں شیخ
حسن علی صاحب ہیں ان سے کہنا کہ سید صاحب نے توپیں لینے کو
شیخ بلند بخت کو پچیس سواروں سے بھیجا ہے سو وہ پنجتار میں ہیں وہاں
سے ہم کو اونٹوں کے واسطے بھیجا ہے دس اونٹ زور آور باربردار
سب اونٹوں سے چھانٹ دو پھر وہ آٹھوں آدمی اُدھر ڈکاڑے
کو گئے اور ادھر رات کو جب بستی والے لوگ اپنے اپنے گھروں میں
سو رہے اس وقت ہم لوگوں نے تین توپیں مع سامان جہاں دبی
تھیں نکال لیں اور جس برج میں سید صاحب رہا کرتے تھے اس
کے شرقی اور شمالی کونے پر شہر پناہ کے باہر طرف میدان میں درخت
شیشم تھا وہاں رکھ دیں پھر اگلے روز چار گھڑی دن چڑھے ا
دسوں اونٹ لوگ لے آئے شیخ بلند بخت نے ان کے پالان اور
شلیتے اُتروا کر ان کو چرنے کو چھوڑ دیا اور سردار فتح خاں کے
یہاں سے کئی گٹھے جو کا بھس بھر دیا اور سوا اس کے جو سامان ضروری

بارود گولا وغیرہ تھا شام تک سب کو بوروں میں باندھ اور
شلیتوں میں رکھ کر فراغت کی پھر بعد نماز مغرب کے شیخ بلند بخت
نے سردار فتح خاں سے کہا کہ آج بعد نماز عشا کے ہمارا کوچ ہے،
انھوں نے کہا کہ بہتر ہے پندرہ سوار ہمارے بھی لیتے جاؤ کہ گندف
تک تم کو بحفاظت تمام پہنچا کر چلے آوینگے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کی خدمت سراپا برکت میں ہماری طرف سے سلام عرض کرنا پھر
اپنے مکان پر جا کر انھوں نے پندرہ سوار تیار کر کے بھیجدئے پھر
ہم لوگوں نے کھانا پانی کھا پی کر بعد نماز عشا کے اونٹوں پر کھڑے
بورے بھس کے کسے پھر تین اونٹوں پر تین توپیں بنیڈی بنیڈی
لادیں اور اس پر سطرنجیاں ڈال دیں اور تین اونٹوں پر پھر تھیے
لادے اور چار اونٹوں پر بارود گولہ وغیرہ لادا پھر وہاں سے
پہر رات گئے ہم سب جس راہ سے آئے تھے اسی راہ پر روانہ ہوئے
یا بنی اور گندف کے درمیان میں نماز فجر کی پڑھی اور کوئی دو
گھڑی دن چڑھے گندف میں جا کر اُترے اور شیخ بلند بخت نے
اونٹوں کو چرنے کے لئے چھڑوا دیا اور چرانے والے سے کہہ دیا کہ
بعد نماز عصر کے اونٹ لانا اور ہم لوگوں نے اپنے گھوڑوں کے دلنے گھاس

۱۶۱۷

کی تدبیر کی اور گندق والوں نے ہم سب کی دعوت کی اور وہیں گندق
میں زبانی ایک ملکی کے سنا کہ وہاں چیتر بائی کی گڑھی پر غازیوں کا
حملہ ہوا اور کئی غازی شہید ہوئے مگر حملہ گڑھی سے ہٹ آیا یہ خبر سن
کر ہم سب کو بڑی تشویش ہوئی اسی وقت شیخ بلند بخت نے آٹھ دس سوار
لے کر درے میں رستہ دیکھنے گئے اس وقت تک وہ رستہ بنانے میں کچھ باقی
تھا جب عصر کا وقت ہوا تب شیخ بلند بخت نے وہاں سے اونٹوں کو لدوا کر
تیار کیا اور نماز مغرب پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے اور فتح خاں کے
سوار وہیں گندق میں رہے پھر جاتے جاتے پہر رات رہے ہم سب ستھانے
میں داخل ہوئے اور وہیں اترے اور نماز صبح کی پڑھ کر شیخ بلند بخت
نے دو سوار حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس امب کو روانہ کیے
یہ پیام دے کر کہ ہم سب توپیں لے کر مع الخیر ستھانے میں داخل ہوئے
پھر وہ دونوں سوار تو ادھر امب کو گئے باقی ہم سب ستھانے میں رہے
بعد نماز ظہر کے وہی دونوں سوار شیخ بلند بخت کے پاس آئے اور کہا کہ
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اب یہاں سے رات کو کوچ نہ کرنا کچھ
آدمی ہمارے آوینگے ان کے ہمراہ کل بعد نماز صبح کے اس طرف روانہ
ہونا اور کہا کہ یہ بھی وہیں امب میں سنا کہ حافظ عبد اللطیف نے مولانا
صاحب کی اجازت کے بغیر مورچوں میں جا کر کہا کہ مولانا صاحب

کا حکم ہے چھتر بائی گڑھی پر حملہ کرو سو وہ لوگ ان کے کہنے سے
حملہ کر کے قریب گڑھی کے جا پہنچے مگر گڑھی کے اندر نہ جا سکے اس میں
کئی غازی شہید ہوئے اور آپ کے بھائی شیخ علی محمد بھی شہید ہوئے
اور اب مولانا صاحب وہاں سے ہٹ کر کھیل بائی میں آگئے اور حملہ
کے دوسرے روز چھتر بائی والے ایک غازی کو بھی پکڑ لے گئے یہ
خبر سُن کر شیخ بلند بخت نے افسوس کیا اور کہا الحمدللہ ہمارا بھائی
جس مراد کو آیا تھا اللہ تعالیٰ نے وہ مراد اس کی پوری کی اور ہم
سب مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ شہادت نصیب کرے پھر اس روز
تو وہیں رہے اگلے دن نماز فجر کی پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے
جیسے ستھانے کی گڑھی اُترے ویسے ہی حضرت علیہ الرحمۃ کے بھیجے ہوئے
پچیس غازی آملے پھر وہاں سے ہم سب روانہ ہوئے عشرے کو تو
داہنے ہاتھ پر چھوڑا اور بہٹ گلی کے درے میں گھُسے اور جس رستے
سے آئے تھے اسی رستے سے پھر کرام میں جا داخل ہوئے اور گڑھی کے
دروازے کے سامنے میدان میں اونٹوں سے توپیں اور سب ان
کا سامان اُتار کر رکھا گیا اس وقت دوپہر تھے حضرت سوتے
تھے جب ظہر کی اذان ہوئی حضرت اٹھے لوگوں نے عرض کی کہ

تو ہیں پیچھا رہ سے آگئیں آپ نے کہا الحمدللہ جلد وضو کرکے بڑ کے
پیچھے نماز کو تشریف لائے ہم سب سواروں نے سلام اور مصافحہ
کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے ہم سب کو شاباشی دی اور ہم لوگوں کے
لئے دعا کی اور کمال خوش ہوئے پھر ہم سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی
بعد فراغ نماز کے آپ توپوں کے پاس آئے اور شیخ مولا بخش جو
گولہ انداز تھے ان سے فرمایا کہ اب توپیں تمہارے سپرد ہیں ان
کو آج ہی چرخ پر چڑھواؤ اور حضرت آپ ہی وہیں کھڑے رہے
اور چند غازیوں نے مل کر ان کو چرخ پر چڑھوایا پھر حضرت نے وہاں
غازیوں کا ایک پہرا لگا کر نماز عصر کی پڑھی پھر وہیں آپ رہے یہاں تک
کہ اذان مغرب ہوئی نماز مغرب پڑھ کر آپ گڑھی میں تشریف لے
گئے اور شیخ بلند بخت کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور سوا ان کے اور
بھی لوگ وہاں حاضر تھے پھر حضرت کچھ دیر سکوت میں رہے بعد اس کے
ان کے بھائی علی محمد کی آپ نے ماتم پرسی کی اور شیخ بلند بخت کی تسلی
کی اور فرمایا کہ تمہارے بھائی صاحب حسن مراد کو اپنے وطن سے اللہ
تعالیٰ کی راہ میں نکلے تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی مراد کو پہنچایا
اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کی راہ میں صرف کرے اور
ہم سب سے راضی ہو یہی ہم سب بھائیوں کی مراد دلی ہے اسی طور کے

اور چند کلام تسلی الیتام فرماکر آپ نے اُن کے بھائی کے لئے دعا مغفرت کی اور شیخ بلند بخت سے فرمایا کہ صبح بعد نماز کے لئے سواروں کو کہیل بائی میں میاں صاحب یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس بھیج دینا اور تم یہیں ہمارے ساتھ رہنا یہ فرماکر آپ نے کھانا منگایا اور شیخ بلند بخت کو اپنے ساتھ کھلایا اس عرصے میں اذان عشا کی ہوئی آپ وضو کر کے واسطے نماز کے پڑھنے کو تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور گڑھی کو تشریف لے گئے اور شیخ بلند بخت اپنے ڈیرے میں آئے اور حضرت کا حکم اپنے سواروں کو سنایا کہ تم صبح کو نماز پڑھ کر کہیل بائی کو جانا اور مجھکو یہیں رہنے کا حکم ہے پھر ہم سب سو رہے پھر صبح کو نماز پڑھ کر حضرت سے رخصت ہو کر پچیس سوار کہیل بائی کو گئے اور مولانا صاحب سے ملے اور توپیں لانے کا حال بیان کیا پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے اپنے ڈیروں میں جاکر کمریں کھولو پھر ہم اپنے اپنے ڈیروں میں گئے گھوڑے باندھے کمریں کھولیں اپنے اپنے یاروں دوستوں سے ملاقات کی اور اُن سے پوچھا کہ چتربائی کی گڑھی پر کیونکر حملہ ہوا تھا انھوں نے کہا کہ جب شیخ بلند بخت تم لوگوں کو لیکر حضرت کے پاس روانہ ہوئے اور وہاں سے پنجتار کو گئے ادہر ہم لوگوں کو حضرت علیہ الرحمۃ کا حکم پہنچا کہ جبتک پنجتار سے توپیں نہ آلیں تب تک تم کسی میں تعجیل نہ کرنا

اور یہ بھی زبانی لوگوں کے سنتے تھے کہ امام میں حضرت علیہ الرحمۃ
سیڑھیاں اور رن گرہ بنواتے ہیں اور ایک سیڑھی بن کر وہاں سے
مولانا صاحب کے پاس آئی بھی اس کے اگلے روز سویرے یہ بات
زبانی بعضے لوگوں کے سننے میں آئی کہ آج کچھ کمک اباسین کے پار
سے آویگی اور یہ کسی کسی نے کہا کہ آج ہم لوگوں کا بلہ بھی ہوگا مگر
اس کی کچھ اصل نہ معلوم ہوئی کہ پہلے کس نے یہ خبر اڑائی خدا جانے
یہی خبر سن کر یا اپنی طرف سے حافظ عبداللطیف صاحب نے ہر مورچے
میں جاکر لوگوں سے کہا کہ مولانا صاحب کا حکم ہے کہ آج بعد عصر کے
بلہ کردو ہم لوگوں نے جانا کہ شاید مولانا صاحب نے ان کو اس خبر کرنے
کو بھیجا ہے اور مولانا صاحب اپنے ڈیرے میں تھے سب نے حافظ صاحب
کو معتبر جان کر مولانا صاحب سے بھی اس بات کو نہ تحقیق کیا اور جلد نماز
عصر پڑھ کر تیار ہو گئے اور حافظ جی کے ساتھ یکبارگی تکبیر کہہ کر بلہ
کر دیا اور گڑھی کے تین طرف دو سنگر کانٹوں کے تھے اور ان کے ورے
برابر دور تک زمین میں کانٹے گڑے تھے اور سیڑھی مولانا صاحب کے
ڈیرے میں تھی آخر الامر تمام غازی دونوں سنگر کو دھاند کر گڑھی
کے نیچے جا پہنچے اور پکارنے لگے کہ جلد سیڑھی لاؤ سیڑھی وہاں کہاں
اس میں چار پانچ گھڑی کا عرصہ ہوا اس وقت مولانا صاحب کے

ڈیرے سے آئی اور گڑہی میں لگائی مگر سیڑہی چھوٹی تھی گڑہی
کی منڈیر تک نہ پہنچی اس میں کوئی چار گھڑی رات جاتی رہی مگر گڑہی
کے نیچے ان کی گولیوں سے امن تھی جو ہمارے لوگ شہید اور زخمی ہو
سو ہلہ ہی کے ساتھ ہوئے پھر فضل الہٰی رہا جب کوئی تدبیر گڑہی میں
داخل ہونے کی نہ بنی تب تھوڑے تھوڑے غازی چپکے چپکے وہاں سے
اپنے مورچوں کو چلنے لگے پھر رات گئے تک سب وہاں سے نکل آئے اور
شہیدوں اور زخمیوں کو بھی اٹھالائے دہیں مولانا صاحب بھی اس وقت
آئے اور سب لوگوں سے خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے کس کے حکم سے ہلہ
کر دیا جو لوگ شہید اور زخمی اس میں ہوئے ہیں سب کا وبال تمہیں
لوگوں پر ہوگا اور بڑی نافرمانی تم نے کی جب مولانا صاحب خشم و غضب
فرما کر چپ ہوئے تب لوگوں نے عرض کی کہ ہم نے تو آپ ہی کا حکم پاکر
ہلہ کیا آج سویرے سے خبر سنتے تھے کہ اپاسین کے پار سے گڑہی میں
کمک آویگی اس میں عصر کے وقت حافظ عبد اللطیف نے آکر ہمارے
مورچوں میں کہا کہ مولانا صاحب کا حکم ہے کہ نماز عصر کی پڑھ کر ہلہ
کر دو یہ حکم سن کر سب تیار ہو گئے اور حافظ جی تکبیر کہتے ہوئے آگے
ہوئے ان کے پیچھے ہم بھی سب چلے آپ ان سے دریافت کیجئے کہ ہم
کچھ خلاف تو نہیں کہتے ہیں یہ سن کر مولانا صاحب نے حافظ جی کو بلا کر پوچھا

کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں حافظ جی نے کچھ جواب نہ دیا مولانا صاحب کو یقین
ہوا کہ انھیں کی شرارت ہے پھر تو ان کو ملامت کرنی شروع کی
اور جو کچھ زبان پر سخت و سُست کلام آیا وہ کہا اور فرمایا کہ جو لوگ
بیچارے شہید اور زخمی ہوئے اور لوگوں کو ایذا پہنچی ان سب کا وبال
تمہاری گردن پر ہے ناحق لتے مسلمانوں کا خون تم نے کروایا اس
وقت اگر کچھ بھی حافظ جی بولتے تو بنیک کو ٹے جاتے یہی خیر ہوئی
کہ وہ خاموش رہے پھر مولانا صاحب شہیدوں اور زخمیوں کو
ڈیروں کے وہاں اٹھوالائے اور جلد یہ واقعہ لکھ کر ایک آدمی
کے ہاتھ سید صاحب کے پاس ام کو روانہ کیا اور ادہر شہیدوں کے
دفن کو لوگ قبریں کھودنے لگے پھر کوئی پہر سوا پہر رات رہے پانچ
چھ آدمیوں سے شیخ ولی محمد صاحب حضرت کے پاس سے آئے اس
وقت تک شہیدوں کو ہم لوگ دفن نہیں کر چکے تھے پھر شیخ صاحب
بھی ان کے دفن میں شریک ہوئے جب دفن سے فراغت ہوئی تب
شیخ صاحب مولانا صاحب سے اپنے آنے کا حال کہنے لگے کہ میں
گڑھی میں لیٹا تھا کہ آپ کا آدمی خط لے کر سید صاحب کے پاس
پہنچا آپ نے اس کو پڑھ کر مجھکو بلایا اور خط کا مضمون سُنایا اور

مجھ سے فرمایا کہ تم جلد اسی دم پانچ چھ آدمی لے کر میاں صاحب
کے پاس جاؤ اور ان کے ڈیرے وہاں سے کھل بائی میں اٹھوا لاؤ
میں اسی وقت وہاں سے آپ کے پاس آیا پھر کوئی چار گھڑی دن
چڑھے مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور سید اکبر صاحب نے
صلاح و مشورہ کر کے لوگوں کو وہاں سے اس طرف روانہ کرنا شروع
کیا پہلے کچھ لوگوں کے ساتھ زخمیوں کو روانہ کیا پھر اور اسباب ڈیرے
ڈنڈے وغیرہ کچھ لوگوں کے ساتھ روانہ کئے اسی طرح بڈھوں اور
بیماروں معذوروں وغیرہ کو روانہ کرتے کرتے ظہر کا وقت ہوا سب
نے نماز پڑھی اور سب جریدہ لوگ ڈھائی تین سو رہ گئے پھر پوربیوں
کے غازیوں کو بلوا کر اور سب کو لے کر مولانا صاحب اور شیخ صاحب
وہاں سے روانہ ہوئے گڑھی پر آئے تمام سوار اور پیدل ایک
ایک آگے پیچھے اوپر کے رستے سے چڑھنے لگے اور سب ڈوگرے مع
ان کا جمعدار اور کچھ غازی اور مولانا صاحب اور شیخ صاحب نیچے
کے رستے سے ایک ایک آگے پیچھے روانہ ہوئے اس عرصے میں اباسین
کے پار سے پائندہ خاں کے لوگ بندوقیں مارنے لگے ڈوگروں کا
جمعدار شیخ ولی محمد صاحب کے ساتھ پیچھے پیچھے اپنے لوگوں کو لئے چلا

آتا تھا اس میں اُدھر سے ایک گولی آ کر اس کی کلائی میں
لگی اس کا چھٹا خا سُن کر شیخ صاحب نے پوچھا جمعدار یہ کیا ہوا
اُس نے کہا گولی لگی اور جیب سے رومال کھول کر اپنے زخم پر
لپیٹ لیا مگر بڑا مردانہ تھا کچھ خیال میں نہ لایا پھر مولانا صاحب
اور شیخ صاحب وہاں اوپر چڑھ کر دوسرے رستے میں ہو گئے بہت
لوگ تو گڑھی سے پار ہو گئے تھے تھوڑے لوگ باقی تھے اس میں،
جھتر بائی سے نکل کر تنولیوں نے پیچھا کیا فقط سپریں تلواریں
اُن کے پاس تھیں اور قریب آگئے اور پتھروں سے مارنے لگے جب
ہماری طرف والے دو تین بندوقیں ان کی طرف مار دیتے تب وہ
رُک رہتے اور جب قابو پاتے پھر پتھر پھینکنے لگتے اس عرصے میں
جو وہ غازی رامپوری جو بہر مار تھے وہ سب کے پیچھے تھے ایک
پتھر ان کے لگا وہ گر پڑے جو نیچے کے رستے سے ہمارے لوگ چلے
آتے تھے اوپر والوں کا شور و غل سُن کر کہا کہ ہراساں نہ ہونا ہم
بھی آتے ہیں اور اوپر چڑھنے لگے اس میں تنولی ڈر کر بھاگے اور
جن کے پتھر لگا تھا ان کو پکڑ لے گئے اور مولانا صاحب سے پہاڑ
پر چڑھا نہیں جاتا تھا ایک قندھاری نے کہا کہ آپ میری پشت پر
سوار ہو لیں آپ نے فرمایا کیا ضرور ہے اسی طرح چلا چلوں گا

اس نے نہ مانا اپنی پشت پر سوار کر لیا پھر گڑہی اتر کر سب میدان
میں آگئے اُس وقت قدرے دن باقی تھا کہ جلد سب نے عصر کی نماز
پڑھ لی اور وہیں نماز مغرب بھی پڑہی پھر وہاں سے سب مل کر چلے
یہاں کہمل بائی میں داخل ہوئے اور ڈیرے خیمے کھڑے کئے اور وقت
عشائے پانی برسنا شروع ہوا رات بھر بڑے زور کا مینہ برسا اور
نہایت تاریکی تھی کہ نزدیک کا آدمی بدشوار نظر آتا تھا اور تنولیوں کے
چھاپے آنے کا جدا خوف شبینے کے سوار کھڑے تک اُسی میدان میں
پھرتے تھے تمام رات لوگوں کو لے جینی اور بے آرامی رہی پھر صبح کو
نماز پڑھ کر شیخ ولی محمد صاحب ام کو حضرت کے پاس تشریف لے گئے
اور جو لوگ تھوڑے چھتر بائی سے مولانا صاحب نے یہاں کہمل بائی
کو روانہ کئے تھے ان میں کچھ ام کو چلے گئے تھے انھیں میں حافظ عبداللطیف
صاحب اور کالے خاں مئو والے بھی تھے جب اس بات کی سید صاحب
کو خبر ہوئی تب آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ تم یہاں کیوں چلے آئے
وہیں کہمل بائی میں جاؤ یہ حکم سن کر وہ سب وہاں سے یہاں
چلے آئے مگر حافظ عبداللطیف کو آپ نے یہاں نہ بھیجا اور سب کے
سامنے ان کو بہت ملامت کی اور جھڑکی دی کہ تم بڑے فتنہ انگیز
اور مفسد آدمی ہو ناحق بیٹھے بٹھائے لتنے آدمی شہید اور زخمی کرائے

خبردار اب تم وہاں لشکر میں نہ جانا اور کالے خاں نے خود سید صاحب
سے عذر کیا کہ میں تو لشکر میں نہ جاؤنگا میرا وہاں کیا کام ہے سید صاحب
نے پوچھا کہ خان بھائی آپ کیوں نہیں جاوینگے کیا سبب انھوں
نے عرض کی کہ آپ کے لشکر میں ہمارا کیا قدر جہاں ڈنڈا سا آدمی فتح
میر خاں گڑہی کی سیڑہی پر چڑہے اور ہم دیو سے جوان کھڑے
تماشا دیکھیں اور جو بتن پاؤ آٹا ان کو ملے وہی ہم کو ملے سو اب تو
ہم اپنے وطن ہندوستان کو جاتے ہیں سید صاحب نے بہتیرا ان کو
سمجھایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے سب لوگ آئے ہیں
جیسی جس کی نیت اور ہمت ہے وہ ویسا کام کرتا ہے یہ کچھ عار و ننگ
کی جگہ نہیں ہے آپ کو ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے ولیکن وہ کسی طرح نہ سمجھے
اور نہ راضی ہوئے آخر کو اپنی بات بیجا پر قائم ہو کر جہالت سے چلے گئے
اور جو تنولی گڑہی پر سے زمیوری بھیر مار کو جیتر بائی میں پکڑ لے گئے تھے
وہاں سے پھر اس کو پائندہ خاں کے پاس پہنچایا اس نے ان کی سپر
تلوار اور بندوق تو لے لی اور اپنے ایک آدمی کے ساتھ کر کے گڑہی
تک ان کو پہنچوا دیا وہاں سے پھر وہ یہاں اپنے لشکر میں چلے آئے اور
جو جو زخمی لوگ یہاں تھے ان کو سید صاحب نے اپنے پاس امب میں
بلوالیا تمہارے پیچھے یہاں یہ واقعہ گذرا انتہیٰ اب یہ خاکسار فتح علی

کہتا ہے کہ زخمیوں میں ایک تو شیخ حسن علی صاحب کے بیلے کے
نہال خاں تھے ان کے داہنے ہاتھ کی کٹیں جلتی ہوئی گولی لگی تھی اور
دوسرے زخمی آخوند غفران پکیلی وال ان کے سنگڑے میں آگ
لگ گئی وہ جل کر زخمی ہوئے اور تیسرے ملا گلزار قندھاری ان
کے بازو میں گولی لگی اور چوتھے رحیم بخش بنارسی جواب ہمارے آگے
نامدار دولتمدار کے توشکخانے کے متعینوں میں ہیں ان کے گلے کے دونوں
مسلیوں کے بیچ میں گولی لگی اور بائیں بازو میں ہو کر نکل گئی اور
ان کو ہلہ میں قریب سے گولی لگی تھی اور پانچویں رامپوری بھیر مار کے سر
میں پتھر لگا تھا اور چھٹے ڈوگروں کے جمعدار کا حال اول مذکور ہو چکا
ہے سو ان کے اور جو پانچ یا چھ زخمی ہوئے تھے ان کے نام یاد نہیں
اور شہیدوں میں ایک شیخ علی محمد بھائی شیخ بلند بخت کے اور
ڈیرے سب سواروں کے کہیل پائی میں کچھ کم یا زیادہ دو مہینے رہے
اور مینہ اکثر رات کو برستا تھا اور دن کو کم اور سوار عشا کے بعد
سے صبح تک رون پھرتے تھے اور سورج نکلے جاتے اور ڈاتی لے
کر پہاڑ پر گھاس کاٹنے جاتے تھے رات دن اسی تکلیف اور مشقت
میں رہتے تھے اور اسی عرصے میں پاندہ خاں کو خبر پہنچی کہ سید صاحب
نے کئی توپیں بھاری پنجاب سے منگوالی ہیں اور کئی رن گرہ بھی
بنوالئے ہیں اور سیڑھیاں بھی اور اب جہتر بائی پر چڑھائی کی تیاری

کرتے ہیں اور یہ گڑہی خالی کئے نذر ہنگے اور ان دنوں یار کے
سکھوں سے بھی کمال اُس کی ناموافقت تھی جب اس نے جانا کہ
اب بچاؤ کسی طور نہیں ہے تب اس نے یہ فریب گانٹھا کہ موضع
تیر کے سید حسن شاہ کو اور اپنے منشی غوث محمد کو اپنی طرف سے
وکیل کرکے امب میں سید صاحب کے پاس بھیجا وہ آکر حضرت سے ملے
اور کہا تمہارے خان نے سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم آپ کے
بہرصورت مطیع اور فرماں بردار ہیں اگر آپ کھبل بائی سے اپنا لشکر
بلالیں تو ہم آپ کی دلجمعی اور رفع شک کے لئے اپنا بیٹا اول میں
آپ کے پاس بھیجدیں اور جہتر بائی کی گڑہی بھی خالی کردیں اور آپ
کا کوئی شخص معتبر آوے ہم اپنے بیٹے کو ساتھ کردیں یہ تمام گفتگو
سن کر سید صاحب نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تمہارے خان کا
کہنا ہم کو منظور ہے اور پندرہ بیس قرابینچی اور چقماق والے ساتھ
کرکے اپنے بھانجے سید احمد علی صاحب کو پاینده خان کے پاس بھیجا
انھوں نے جاکر اس سے ملاقات کی اُس نے بڑی تعظیم و تکریم سے ان
کو بٹھایا اور ایسی لسانی اور چاپلوسی کی باتیں ان سے کیں کہ سید احمد علی
صاحب بہت اس سے راضی ہوئے اور جانا کہ یہ صلاحیت پر ہے شر
و فساد اس کی طبیعت میں اصلا نہیں پھر اُس نے وہی سوال کیا
کہ سید بادشاہ اپنا لشکر کھبل بائی سے اٹھالیں تو میں جہتر بائی کی

گڑھی بھی خالی کر دوں اور اپنا بیٹا بھی سید بادشاہ کے پاس اول
میں بھیج دوں سید احمد علی صاحب نے اس بات کا اس سے اقرار کیا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس امر میں کوشش کرونگا اور سید صاحب کو
سمجھا کر وہاں سے لشکر اٹھوا دونگا اس طرح سے اس کی تسلی کر کے وہاں
سے سید صاحب کے پاس امب میں آئے اور سب اس کا عہد و پیمان اور اس
کی صلاحیت اور خوبی کا حال سید صاحب سے عرض کیا آپ کو تو بہر طور اس
سے صلح کرنی منظور تھی کہ کچھ کاروبار جہاد کا اجرا ہو نہ تو اس کی جیتر بائی
لینے کی حاجت تھی اور نہ کچھ کہیل بائی میں لشکر رکھنے کی ضرورت آپ
کی تو صرف یہ غرض تھی کہ اباسین کے وار پار آنے جانے کا رستہ ہم لوگوں کے واسطے
کے خالی رہے اس لئے کہ اصل مقابلہ تو سکھوں سے تھا آپ نے سید احمد علی
صاحب کی گفتگو سن کر فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم کہیل بائی سے لشکر
بلا لینگے پھر آپ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو کہیل بائی سے اپنے پاس
امب میں بلوایا اور ساری گفتگو پاینده خاں کی جو سید احمد علی صاحب
کی زبانی سنی تھی بیان کی اور فرمایا کہ تم کہیل بائی کی گڑھی کا بندوبست
باخوبی کر کے اور کچھ لوگ اپنے وہاں چھوڑ کر باقی سب لشکر یہاں
اٹھا لاؤ پھر مولانا صاحب کہیل بائی میں تشریف لے گئے اور وہاں کا
بند و بست کر کے پچاس ساٹھ غازی تو وہاں بچائے تھانے کے
بہتے دئے اور امیر اور باقی سب سوار و پیادے لے کر امب کو چلے آئے

اور آٹھ دس روز تمام لشکر ام میں رہا اس عرصے میں قاضی
حبان صاحب نے سید صاحب سے عرض اور درخواست اس
بات کی کی کہ یہاں ہم لوگ سب سوار و پیادے معطل بیٹھے ہیں اور
تمام ملک سمہ کا ناموافق اور باغی سا ہو رہا ہے اگر آپ میرے
ہمراہ کچھ لشکر کر دیویں اور مجکو امیر کر کے اُدھر کو روانہ فرماویں تو
میں وعظ و نصیحت کر کے وہاں کے لوگوں کو موافق کروں اور جو لوگ
نہ مانیں ان کو بزور راہ پر لاؤں اور اس اطراف و نواح کی بستیوں
کے ملک اور خوانین تو خدا اور رسول کا حکم سن کر ان دنوں سیدھے
ہو گئے ہیں مگر اس میں شرط یہ ہے کہ آپ مجکو اختیار کل دیویں جیسا
میں مناسب جانوں ویسا کروں اس لئے کہ میں اس ملک کا بھیدی
ہوں جو کچھ میں ان بستیوں کی طبیعت سے واقف ہوں ایسا
آپ کے یہاں اور کوئی نہیں ہے اور مولانا صاحب کو بھی آپ میرے
ہمراہ کر دیں اس واسطے کہ جو کام خلاف حکم خدا و رسول کے کروں وہ مولانا
صاحب مجکو نہ کرنے دیں سید صاحب نے یہ تمام تقریر قاضی صاحب
کی بہت پسند کی اور فرمایا کہ بہتر ہے ہم آپ کو بھیجیں گے پھر اگلے روز
بعد نماز فجر کے سب کے سامنے فرمایا کہ ہم نے قاضی حبان صاحب کو واسطے
جانے ملک سمہ کے امیر کیا اور جو سوار و پیادے ہم ان کے ہمراہ کریں وہ

بلا انکار ان کی اطاعت کریں اور قاضی صاحب کو بھی آپ نے
بہت نصیحت کی کہ خبردار یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس میں کوئی کام
اپنے نفس کی خواہش کا خلاف خدا ورسول کے نہ کرنا اور جو جو بات
مناسب تھی خوب سی سمجھادی پھر مولانا صاحب سے فرمایا کہ آپ بھی
قاضی صاحب کے ہمراہ جاویں پھر آپ نے دعائے خیر کی اور رسالدار
عبدالحمید خاں کو مع تمام سوار کوئی ساڑھے چار سو پیادے (۴۵۰) اپنے
پاس رکھ لئے اور باقی قاضی صاحب کے ساتھ کر دئے پھر اس کے اگلے
روز بعد نماز صبح کے سید صاحب سے مصافحہ کرکے قاضی صاحب رخصت
ہوئے باقی یہ حال قاضی صاحب کا بعد حالات موضع امب کے بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ اب حال امب کا سنا چاہئے کہ قاضی صاحب تو لشکر
لے کر ملک سمہ کو روانہ ہوئے اس کے چند روز کے بعد سید صاحب نے
اپنے کئی خاص لوگوں کو اپنے پاس بٹھا کر صلاحاً فرمایا کہ پائندہ خاں
کے کہنے سے ہم نے اپنا لشکر کبل بائی سے اٹھالیا اور اس نے اب تک
اپنا اقرار پورا نہ کیا اب اس کے پاس کسی کو بھیجیں دیکھیں تو اب
وہ کیا کہتا ہے اپنے اس اقرار پر ہے یا نہیں سب نے عرض کی کہ
ہاں مناسب تو ہے ضرور آپ کسی کو بھیجیں اور اس کی مشورت
میں شیخ ولی محمد صاحب پھلتی اور مولوی خیرالدین صاحب شیر کوٹی اور

ستہاروں کے رامپور کے مولوی محمد حسن صاحب ہی تھے ان سے آپ نے فرمایا کہ تمہیں جاؤ اور اس سے کہو کہ سید صاحب نے تمہارے اقرار پر اپنا لشکر کمبل بائی سے اٹھالیا اور تم نے اپنا اقرار اب تک پورا نہ کیا اس کا کیا سبب ہے اس کا ہم کو جواب دو یا اپنا اقرار پورا کرو اور رعب کرتے ہو کر اس سے گفتگو کرنا کسی بات میں ہرگز نہ دبنا اور چیتر بائی تو اللہ تعالیٰ کی تائید سے بے لڑے بھڑے آپ خالی ہو جاویگی وہ ہم کو کیا چیتر بائی خالی کر دیگا اور ہم کو تو اپنے پروردگار کی رضامندی کے کام سے کام ہے نہ اس کی چیتر بائی سے غرض ہے اور نہ اس کے بیٹے کو اول لینے سے اگر تمہارے وعظ و نصائح سے وہ صاف صاف خدا و رسول کا تابعدار بن جاوے تو ہمارا بھائی ہے وہ بھی اس کار خیر میں شریک رہے والا وہ جانے اور شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جس قدر آدمی مناسب جانو اپنے ساتھ لیجاؤ پھر شیخ صاحب بیس غازی جیت و چالاک مسلح اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور جا کر اس سے ملاقات کی اس نے بڑی تعظیم و تکریم سے ان سب کو اپنے پاس اتارا پھر شیخ صاحب اور مولوی خیر الدین اور مولوی محمد حسن صاحب نے سید صاحب کا پیغام اس کو پہنچایا اور طرح طرح کے وعظ و نصیحت سے سمجھایا اس کے جواب میں اس نے کہا میں

سید بادشاہ کا فرماں بردار اور غلام ہوں جس بات میں وہ راضی
ہوں میں بلا عذر حاضر ہوں اور اپنی لسانی اور چرب زبانی سے تملق
اور چاپلوسی کرنے لگا اور کہا کہ تم یہاں میرے پاس ٹھہرو تم کو
راضی کرکے رخصت کرونگا پھر یہ سب وہاں رہے ہر روز باخوبی
ضیافت کرنے لگا اور ہر روز کہتا تھا کہ آج رخصت کرتا ہوں کل
رخصت کرتا ہوں اسی لیت ولعل میں نو دس دن گذرے اور وہاں
سوائے چکنی چپڑی مکر وفریب کی باتوں کے کچھ نہ تھا اس عرصے میں
شیخ صاحب کی طلبی کا حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سے نوشتہ گیا کہ
اگر کام ہو گیا ہو تو سب کو لے کر چلے آؤ ورنہ تم اکیلے آجاؤ یہاں
ایک کام ضرور ہے فقط سو وہاں تو تب تک کچھ کام نہیں ہوا تھا
سب کو وہاں چھوڑ کر شیخ صاحب فقط چار آدمی سے حضرت کے پاس
چلے آئے اور پایندہ خاں کی لسانی اور لیت ولعل کا بیان کیا کہ وہاں
تو اس کے قول وقرار کا ہم کو تو کچھ ٹھکانا نہیں معلوم ہوا یقین ہے دو
چار روز میں یوں ہی وہ سب خالی ہی چلے آوینگے پھر یوں ہی ہوا کہ
شیخ صاحب کے آنے کے بعد سات یا آٹھ روز میں مولوی خیرالدین
اور مولوی محمد حسن صاحب ہی سب کو لے کر حضرت کے پاس چلے آئے اور
اس کا مکر وفریب بیان کیا کہ ہم کو تو اس نے یوں ہی خالی رخصت

کردیا مگر اُس نے قسم کھائی ہے کہ تمہارے جانے کے بعد دس بارہ
روز میں اپنے بیٹے جہاندار کو اس کی ماں کی تسلی اور دلجمعی کرکے ضرور
سید بادشاہ کے پاس بھیج دونگا آپ نے فرمایا کہ تم نے بہتر کیا
جو چلے آئے اب جیسا ہوگا دیکھا جاویگا پھر کوئی پندرہ روز کے
بعد دس آدمیوں سے جہاندار کو پائندہ خاں نے سید صاحب کے
پاس بھیجا اور جہاندار ان روزوں دس گیارہ برس کا تھا سید صاحب
نے اس کی بہت خاطرداری کی اور سید صاحب گڑہی کی اس حویلی میں
رہتے تھے جو خاص پائندہ خاں کے رہنے کی تھی پھر سید صاحب نے
جہاندار سے فرمایا کہ یہاں جس جگہ تمہاری خوشی ہو رہو اس کے
ہمراہیوں نے عرض کی کہ آپ ہی کے قریب اُتر ینگے آپنے فرمایا کہ
نہیں جہاں یہ چاہیں اُتریں ان کو اجازت ہے ایک حضرت کی کوٹھڑی
کے مقابلے میں جانب مغرب اور کوٹھڑی تھی اس میں قاضی علاءالدین
بگہرے والے اُترے تھے اس لڑکے نے وہ کوٹھڑی پسند کی اسی کے
پاس دوسری کوٹھڑی میں قاضی صاحب کو فرمایا وہ اس میں تشریف
لے گئے اور جہاندار اپنے آدمیوں سے اس میں اُترا اور سید صاحب
نے اپنے باورچیخانے سے ان سب کے لئے دونوں وقت کھانا مقرر

کر دیا اور وہ سب اسی کوٹھری میں رہنے لگے اور کوئی پندرہ
سولہ روز کل وہاں رہے انھیں روزوں کے اندر جہاندار کے
ساتھیوں نے ایک دن حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ جہاندار
کی والدہ نے آپ کو نیاز نامہ لکھا ہے اور جہاندار کو واسطے دیکھنے
کے بلایا ہے اگر آپ رخصت کریں تو دو چار روز کے لئے ہم لیجاویں
اور پھر ہم ساتھ لے کر چلے آوینگے اور وہ خط حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا
خلاصہ مضمون اُس کے کا بعد القاب و آداب کے یہ تھا کہ جہاندار کے
والد نے وقت رخصت جہاندار کے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ جب تم کہو گی
تب میں سید بادشاہ کے پاس سے جہاندار کو بلوا دونگا سو میرا وہی
ایک بیٹا ہے بے دیکھے اس کے میرا دل بہت بے قرار ہے اس امر میں میں
نے جہاندار کے والد سے کہا اُنھوں نے جواب دیا کہ ابھی کے روز اس
کو گئے ہوئے ہیں ہم تو ابھی سید بادشاہ سے اس امر میں عرض نہیں
کرینگے تب میں نے بے چین ہو کر آپ کی خدمت بابرکت میں یہ گذارش
کی سو مجھ پر آپ للہ رحم کرکے دو چار دن کے لئے اگر اس کو بھیجدیں
تو میرے حق کمال سرفرازی فرماویں فقط حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کو
پڑھ کر ان سے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم رخصت کرینگے اور
پائندہ خاں نے جو اپنی بی بی سے صلاح و مشورت کرکے بھیجا تھا

کہ یہاں گڑھی کے اندر اسی کوٹھڑی میں جس میں جہاندار اُترا تھا کچھ اس کا نقد روپیہ یا زیور گڑا تھا اُس کے کھودلانے کو اُس نے جہاندار کو بھیجا تھا بلکہ جب جہاندار حضرت کے پاس آیا تھا تب اکثر لوگ آپس میں کہنے لگے کہ پائندہ خاں نے اپنا اقرار پورا کیا یہ سُن کر بعضے بعضے جو اس کی خوصلت سے واقف تھے چنانچہ سید اکبر وغیرہ انھوں نے کہا کہ اس نے اپنا اقرار تو بیشک پورا کیا مگر تم ہماری بات یاد رکھنا کہ اس میں بھی کچھ اس کا فریب ہوگا اور اس وقت تک کوئی شخص ہمارے لوگوں میں اس دفینے اُس کے سے مطلق واقف نہ تھا پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ نے جہاندار کی رخصت کا اقرار کیا تب اس کے ہمراہی ایک روز واسطے گوشت کھانے کے ایک گائے کسی کی مول لائے اور حضرت سے اجازت لے کر اپنی کوٹھڑی کے آگے اس کو ذبح کیا اور گوشت تو اکثر وقت حضرت کے مطبخ سے ان کے لئے پکا پکایا آتا تھا مگر ان لوگوں کی عادت ہے کہ اکثر بھونے ہوئے تکے کھاتے ہیں اور حضرت نے یہی سبب جانا اور اصلی مطلب اُن کا یہ تھا کہ اس کی کھال میں وہ اپنا دفینہ لپیٹ کر لیجاویں اور کوئی خبر نہ ہو پھر اس گوشت کو انھوں نے کباب کرکے کھایا اور لوگوں کو کھلایا اور کچھ رکھ چھوڑا دوسرے وقت حضرت سے واسطے رخصت کے

عرض کی آپ نے فرمایا کہ اچھا کل تم کو رخصت کرینگے پھر انھوں
نے اسی رات کو وہ دفینہ کھودکر گائے کے چمڑے میں لپیٹ رکھا اور
اس گائے کی ہڈیاں جس گڈہے میں دفینہ تھا اس میں ڈال کر زمین
برابر کردی پھر بعد نماز صبح کے وہ جہاندار کو واسطے رخصت کرانے
حضرت کے پاس لائے حضرت نے ایک پگڑی اور تین تھان سپید دے
کر رخصت کیا پھر وہ اپنا سب اسباب اور وہ چمڑا لے کر چلے گئے سید
اکبر صاحب اس کوٹھری میں گئے اور وہ کھدی ہوئی جگہ دیکھی پھر
اس کو کھودا تو اس میں ہڈیاں نکلیں وہ دریافت کر گئے کہ اس میں
سے کچھ مال کھود لے گئے پھر انھوں نے اور لوگوں کو بلا کر وہ گڈہا
دکھلایا اور کہا دیکھو یہاں سے وہ لوگ کچھ مال کھود لے گئے ہیں اب
وہ ہمارا کہنا سچ ہوا یا نہیں جہاندار کے بھیجنے میں پایندہ خاں کا کچھ
فریب ہے وہ یہی تھا اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ سید اکبر صاحب
سچ کہتے تھے بعد اس کے پھر پایندہ خاں نے جہاندار کو نہ بھیجا انتہی
اور دوسرا حال ام کا یہ ہے کہ جب چند روز گذر گئے اور جہاندار نہ
آیا بندہ خاں برادر خرد پایندہ خاں اور سر بلند خاں نے حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ پایندہ خاں تو اسی طور مکر و فریب
کیا کریگا اور اپنی لسانی اور چرب زبانی سے آپ کو لیت و لعل میں

رکھے گا اور انجام اس کا کچھ نہ ہوگا دیکھئے اب تک اُس نے جہاندار
کو آپ کے پاس بھیجا اور نہ گڑہی چیتر بائی کی خالی کی اور آپ نے
دیکھا کہ کس مکر و فریب سے جہاندار کو بھیج کر یہاں سے اپنا دفینہ
منگا لیا سو ہمارے نزدیک یہ تدبیر بہتر معلوم ہوتی ہے کہ آپ کچھ
اپنے غازی دریا کے پار اُتارئے کہ وہ جا کر سری کوٹ اور موضع
پہلڑے گو کو کہ گڑھی اپنے قبضے میں کریں یہی دونوں ٹھکانے ملک تنول کے گویا
سر ہیں اگر ہاتھ آگئے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب درستی ہو جاویگی یہ
تقریر ان دونوں صاحبوں کی حضرت نے اور جو آپ کے پاس سید احمد علی
صاحب اور سید اکبر اور ارباب بہرام خاں اور مولوی محمد حسن اور شیخ
ولی محمد وغیرہم حاضر تھے سب کو پسند آئی پھر حضرت نے سب سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ کسی صاحب کو تجویز کرو تو بھیجیں اس میں سید احمد علی صاحب
آپ بولے کہ اگر مجھکو اجازت ہو تو میں جاؤں مگر اس شرط سے کہ جس
کو میں چاہوں لیجاؤں یہ بات حضرت علیہ الرحمۃ کے خیال میں اصلا نہ تھی
کہ ان کو بھیجیں مگر بسبب درخواست ان کے آپ نے فرمایا کہ خیر جاؤ
اور تم کو اجازت ہے جس کو چاہو اپنے ہمراہ لیجاؤ بلکہ شیخ ولی محمد صاحب
نے الگ ہو کر سید احمد علی صاحب سے پوچھا کہ وہاں تو حضرت نے سب
سے کسی کو تجویز کرنا فرمایا تھا تم نے اپنے جانے کی کیوں درخواست کی

ہو اسی لڑائی میں ہمراہ

اور کبھی تو تم نے اپنے جانے کو درخواست نہیں کی انھوں نے
کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ وہاں دریا اُترتے ہی پہلے سکھوں
سے مقابلہ ہے جب ان سے نپٹ لینگے تب کہیں وہاں تک جانا ہوگا
یہ جواب سُن کر شیخ صاحب چپ ہو رہے پھر سید احمد علی صاحب
اپنے ڈیرے میں بیٹھ کر غازیوں کے نام کی فرد لکھی لیے ساتھ
لیجانے کو اور حضرت کے سامنے پیش کی آپ نے اس کو پڑھ کر
چند آدمی فرد سے نکال ڈالے اور اُن کے عوض اور کر دئے اور
فرمایا کہ ان کو لیجاؤ اور شیخ ولی محمد صاحب سے کہا کہ ان کو جو
جو چیز اور اسباب ضروری گولی بارود وغیرہ مانگیں حوالے کرنا اور اسی
فرد کے مطابق پہلے پہلے حکم بھجوا دیا گیا کہ فلانے فلانے شخص سید احمد علی
صاحب کے ہمراہ جاویں ملکی لوگوں کے سوا کوئی سو یا سوا سو غازی
تھے ان میں سے جن کے نام یاد ہیں وہ یہ ہیں منہاروں کے رام پور
کے مولوی محمد حسن اور محمد خاں خیر آبادی بھائی ابراہیم خاں کے
اور نشان فتح اللہ انھیں کے پاس تھا اور دوسرے جوڑی وال
ان کے نگراؤں کے سید عبد الرزاق سید نور احمد کے بھائی اور
موٹے کریم بخش سہارنپوری اور رحیم بخش جراح قصبہ پھلت کے
اور سید احمد علی اور عبد الکریم عظیم آبادی اور زبردست خاں

رائے بریلوی اور کالے خاں جو خچروں کے محافظ تھے اور منیر
اور مہربان خاں وطن اُن کے یاد نہیں اور مدد خاں اور سربلند
خاں اور امان اللہ خاں عشرے والے اور جعفر خاں ہزارے والے
اور یہ چاروں سردار جتھے والے تھے ہر ایک کے ہمراہ تیس تیس،
چالیس چالیس آدمی تھے پھر سید احمد علی صاحب چار پانچ گھڑی
دن چڑھے سب ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہوئے اس وقت ہندوستانی
اور ملکی ملا کر قریب ڈھائی سو کے تھے موضع کریلے کے مقابل آ کر
اترنے کا قصد کیا اس کے پار کریلے کی گڑھی سے نکل کر سکھ
بندوقیں مارنے لگے اس خوف سے کہ شاید دریا اتر کر ہم پر آویں
ادھر سے بھی لوگ ان کو بندوقیں مارنے لگے پھر وہ پتھروں کی
آڑ میں ہو کر گولیاں مارنے لگے اور ادھر ہماری طرف برابر میدان
تھا نہ کوئی ٹیلہ نہ کوئی نالہ کہ اس کی آڑ میں چھپیں کئی غازی
ان کی گولیوں سے زخمی ہوئے یہ حال دیکھ کر سید صاحب علیہ الرحمۃ
نے اپنی گڑھی کے دروازے سے دو توپیں کھچوا منگائیں اور مرزا
حسین بیگ بانس بریلوی سے جو گولہ انداز تھے فرمایا تم بھی گولے
مارو انھوں نے ایک ان پتھروں کے سامنے شست باندھ کر ماری
گولہ پتھروں میں جا لگا پتھر ٹوٹ کر اڑے تمام سکھ جو پتھروں کی آڑ

میں تھے بھاگ کر گڑہی میں گھسے دوسری توپ اُنھوں نے،
گڑہی کے سامنے ماری وہ گولہ گڑہی کے گھونگھٹ کی دیوار توڑکر
نکل گیا سکھوں نے چادر ہلائی اور امن مانگی پھر اس طرف سے توپ
چلنی موقوف ہوئی اور سید احمد علی صاحب اپنے لوگوں کو کشتیوں
پر سوار کروا کے پار اُترے اور کریلے کی گڑہی کے پاس ہوکر نکلے
اور وہی رستہ تھا وہاں کے سکھوں نے گڑہی پر سے پکار کر کہا کہ
ہمارے لوگوں کو یہ گمان تھا کہ غازی لوگ ہم پر آتے ہیں اس
خوف سے بندوقیں ماریں یہ ہم لوگوں سے بڑی خطا ہوئی اور
اس طرف حضرت علیہ الرحمۃ لوگوں کو لئے کھڑے رہے جب تک
تمام غازی کریلے کے آگے نکل گئے پھر حضرت وہاں سے گڑہی میں
تشریف لائے پھر اگلے روز خبر آئی کہ سید احمد علی صاحب قریب
آدہی رات کے سری کوٹ میں اپنے لوگوں سے پہنچے اور یکبارگی
گڑہی کا محاصرہ کرلیا اور گڑہی والے غافل سوتے تھے جب ادہر
کا شور و غل سُن کر جگے تب دو چار بندوقیں چلائیں پھر جب جانا
کہ ہم مفت میں مارے جاوینگے اور یہ غازی گڑہی کو نہ چھوڑینگے
تب انھوں نے امن مانگی کہ ہم اپنے ہتیار لے کر نکل جاویں سید احمد علی
صاحب نے ان کو اجازت دی وہ اسی وقت اپنے ہتیار لے کر نکل

گئے سید احمد علی صاحب نے گڑہی میں اپنا بند و لبست کر لیا تھا
اور اس کے اگلے روز چار گھڑی دن چڑھے سید حسن شاہ اور
منشی محمد غوث محمد جو پیشتر پائندہ خاں کی طرف سے وکیل ہو کر
آئے تھے گڑہی کے دروازے پر آئے اور دروازے کے پہرے
والے سے کہا کہ سید بادشاہ سے جا کر عرض کرو کہ فلانے فلانے
شخص کچھ خوشخبری لے کر آئے ہیں اجازت ہو تو آپ کے پاس
آویں اور یہ دونوں صاحب بہت دنوں آگے سے حضرت علیہ الرحمۃ
کے معتقد اور موافق تھے اور پوشیدہ سید حسن شاہ سے بیعت
بھی کر چکے تھے مگر اس امر سے بعض لوگ واقف تھے اور کوئی
نہیں خبر تھا پھر حضرت کو اطلاع ہوئی آپ نے اپنے پاس بلا لیا
انھوں نے جاتے ہی کہا کہ حضرت آپ کو مبارک ہو موضع بلوئی
سے پائندہ خاں بھاگ گیا اور کل شام سے گڑہی چھتر بائی کی بھی
خالی پڑی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کا حال تو بیان کرو انھوں نے
عرض کی کہ کل صبح کو سری کوٹ کے سپاہی بھاگ آئے اور گڑہی
چھٹ جانے کا بیان کیا اور کہا کہ عجب نہیں جواب آکر آپ کے
شیر گڑھ کو وہ لے لیویں آپ جلد اس کا تدارک جو کچھ ہو سکے
کریں اور وہی شیر گڑھ اس کے بھاگنے کا ایک رستہ تھا یہ خبر وحشت

اشراق سے سن کر ہم دونوں سے کہا کہ میں تو شیر گڑھ کو چلتا ہوں اور تم جا کر چھتر بائی کا بند وبست کرو یہ کہہ کر خان تو شیر گڑھ کو گیا اور ہم دونوں چھتر بائی میں آئے اور ہم تو یہی بات چاہتے تھے مگر کیا کریں موقع نہیں پاتے تھے پھر ہم نے چھتر بائی والوں سے کہا کہ جلد اسباب اور ہتیار لے کر گڑھی سے نکل جاؤ اور خان تو بلوئی سے شیر گڑھ کو چلا گیا یہ خبر سن کر وہ تمام آدمی اپنا اپنا اسباب لے کر نکل گئے جب گڑھی خالی ہو گئی تب ہم آپ کے پاس آئے کہ یہ خوشخبری آپ کو سنا دیں سو اب آپ جلد اپنے لوگ چھتر بائی کو روانہ فرما دیں کہ جا کر گڑھی پر اپنا قبضہ کریں یہ تمام گفتگو سن کر آپ کو یقین ہوا اور مولوی خیر الدین صاحب کو بلا کر سو آدمی مسلح ان کے ساتھ کئے اور فرمایا کہ چھتر بائی خالی ہے جلد جا کر اُس پر اپنا قبضہ کرو مولوی صاحب ممدوح نے اسی وقت جا کر چھتر بائی کی گڑھی میں اپنا بند وبست کیا اُس وقت اپنے لوگ کہنے لگے کہ سید صاحب نے یہاں سے ہمارا پلہ پھر گیا تھا فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ چھتر بائی بے لڑے بھڑے خالی ہو جاویگی سو اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی کیا یہ کرامت حضرت علیہ الرحمۃ کی تھی کہ پہلے سے فرما دیا تھا اور

پائندہ خاں ہیبت الٰہی سے شیر گڑھ میں بھی جا کر ٹھہر نہ سکا وہاں سے چار کوس اگرور تھا وہاں بھاگ گیا اور تب سے سید حسن شاہ اور منشی غوث محمد بھی پائندہ خاں کے پاس کبھی نہ گئے حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر میں رہے اور اول تو سید حسن شاہ رافضی مذہب تھے مگر جب سے حضرت علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر توبہ کی تب سے پکے سُنّی مسلمان ہو گئے مگر انھوں نے پوشیدہ بیعت کی تھی اُس دن آشکارا سب کے سامنے انھوں نے بیعت کی اور کھُلے سُنّی ہو گئے اور سید حسن شاہ جو حضرت علیہ الرحمۃ کے معتقد ہوئے سبب اس کا یہ تھا کہ جب حضرت پائندہ خاں کی ملاقات کو گئے تھے اور ملاقات کی آپ نے اس کو تبرک ایک اپنی پگڑی دی اور فرمایا اس کو باندھ لو اس نے اپنی شامت اعمال سے نہ باندھی سید حسن شاہ کو حوالے کی انھوں نے اپنی بغل میں داب لی پھر وہ پگڑی انھیں کے پاس رہی اسی کی برکت کا سبب ہوا کہ انھوں نے رفض بھی چھوڑ دیا اور بیعت بھی کی اور یہ حال وہ خود اپنی زبان سے بیان کرتے تھے یہ کرامت حضرت علیہ الرحمۃ کی تھی

اور ایک حال امب کا یہ ہے کہ جب سید احمد علی صاحب امب سے سری کوٹ کو گئے ادھر ایک حکیم عزیز الدین نام دہلی کے رہنے والے رنجیت سنگھ والی لاہور کی طرف سے وکیل ہو کر آئے

اور وزیر سنگھ نو مسلم جو پوشیدہ حضرت کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر
بیعت کر گیا تھا وہ بھی حکیم کے ہمراہ تھا اور وہ رنجیت سنگھ کا
سالا تھا اور حافظ ملھو خاں رامپوری اور چند آدمی اور بھی تھے
اور جو راجہ رنجیت سنگھ کا نوشتہ حکیم لائے تھے وہ حضرت علیہ الرحمۃ
کو دیا وہ پڑھا گیا خلاصہ مضمون اس رقعے کا یہ تھا کہ خلیفہ صاحب آپ
سید اور حاجی و غازی اللہ والے ہیں اور آپ کی دعا کے اُمیدوار
ہیں اگر آپ ہندوستان سے اس ملک میں بارادۂ ملک گیری کے
تشریف لائے ہیں تو آپ اس پار دریائے اباسین کے نو لاکھ روپے
کی جاگیر ہم سے لیویں اور پار اباسین کے جہاں آپ تشریف رکھتے
ہیں اس ملک کی تعلقداری ہم لیتے آئے ہیں سو وہ بھی ملک ہم آپ
ہی کی نذر کریں بے کدّ و کاوش اتنا ملک آپ اپنے تحت تصرف
میں رکھیں اور با فراغت اپنے صاحب کی بندگی میں مشغول رہیں اور
ہم سے لڑنے بھڑنے کا خیال نہ کریں اور جو یہاں لاہور میں ہمارے
پاس آویں تو ہم آپ کو اپنی کل فوج کا افسر بنا دیں انتہیٰ حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے اس مزخرفات واہیات کے جواب میں
ان حکیم صاحب جو وکیل ہو کر آئے تھے یوں فرمایا کہ ہم جو اس
مسلمانوں کے ملک میں اتنے لوگوں سے آئے ہیں سو نہ تو کسی کی ریاست

چھیننے کے ارادے سے آئے ہیں اور نہ ملک گیری کے شوق سے ہم
تو محض واسطے جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے یہاں آئے ہیں
اور جو رنجیت سنگھ اتنے ملک دینے کا لالچ دکھاتا ہے اگر وہ اپنا
تمام ملک دے تو بھی ہم کو کچھ غرض نہیں اور جو وہ مسلمان ہو جاوے
اور اسلام لاوے تو ہمارا بھائی ہو اور پھر تائید الٰہی سے جو ملک ہمارے
ہاتھ لگے ہم اس کو دے دیویں اور جو اس کا ملک ہے وہ بھی اس
کے پاس رہے ہمارا مطلب تو یہ ہے جہاد کر کے کفار کو مغلوب کریں
اور اسلام کو غالب اور اسی کار خیر میں اپنی عمر صرف کریں اس کے
سوا اور ہماری کچھ غرض نہیں ہے اور بہت الفاظ اسی مضمون
ہدایت مشحون کے آپ نے فرمائے وہ حکیم صاحب سن کر لاجواب
ہوئے اور عرض کی کہ جیسا کہ ہم غائبانہ آپ کا حال خیر مآل زبانی
لوگوں کے سنتے تھے اس سے زیادہ آپ کو ہم نے پایا اور آپ کا
سب دعوی سچا ہے سوائے آمنا اور سلمنا اس کا جواب ہمارے
پاس کچھ نہیں ہے اور حضرت نے حکیم صاحب کو بہت خاطر داری اور
عزت و توقیر سے اپنے یہاں اُتارا اور مہمانی کی صرف مسلمان جان
کر نہ بخیال وکالت رنجیت سنگھ اور وہ رنجیت سنگھ کے یہاں بڑے
معزز و محترم اور بجائے وزیر کے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے لشکر
ظفر پیکر میں پچاس ساٹھ ڈوگروں کا جمعدار تھا اور وہ رنجیت سنگھ

کے یہاں سے کسی امر میں ناخوش ہو کر چلا آیا تھا آپ نے اُن
سب کو نوکر رکھ لیا تھا سو اس کے نام کا ہی ایک پروانہ راجہ
رنجیت سنگھ کا وہ حکیم صاحب لائے تھے کہ اپنے لوگوں سے ہمارے
یہاں چلا آوے سو جب حکیم صاحب نے وہ پروانہ اس جمعدار
کو دیا اور اپنے ساتھ لیجانا چاہا اُس نے آکر یہ حال حضرت سے عرض
کیا آپ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے چلے جاؤ اور جو کچھ اس جمعدار
اور اس کے یاروں کی تنخواہ چڑھی تھی آپ نے سب اپنے یہاں
سے دلوادی اور جب بعد کئی روز کے حکیم عزیز الدین نے آپ سے
رخصت چاہی تب آپ نے راجہ رنجیت سنگھ کے نوشتے کے جواب
میں بطور دعوت اسلام کے وہی مضمون ہدایت مشحون جو حکیم سے بیان
کیا تھا لکھوا دیا اور حکیم صاحب کو رخصت کیا پھر وہ سب دوگردوں
کو ساتھ لے کر لاہور کو روانہ ہوئے انتہیٰ **اور ایک حال ام کا یہ**
ہے کہ بعد لینے ام کے حضرت علیہ الرحمۃ نے موضع دکھاڑے سے
اپنی بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو ام میں اپنے پاس بلوا لیا انتہیٰ **اور**
باقی حال سید احمد علی صاحب کا یہ ہے کہ جب سید احمد علی
نے سری کوٹ کو خالی کر لیا اور پایندہ خاں نے بلوئی سے بھاگ کر اگرور
کو گیا اور ہر طرف سے اس کا زور ٹوٹا اور کسی خان نے اس کا ساتھ نہ دیا تب اس نے

۱۶۴۹

ہری سنگھ سکھ سے جو جاگیردار راجہ رنجیت سنگھ کا تھا جاکر فریاد
کی کہ ہمارا ملک سید بادشاہ نے چھین لیا ہے اور ہم آوارہ ادہر
اُدہر پھرتے ہیں کہیں ٹھکانا نہیں ہے جو وہاں ہنر میں اگر تم ہماری
اعانت کرو تو ہمارا ملک مِل جاوے ہری سنگھ نے کہا کہ خان تم
بیوفا اور فریبی شخص ہو تمہارے عہد و پیمان کا ہم کو اعتماد نہیں
تب اس نے اس کی تسلی کے لئے اپنے بیٹے جہاندار کو اُول میں دیا
اور ہری سنگھ کو موافق کیا ادہر تو پاینده خاں نے یہ تدبیر کی
اور ادہر سید احمد علی صاحب سری کوٹ کا بندوبست کرکے پہلڑا
پر لشکر لے کر روانہ ہوئے اور وہاں جاکر اپنا قبضہ کیا کسی سے
جدال و قتال کی نوبت نہ آئی اُسی روز یا اگلے روز کسی مخبر نے خبر دی
کہ ہری سنگھ سکھ شبخون تم پر لانے والا ہے وہاں سے تھوڑی دور
پہاڑ کا درہ تھا جدہر سے شبخون آنے کا دغدغہ تھا سید احمد علی صاحب
نے اس درے پر اپنے کچھ لوگ ملکی متعین کر دئے کہ جب کچھ خطرہ معلوم
ہو بندوقیں مارنا ادہر ہم لوگ بھی ہوشیار ہو جاوینگے اور سید احمد علی
صاحب بستی کے باہر اسی درے کی طرف میدان میں اپنے لوگوں سے
اُترے تھے اور مدو خاں برادر پاینده خاں اور سربلند خاں اپنے اپنے
آدمیوں سے بستی کے اندر اُترے تھے اور کچھ غازی بھی وہیں تھے
دو روز تک یہی خبر رہی کہ آج چھاپا آویگا تمام رات لوگ ہوشیار

اور بیدار رہے مگر نہ کوئی آیا نہ گیا لوگوں کو احتمال ہوا کہ یوں
ہی جھوٹ خبر لوگ اڑاتے ہیں اس میں غافل ہوئے پچھلے پہر صبح کو
اذان ہوئی لوگ اٹھ کر کوئی جا ضرور پیشاب کو گئے کوئی (قریب پانی) وضو
کر کے سنتیں پڑھنے لگے کوئی وضو کرتے تھے کہ اُدھر درے پیر
سند وتیں چلیں اور وہ درے والے سکھوں کے مقابلے کی تاب
نہ لا سکے پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہ ایک دم میں قریب آ پہنچے
لوگوں نے سید احمد علی صاحب سے کہا کہ چھاپا آ پہنچا آپ چل کر
پہاڑ پکڑیں وہاں سے لڑیں اگر نکلتے تو باخوبی نکلجاتے مگر
انھوں نے کہا کہ اب ان کافروں سے ہٹ کر کہاں جاویں جو کچھ
ہو گا یہیں دیکھ لینگے اور اسی عرصے میں سکھوں نے آ کر گھیر لیا جو
لوگ جا ضرور پیشاب کو گئے تھے وہ باہر کے باہر رہے اپنے لوگوں
تک نہ آنے پائے اور یہ حال خیال کر کے جو لوگ بستی میں اُترے
بھی وہ تمام بستی سے نکل کر پہاڑ پر چڑھ گئے کسی نے تندہی نہ
کی فقط سید احمد علی صاحب اور جو غازی اس وقت ان کے پاس
حاضر تھے انھیں سے ان سکھوں کا مقابلہ کیا پہلے تو کچھ دیر جانبین
سے بندوق کی لڑائی رہی اس میں بھی جانبین کے کچھ لوگ کام آئے
بعد اس کے تلوار کی نوبت آئی مگر غازیوں نے بہت سکھ مردار کئے

اور چند غازی اپنے بھی شہید ہوئے جب سید احمد علی صاحب
شہید ہوئے تب جو غازی صحیح و سالم تھے وہ فرصت پاکر پہاڑ
کی طرف چلے گئے پھر ان سکھوں نے جاکر بستی کے گھروں میں آگ
لگادی مگر وہاں کوئی نہ تھا سب لوگ اول ہی نکل کر پہاڑ
پر چڑھ گئے تھے پھر اسی روز گھڑی ڈیڑھ دن رہے ایک ملکی معتبر
یہ خبر لے کرام میں جا پہنچا پہلے اس سے میاں عبدالقیوم ملے انہوں
نے پوچھا کہو کیا خبر ہے اس نے ان کے کان میں کہا کہ وہاں پہلڑے
ہری سنگھ نے شبخون مارا سید احمد علی صاحب اور فلانے فلانے صاحب
شہید ہوئے یہ خبر وحشت اثر سن کر میاں عبدالقیوم اسی جگہ بیٹھ گئے
وہاں سے کچھ دور قریب برج گڑھی کے ابا سین کی جانب حضرت
علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے دیکھا کہ اس آدمی نے کیا بات کہی جو عبدالقیوم
بیٹھ گئے کسی سے فرمایا کہ اس آدمی کو ہمارے پاس لاؤ وہ بلالایا
آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں آئے ہو اس نے عرض کی کہ پہلڑوں سے
آیا ہوں اور آج بعد نماز فجر کے ہری سنگھ سکھ چھاپا لایا اور سید
احمد علی صاحب نے چند آدمیوں سے اس کا مقابلہ کیا اس میں سید
احمد علی صاحب اور مولوی محمد حسن اور ابراہیم خاں خیرآبادی کے
بھائی محمد خاں نشان بردار اور ان کی جوڑی والا سید عبدالرزاق

نگرانوی اور احمد علی عظیم آبادی اور موٹے کریم بخش سہارنپوری
اور فیض الدین نگالوی اور رحیم بخش جراح اور علی خاں اور اسی
طور کے کئی نام اس نے لئے مگر مجکو فراموش ہوگئے اور تمام کیفیت
چھاپے کی جو آگے مذکور ہو چکی ہے بیان کی حضرت علیہ الرحمۃ نے سن
کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ الحمد للہ جس مراد کو آئے
تھے اللہ تعالی نے ان کی اس مراد کو پہنچایا اور بہت دیر تک آپ
سکوت میں رہے اس میں اذان مغرب ہوئی آپ نے وہاں سے
آکر نماز پڑھائی پھر گڑہی میں تشریف لے گئے جہاں بی بی صاحبہ
تھیں پھر کچھ دیر میں عشا کی اذان ہوئی آپ نے آکر نماز پڑھائی
اور بعد فراغ نماز کے آپ گڑہی میں گئے اور وہیں چند آدمیوں
کو بلایا جیسے سید موسی اور ابراہیم خاں نور بخش جراح وغیرہم
کو اور وہ سب شام ہی کو سن چکے تھے کہ وہاں چھاپے میں
فلانے فلانے شہید ہوئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے بیان کیا
کہ فلانے فلانے صاحب آج پہلڑون میں شہید ہوئے اور وعظ
ونصیحت اور فضائل شہدا بیان کر کے ان کی تسلی کی اور ان
کو صبر فرمایا اور وقت کھانے کا تھا وہیں آپ نے کھانا منگوایا
اور اپنے ساتھ ان سب صاحبوں کو کھلایا اور بعد اس کے فرمایا

کسی آدمی کی روداری اور خوشامد کا خیال نہ کریں خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب اس وقت میں نے کہا کہ کوئی جاکر پانی لے آوے اپنی سادہ مزاجی اور غفلت طبیعت سے کوئی نہ گیا اور جب میں مشک لے کر چلا تو ہر ایک میری خاطرداری سے ساتھ چلا سو ایسی بات نہ چاہئے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سب بھائی یہاں اللہ تعالیٰ کے واسطے آئے ہیں بمقتضائے بشری کے ایسا کام ہو جاتا ہے مگر اس کو خیال رکھنا چاہئے یہ گفتگو حضرت سے سن کر سب لوگ حضرت سے سن کر اپنی حسرت اور غفلت سے نادم ہوئے کہ آپ بجا فرماتے ہیں پھر میاں عبداللہ نے کھانا پکا کر ان سب کو کھلایا اور آکر حضرت سے عرض کی کہ سب مہمان کھانا کھا چکے اور حضرت کو مہمانوں کی خاطرداری کمال منظور تھی اس میں کوئی ہو آشنا ہو یا غیر آشنا تمام گفتگو آپ نے اسی واسطے کی تھی اور ایک حال امام کا یہ ہے کہ امام کی گڑھی کے دروازے پر ایک مکان بطور برج کے تھا اس میں دس بارہ آدمی رہا کرتے تھے بسبب کثرت بارش کے وہ مکان ٹپکنے لگا سب آدمی وہاں سے نیچے چلے گئے مگر تین شخص وہیں رہے ان میں ملک داد خاں نام ایک شخص خرچے کے بیمار تھے اور دو شخص ایک میاں حفیظ اللہ دیتی اور ایک پیر خاں شاہجہاں پوری یہ تندرست تھے تمام رات تینوں صاحب وہاں رہے صبح کو

میاں حفیظ اللہ نے پیر خاں سے کہا کہ اس مکان سے مٹی گرتی ہے
یہاں سے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ گر پڑے انھوں نے کہا کہ مکان مضبوط ہے
گرنے والا نہیں معلوم ہوتا ہے اس بات کا اندیشہ نہ کرو اور مٹی تو گرا ہی
کرتی ہے اسی طور دونوں میں گفتگو رہی اس میں دو پہر دن آیا اور وہ مکان
بہت ٹپکنے لگا فقط اس میں ایک چارپائی کی جگہ سلامت رہی اس وقت
پیر خاں نے میاں حفیظ اللہ سے کہا کہ تم اپنے ہتیار اور اسباب لے کر نیچے
جاؤ کچھ کام یہاں ہوگا تو تم کو بلا لونگا پھر وہ اپنے ہتیار اور اسباب
لے کر نیچے چلے آئے اور پیر خاں اور ملک داد خاں وہیں رہے اس میں ایک
گھڑی بعد وہ مکان یکبارگی شق ہو کر گر پڑا پیر خاں تو بچ گئے اور نکل
بھاگے اور ملک داد خاں دب گئے حضرت کو خبر ہوئی فرمایا کہ جلد بھائیو مٹی
ٹال کر ملک داد خاں کو نکالو اور آپ بھی کمر باندھ کر تیار ہوئے اور اس
وقت نہایت سردی اور جاڑا تھا پھر تمام لوگ پھاوڑے اور کدال
لے کر کھودنے لگے اور ان کو نکالا کچھ رمق جان باقی تھی پھر روئی دُھنی
ہوئی میں ان کو لٹایا مگر کوئی ڈیڑھ پہر زندہ رہے پھر مر گئے پھر
اپنے لوگوں نے قبر کھود کر ان کو دفن کیا پھر پیر خاں سے لوگوں نے پوچھا
کہ تم آپ تو سلامت نکل بھاگے اور ملک داد خاں کو کیوں نہ نکال لائے
انھوں نے کہا کہ میں نے کئی بار ان سے کہا کہ یہاں سے چلو انھوں نے

کہا مجکو تکلیف ہوگی میں تو یہیں رہونگا کسی طور اُنھوں نے نہ مانا اور
ہیں جو وہاں سے نکلا سوا اس کا بیت ہوا کہ میں بیٹھا تھا کہ یکایک
میرے کان میں آواز آئی کہ مکان گرتا ہے جلد نکل جا میں کچھ خبر نہ ہوا
پھر تیسری آواز آئی اور میں نے ہی مکان کو دیکھا کہ ہلتا ہے پھر میا
وہاں سے جیسے باہر نکلا ویسے ہی مکان بیٹھ گیا اور اللہ تعالی نے خبر
کی کہ وہ مکان اوپر چھت ہی کے بیٹھ کر رہ گیا اور جو نیچے کا مکان
اس کے ساتھ گرتا تو چالیس پچاس آدمی دب جاتے مگر اللہ تعالیٰ نے
خیر کی اور حال ام کا یہ ہے کہ گڑہی کے جس مکان کے اندر
حضرت علیہ الرحمۃ رہتے تھے اس کے صحن میں ایک درخت عظیم شیشم کا
تھا اور دالان میں نمازیوں کے بستر تھے اور شیخ منور علی قدوائی
نواب گنجی ضلع لکھنو کے ان کا بھی بستر وہیں تھا ایک دن کسی غازی نے
ان کا بستر ہٹا دیا اور وہاں آپ سو رہا اور حضرت کے وہاں کا یہ دستور تھا
کہ جو جہاں جگہ پاتا وہیں سو رہتا کسی کی جگہ مقرر نہ تھی شیخ منور علی نے
کہا کہ بھائی یہاں تو میں سویا کرتا ہوں تم میری جگہ کیوں سوتے ہو
انھوں نے کہا کہ یہاں جگہ تو کسی کی مقرر نہیں ہے اگر تم ہوتے تو تم
ہی سوتے جگہ خالی تھی اس سبب سے میں لیٹ گیا اب تم جہاں خالی جگہ
پاؤ تم بھی وہاں سو رہو انھوں نے خفا ہو کر اسی وقت ایک چارپائی
رسی سے باندھ کر شیشم کے درخت پر چڑھ گئے اور اس کو کھینچ کر

ایک جگہ تین تنا جیسی تھیں ان پر چارپائی رکھی اور اسی پر آپ لیٹے بیٹھے صاحبوں نے پوچھا کہ شیخ جی یہ کیا تم نے کیا انھوں نے مارے غصے کے کچھ جواب نہ دیا اور وقت رات کا تھا جب باہر سے حضرت تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے اطلاع کی آپ نے پوچھا کہ شیخ منور علی تم نے چارپائی درخت پر کیوں بچھائی انھوں نے عرض کی کہ حضرت میں کیا کروں میرے واسطے اب زمین میں جگہ نہیں رہی اس لئے میں نے آج پہلی منزل طرف آسمان کے کی ہے کل جو کچھ ہوگا دیکھونگا یہ لطیفہ سن کر سب لوگ ہنسنے لگے حضرت نے فرمایا کہ شیخ بھائی اُتر آؤ تمہارے لئے زمین ہی میں جگہ ہو جاویگی پھر وہ اُتر آئے آپ نے ان کو جگہ بتادی وہ وہاں لیٹے اور ایک حال اُم کا یہ ہے ملک سے ہیں جو موضع ٹوپیٔ ہے بہلیلہ نام ایک شخص اُس میں رہتا تھا تمام ٹوپیٔ والے اس سے تنگ اور آزردہ تھے آخر الامر سب نے متفق ہو کر اس کو ٹوپیٔ سے نکال دیا وہ وہاں سے دریائے اباسین اُتر کر سکھوں میں جا رہا اور سکھوں سے موافقت پیدا کی انھوں نے کنارے اباسین کے اُس کے لئے ایک برج بنا دیا اور کچھ زمین واسطے زراعت کے دی پھر وہ اسی برج میں رہنے لگا اور پچاس ساٹھ آدمی تو اس کے ہمراہ

ہر وقت موجود رہتے تھے اور جب کہیں دھاڑا لیجاتا تھا تب کوئی
سو سوا سو آدمی ہو جاتے تھے اور وہ اکثر ٹوپئی کے ضلع میں دھاڑا
مارا کرتا تھا اور وہاں بیٹھ کر کھاتا تھا اور اباسین کے جزیرے میں
ایک بستی تہائی نام تھی اس میں اکثر ستوانی قوم رہتی تھی اور کچھ
لوگ اس میں ملک سمے اور ملک تہرارے وغیرہ کے رہتے تھے اور وہ بستی
بہت آباد تھی اور جزیرہ تہائی کا بیلہ کر کے مشہور ہے اور ٹوپئی ،
والوں کے قبضے میں تھا بہیلیہ نے اُس کے لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن شنگہ سکھ
جو حاکم سکدرپور کا تھا اُس سے مشورہ کر کے اس نے کچھ سکھ سکدرپور
کے لئے اور کچھ حضرو سے بلوائے اور کوئی سو سوا سو آدمی خود اس کے
تھے ایک روز ان سب کو لے کر واسطے لوٹنے موضع تہائی کے گیا اور
ان روزوں وہاں اباسین پایاب تھی پھر اس نے اباسین اتر کر تہائی
کو خوب لوٹا اور اتنی آدمی اُس بستی کے مارے گئے اور اُس بستی پر
اُس نے قبضہ کر لیا اور ایک بھائی بہیلیہ کا احد علی نام وہ بھی اسی ،
دھاڑے میں مارا گیا اور کوئی پندرہ سولہ سکھ مُردار ہوئے پھر باقی
سکھوں کو وہاں سے رخصت کر دیا اور آدمیوں کو لے کر آپ وہاں
رہنے لگا اور ایک چھوٹی سی گڑہی وہاں بنالی پھر اُدہر سکھوں کی
بستیوں میں بھی دھاڑا مارنے لگا اور ادہر ٹوپئی اور بینیئی اور منارہ

اور کمبل وغیرہ میں بھی دھاڑا لانے لگا جب حضرت علیہ الرحمۃ کا
قبضہ ام پھیر ہوا تب لوٹی اور مینئی وغیرہ بستیوں کے لوگ آکر
حضرت کے پاس نالشی ہوئے اور تمام پھلیلہ کے لوٹنے مارنے کا حال
آپ کے روبرو عرض کیا کہ آپ ہمارے امام اور بادشاہ ہیں آپ
اس کا تدارک کر کے اس بلا کو دفع کریں حضرت نے یہ تمام گفتگو
ان کی سن کر ان کی تسلی اور دلجمعی کی اور فرمایا کہ اب تو تم اپنے
مکان کو جاؤ ہم اس کی با خوبی تدبیر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بلا
دفع ہو جاویگی پھر وہ سب نالشی لوگ اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور
ادہر حضرت نے ایک اپنا خط ایک ملا کے ہاتھ پھلیلہ کے پاس
موضع تہائی میں بھیجا اور حاصل مضمون اس خط کا یہ تھا کہ تم مسلمان
ہو اور دعوے اسلام کا کرتے ہو تم کو لائق نہیں ہے کہ اپنے بھائی
مسلمانوں کو لوٹو مارو اور ایذا دو اب تم یہاں ہمارے پاس چلے
آؤ تم کو تمہاری بستی میں بسا دیوینگے اور جو تمہاری زمین جاگیر
ہو گی وہ تم کو دلا دیوینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک گاؤں اور
تم کو ہم دیوینگے اور اسی طور تسلی اور دلجمعی لکھی انتہی جب یہ خط اس
کے پاس گیا اور اس نے اس کو پڑھوا کر اس کا مضمون معلوم کیا

اور اپنے لوگوں کو جمع کرکے اس کا حاصل بیان کیا اور کہا کہ تم
اب اس میں مجھکو کیا صلاح دیتے ہو سب نے کہا چلنا ہی مناسب
ہے کیونکہ وہ سید ہیں اور ہم سب کے امام اور بادشاہ ہیں ہم سب
کو تو پکڑنے سے رہے اور اگر دو چار کو ہم میں سے گرفتار کر لینگے تو ہم
جیسا ہوگا ویسا دیکھ لینگے پھر بہلیلہ نے چلنے کی تیاری کی اور اس کے
ایک روز پیشتر سکھوں کی عملداری سے دھاڑا مار کر مال و اسباب لایا
تھا اسی میں سے مال و اسباب کچھ لے کر کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں سے حضرت
کے پاس چلا اور شیخ محمد جواب یہاں قافلہ شریف میں ہے یہ ان کے
ہمراہ تھا پھر بہلیلہ امب میں آکر حضرت سے ملا حضرت علیہ الرحمۃ بہت
خوش ہوئے پھر اس نے تین گھوڑے اور چار بندوقیں اور نو تلواریں
آپ کی نذر کیں پھر حضرت نے اس کے آدمیوں کو ایک ایک پگڑی اور
ایک ایک لنگی عنایت کی اور بہلیلہ کو ایک سبز دوشالہ اور بہت سے
کپڑے اور کچھ نقد روپے دئے پھر بہلیلہ نے اور اس کے سب آدمیوں نے
حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور فسق و فجور اور برے کاموں
سے توبہ کی اور تین روز حضرت نے اس کو اپنے پاس رکھا اور خوب اس کو
وعظ و نصیحت سے سمجھایا اور اس کی تسلی کی پھر اس کو رخصت کیا پھر
وہ سب آدمیوں سے موضع ہمائی کو گیا اور شیخ محمد مذکور الصدر حضرت

کے لشکر میں رہے پہلیلہ کے ساتھ نہ گئے پھر اس کے کئی دن کے بعد حضرت
نے موضع ٹوپی کے رئیسوں کو بلایا اور پہلیلہ کو بھی بلایا اور سب کو ملا دیا
اور جو موضع ٹوپی میں پہلیلہ کا حق تھا وہ سب ان رئیسوں سے دلا دیا
اور ایک گاؤں کیبل سے کوس بھر جانب مغرب کنارے اباسین کے
ایک ٹیکرے پر ویران پڑا تھا اور وہاں اکثر مسافر لوگ لٹ جاتے تھے
اور وہ گاؤں ٹوپی والوں اور گندف والوں اور گیاری پاڑے والوں
نے ان کو سمجھا کر پہلیلہ کو دلوا دیا اور پہلیلہ سے فرمایا کہ اب تم اس میں
رہا کرو پھر حضرت نے ٹوپی والوں کو رخصت کر دیا اور پہلیلہ حضرت کے
پاس رہا اس کے دوسرے یا تیسرے روز کسی مخبر نے آکر پہلیلہ سے کہا کہ
سکھوں کی رسد سکدر پور سے دربند کو جاتی ہے یہ حال سن کر پہلیلہ نے
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ مجکو خبر لگی ہے کہ سکدر پور سے سکھوں
کی رسد چلی ہے سو کل سویرے دربند میں داخل ہو گی اگر مجکو اجازت ہو
تو میں آپ کو اس کا تماشا دکھاؤں آپ نے فرمایا کہ بہت خوب تم کو
اجازت ہے پھر پہلیلہ نے کوئی سو سوا سو آدمی بلا کر جمع کئے اور حضرت
سے عرض کی کہ میں نے اپنا بند وبست کر لیا ہے اگر ہم لوگوں پر کچھ سکھوں
کا دباؤ ہو تو آپ ادہر سے توپ مارنا حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب پھر
آپ نے دعا کر کے پہلیلہ کو رخصت کیا پھر اس نے اپنے آدمی عشرے کے

کوٹلے پر بٹھائے اور اُس نے کہا کہ ہم لوگ جاکر نالے میں چھپ گے جب
سکھوں کی رسد ہمارے مقابل آدے تب تم بندوق چلا دینا پھر وہ
رات ہی کو شتاچوں پر سوار کر کے اپنے سب لوگوں کو اباسین کے
پار اتار دے گیا اور دامن کوہ میں جو نالہ تھا اس میں جا چھپے پھر اس کے
اگلے روز کوئی تین گھڑی دن چڑہے رسد لئے ہوئے سکھ آئے کوئی
پانسو سوار و پیادے رسد کے آگے تھے اسی قدر پیچھے تھے اور رسد بیلوں اور
خچروں اور گدہوں پر تھی اور وہ کیا اسباب تھا گیہوں تھے اور گھی کے کپے
تھے اور آٹا تھا اور شکر تھی ایک سال کا سامان تھا پھر وہ لوگ جب آتے
آتے اس نالے کے مقابل آئے تب کوٹلے والوں نے دو بندوقیں چلائیں اور
ادہر ہیلیلہ کے لوگوں نے نالے سے نکل کر ایک بارہ بندوقوں کی ماری اور
تلواریں کھینچ کر ان پر دوڑے یہ لوگ جاکر رسد پر گرے سردست جس سے
جو اسباب لیا گیا تو وہ لیا اور باقی اسباب چھوڑ کر جلد آکر اباسین کا کنارا
پکڑا اور ادہر سے سکھوں نے ان کا پیچھا کیا اور بندوقیں مارنے لگے جب
ان پر سکھوں کا زیادہ دباؤ ہوا اور حضرت علیہ الرحمۃ توپوں کے پاس کھڑے
یہ تمام واقعہ دیکھ رہے تھے فرمایا کہ ہاں اب گولہ مارو تب اہتمام سے
شیخ وزیر گولہ انداز نے کوئی چار گولے سکھوں کے ایک غول کی طرف مارے
اور پانچ یا چھ گولے دوسرے غول کی جانب مارے وہ تمام پراگندہ ہوگئے
اس فرصت میں یہ لوگ اپنے اپنے شتاچے سو بھونک کر دریا میں سوار ہوئے

اسباب غنیمت اور اپنے ہتیار لے کر اور پیرنے لگے اور ادہر سے سکھ گولیاں
گولیاں مار گئے یہاں تک کہ سلامت پار اتر آئے پھر پہیلیلے اس مال غنیمت
میں سے دو کپے گھی کے اور ایک گون شکر اور ایک گٹھری کپڑے لاکر حضرت
علیہ الرحمۃ کی نذر رکھے اور باقی اسباب جنھوں نے لوٹا تھا وہ اپنے اپنے گھر
لے گئے اور اس جھلپے میں پہیلیلہ کی طرف کے تین آدمی شہید ہوئے اور دو زخمی
اور ادہر سکھوں کے چودہ آدمی مُردار ہوئے اور زخمیوں کا حال معلوم نہیں
انتہی اور ایک حال ام کا یہ ہے کہ دریائے اباسین کے کنارے اس
کوہ میں ایک بڑا عظیم درخت آم کا تھا وہاں کے لوگوں سے ایک بار حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ یہ درخت پھلتا بھی ہے انھوں نے کہا کہ
ہماری یاد میں تو کبھی نہیں پھلا پھول تو آتا ہے مگر گر جاتا ہے آپ نے
پوچھا کہ اس کا کیا سبب جو بور آتا ہے اور پھل نہیں لگتے انھوں نے عرض
کی کہ ہم اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ وہ نقل کرتے تھے کہ اگلے زمانے میں
جب یہاں کا حاکم دیانت دار اور منصف اور رعیت پرور تھا اس کی خوش
نیتی اور برکت کے سبب سے یہ درخت پھلا کرتا تھا اس کے بعد جیسے یہاں
کے حاکم لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے لگے تب سے ان کی شامت ظلم سے یہ درخت
نہیں پھلتا ہے اس کے سوا اور کوئی سبب ہم کو نہیں معلوم حضرت علیہ الرحمۃ
نے یہ تقریر ان کی سُن کر فرمایا اگر اس کے نہ پھلنے کا سبب یہی ہے جو تم کہتے
ہو تو ہم اپنے پروردگار سے دعا کرینگے کہ جو ہمارے غازی بھائی اپنا اپنے

گھربار خویش و تبار چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو آئے ہیں
کیا عجب ہے یہ درخت ان سب بھائیوں کی نیک نیتی اور برکت سے پھلے
اور جناب الٰہی سے مجکو اُمید قوی ہے کہ یہ درخت پھلے گا اور ان روزوں
آموں کے بور تے کی فصل شروع تھی پھر ایک روز بعد نماز عصر کے حضرت
علیہ الرحمۃ بطور سیر کے اس درخت کے وہاں گئے اور آپ کے ہمراہ اور بھی
بہت لوگ اپنے لشکر کے اور اس بستی کے تھے پھر حضرت نے اس درخت کو
ہر طرف سے خوب دیکھا پھر آپ سر برہنہ ہو کر ساتھ کمال عجز و انکساری
اور الحاح و زاری کے جناب باری میں دعا کرنے لگے اور تمام حاضرین لوگ
بھی سر برہنہ ہو کر آمین کہنے لگے مگر خواص خاں خٹک اکوڑے والا اس نے
اپنی ٹوپی نہیں اُتاری اور اُس وقت یہ حال تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے
ایسے ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت اور ربوبیت کے اور اپنی عاجزی
اور محتاجی اور مسکینی کے زبان الہام بیان سے نکلتے تھے کہ اس سے آپ کے
بھی اور سب لوگوں کے آنسو جاری تھے اور ایک حالت اور ہی ہر کسی کی
ہو گئی تھی کہ وہ بیان تقریر اور تحریر میں نہیں آسکتا ہے پھر بعد فراغ دعا
کے آپ نے میاں جی سید محی الدین پھلتی سے فرمایا کہ تم کل سے اپنے شاگردوں
کو اسی درخت کے نیچے پڑھایا کرو اس لئے چڑیاں اس کا بور نہ گرادیں پھر
آپ وہاں سے مکان پر تشریف لائے اس وقت ارباب بہرام خاں نے
خواص خاں سے کہا کہ وہاں وقت دعا کے ہمارے حضرت امیرالمومنین اور

سب بھائی مسلمانوں نے اپنے اپنے سر برہنہ کئے اور تم نے اپنی ٹوپی
نہ اتاری ہم کو تمہاری یہ حرکت بہت ناپسند معلوم ہوئی خواص خاں یہ
بات سُن کر بہت نادم ہوا اور کہا کہ ہاں یہ تو مجھ سے خطا ہوئی پھر
ارباب بہرام خاں نے یہی حال حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ نے فرمایا
کہ خواص خاں سے کہو کہ وہ پھر ہمارے ہاتھ پر تازہ بیعت کرلیں اللہ تعالیٰ
یہ خطا ان کی معاف کرے پھر ارباب بہرام خاں نے یہ حال خواص خاں
سے کہا انھوں نے حضرت سے اپنی خطا کا عذر کیا اور تجدید بیعت کی کی
پھر اس کے اگلے روز سے میاں جی سید محی الدین اُسی آم کے تلے اپنے
شاگردوں کو پڑھانے لگے یہاں تک کہ اس میں کیریاں ہوئیں اور لوگ چٹنی
کھانے لگے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی کھائی اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ
انھیں روزوں حضرت علیہ الرحمۃ نے عشرہ اور جیتر بائی اور ام میں
کوئی دوسو یا سوا دسو غازیوں کو چھوڑ کر باقی سب کو ہمراہ لے کر
کوچ کیا اور پنجتار کو تشریف لے گئے اور یہاں ام میں شیخ ولی محمد
صاحب نے اس آم کے درخت کے تلے غازیوں کا ایک پہرا بٹھا دیا اور
بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ بھی وہیں ام میں تشریف رکھتی تھیں پھر وہ آم
قریب پکنے کے آئے اور ٹپکنے لگے سو وہ اکثر ٹپکے بی بی صاحبہ کے پاس
جاتے تھے پھر شیخ صاحب ممدوح نے سب آم توڑوا کر پال رکھوادیے
جب پال تیار ہوا تب کئی ٹوکرے آم حضرت کو پنجتار میں پہنچے اور کئی ،

ٹوکرے اپنے پاس رکھ لئے ان میں سے بی بی صاحبہ کو خوب سے
کھلائے اور ایک ایک دو دو آم غازیوں کو دئے پھر جب آم حضرت
علیہ الرحمۃ سے چھوٹ گیا اور پائندہ خاں وہاں کا حاکم ہوا پھر ہم نے
کسی سے نہ سنا کہ وہ درخت پھر پھیلا ہو انتہی اور ایک حال ام
کا یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے لشکر ظفر پیکر میں ہاتھی
تھا حضرت کا یہ ارادہ تھا کہ اس کو سردار فتح خاں پنجتاری کو دیویں ا
انھیں روزوں شیخ ظہور اللہ بڑہانوی نے ایک شب خواب دیکھا کہ گویا
وہ ہاتھی آدمی کی صورت بن کر زار زار روتا ہے انھوں نے پوچھا کہ تو ا
کیوں روتا ہے اس نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کا ارادہ اپنے پاس سے میرے جدا کرنے کا ہے کہ کسی کو دے ڈالیں سو مجھکو حضرت
کے یہاں کا فاقہ قبول ہے اور کہیں کے پیٹ بھر رات کھلانے سے خدا جانے
میں کس منافق بیدین کے قابو میں پڑونگا پھر وہ جگ پڑے اور صبح کو
حضرت علیہ الرحمۃ سے بیان کیا آپ نے فرمایا خواب تمہارا سچا ہے بیشک
ہمارا ارادہ تھا کہ ہم اس ہاتھی کو فتح خاں پنجتاری کو دیں سو انشاء
اللہ تعالیٰ نہ دیوینگے پھر آپ نے نہ دیا اور اپنے ہی لشکر میں رکھا تکملہ اس
کا یہ ہے کہ وہ قدرت الٰہی سے ایسا وفادار اور حق شناس نکلا کہ جب
بعد قتل سمہ کے حضرت علیہ الرحمۃ مع تمام لشکر پنجتار سے ہجرت کر کے
طرف ملک ندہیار کے روانہ ہوئے بیون کے پہاڑ کے رستے ہو کر جب

قریب اس پہاڑ کے رستے ہو کر جب قریب اس پہاڑ کے پہنچے اور
اور اس پہاڑ کی چڑہائی بھی نہایت سخت تھی اور اُتار بھی سخت تھا
کہ گھوڑے خچر اونٹ پر سوار ہو کر اس پہاڑ سے گذرنا بہت دشوار تھا
اور حضرت علیہ الرحمۃ اسی ہاتھی پر سوار تھے پھر وہ ہاتھی اس پہاڑ پر
چڑہنے لگا کہیں تو وہ گھٹنے ٹیک کر چڑہتا تھا اور کہیں پاؤں جما کر
چڑہتا تھا کہ تمام لوگ دیکھنے والے حیران تھے پھر اسی طور سنبھل سنبھل
کر اس پہاڑ پر چڑہا بھی اُترا بھی پھر جہاں پہاڑ رستے میں پڑتا تھا وہاں
وہ اسی طور چڑہتا اُترتا تھا اور وہ ہاتھی بالاکوٹ کی لڑائی تک حضرت کی
سواری میں رہا تھا: اور ایک حال ام کا یہ ہے کہ گڑہی کی
جانب شمال کے کنارے دریائے اباسین کے بہت زمین مزروعہ پڑی تھی
حضرت علیہ الرحمۃ نے غازیوں سے فرمایا کہ اس زمین میں تربوز بوئیں پھر
اکثر صاحبوں نے اپنے اپنے جدے تربوز بوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
کے لئے ایک کھیت جدا بویا گیا سب کی باڑیاں ملا کر کم زیادہ کوئی دس بگیہ
زمین کے اندر ہونگی پھر خوب تربوزوں کی بیلیں پھیلیں اور خوب
پھلیں اور خوب لوگوں نے کھائے اور یاروں دوستوں کو کھلائے
اور حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی کھائے اور لوگوں سے فرمایا کہ تربوز
تو کھایا کرو اور چھلکوں کی ترکاری پکایا کرو خوب مزے کی ہوتی

ہے پھر لوگ چھلکوں کی ترکاری بھی پکا کر کھاتے تھے چند روز میں
جب تربوزوں کی فصل آخر ہوئی آپ نے فرمایا کہ تربوزوں کی بیلیں
نہ اجاڑو انشاءاللہ تعالیٰ دوسری فصل میں پھر پھیلیں گی پھر لوگوں نے
اپنے اپنے کھیتوں کی بیلیں اسی طور سے چھوڑ دیں بعد چند روز کے حضرت
علیہ الرحمۃ تو پنجتار کو تشریف لے گئے اور یہاں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور
شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ بلند بخت دینی کو دو سو یا سوا دو سو غازیوں سے
چھوڑ گئے پھر جب دوسری فصل آئی تو وے کھیت تربوزوں کے اس
کثرت سے پھلے کہ ہم لوگوں نے اس قدر تربوز پھلتے کبھی نہیں دیکھے تھے کہ
جو لوگ امب میں باقی رہے تھے سب نے با خوبی کھائے اور لوگوں کو کھلائے
اور کئی خچر اور اونٹ لدوا کر پنجتار میں حضرت علیہ الرحمۃ کو بھیجے وہاں حضرت
نے لشکر میں تقسیم کئے اور آپ نے بھی کھائے اور ایک حال امب کا
یہ ہے کہ جب پائندہ خاں نے لڑائی سے شکست کھائی اور امب کو چھوڑ کر
اباسین کے پار اتر گیا اور اپنے بیٹے کو اول دے کر سکھوں سے ملا اور ان کو
اپنے موافق کیا تب اس کا یہ ارادہ ہوا کہ موقع پاؤں تو امب کو چھاپا لیجاؤں
اور غازیوں کو وہاں سے نکال کر اپنا قبضہ کروں اور یہ بات مشہور ہوئی
اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے لشکر اپنا ان دنوں قاضی حبان صاحب
کے ساتھ طرف پنجتار کے روانہ کر دیا تھا فقط آپ کئی مجاہدین سے امب

میں رہ گئے تھے اور توپخانہ گڑھی کے باہر میدان میں تھا آپ کو یہی ،
دغدغہ ہوا کہ مبادا یاینده خاں سکھوں کو چڑھا لاوے اور توپیں لیجاوے
اس سبب سے آپ نے گڑھی کی جانب شمال تھیل بائی کی سمت کو خندق
کھدوانی تجویز کی اور فرمایا کہ یہ طریقہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے آپ نے روز غزوہ احزاب کے گرد لشکر اپنے کے خندق کھدوائی تھی
سو ہم بھی واسطے دفع اعدا کے خندق بناوینگے یہ تدبیر آپ کی سب
لوگوں کو نہایت پسند آئی پھر اگلے روز نماز فجر کی پڑھ کر اور سب
غازیوں کو ساتھ لے کر گئے اور پہلے آپ نے اپنے دست مبارک
سے خندق کھودنی شروع کی پھر سب غازی کھودنے لگے پھر ہر روز
آپ وہاں تشریف لیجاتے اور تمام غازی کھودتے اور اکثر اوقات
آپ ہی کھودتے تھے کوئی چار گز کی تو چوڑی تھی اور قریب ڈہائی گز
کے گہری پھر بعد چند روز کے حضرت آپ توپخانہ کو تشریف لے گئے
اور یہاں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور شیخ ،
ملند بخت دینی کو دوسو یا سواد وسو آدمیوں سے چھوڑ گئے آپ کے
بعد بھی لوگ اس خندق کو بہت روزوں تک کھودا کئے پھر جہاں
جہاں خندق نہ کھد سکی وہاں سنگر بنا دیا گیا مگر چھاپا یاینده خاں
کا کبھی نہ آیا اور ایک حال اہم کا یہ ہے کہ ایک بار

ہری سنگھ سکھ راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کا جاگیر دار سکدر پور
سے کوئی دو ڈھائی ہزار سکھوں کی جمعیت سے واسطے دورہ ملک
تنول کے نکلا تھا اور آکر متصل قادر آباد کے ڈیرہ کیا پھر ایک روز
سورج کے نکلتے ہی ہزار بارہ سو سکھوں سے دربند کو پہاڑ پر ہوکر
چلا اور موضع کرپلے کے نیچے ہوکر دربند کو گیا اور قلعہ دربند کو دیکھا
اور وہاں پائندہ خان سے ملاقات کی پھر خان موصوف اس کو ساتھ
لے کر طرف چھتر بائی کے گیا اور چھتر بائی اور دربند کے درمیان اباسین ہے
پھر اس نے پان سات شاہین کے گولے چھتر بائی پر مارے یہ خبر لوگوں نے
آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو کی تکہ ادہر سے آپ نے پچاس ساٹھ غازی چھتر بائی
والوں کی کمک کو بھیجے مگر یہ غازی وہاں تک پہنچنے نہ پائے کہ ہری سنگھ
ادہر سے اپنے لوگ لئے ہوئے ادہر کو پھرا جب آتے آتے مقابل کرپلے
کے آیا غازیوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ ہری سنگھ وہاں سے
پلٹ کر برابر کرپلے کے آیا ہے اگر اجازت ہو تو ہم بھی ادہر سے دو چار
توپیں اس کے لوگوں پر ماریں آپ نے فرمایا کہ اگر موقع ہوں تو پان چار
گولے تم بھی مارو اور توپیں تو اپنی بھری ہوئی تیار تھیں مرزا حسین بیگ
بانس بریلوی نے ایک توپ کو سواروں کے غول کی طرف سیدھا کیا
اور نشانہ باندہ کر سر کیا اس میں سے سکھوں کا ایک سوار اڑ گیا اور

ایک شخص ہری سنگہ کے سر پر سرخ بانات کی چھتری لگائے ہوئے
تھا دوسرا گولہ جو مارا تو وہ چھتری اڑ گئی وہ وہاں سے پراگندہ
ہوکر اپنے ڈیروں پر جا پہنچے اور دو گولے انھوں نے اور مارے
مگر وہ خالی گئے اب یہاں سے باقی حال قاضی جبان صاحب
کا بیان ہوتا ہے کہ جو حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو
امیر کر کے طرف پنجتار کے رخصت فرمایا تھا چنانچہ
قاضی جبان صاحب اور مولانا محمد اسمعیل صاحب حضرت علیہ الرحمۃ سے
رخصت ہو کر طرف پنجتار کے مع لشکر روانہ ہوئے کوئی تین سو سوار
تھے اور قریب ڈھائی سو کے پیادے ہونگے اور ایک اونٹ پر
نقارہ تھا اور چھ ضرب اونٹوں پر زنبورک تھے اس روز وہاں
سے گیارہ باڑہ میں جاکر ڈیرہ کیا کہ ام سے آٹھ نو کوس وہ بستی
ہے اگلے روز وہاں سے گندف میں ہوتے ہوئے موضع پابینی میں گئے
یہ جگہ گیارہ باڑہ سے کوئی چھ کوس ہے اور وہاں رہے وہاں کے
لوگوں نے موافق دستور اپنے ملک کے تمام لشکر کی ضیافت کی اور
گھوڑوں کی گھاس کا وہاں یہ دستور ہے کہ وے لوگ مہمان سے
کہہ دیتے ہیں کہ ہر کھیت سے جاکر ایک ایک پولا موافق اپنی حاجت کے
کاٹ لاؤ سو وہاں کے خان نے رسالدار عبدالحمید خاں سے کہا کہ
اپنے سواروں کو بھیجو کہ اپنے اپنے گھوڑے کے واسطے ہر ایک کھیت

سے ایک ایک پولا جو گیہوں کاٹ لاویں اور ہمارے لشکر میں ہر
ایک سوار ایک کھرپا اور ایک دراتی مزدور رکھتا تھا پھر رسالدار
ممدوح نے سب سواروں کو یہی حکم بھجوا دیا پھر ایک سوار دراتی
لے کر کھیتوں میں گئے جو بستی کے نزدیک کھیت تھا اس میں گل شیر اور
شاہباز ضلع کالی باغ کے اور یان سات سوار اس کھیت میں جا کر
کاٹنے لگے اس عرصے میں مالک کھیت کا آیا اس نے ان سے کہا کہ
تم تو کھیت ہی تباہ کئے ڈالتے ہو اب اور کھیت میں جاؤ اس میں وے
یان سات سوار تو اس کھیت سے نکل گئے مگر گل شیر اور شاہباز
اس سے جھگڑا کرنے لگے اس غل و شور میں بستی کے چند آدمی وہاں آکر
جمع ہو گئے اور ان سے لڑنے پر مستعد ہو گئے یہ خبر رسالدار عبدالحمید خاں
کو پہنچی کہ وہاں کھیت میں اپنے سواروں اور بستی والوں سے جھگڑا ہو رہا
ہے یہ سن کر خود رسالدار ممدوح وہاں گئے اور دیکھا کہ لڑائی ہونے
پر ہے اس میں انھوں نے گل شیر اور شاہباز کو منع کیا کہ جھگڑا نہ کرو
اس میں گل شیر نے نہ مانا گفتگو کرنے لگے رسالدار نے الٹی تلوار مع
میان گل شیر کے کندھے پر ماری وہاں کے لوگوں نے دیکھا کہ رسالدار
ہماری طرف ہیں پھر وہی لوگ گل شیر کو بچانے لگے کہ رسالدار صاحب
جانے دیجئے یہ ہمارے مہمان ہیں ہم نے ان کو معاف کیا اور رسالدار
کی بھی مرضی تھی پھر رسالدار گل شیر اور شاہباز کو وہاں سے لے کر ڈیرے

پہر آئے پھر جب سب کھانا کھاکر اور گھوڑوں کو گھاس دانہ کھلاکر
فارغ ہوئے اور کوئی ڈیڑہ پہر رات گئے اس وقت وہاں سے کوچ ،
کیا نماز فجر کی سب نے پنجتار میں جاکر پڑہی اور دیوان شاہ باغبان
کے باغ میں سب نے ڈیرا کیا جب سب ڈیرہ کرکے فارغ ہوئے اُس
وقت وہاں کے خان فتح خاں قاضی صاحب اور مولانا صاحب ہے کے ملاقات
کو آئے اور خیر و عافیت پوچھ کر اور تسلی دے کر عرض کی کہ آج آپ
کی میرے یہاں دعوت ہے پھر وہ اپنے مکان کو گئے پھر اُس روز
تمام لشکر نے ان کی دعوت کھائی اگلے روز پھر انھوں نے سب کی
دعوت کی بعد اس کے تمام اپنی بستیوں سے دعوت خام کا غلہ منگوانے
کا غلہ منگوانے کا حکم بھیجا پھر غلہ ہر روز آنے لگا اور وہی تمام
لشکر میں تقسیم ہوتا تھا کوئی تو جنگلوں سے بھوسا لاتے تھے اور کوئی ،
بستی میں بھوسا لیتے تھے اور گھاس تمام سوار پہاڑ سے آپ کاٹ لاتے
تھے پھر کئی روز کے بعد قاضی صاحب نے فتح خاں کو ایک دن بلایا اور
ان سے کہا کہ خان بھائی ہم جو یہاں آئے ہیں ہمارا ارادہ یہ ہے کہ سکھوں
نے جو یہاں سمے میں مسلمانوں کا ملک کہیں کہیں دبا لیا ہے ہم ان پر لشکر کشی
کریں اور ملک ان سے خالی کرلیں اس میں تمہاری کیا صلاح ہے خان
موصوف نے کہا کہ میں آپ کا فرمانبردار اور ہر حال میں شریک ہوں
ولیکن اس کے واسطے تدبیر یوں کرنی مناسب ہے کہ فتح خاں اور

ارسلان خاں اشرف خاں کے بیٹے زیدہ والے جو بھاگے ہوئے ہیں آپ
ان کو بلادیں اور کلابٹ والے ابراہیم خاں اور اسمٰعیل خاں کو بھی بلادیں
اور مرغُزُ والے سرفراز خاں کو بلادیں اور سوا ان کے اور جو جو خان
اور ملک سکھوں سے بھاگے ہوئے ہیں ان سب کو بلاکر جمع کریں اور
ان سے اس کی تدبیر کا مشورہ کریں اس لئے کہ وہ اپنی اپنی لستی کے
مدعی ہیں اگر وہ سب اس بات پر متفق ہوں تو اُمید قوی ہے کہ
یہ مقصود بآسانی حاصل ہو قاضی صاحب اور مولانا صاحب نے یہ
تقریر فتح خاں کی بہت پسند کی اور خان ممدوح سے کہا کہ آپ اُن
کو بلاکر جمع کریں پھر فتح خاں نے جابجا ہر سردار کے پاس جہاں جہاں
تھے خط لکھ کر آپ نے آدمی کے ہاتھ روانہ کئے چار پانچ روز کے
اندر سب ملک اور خوانین پنجتار میں آکر جمع ہوئے فتح خاں نے سب
کو ایک جگہ بٹھا کر وہی تقریر قاضی صاحب کی اُن سے کی وہ سب
اس بات پر راضی ہوئے اور انھوں نے اپنی اپنی لستی کے علماکو بلوایا
اور سب سے وہی تقریر بیان کی وہ سب اس پر متفق ہوئے اور کہا
ہم سب اس امر میں تمہارے شریک ہیں پھر فتح خاں نے اُن سب
علمائ اور خوانین سے کہا کہ ہم اپنی قوم سے قاضی صاحب کو عُشر بھی
دلوادینگے اور تم سب کو بھی دینا پڑیگا جبکہ تم اپنی اپنی لستی پر قابض
ہوگے ان سب نے برضا اور رغبت قبول کیا اور کہا کہ ہم سب

آپ کو دیوینگے اور جن سے جن سے قاضی صاحب عشر طلب کرینگے
ان سے دلانے میں ہم شریک ہیں یہ گفتگو خانوں کی سن کر جو ہر بستی
کے علما تھے اور کچھ آپس میں قیل وقال کرنے لگے اور ان کو یہ امر گران معلوم
ہوا اس لئے کہ عشر وہاں کا موافق دستور کے علما لیتے تھے اور یہی ان کا
معاش تھا اور انھوں نے ان خوانین سے کہا یہ خبر قاضی صاحب اور مولانا
صاحب کو ہوئی کہ عشر لینے کے مقدمے میں علما گفتگو کرتے ہیں کہ یہ حق
ہمارا ہے یہ سن کر قاضی صاحب ناخوش ہوئے اور اگلے روز ان سب
عالموں کو بلا کر جمع کیا اور اس عشر کے باب میں اُن سے بہت گفتگو کی
کہ تم جو عشر کا دعویٰ کرتے ہو کہ یہ ہمارا حق ہے سو یہ دعویٰ تمہارا غلط
اور بے دلیل ہے اس لئے کہ عشر حق امام کا ہے اور امام پر سب غازیوں
اور محتاجوں اور مساکین کا حق ہے تم کو اس امر میں فساد ڈالنا اور
جھگڑا کرنا مناسب نہیں اور اگر نہ مانوگے تو تمہارے حق میں اچھا نہ
ہوگا آگے تم جانو اس لئے کہ تم سب حضرت امیرالمومنین کے ہاتھ پر
بیعت امامت کی کر چکے ہو اور نہیں اس کارِ خیر میں خارج ہوتے
ہو اصل میں ایک صورت بغاوت کی معلوم ہوتی ہے تم کو لازم ہے
کہ تم سب مل کر اس امر میں معاون اور مددگار ہو کر اس کام کو درست
اور ایسی ناشائستہ باتوں سے توبہ کرو اور بہت علمی تقریر سے اور
کتابوں فقہ کا حوالہ دے کر معقول کیا آخر الامر وہ سب اپنے دعوے

سے دست بردار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب آپ کے شریک ہیں
پھر اس کے اگلے روز قاضی صاحب نے وقت رخصت کرنے کے کہا کہ
اب تم اپنی بستیوں میں جا کر اور جو علما اور ملک اور خوانین ہوں ان ،
کو فہمائش کرو کہ تم سکھوں کی اطاعت کو چھوڑو اور مسلمانوں کے شریک
ہو ان کو اپنے ملک سے نکالو اس کے جواب میں جیسا کہ دے کہیں ہم
کو اطلاع کرو اگر وے نہ مانیں گے تو ہم آ کر ان کو سمجھا لیوینگے پھر
وے سب علما رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور وہاں کے
خوانین کو جا کر فہمائش کی وہاں کسی نے نہ مانا تین یا چار روز کے
بعد ملا سید میر نے موضع کو ہاٹ سے قاضی صاحب کو خط لکھا خلاصۂ
مضمون اس کے کا یہ تھا کہ اگر آپ کے خیال شریف میں یہ بات
ہے کہ یہاں کے ملک اور خوانین وعظ و نصیحت سن کر صلاحیت پر آجاویں
اور حکم خدا اور رسول میں گردن جھکاویں سو یہ امر دشوار ہے یہ لوگ
اس انداز کے ہیں جب تک مار کوٹ کر مغلوب نہ کئے جاوینگے ہرگز
راہ راست پر نہ آوینگے اپنے علما کو یہاں واسطے فہمائش ان کی
کے بھیجا ہے اور یہاں کلا بٹ میں وے لوگ آپ کے مقابلے کو لشکر ،
جمع کرتے ہیں اطلاعاً ہم نے آپ کو یہ لکھا ہے جو کچھ اس کی تدبیر آپ
سے ہو سکے اس کے کرنے سے درگذر نہ کریں انتہیٰ یہ مضمون خط کا
قاضی صاحب نے سب خانوں سے جو وہاں حاضر تھے بیان کیا کہ وہاں

یہ معاملہ ہو رہا ہے اب تم سب صاحبوں کی کیا صلاح ہے اور ہمارے
خیال میں آتا ہے کہ وے لشکر اپنا نہ جمع کرتے پاویں کہ ہم یہاں سے کوچ
کر کے ان سے مقابلہ کریں یہ سن کر سبنے عرض کی کہ یہی صلاح ہماری
بھی ہے آپ اس میں درنگ نہ کریں جلد یہاں سے کوچ ہی کر دیں اور یہ
سب صلاح و مشورت پندرہ سولہ روز کے عرصے میں درست ہوئی
تھی اور سب سامان خنگی لشکر میں تو تیار ہی تھا ملا سید میر کے خط آنے
کے بعد تیسرے روز قاضی صاحب نے کوچ کی تیاری کی اور ہندوستانیوں
اور ملکیوں کے ملاکر قریب ساڑھے چار سو کے سوار تھے اور کوئی پانسو
پیادے تھے اور پنجتار سے کلاٹ سات کوس ہے پھر بعد نماز فجر کے
جناب الہی میں دعا کر کے قاضی صاحب اور مولانا صاحب نے مع لشکر کوچ
کیا اور وقت نماز ظہر کے کلاٹ کے میدان میں جا پہنچے کلاٹ وہاں
سے قریب ایک کوس کے تھا مگر نظر آتا تھا پھر اسی میدان میں سب نے
نماز ظہر پڑھی اور دعائے خیر کر کے وہاں سے آگے بڑھے جب موضع
کلاٹ قریب پاؤ کوس کے رہا تب قاضی صاحب نے سب لشکر کو
وہیں ٹھہرا دیا کہ اب آگے نہ بڑھو پھر اسی میدان میں تمام سوار و پیادے
جم گئے اور قاضی صاحب اور مولانا صاحب سب خانوں کو ساتھ لے کر
الگ مشورہ کرنے کو بیٹھے اور ادھر سے ہم سب کلاٹ والوں کا نقارہ
بھی سنتے تھے اور ان کا نشان بھی دیکھتے تھے پھر بعد مشورت کے

قاضی صاحب نے رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ تم اپنے سوار لئے ہوئے ابھی اسی جگہ چھپے رہو ہم پیادوں کو لے کر کلاٹ کی جانب شمال چلتے ہیں جب ہماری اور ان کی طرف سے بندوقیں چلے تب تم یہاں سے گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر کلاٹ کے جنوب طرف سے آنا یہ کہہ کر سب پیادوں کو لے کر قاضی صاحب اور مولانا صاحب آگے بڑھے کلاٹ کے جانب شمال جو ایک ٹیلہ ہے وہاں پہنچے تب شاہین اس طرف سے چلی اور وہاں رسالدار عبدالحمید خاں کے ہمراہ مومن خاں نام ایک سوار تھے ان کو اس وقت حاجت پیشاب کرنے کی ہوئی اپنی صف سے آگے گھوڑا بڑھا کر اور گھوڑے سے اُتر کر اور اس کی باگڈور پاؤں کے نیچے داب کر پیشاب کرنے لگے اس عرصے میں گھوڑا بھڑکا اور باگڈور پاؤں تلے سے نکل گئی اور کلاٹ کی طرف بھاگا اور ادھر سے رسالدار نے لوگوں سے بآواز بلند کہا کہ لینا لینا جانے نہ پاوے یہ سُن کر دو دو چار چار کر کے سواروں نے اس کا تعاقب کیا اور ایک شور اٹھا ادھر قاضی صاحب کے ہمراہیوں نے جانا کہ سواروں نے ہلہ کر دیا انھوں نے بھی شاہینیں مارنی موقوف کیں اور بندوقیں مارتے ہوئے ہلہ کر دیا اور قریب بستی کے جا پہنچے اور ادھر سے تمام سوار بھی آ پہنچے اور بستی سے بھی بندوقیں چلتی تھیں پھر جب دونوں طرف بستی میں یہ گھسے تب وے دروازہ شرقی سے نکل کر بھاگے اور ہمارے پیادے جاکر بستی میں

داخل ہوئے کلاٹ والوں سے باہر نکل کر فقط دو آدمیوں نے
سواروں کا مقابلہ کیا وے دونوں مارے گئے ایک تو گولی سے اور
دوسرا تلوار سے ایک شخص سلطان خاں نام رسالدار عبدالحمید خاں
کے ڈیرے میں رہتا تھا تلوار سے اسی نے مارا تھا اور ان دونوں کے
ہتیار بہی ہمارے میں لشکر میں اٹھ آئے تھے اور ہماری طرف والوں
سے نہ کوئی شہید ہوا اور نہ کوئی زخمی ہوا اور جب وے لوگ کلاٹ
سے نکل کر بھاگے میدان میں ہم لوگوں نے ان کو دیکھا تخمیناً قریب پانچ
ہزار کے ان کی جمعیت تھی پھر ہمارے لشکر میں سے کسی سوار و پیادے
نے ان کا تعاقب نہ کیا اور ابراہیم خاں و اسمٰعیل خاں یہ دونوں بھائی
تھے اور کلاٹ کے بھی دونوں خان بھی تھے پھر قاضی صاحب نے اس
کا بند و بست کیا اور ابراہیم خاں کو کلاٹ سپرد کر دیا اور چار سوار واسطے
حفاظت اور نگہبانی کے لئے خان مذکور کے پاس متعین کئے اور اسمعیل
خاں ہمارے لشکر کے ساتھ رہے پھر وہاں سے مرغز کو روانہ ہوئے
جب لشکر قریب مرغز کے پہنچا وہاں کا خان لشکر کی خبر سن کر اپنے
گھر سے بھاگ گیا اور تمام رعایا خوف عزت اور جان کے سے لشکر
میں آکر حاضر ہوئے اور کہا ہم مطیع و فرمانبردار ہیں اور اپنے ساتھ
گاؤں میں لے گئے قاضی صاحب نے ان کو امن دی اور اپنا بند و بست
کیا اور سرفراز خاں کو کہ وہ قدیم سے وہاں کے ملک تھے ان کو ان

کی جگہ پر بٹھایا اور چار سوار وہاں بھی چھوڑے پھر موضع ہنڈکوش
کو روانہ ہوئے جب اُس کے قریب پہنچے وہاں کا خان بھی مارے خوف
کے بھاگ گیا اور رعیت وہاں کی اپنی خرابی اور بربادی سمجھ کر حاضر
ہوئی اور کہا ہم تابعدار ہیں اور امان مانگی قاضی صاحب نے ان سب
کو تسلی و دلاسا دے کر امن دی اور چار سوار وہاں بھی چھوڑے اس
واسطے کہ مبادا کوئی ملکی بعد چلے جانے لشکر کے ان کو لوٹ مار کرے پھر وہاں
سے آگے کو چلے جب قریب موضع کڈا کے گئے اور خبر وہاں کے خان کو
پہنچی کہ لشکر سید بادشاہ کا آپہنچا پھر وہ چند لوگوں کو ساتھ لے کر
قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عذر و معذرت کی اور امن چاہی قاضی
صاحب نے اس کی بہت سی تسلی اور تشفی کی اور اس کو اُس کی جگہ پر
بٹھایا اور امن دی اور چار سوار اپنے وہاں بھی چھوڑے کہ ہمارے لشکر
سے کوئی اُن کا مزاحم نہ ہو اس میں وقت مغرب کا قریب آیا وہاں
سے کوئی پاؤ کوس پر ایک نالہ تھا درمیان کڈا اور زیدے کے وہاں
جا کر سب نے نماز پڑھی اور بعد فراغ نماز کے وہیں نالے پر ڈیرہ
کیا اس عرصے میں موضع پنج پیر کا خان دس پانچ آدمیوں کے ساتھ
لشکر میں قاضی صاحب کے پاس آکر حاضر ہوا اور کہا کہ میں ہر
طرح سے مطیع و فرمانبردار ہوں اور امن کی درخواست کی قاضی

صاحب نے اس کی بہت سی دلجمعی کی اور اس کو رخصت کیا اور
ان گاؤں کو سکھوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور یہ چاروں بستیاں
کوئی چار کوس کے گرد میں واقع تھیں اور جس وقت ڈیرا ہوا نہ کسی نے
کمر کھولی نہ گھوڑوں سے زین اتاری اسی طرح مع سلاح سب لیٹ
بیٹھ رہے اس میں وقت عشا کا ہوا سب نے مل کر نماز پڑھی پھر
ان چاروں بستیوں سے ابراہیم خاں اور سرفراز خاں اور ٹھنڈ کوئیں
والوں اور کلڈے والوں نے روٹیاں جمع کر کے اپنے اپنے گاؤں کے
آدمیوں کے سر پر رکھ کر اور گدھوں خچروں پر دانہ بار کر کے لشکر
میں بھیجا اور وہ سوار اپنے ہمراہ لے کر آئے کہ جن کو قاضی صاحب ان
گاؤں میں چھوڑ آئے تھے پھر ایک جا جم بچھا کر اس پر دانے کا
انبار کیا اور روٹیاں بھی رکھ دیں پھر ایک طرف دانہ گھوڑوں کا
بٹنا شروع ہوا اور دوسری طرف روٹیاں تقسیم ہونے لگیں ادھر
گھوڑوں کو دانہ چڑھا دیا اور ادھر لوگوں نے روٹی کھا پی کر فراغت
کی پھر عبدالحمید خاں رسالدار مولانا صاحب اور قاضی صاحب کے
پاس گئے اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں اپنے سب سوار اور چار شاہین
لے کر منگھٹ کو جاؤں اور دیکھوں تو کہ طور اس کا کس طرح پر ہے
اگر مناسب جانونگا تو وہیں ٹھہر جاؤنگا پھر آپ سب پیدلوں کو
لے کر صبح کو تشریف لاویں اور اگر کچھ فائدہ نہ معلوم ہو تو واپس

١٦٨١

آجاؤنگا یہ صلاح رسالدار ممدوح کی دونوں صاحبوں نے پسند
کی بسم اللہ ہماری طرف سے اجازت ہے جاؤ پھر رسالدار سب
سواروں اور شاہین والوں کو لے کر ستہڈ کی طرف روانہ ہوئے اور
اس جگہ سے ستہڈ کوئی تین کوس پر واقع ہے چلتے چلتے جب ستہڈ
کوئی ایک گولی کے فاصلہ پر رہا اس میں دو چار گھوڑے ہماری
طرف کے ہنہنائے ستہڈ والوں نے گھوڑوں کی آواز سن کر اپنی
گڑھی کے چاروں برجوں پر روشنی کر دی اس کے اجالے میں دور
کا آدمی نظر آنے لگا رسالدار ممدوح نے یہ حرکت ان کی دیکھ
کر سواروں کو آگے جانے سے روک دیا اور اسی جگہ پر ایک تالاب
جانب جنوب واقع تھا سب سوار اس کے پال کی اوٹ میں جاکر
کھڑے ہوئے پھر دفعتہً قلعہ والوں نے گھوڑوں کی آواز پر ایک،
ایک دو دو بندوقیں سر کرنی شروع کیں اور سوار کوئی دو
گھڑی تک اسی پال کی آڑ میں کھڑے رہے پھر رسالدار نے شاہین
والوں سے کہا کہ تم ان برجوں کی روشنی پر چار چار پانچ پانچ
گولے شاہین کے لگاؤ انھوں نے بموجب حکم رسالدار کے سولہ
گولے چاروں برجوں پر لگائے پھر وہاں سے رسالدار نے اپنے
گھوڑے کی باگ پھیری اور سواروں کو ساتھ لے کر چار پانچ گھڑی
رات رہے اپنے ڈیرے پر آداخل ہوئے پھر سوار اسی طرح سے

گھوڑوں کی باگ ڈور پکڑ کر بیٹھ رہے اس میں صبح صادق
نمودار ہوئی اور موذن نے اذان کہی لوگوں نے حاجت ضروری سے
فراغت کر کے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کوئی چار یا پانچ گھڑی دن چڑھے
دو طالب العلم کہنڈ سے ہمارے لشکر میں آئے اور قاضی صاحب کو
پوچھا لوگ ان کو قاضی صاحب کے پاس لے گئے انھوں نے جا کر
سلام علیک کیا اور بیٹھے اور کہا کہ حضرت قلعہ سنہڈ کا خالی پڑا ہے
قاضی صاحب یہ گفتگو ان کی سن کر حیران ہوئے اور سمجھے کہ اس میں
کچھ فریب ہے پھر مولانا صاحب اور رسالدار عبدالحمید خاں کو بلایا
اور کہا کہ یہ دونوں طالب العلم کہتے ہیں کہ قلعہ سنہڈ کا خالی پڑا ہے
مجکو تو ان کے کہنے پر اعتماد نہیں آتا آپ دونوں صاحبوں کے خیال
میں کیا آیا انھوں نے کہا کہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آتا کس واسطے کہ
ایسا کونسا ان پر دباؤ پڑا کہ وے خود بخود قلعہ خالی کر کے چل دیے خدا
سچ کرے اسی گفتگو میں ایک ملا شاداں و فرخاں چار یا پانچ طالب العلم
اپنے ساتھ لئے ہوئے اسی مجلس میں وارد ہوا اور سلام علیک کیا
اور کہا کہ لو قاضی صاحب مبارک ہو خدائے تعالی نے غیب سے قلعہ
سنہڈ کا خالی کر دیا اب وہ خالی پڑا ہے آپ جلد تشریف لے چلیں
اور اس میں کچھ تردد اور درنگ نہ کریں قاضی صاحب نے ملا سے

کہا کہ اس کے خالی ہونے کی حقیقت تو بیان کرو کہ اس میں جو
لوگ تھے وے کیا ہوئے ملانے کہا کہ حضرت صورت اس کے
خالی ہونے کی یہ ہوئی کہ جس وقت آپ نے کلاہٹ کی لڑائی
ماری اور اس پر فتح پائی یہ خبر سینڈ والوں کو ہوئی کہ غازیوں
نے کلاہٹ پر فتح پائی اور اس پر اپنا قبضہ کیا یہ سنتے ہی اُن کے
ہوش وحواس اُڑ گئے اور ایک تہلکہ عظیم اُن میں واقع ہوا
پھر جس وقت آپ نے مُرغز اور ہنڈ کو بُس کو لے کر کڈے پر
قبضہ کیا اور یہ بھی خبر ان کو پہنچی اور متواتر پہنچنے لگی پھر تو ان پر
عجب ایک عالم ہیبت حق کا غالب آیا پھر انھوں نے آپس میں ایک
دوسرے سے مشورت کی کہ اب کیا تدبیر کی جاوے انھوں نے ان
چاروں گاؤں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور یہ سب مسلمان آپس میں
ایک ہو جاوینگے اور ہم مفت میں خراب ہونگے اب یہاں رہنا ہم کو
مناسب نہیں پھر اسی وقت سے انھوں نے اپنا اسباب اور سامان
قلعہ سے دریائے اباسین کے پار بھیجنا شروع کیا اور سے جریدہ
اور صلاح رہ گئے پھر جس وقت آپ کے سوار وہاں لگے اور
برجوں پر شاہینوں کے گولے مارے پھر تو اسی وقت سے دو
دو چار چار دس دس یا پنج یا پنج قلعہ سے نکل کر جانے لگے ،

یہاں تک کہ صبح تک ایک ہی سکھ قلعہ میں نہ رہا سب پار اباسین
کے اُتر گئے پھر قاضی صاحب نے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے تھے ملانے
کہا کہ قریب سات سو کے ان کی جمعیت تھی پھر قاضی صاحب نے
رسالدار عبدالحمید خاں سے کہا کہ تم اپنے سب سواروں کو لے کر
جلد ہنڈ کو روانہ ہو ہم پیچھے سے پیدلوں کو لے کر آتے ہیں پھر
وہاں سے رسالدار اُٹھے اور سواروں میں آئے اور کہا کہ نقارہ
کوچ کا بجاؤ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر آپ تو چل دئے اور یہاں
نقارہ ہوا اور وہ نقارہ شتری تھا کہ ہر کوچ و مقام میں بجا
کرتا تھا پھر سوار دو دو تین تین سب رسالدار کے پیچھے روانہ
ہوئے جاتے جاتے جب قریب ایک گولے کے فاصلے پر ہنڈ کے پہنچے
تب رسالدار نے سواروں کو آگے جانے سے روک دیا اور آپ
بیس سوار ساتھ لے کر دوسرے دروازے کی طرف کہ وہ
جانب شمال کنارے دریائے اباسین کے واقع ہے گئے اور
جا کر دروازے پر کھڑے ہو اور دروازہ قلعہ کا کھلا تھا
اور سکھوں کا اس میں کچھ بھی اثر نہ معلوم ہوا جب رسالدار
نے دو سواروں کو بھیجا کہ جا کر ان سب سواروں کو بلا لاؤ
پھر یہاں سے سب اسی دروازے پر رسالدار کے پاس گئے
اور وہاں سے دیکھتے تھے کہ دریا کے اس پار تمام اسباب

سکھوں کا اور سکھ بیز رو کی طرف چلے جاتے ہیں پھر رسالدار نے سواروں
سے کہا کہ جب تک قاضی صاحب نہ آلیں اور ان کا حکم نہ ہو،
تب تک کوئی اندر نہ جاوے پھر فصیل کے تلے سواروں کا پہرا
باندھ کر کھڑا کر دیا اس عرصے میں قاضی صاحب اور مولانا صاحب
پیدلوں کو لے کر دروازے جنوبی سے آکر داخل ہوئے اور دروازوں
پر پہرے لگا کر بند و بست کیا اور رعایا کی تسلی کی اور امن دی
اور اپنے لشکر میں کہہ دیا کہ کوئی ان لوگوں سے تعرض نہ کرے پھر
سکھوں کے اسباب کی تلاشی لی سو تین کوٹھے گیہوں کے بھرے
ہوئے اور دو کوٹھے آٹے کے اور کچھ گھی اور گڑ اور کچھ میوہ مقدار
ان کی معلوم نہیں کہ کس قدر تھا پھر قاضی صاحب نے رسالدار صاحب
کو بلوایا پھر رسالدار صاحب سلطان خاں اور مستقیم خاں کو ساتھ
لے کر پیادہ قاضی صاحب کے پاس گئے اس وقت قاضی صاحب
اور مولانا صاحب قلعہ کی مسجد میں بیٹھے تھے رسالدار بھی سلام علیک
کر کے ان کے پاس جا بیٹھے پھر مولانا صاحب نے قاضی صاحب اور
رسالدار صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جس وقت امرا
اور علما خادے خاں کے بھائی سکھوں کو لے کر یہاں داخل ہوئے
تھے اور اس بات کی خبر حضرت امیر المومنین کو پہنچی تھی اس وقت
آپ نے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کی بار ہنڈ ہم کو بے جنگ

وجدال کے سکھوں کے ہاتھ سے ملیگا سو الحمد للہ ویسا ہی ہوا کہ کسی کہ
کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی بلکہ لڑائی کی نوبت بھی نہ آئی اور قلعہ مل گیا
پھر قاضی صاحب نے جو غازیوں کے پہرے جابجا واسطے بندوبست کے
قلعہ میں تھے ان کو تو وہیں رکھا باقی سب سواروں کو لے کر جنوبی ،
دروازے کی طرف کنارے اباسین کے ڈیرا کیا اور جو زراعت ربیع
رعایا کی سوا خادے خاں کے بھائیوں امیر خاں اور غلام خاں کے تھے
رسالدار سے فرمایا کہ اپنے سواروں سے کہہ دو کہ موافق حاجت ضروری کے
ان کھیتوں سے کاٹ کاٹ کر گھوڑوں کو کھلاؤ پھر رسالدار نے یہ حکم
اپنے سواروں میں پہنچا دیا وہ سب انھیں کھیتوں سے خوید کاٹ
لائے اور گھوڑوں کے آگے ڈال دی اور جو قلعہ کے اندر امیر خاں اور
غلام خاں کے دو کوٹھوں میں جو تھے اس میں سے گھوڑوں کو دانہ
تقسیم کر دیا اور جو دو کوٹھوں میں سکھوں کا آٹا تھا اس میں سواروں
پیادوں کو آٹا موافق کے تقسیم ہوا پھر اس کے اگلے روز بعد نماز عصر کے
فتح خاں پنجتاری اور فتح خاں اور ارسلان خاں دونوں بھائی زیدے
والے واسطے مبارکباد کے آئے پھر اس رات کو قاضی صاحب نے فتح خاں
پنجتاری اور فتح خاں اور ارسلان خاں زیدے والے اور اسمٰعیل خاں
کلابٹ والے اور مولانا صاحب اور رسالدار عبد الحمید خاں کو بٹھا کر

مشورہ کیا کہ اس قلعہ کو کھود کر مسمار کر دینا چاہئے کیونکہ اس کے
بننے سے بڑے بڑے فساد واقع ہوتے ہیں کبھی یہ مفسدوں کو لا کر
اس میں رکھتے ہیں اور ان سے اطراف کے دیہات کو تباہ کر ڈالتے ہیں
اور کبھی یہ مفسد اس میں آپ بیٹھ کر بستیوں کو لوٹتے ہیں جب یہ قلعہ
یہاں نہ ہوگا تب یہ سب فساد مٹ جاویگا یہ تقریر سب کو بہت
پسند آئی اور یہی بات ٹھہری پھر قاضی صاحب نے چاروں خانوں سے
کہا کہ کل کو مایار ئی اور سوائی اور کالادرہ اور شاہ منصور اور
پنج پیر اور زیدہ اور رکڈا اور ہنڈ کوئی اور کلابٹ اور مرغز اور
باجا اور بام خیل اور منارہ اور کنڈہ سے لوگوں کو بلواؤ اس کے کھودنے
کو پھر اس کے اگلے روز بعد عصر کے ہزارہا آدمی پھاوڑا کدال لے کر موجود
ہوئے تخمیناً قریب پانچ ہزار آدمی کے ہونگے پھر قاضی صاحب نے
فتح خان پنجتاری سے فرمایا کہ قلعہ کی دیواروں کو ہر بستی والوں کی ،
جماعت کو تقسیم کر دو کہ کھودنا شروع کردیں پھر خان ممدوح نے ناپ
ٹاپ کر دیواروں کے حصے ہر بستی والوں کو بتادئے پھر انھوں نے کھودنا
شروع کیا مگر ایسے عمدہ مصالح سے پتھر چنے گئے تھے کہ صدہا کدال
اور پھاوڑے ایک جگہ پر پڑتے تھے بدشوار کوئی ٹکڑا پتھر کا پتھر
سے جدا ہوتا تھا وہاں کے لوگوں کی زبانی سنتے تھے کہ یہ قلعہ اکبر شاہ ،

بادشاہ کے حکم سے راجہ بیربل نے بنوایا تھا پھر آٹھ دس روز تک بلاناغہ کھودا گئے سو کسی طرف کی منڈیر ایک ہاتھ بھر کھدی اور کسی طرف ایک بالشت اور کھودنے والے تنگ آگئے اور ہاتھوں میں چھالے پڑگئے اس لئے کہ وہ ہزاروں کھودنے والے زمیندار لوگ تھے سنگتراش نہ تھے والّا کچھ تو کھودا جاتا مگر اس قلعہ کی ہیئت اور رونق بگڑ گئی پھر ان کھودنے والوں نے فتح خاں پنجباری سے شکوہ کیا کہ تمام تمام دن کھودتے ہیں اور ہاتھ بھر دیوار نہیں کھُدتی ہے ہم لوگ تابعدار ہیں جو حکم ہو حاضر ہیں اور جو کھانا خوراک موافق اپنے دستور کے لائے تھے وہ بھی ہو چکا پھر خان ممدوح نے جاکر یہ حقیقت قاضی صاحب سے عرض کی قاضی صاحب نے فرمایا کہ اتنے دنوں ان لوگوں نے کھودنے میں جانفشانی کی اور نہ کھُدا رہنے دو اور کل سے کھودنا موقوف کر دو اور لوگوں کو رخصت کر دو جاکر اپنا کام کریں پھر اگلے روز خان ممدوح نے سب کھودنے والوں کو رخصت کر دیا وہ اپنی اپنی بستیوں کو چلے گئے پھر اس کے بعد قاضی صاحب نے مع لشکر و تاں تین مقام اور کئے اور فتح خاں پنجباری اور اسمٰعیل خاں کلاٹ والے اور فتح خاں اور ارسلان خان زبدے والے کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور

اُن سے فرمایا کہ یہ مُلک فضل الٰہی اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی
دعا سے سکھوں کے قبضے سے چھوٹا اور مستحق لوگ اپنے حق کو پہنچے اور
عُشر شرعی سب نے قبول کیا اب خلاصہ تقریر کا یہ ہے کہ فتح خاں
اور ارسلان خاں دونوں بھائی اپنے زیدے کو آباد کریں اس قلعہ سنڈ
کی بخوبی حفاظت کریں اس لئے کہ قوم ررجڑ اب تک پھرے ہوئے
ہیں ان کو سیدھا کرنا ضرور ہے سو ہم لوگوں کو لے کر اس طرف جاوینگے
پھر یہ بات چاروں خانوں نے پسند کی اور ان دونوں بھائیوں نے
قبول کیا اور وہاں سے زیدے کو گئے اور فتح خاں رخصت ہو کر پنجتار
کو گئے اور اسمٰعیل خاں کلابٹ کو روانہ ہوئے پھر اس کے تیسرے روز قاضی
صاحب اور مولانا صاحب نے سب لشکر کو لے کر وہاں سے کوچ کیا
اس روز موضع شیوہ کو گئے باہر بستی کے جانب شمال مائل بہ مغرب
بندوق کی گولی کی زد پر جنگل ہی ہیں اور وہیں شیوہ کا گورستان ہے
وہیں سب لشکر جا کر اُترا اور ڈیرا ہوا بعد نماز عصر کے شیوہ کے خان
نشکار خاں اور اُن کے بھائی آنند خاں قاضی صاحب اور مولانا صاحب
کی ملاقات کو آئے اور بعد سلام و کلام کے اُنھوں نے عرض کی کہ آج
ہماری بستی میں آپ کے سب لشکر کی ضیافت ہے قاضی صاحب نے
قبول کیا اور فرمایا کہ کھانا دعوت کا تم جمع کر کے یہیں پہنچا دینا ہم
لوگوں کو تقسیم کر دینگے ہمارے لوگ وہاں نہ جاوینگے اُنھوں

نے عرض کی کہ بہتر ہے ہم یہیں کھانا حاضر کرینگے مگر اپنے لشکر کے
گھوڑوں کے دانے راتب کا حال مجھ سے فرما دیجئے کہ وہ بھی دعوت
کے ساتھ یکبارگی آجاوے قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس کا
حال رسالدار عبدالحمید خاں سے دریافت کرلو پھر وے رسالدار
دریافت کرکے اپنی بستی کو گئے اور خچیروں گدہوں پر دانہ لدواکر
اور چالیس پچاس کا راتب لدواکر قبل مغرب کے بھیجا اور اسی کے
ساتھ گھاس بھی بھیجی رسالدار ممدوح نے دانہ گھاس راتب سب
گھوڑوں کو تقسیم کروادیا پھر بعد نماز مغرب کے نشکار خاں اور آنند
خاں لوگوں کے سرپر کھانا دہرواکر لائے کھانا گوشت اور روٹی
تھا پھر کھانا تقسیم ہوا اور سب نے کھایا پھر قاضی صاحب نے نشکار
خاں اور آنند خاں سے فرمایا کہ موضع تئی گلی اور موضع سینج جانا
رزڑوں کو اپنا آدمی بھیج کر ہماری طرف سے کہلا بھیجو کہ کل صبح کو
اپنے مشیروں کو لے کر یہاں حاضر ہوں پھر صبح کو انھوں نے اپنا
آدمی دونوں بستیوں میں بھیجا وہ بعد عصر کے آیا پھر اس سے حال پوچھ
کر نشکار خاں اور آنند خاں قاضی صاحب کے پاس آئے اور اس
آدمی کو لیتے آئے اور عرض کی کہ آپ اس آدمی سے وہاں کی خبر،
پوچھیں یہی وہاں گیا تھا پھر قاضی صاحب نے اس سے پوچھا کہ

کہو بھائی کیا خبریں لائے ہو اس نے عرض کی کہ خان نے جو کچھ
آپ کی طرف سے مجکو پیام دیا تھا مین نے جاکر دونوں بستیوں
میں پہنچایا اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ قاضی صاحب کو ہمارا
سلام کہنا اور عرض کرنا کہ ہمارے کھیت کے دن ہیں ہم کو ایک دم
کی فرصت نہیں ہے اگر ہم چلیں تو ہماری بہت حرج ہو سو ہم تو کسی
صورت سے یہاں سے ہل نہیں سکتے اور آپ کے بہر طور بلا عذر ہم
فرمانبردار ہیں ہم کو آپ اس تکلیف سے معاف رکھیں یہ اُنھوں
نے جواب دیا یہ کلام سُن کر قاضی صاحب نہایت ناخوش ہوئے اور
شکار خاں اور آنند خاں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ قوم زرڑ
بڑے مفسد اور بڑے مکار اور فریبی اور سرکش ہیں دیکھو تو یہ کیسا بیہودہ
کہا ہے جبتک یہ لوگ باخوبی اپنی سزا کو نہ پہنچیں گے اور شریعت
کا درّہ نہ پڑیگا تب تک یہ سیدھے نہ ہونگے خیر انشاء اللہ تعالیٰ
ہم ان کا تدارک باخوبی کرینگے شکار خاں اور آنند خاں نے قاضی
صاحب سے کہا آپ سچ فرماتے ہیں یہ لوگ ایسے ہی ہیں جب تک ان
پر زور و جبر نہیں ہوتا تب تک یہ کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتے
ہیں پھر یہ دونوں خان تو اپنے مکان کو رخصت ہوگئے پھر رات
کو قاضی صاحب اور مولانا صاحب اور رسالدار صاحب نے بیٹھ

کر مشورہ کیا یہ بات ٹھہری کہ یہ رزڑ لوگ بڑے سرکش ہیں اور
ان کی جمعیت بہی بہت ہے حضرت امیر المومنین کے پاس سے کچھ اور
لشکر بلانا چاہئیے تب ان کا مقابلہ کرنا مناسب ہے پھر اس کے اگلے
روز قاضی صاحب نے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو عرضی لکھی واسطے
درخواست کچھ غازیوں کے اور اپنے ایک سوار کے ہاتھ بھیجی پھر حضرت
علیہ الرحمۃ نے عرضی دیکھ کر ہر جماعت سے چن کر سو غازی مولوی
مظہر علی عظیم آبادی کو امیر کر کے روانہ فرمایا اور ادہر قاضی صاحب نے
لشکار خاں اور آنند خاں سے فرمایا کہ ان رزڑوں سے ہماری طرف
سے کہلا بھیجو کہ خیر ہم کو تمہاری بغاوت اور شرارت معلوم ہوئی
اب تو ہم یہاں سے کوچ کرتے ہیں مگر تم اب ہم سے ہوشیار رہو یہ
کہہ کر قاضی صاحب نے پھر وہیں چار مقام کئے اور چار دن روز
اپنے لشکر میں وعظ فرمایا اس میں ایک دن وعظ میں بیان کیا اہل
رسوم لوگ جو خلاف حکم خدا اور رسول کے اپنے باپ دادا کی رسم
پر چلتے ہیں اور خدا و رسول کا حکم بتاؤ تو نہیں مانتے وہ کافر ہیں
اور یہ اس لئے فرمایا تھا کہ وہاں کے اکثر لوگ اپنے باپ دادا کی لغویات
رسموں پر مقرر تھے چنانچہ ایک رسم اس ملک میں یہ تھی کہ لڑکیوں کے
نکاح پر سو دو سو بلکہ چار چار سو روپے لیتے تھے تب نکاح کرتے
اور جسے وہ لڑکی منسوب ہوتی اور وہ مفلس ہوتا تو ہرگز نہ کرتے جب تک وتنے روپے

اس سے یہ لیتے اس میں چاہے وہ لڑکی بڈہی ہو جاوے اور
فی الحقیقت صدہا لڑکیاں پچیس پچیس بتیس بتیس برس کی بلکہ اس سے
بھی زیادہ کی بیٹھی ہیں اور ان کے وارث بے روپے لئے نہیں کرتے
تھے اور ایک رسم ان میں جنبہ داری کی تھی یعنی ہم جدال و قتال میں کشت
وخون میں فلانے خان کی طرف ہیں ہمارے باپ دادا بھی ان کے
باپ دادوں کی جانب داری کرتے تھے اس میں چاہیں وہ حق پر ہوں
یا باطل پر ایمان رہنے اور جانے سے کچھ غرض نہیں یہ بھی بلا اس
ملک میں علانیہ تھی اور بھی رسوم لغویات اسی قسم کی بہت تھیں
بلکہ جو ملک سمہ میں کئی سو غازی ان لوگوں نے اکٹھا کرکے ناحق
شہید کئے یہی سبب تھا اس کا بیان مفصل اس کے موقع پر کیا
جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ الغرض قاضی صاحب سے یہ وعظ سن کر
ایک پشتون طالب العلم نے ایک دوسرے طالب العلم سے جا کر کہا کہ
قاضی صاحب آج یہ وعظ فرمایا کہ اہل رسوم کافر ہیں اور اس اس
طرح سے کافر ہونے کی وجہیں بیان کیں سو حقیقت میں سچ کہا میرے
ذہن میں بھی آگیا کہ حق یہی ہے اس طالب العلم نے سن کر کہا کہ قاضی
جان جھوٹ کہتا ہے اہل رسوم کافر نہیں ہوتا اور تو جو اپنے
ذہن میں سمجھا سو وہ سب غلط اور باطل ہے اس امر میں دونوں

میں خوب مباحثہ ہوا آخرالامر اس طالب العلم نے آکر،
قاضی صاحب سے عرض کی کہ جو آج آپ نے وعظ فرمایا کہ اہل
رسوم کافر ہیں سو میں نے فلانے طالب العلم سے ذکر کیا اس
نے پختو میں کہا قاضی جبان دروغ والی یعنی جھوٹ کہتا ہے اہل
رسوم کافر نہیں ہوتا اس میں میں نے اس سے بہت مباحثہ کیا
اُس نے کسی طرح نہ مانا مجکو بہی سخت وسُست کہا یعنی تو بھی جھوٹا ہے
اور غلط سمجھا ہے یہ سُن کر قاضی صاحب نے دو آدمی اس کے ہمراہ
کر دئے کہ اس طالب العلم کو ہمارے پاس لے آؤ طالب العلم
دونوں آدمیوں کو لے گیا اس وقت وہ ایک درخت کے نیچے کتاب
کا مطالعہ کر رہا تھا اس طالب العلم نے دُور سے بتا دیا کہ وہ بیٹھا
ہے پھر وہ دونوں آدمی اس کے پاس گئے اور کہا کہ چلو تم قاضی
جبان صاحب بلاتے ہیں وہ کتاب لے کر اٹھ کھڑا ہوا وے قاضی
صاحب کے پاس لائے اس نے قاضی صاحب کو سلام کیا،
انھوں نے جواب سلام کا دے کر اپنے سامنے بٹھایا اور اُس
سے پوچھا کہ ہم نے سُنا ہے کہ تو کہتا ہے کہ اہل رسوم کافر نہیں
ہیں قاضی جبان جھوٹ کہتا ہے وہ قاضی صاحب کے مقابلے
میں گھبرا کر ڈر گیا اور کہنے لگا کہ میں تو نہیں کہتا ہوں مگر میں

نے شاید کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ اہل رسوم کا فرہیں ہیں
قاضی صاحب نے پوچھا کہ تو کون سی کتاب پڑھتا ہے اس نے کہا
منیتہ المصلی قاضی صاحب غصے میں تو ہو ہی رہے تھے منیتہ المصلی
کا نام سُن کر اس کے اوپر چڑھ بیٹھے اور گھوسوں سے مارنے لگے
اور کہنے لگے کہ نامعقوم پڑھتا تو ہے منیتہ المصلی اور مسئلہ بیان
کرتا ہے اہل رسوم کا جن کتابوں میں اہل رسوم کے مسائل ہیں وے
کتابیں تیرے اُستادوں نے بھی نہ دیکھی ہونگی اور کہا کہ نامعقول
تو بہ کر اور کلمہ پڑھ تب تجکو چھوڑونگا اور مارتے جاتے تھے جب
اُس نے توبہ کی اور کلمہ کہا تب اس کو چھوڑا اور کہا کہ خبردار
اب کبھی بار دیگر بے جانے ہوئے مسئلہ نہ کہنا پھر وہ طالب العلم
وہاں سے اپنے مکان کو چلا گیا اور قاضی صاحب نے تو وہاں مقام
کیا اور ان رنڑوں کی نسبتوں میں نہایت گڑبڑی اور خلجان
رہا اور چوتھے روز وہیں مولوی مظہر علی صاحب بھی سو غازیوں سے
آپہنچے اور مولانا صاحب اور قاضی صاحب سے ملے اور لشکر میں
کمریں کھولیں پھر اس کے اگلے روز قاضی صاحب نے سب کو ہمراہ
لے کر وہاں سے کوچ کیا اور اُس دن موضع چار گلی میں
جا کر رہے وہاں کا خان مسفو رخان نام کہ وہ بڑا حضرت

خرکو

امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا بڑا مخلص اور معتقد تھا وہ آکر ملا اور
بڑی مولانا صاحب اور قاضی صاحب کی تعظیم و تکریم کی اور موافق
دستور ملک کے سب کی دعوت کرکے اپنی گڑہی کو گیا وہاں سے
دانہ اور رات بخروں اور گدہوں پر لدوا کر بھیجا اور کہلا بھیجا
کہ سوار اپنے اپنے گھوڑوں کا بھُس یہاں سے آکر باندہ لیجاویں
پھر سالدار صاحب نے سواروں کو حکم پہنچا دیا کہ بستی سے جاکر
بھُس باندہ لاویں پھر سب سوار جاکر بستی سے بھُس اپنے سروں پر
اٹھا لائے پھر بعد نماز مغرب کے روٹی اور گوشت منصور خاں اپنے
آدمیوں کے سر پر دہر کر لشکر میں لائے پھر قاضی صاحب نے کھانا
سب کو تقسیم کروا دیا پھر وہاں چار گلی میں قاضی صاحب نے چار مقام
کئے اور وہیں شیوہ شکار خاں اور آنند خاں کو محمود خاں کو گئی
والا چار گلی میں منصور خاں کے پاس تھا اس کو بھی بلایا اور سیر خاں اور
سبین خاں کو موضع شدم سے بلوایا اور ان سب سے فرمایا کہ
ہم نے تم سب صاحب کو اس لئے بلایا ہے کہ یہاں قوم رزڑ پھر
ہوئے ہیں اور بغاوت کرتے ہیں ہم نے ان کو شکار خاں اور
آنند خاں کی معرفت بلوا بھیجا سو ان میں سے ہمارے پاس ایک
بھی نہ آیا اور چھوٹے چیلے پیش کئے اور وے سب تم لوگوں کے

بھائی بندہیں سواس میں تمہاری کیا صلاح ہے اُنھوں نے عرض
کی کہ ہم سب آپ کے بہر حال تابعدار ہیں مگر جو آپ نے اس کی ہم سے
صلاح پوچھتے ہیں سو ہماری رائے میں آتا ہے کہ ہم سب جاکر ان کو
آپ فہمائش کرکے لادیں اور اگر وے ہمارے لانے سے آوینگے ،
تب آپ کو اختیار ہے جو چاہنا سو کرنا ہم سب آپ کے ساتھ ہیں
قاضی صاحب نے اس بات کو پسند کیا اور اس کے اگلے روز ان ،
خوانین کو بھیجا اور اُن کے ہمراہ اپنے پچاس سوار کر دئے اور اپنے
سواروں سے کہہ دیا کہ اگر ان خانوں کے کہنے سے نہ آویں تو تم
ان کو پکڑ لاتا پھر ان کو روانہ کیا وے سب گئے اور ادہر قاضی صاحب
چارگلی سے کوچ کرکے گہڑیالے کو گئے اور تیسرے روز وے خوانین
ان سب کو سمجھا کر لے آئے اور وہیں موضع گہڑیالے میں جا ملے اس روز
بستی والوں نے موافق دستور اپنے ملک کے سب لشکر کی ضیافت
کی اس کے اگلے روز ان خوانین نے قاضی صاحب سے عرض کی
کہ ہم سب کو لائے ہیں قاضی صاحب فرمایا کہ تم نے خوب کیا جو
ان کو لائے اب ان کو ٹہراؤ کسی وقت ہم ان سے باتیں کرینگے
پھر وے لوگ وہیں اُترے پھر اس کے تیسرے روز قاضی صاحب
نے اباز ئی کے خوانین کو بلایا اور وہ آکر حاضر ہوئے اس کی
صبح کو قاضی صاحب نے سب خانوں کو جو پنشوہ اور چارگلی اور

سُدم اور گھڑیالے والوں اور نئی گلی اور شیخ جانہ اور اسماعیلہ اور
اور امازئی کی گڑہی والوں کو ایک جگہ جمع کیا اور ان سے عشر کا
سوال کیا کہ تم سب بھائیوں نے پہلے برضا و رغبت عشر دینا
قبول کیا تھا اور پھر تم ہی نے دینا موقوف کیا اب تمہاری سب
کی مرضی اس امر میں کیا ہے دینا منظور ہے یا نہیں اس کا جواب
دو اور غازیوں کی رفاقت اور شراکت کا اور اطاعت امام کا
بھی تم سب نے اقرار کیا تھا اور اس اقرار کو پورا نہ کیا بلکہ جو کچھ
کیا تم نے سو بر خلاف اس کے کیا اس کا بھی جواب مفصل دو یہ
دونوں سوال سُن کر ان تمام خوانین نے عرض کی کہ ہم ان دونوں
سوالوں کا جواب آپس میں مشورہ کر کے پرسوں دیوینگے قاضی صاحب
نے کہا خیر کیا مضائقہ پرسوں ہی دینا پھر وہ سب وہاں سے اُٹھ
کر لشکر میں اپنے اپنے ڈیروں پر گئے اس کے اگلے روز ان سب نے
آپس میں جمع ہو کر صلاح کی رات کو منصور خاں چارگلی والی نے آکر
قاضی صاحب سے سب ان کی صلاح اور مشورت کا حال مفصل
عرض کیا کہ موافق آپ کے فرمانے کے سب ہم خوانین متفق ہیں مگر
رنڑوں میں ابھی کچھ قیل وقال اور شرارت باقی ہے سو انشاءاللہ
تعالیٰ کل تک اس کا بھی خلاصہ معلوم ہو جاویگا یہ خبر دے کر،

منصور خاں اپنے مکان کو گیا پھر اس کے اگلے روز وہ سب خوانین آپس میں مشورہ کر کے قاضی صاحب کے پاس آئے اور قاضی صاحب سے عرض کی کہ ہم سب نے جو سید بادشاہ سے عشر دینے کا اور اطاعت اور شراکت کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا اسی عہد و پیمان پر اب ہم قائم ہیں انشاءاللہ تعالیٰ اب کسی طور کا فرق نہ پڑیگا اور یہ رزڑوں کا عہد و پیمان بسبب دبانے خوانین کے ہوا کر رزڑوں نے جانا کہ یہ تمام خوانین سید بادشاہ کے شریک ہیں اگر ہم ان سے مخالف ہوں تو سب بلا اور الزام ہمارے ہی سر ہوگا پھر قاضی صاحب نے سب خوانین کو رخصت کیا وہ سب اپنی اپنی بستیوں کو گئے پھر اس کے تیسرے یا چوتھے روز قاضی صاحب نے موضع کاٹلنگ اور موضع لوندخوڑ کے خانوں کو بلوایا اور منصور خاں کی معرفت موضع مردان اور موضع ہوتی کے خان احمد خاں کو بلوایا پھر کاٹلنگ اور لوندخوڑ والے تو دوسرے یا تیسرے دن سب آکر حاضر ہوئے اور قاضی صاحب سے ملاقات کی اور موافق سب خوانین کے عشر دینا اور اطاعت اور شراکت کرنی حضرت علیہ الرحمۃ کی قبول کی اور اس کے اگلے روز رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو گئے مگر احمد خاں ہوتی کا رئیس نہ آیا بلکہ منصور خاں کے آدمی کی زبانی کہلا بھیجا

کہ قاضی صاحب سے ہمارا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ آج کے آٹھویں
دن آکر ملاقات کرینگے اور وہ درانیوں سے ملا ہوا تھا ادہر تو
پیام دے کر سفور خاں کے آدمی کو رخصت کیا اور ادہر موضع مردان
میں اپنے بھائی رسول خاں کو بھیجا کہ تو وہاں باخوبی انتظام اور
محافظت سے رہنا کہ یہاں سید بادشاہ کا لشکر پڑا ہے اور تمام
خوانین ان کے شفق میں ایسا نہ ہو کہ ادہر کا ارادہ کریں اور ہوتی میں
اپنے نوکروں چاکروں کو متعین کیا کہ تم یہاں بڑی محافظت اور
ہوشیاری سے رہنا اور آپ چند آدمیوں سے لشکر لینے کو پشور
کو روانہ ہوا اور موضع مردان کے پاس جو گڑہی ہے وہاں آخوند
خیرالدین کا گھر تھا اور وہ ہمارے لشکر کے غازی تھے وہ قاضی
صاحب سے رخصت لے کر اپنے گھر گئے تھے سو اتفاقاً اس کے دوسرے
روز اپنے گھر سے وہ آئے اور قاضی صاحب سے ملے اور کہا کہ
میں جلدی اس لئے چلا آیا کہ احمد خاں موضع ہوتی اور مردان کا
باخوبی خنگی سامان درست کر کے واسطے لینے لشکر درانیوں کے پشور
کو گیا ہے وہاں لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ لڑائی کا ہے
یہ حال آپ نے تو سنا ہی ہو گا مگر میں نے بھی آپ کو اطلاع کر دی
قاضی صاحب نے فرمایا کہ تم نے بہتر کیا اسی روز بعد نماز عصر کے
دو طالب العلم ملکی اپنے غازیوں سے واسطے جاسوسی ہوتی کے

بھیجے وہ جاکر وہاں ہوتی میں ایک دن رہے اور وہاں کا تمام حال
دریافت کرکے روانہ ہوئے تیسرے روز کچھ دن چڑھے آکر قاضی
صاحب سے ملے اور جو کچھ وہاں کا حال دیکھا تھا وہ قاضی صاحب
سے بیان کیا کہ ہوتی کی گڑہی میں تو کوئی بیس پچیس آدمی پنجابی
ہیں اور مردان کی گڑہی میں کوئی تیس چالیس آدمی ہونگے اور احمد خاں
کا بھائی رسول خاں کا بھائی بھی وہیں مردان میں ہے یہ حال سُن
کر قاضی صاحب نے اسی وقت ہر سوار و پیادے کو دو روزہ آٹا
اور گھی تقسیم کروادیا یعنی سراسم ہر کسی کو ڈیڑہ سیر آٹا اور پاؤ بھر
گھی ملا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ جلد شام تک روٹیاں پکا کر فارغ
ہو جاوے اور قاضی صاحب نے آخوند خیر الدین اور منصور خاں گھڑیالے
والے اور محمود خاں تنگی والے اور رسالدار عبد الحمید خاں اور مولانا صاحب
اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو ایک گوشے میں جمع کرکے کچھ مشورہ
کیا مگر ہم لوگوں کو مفصل حال اس کا نہیں معلوم کہ کیا مشورہ تھا اور
بعد نماز مغرب تک جب سب لوگ روٹیاں پکا کر تیار ہوئے اور
سب میں یہ حکم پہنچ گیا کہ سب سوار اور پیادے اپنی کمریں باندہ
اور ہتیار لگا کر تیار ہو جاویں اُس وقت ہم لوگوں کو معلوم ہوا
کہ شاید چھاپا جاویگا پھر یہ حکم سُن کر سب سوار و پیادے کمریں
باندہ اور ہتیار لگا کر تیار ہو گئے اس عرصے میں اذان عشا کی

ہوئی اور سب نے نماز پڑھ کر فراغت کی پھر قاضی صاحب نے سر
کھول کر بڑی دیر تک ساتھ کمال گریہ وزاری اور عجز وانکساری
کے جناب الٰہی میں دعا کی اور وے دونوں طالب العلم جن کو واسطے جاسوسی
کے ہوتی میں بھیجا تھا انھیں کو راہبر کیا اور اُن کے پیچھے پیادے اور
ان کے پیچھے سوار روانہ ہوئے اور گھر یالے کے باہر میدان میں تمام
لشکر پہنچا اور گھوڑوں نے اس قدر بولنا شروع کیا کہ ایسے کسی جنگ
میں نہیں بولے تھے کتنا ہی ان کو باگ اور ایڑ سے روکتے تھے مگر بولنا
ان کا کم نہ ہوتا تھا آخر الامر جب جاتے جاتے وہاں سے ڈیڑھ کوس
رہے اور نقارہ وہاں بج رہا تھا اور ہم تمام سُن رہے تھے پھر اسی جگہ
سارا لشکر قاضی صاحب نے ٹھہرا دیا اور آگے پیچھے کے سب سوار و پیادے
اکٹھا ہو گئے اور قاضی صاحب نے وہاں بیٹھ کر اپنے مشیروں کو بلایا
اور یہ ان سے کہا کہ ہوتی میں نقارہ بج رہا ہے اور ہوشیار ہو رہے
ہیں سوا اس کی کیا تدبیر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی
جاسوس نے ان کو خبردار کر دیا ہے اور نہیں تو نقارہ ہونے کا کیا
سبب ہے سب نے کہا کہ ہاں یہ بات یوں ہی معلوم ہوتی ہے مولانا
صاحب اور عبدالحمید خاں رسالدار نے کہا کہ قاضی صاحب وہاں
سے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے پہنچایا ہے سوا اے آگے بڑھنے کے پیچھے
ہٹنا مناسب نہیں ہے اگر چھاپا نہ ہوا اس لئے کہ وے ہوشیار

ہیں تو دن کی لڑائی سہی اُمید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان پر
غالب ہونگے قاضی صاحب کو یہ صلاح دونوں صاحبوں کی بہت
پسند آئی اور کہا جو بات ہمارے دل میں تھی وہی تم نے کہی اور
بسم اللہ کر کے آگے بڑھے اور ان دونوں رہبروں کو آگے روانہ
کیا کہ تم جا کر وہاں کا مفصل حال دریافت کرو کس طرف وہاں لوگ
ہوشیار ہیں اور کس طرف غافل اور ہم لشکر لئے تمہارے پیچھے آہستہ
آہستہ آتے ہیں وہاں کی خبر لے کر ہم کو اطلاع کرنا پھر وہ دونوں
جاسوس گئے اور قاضی صاحب لشکر لے کر ان کے پیچھے روانہ ہوئے
جب کہ قریب آدہ کوس کے موضع ہوتی رہی تب وہاں قاضی صاحب
لشکر کو لے کر ٹھہر گئے اور ان جاسوسوں کا انتظار کرنے لگے اس وقت
کوئی پہر رات باقی ہو گی اور وہاں نقارہ بھی بجتا تھا اور آدمیوں کا بھی شور
و غل مچ رہا تھا اور ادہر ہمارے لشکر میں گھوڑے بول رہے تھے اس عرصے
میں وہ دونوں جاسوس بھی آ پہنچے اور قاضی صاحب سے کہا کہ گڑہی سے
گولے کی زد پر جنوب کی طرف کھلہان پڑے ہیں کوئی چالیس پچاس بندوقچی
اور بستی کے ہیں اور جو کچھ لوگ گڑہی میں ہونگے وہ گڑہی میں ہیں اور بستی
کے دروازے پر ان کی جمعیت بہت کثرت سے ہے اور مغرب کی جانب
گڑہی سے میدان خالی ہے اور طرف شمال کے بھی خالی ہے یہ حال
سُن کر قاضی صاحب نے مولوی مظہر علی عظیم آبادی سے فرمایا کہ تم اپنے

آدمی لے کر کھلیانوں کی طرف جاؤ اور ہم گاؤں کے دروازے کی طرف
چلتے ہیں وہیں پیران کی بہت کثرت ہے اور اسی طرف گڑھی کا دروازہ
بھی ہے اور تم ادہر سے آکر بستی کے دروازے پر ملنا اور رسالدار عبدالحمید
خاں سے کہا کہ تم اپنے سوار لے کر جانب مغرب گولے کی زد سے دُور
جا کر کھڑے ہو اُدہر میدان خالی ہے جب ہماری بندوق کھلیانوں
پر چلے تب تم اپنا نقارہ بجاتے ہوئے آگے بڑہنا یہ فہمائش کر کے پھر
قاضی صاحب نے دعا کی پھر بعد فراغ دعا کے مولوی مظہر علی صاحب تو اپنے
لوگ لے کر کھلیانوں کی طرف گئے اور رسالدار صاحب سواروں کو لے
کر اپنی طرف کو روانہ ہوئے اور قاضی صاحب سب لوگوں کو لے کر بستی کے
دروازے کی طرف چلے جبکہ مولوی مظہر علی صاحب قریب کھلیانوں کے پہنچے
تب جو بندوقچی کھلیانوں میں تھے اُنہوں نے ایک بار بندوقوں کی
ماری اودہر سے ان کا مارنا اور ادہر سے مولوی صاحب نے ایک باڑ
مار کر ہلہ کر دیا اور پہر مار کرتے ہوئے جا کھلیانوں کو لیا اور وے
کھلیان والے بستی کی طرف بندوقیں مارتے ہوئے بھاگے چلے جاتے تھے جبکہ
مولوی صاحب کھلیانوں سے آگے بڑہے اُسی وقت اُدہر کی ایک گولی
مولوی صاحب کی کمر میں چلتی ہوئی گوشت میں لگی مولوی صاحب بیٹھ
گئے لوگوں نے پوچھا مولوی صاحب خیر تو ہے مولوی صاحب نے کہا کہ
ہاں خیر ہے تم آگے چلو پھر ان لوگوں نے آگے بڑہ کر بستی کا جا دروازہ

لیا اور وہیں اسی وقت مولانا صاحب اور قاضی صاحب بہی لئے لوگ لئے ہوئے آ پہنچے اور ہلّہ کر کے بستی میں گھس گئے اور وہاں کے لوگ کچھ بھاگ کر جا گڑہی میں گھسے اور باقی موضع مردان کی طرف بھاگ گئے اور سواروں کا حال یہ ہے کہ جس وقت کہلیانوں میں باڑ چلتی تھی اسی وقت ادہر انھوں نے اپنا ستری نقارہ بجایا تھا اور گڑہی پر شاہنیں ماریں اسی خوف سے وہ کہلیان والے بندوقچی وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے پھر سوار وہاں سے بڑہ کر جانب شمال آ پہنچے قریب گڑہی کے بستی کی آڑ میں پڑدہ باندہ کر کھڑے ہوئے اور ادہر مولانا صاحب اور قاضی صاحب ہلّہ کرنکے گڑہی میں گھسے اور گڑہی والے سمٹ کر شمالی فصیل کی طرف جدہر ہمارے سوار تھے جا کھڑے ہوئے اور ایک نے ان میں سواروں کی طرف مخاطب ہو کر آواز دی کہ سوار و بھائیو تم میں کوئی ہندوستانی بھی ہے ادہر سے شیخ عبدالحکیم خاص جماعت دار کے بہیلے کے گلاب خاں نے پوچھا کہ ہاں ہندوستانی بھی ہیں کہو تمہارا کیا مطلب ہے اُس نے کہا اگر ہندوستانی ہو تو ادہر نزدیک آؤ تو ہم کچھ کہیں اور ادہر گلاب خاں کے پاس چھہ یا سات سوار ہی کھڑے تھے ایک تو مولوی امیرالدین ولایتی اور دوسرے عبدالرحمن سرو نجی اور تیسرے ایک لڑکا عبدالقادر نام میر رستم علی چلکا نوے کے ساتھ کا

اور چوتھے شیخ عنایت اللہ منڈیاہوں والے اور پانچویں کریم بخش پانی پتی اور چھٹا یہ خاکسار فتح علی تھا اور اس روز میرے نیچے وہ گھوڑا تھا جو نواب امیر الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نے حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو دیا تھا کیفیت اس کی یہ ہے کہ حضرت سید صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت علیہ الرحمۃ کی بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کو تکیہ شریف سے لے کر بلدۂ السلام ٹونک میں آیا اور سفر کی تیاری کرنے لگا اور نواب مستطاب معلی القاب نواب امیر الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نے مجھ سے فرمایا کہ جس اسباب ضروری کے واسطے سفر کی تم کو حاجت ہو اس کی فرد ہم کو بھیج دو پھر ہم اس کی تدبیر کر دیں پھر میں نے موافق فرمانے حضور مغفور کے فرد اسباب کی بھیجدی وہ اسباب یہ تھا دو خیمے اور چار قناتیں اور دو پائے خانے مع چوکی اور کئی بادلے اور تنکیں اور پکھالیں اور ڈولچیاں اور رسیاں وغیرہ پھر یہ سب سامان حضور مغفور نے عنایت فرمایا بعد اس کے میں نے عرض کی کہ ایک گھوڑے کی مجکو حاجت ہے مگر بہت اچھا تیز گام خوش خرام کوتاہ قامت اور اصیل ہو سرکش اور شریر اور بدلگام نہ ہو یہ سوال سن کر حضور مرحوم و مغفور بکمال خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ ہم سے

ایسا ہی گھوڑا لیجئے اور ان دنوں آپ کے اصطبل میں کئی گھوڑے عمدہ اور نامی تھے چنانچہ ان میں ایک گھوڑے کا نام اگڑیال تھا اور ایک تیلیا سرنگ تھا اور یہ دونوں سب گھوڑوں میں بہتر اور گراں قیمت تھے حضور مغفور نے مجھ سے فرمایا کہ آپ اگڑیال گھوڑا لیویں میں نے کہا کہ میں تو یہ نہ لونگا آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نہیں لیتے ہیں تو ہمارا تیلیا سرنگ لیویں اور وہ آپ کے خاصوں میں تھا اور میں نے لوگوں سے سُنا تھا کہ یہ دونوں گھوڑے کئی ہزار روپے کے آپ نے خریدے ہیں میں نے کہا کہ مجھکو یہ بھی لینا منظور نہیں آپ نے فرمایا کیا سبب ہے میں نے کہا کیا مجھکو یہ گھوڑے کہیں نہیں سمجھتے ہیں یا میں اُن کھن کھسوٹ پیرزادوں میں ہوں کہ جو کچھ پایا اپنے قبضے میں کیا یہ بات سُن کر حضور مغفور نے بہت ہنسے اور فرمانے لگے کہ کہ میرا مدعائے دلی یہ ہے کہ جو مال و اسباب غلام کا ہوتا ہے وہ سب آقا کا ہے اور یہ گھوڑے کیا مال ہیں چھاونی سے سیر تک اور یہاں قلعہ میں جو میرا مال و اسباب ہے جس کو آپ پسند کریں اور جس پر اپنا ہاتھ رکھ دیں وہ آپ کا مال ہے بلکہ یہ اسباب و مال کیا ہے اگر میری جان آپ کے کام آوے وہ بھی حاضر ہے اس وقت میری نگاہ میں تم سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے مگر خیر اب ہم ایک گھوڑا جیسا آپ چاہتے ہیں

ویسا ہی آپ کی نذر کرینگے مگر اس وقت اب تو آپ تشریف شریف
لیجاویں کل ہم اس کی تجویز کرینگے پھر یہ کلام سُن کر میں مکان اقامت
کو چلا آیا اگلے روز پہر سوا پہر دن چڑہے پھر میں گیا اس وقت آپ
بالا قلعہ کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے مجھکو دیکھ کر آپنے رحمو چوبدار
سے فرمایا کہ ہمارا کمیت گھوڑا ساز و براق سے تیار کرکے جلد لاؤ پھر
جب وہ گھوڑا رحمو لایا آپنے مجھ سے فرمایا کہ آپ اسی جگہ سے میرے
سامنے اس پر سوار ہو کر تشریف لیجاویں پھر میں وہیں مسجد کے چبوترے
کے نیچے سے اس پر سوار ہوا اور السلام علیکم کرکے وہاں سے چلا سبحان
اللہ اس کی تیز گامی اور خوشخرامی کا کیا بیان کروں کہ تقریر سے خارج
ہے پھر میں قلعہ سے نکل کر چھاونی میں محمود مختار الدولہ کی ملاقات کو گیا
انھوں نے دور سے دیکھ کر وہ گھوڑا پہچانا جب میں نزدیک گیا اُنہوں
نے پوچھا کہ یہ گھوڑا عنایات حضور سے ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر وہ اُس
گھوڑے کی بہت سی خوبیاں بیان کرنے لگے پھر بعد ملاقات کے میں
وہاں سے اپنی جائے اقامت پر آیا اور بار برداری کے اونٹ
اور رتھ تو میرے ساتھ ہی تھے پھر دو تین روز کے عرصے میں
سب اسباب اور سامان سفر کا اونٹوں پر لدوا کر اور بی بی صاحبہ
موصوفہ معظمہ مکرمہ کو رتھ پر سوار کرکے روانہ سندھ کو ہوا اور

چند روز میں مع الخیر جا پہنچا اور اسی گھوڑے پہ سید محمد اسمٰعیل کو
سواری میں نے سکھلائی اور جو سند کے امیر اس کو دیکھتے تھے کہتے تھے
کہ یہ گھوڑا بہت ہی عمدہ اور کم یاب ہے اور اس گھوڑے کا قد تو
میانہ تھا بہت بلند نہ تھا اور خورد گوش اور پیشانی پر سپید ٹیکا
تھا اور پچھلے پیروں میں بھی سپیدی تھی اور چلنے میں نہایت تیز گام
اور خوشخرام تھا پھر تیسرے سال جب ولایت افغانستان سے
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے مجھکو لکھا کہ تم ٹونک سے جا کر جو
وہاں ہمارے قافلہ کے لوگ ہیں ان کو لے آؤ پھر میں نے وہ گھوڑا
سید محمد اسمٰعیل کو دیا اور میں سند سے ٹونک کو آیا انتہیٰ سو جس وقت
حضرت امیر المومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ سردار یار محمد خاں درانی پر
فتحیاب ہوئے اور خان ممدوح کو مارا یہ خوشخبری حضرت علیہ الرحمۃ
نے احمد کشمیری کے ہاتھ سند میں جناب بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے پاس
بھیجی جب احمد کشمیری نے یہ خبر آ کر بی بی صاحبہ موصوفہ کو دی اس وقت
بی بی صاحبہ ممدوحہ نے وہی گھوڑا اور کچھ روپے نقد تعدادا اُس کی
یاد نہیں اور کئی کپڑے بطریق انعام کے عنایت فرمائے جب احمد مذکور
بی بی صاحبہ موصوفہ سے رخصت ہو کر پھر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت
بابرکت میں بیچ موضع امب کے جا حاضر ہوا اور اپنے انعام پانے کا
بیان کیا تب حضرت علیہ الرحمۃ نے احمد کو راضی کر کے اور چالیس روپے

دے کر وہ گھوڑا خرید لیا اور سید اسمٰعیل بریلوی سے فرمایا میں،
جب کے پہلے میں تھا کہ یہ گھوڑا فتح علی کو دو اور جو گھوڑا اُن کے پاس
ہے وہ اور کسی کو اپنے پہلے میں دلوا دو پھر سید ممدوح نے حضرت
کی اجازت سے وہ گھوڑا مجکو دیا اور میرا گھوڑا عبداللہ خاں نام ایک
جوان تھے ان کو حوالے کیا انتہی آمدیر سر مطلب پھر ہم سب سوار آپس
میں صلاح کرنے لگے کہ یہ جو آدمی گڑہی سے آواز دیتا ہے اپنے نزدیک
بلاتا ہے جو کوئی جاوے تو سمجھ بوجھ کر جاوے ایسا نہ ہو کہ فریب سے
بلا کر گولی مار دے گلاب خاں نے کہا کہ تم سب سوار یہیں کھڑے رہو
میں جاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ دغا فریب کچھ نہ ہوگا یہ کہہ کر وہ
گڑہی کے خندق پر جا کر کھڑے ہوئے اور کہا کیا کہتے ہو جلد کہو اس نے
کہا کہ تم لوگ سید بادشاہ کے ہندوستانی غازی سچے اور اپنے عہد
وپیمان کے پورے ہوتے ہو اور ملکیوں کے قول وقرار پر ہم کو اعتماد نہیں
کہ وہ اکثر فریب سے ہوتے ہیں سو ہم تم سے اس وقت ہم امن چاہتے
ہیں اس لئے کہ تمہارے مجاہدین لوگ گڑہی کے اندر آگئے ہیں گلاب
خاں نے کہا کہ اس طرف کے ہم ذمہ دار ہیں تم جتنے آدمی ہو سب
دیوار پھاند کر ہماری طرف چلے آؤ تم سب کو امن ہے انشاء اللہ
تعالیٰ تم سے کوئی مزاحم نہ ہوگا پھر ہم سب سوار چھؤ ساتوں گلاب
خاں کے پاس آکر کھڑے ہوئے پھر وے سب اکیس بیس آدمی تھے
گڑہی کی دیوار بلند بہت نہ تھی اور خندق بھی بہت گہری نہ تھی اُنہوں

نے وہیں سے ساز سنگرے کمروں سے کھول کر خندق میں ڈال دئے پھر
ہمارے سواروں میں سے دو آدمی گھوڑوں سے اتر کر قریب دیوار کے
گئے پھر وے اوپر سے بندوقیں اپنی اپنی دیتے گئے اور یہ لیتے گئے اور
تلواریں بھی ان سے سب لے لیں پھر وے سب دیوار سے اتر آئے اور
خندق سے اپنے ساز و سنگرے اٹھا لائے پھر ہم سب سواروں نے دو
دو تین تین تلواریں بندوقیں اپنے گھوڑوں پر رکھ لیں اور ان سے کہا
کہ تم ابھی ہمارے ساتھ رہو قاضی صاحب سے پوچھ کر تم کو چھوڑ دینگے
اس عرصے میں گڑہی پر سے ہمارے ساتھ کے قندہاریوں نے پکار کر
کہا کہ سوار و بھائیو تم ابھی یہیں کھڑے ہو مولانا صاحب اور قاضی صاحب
تو لشکر لے کر مردان میں داخل ہوئے ہونگے اور یہاں ملا نور محمد قندہاری
کو پچیس آدمیوں سے واسطے انتظام کے چھوڑ گئے ہیں یہ خبر سن کر ان
گڑہی والوں کو اپنے ساتھ لے کر ہم بھی سب سواران کو روانہ ہوئے
اور مردان کے درمیان میں پہنچ کر صبح کی نماز پڑھی اور وہاں موضع
مردان میں بندوقیں چل رہی تھیں پھر نماز سے فارغ ہو کر ہم بھی
سب روانہ ہوئے جبکہ مردان میں ہم پہنچے تو مولانا صاحب اور
رسالدار صاحب سواروں کو لئے ہوئے بستی کے باہر گڑہی تھی اور
قاضی صاحب پیادوں کو لئے ہوئے گڑہی کے مقابلے میں تھے اور سوار
بستی کے باہر اس لئے کہ گڑہی تھی کہ گڑہی والوں کی کمک کسی طرف سے
نہ آنے ناوے پھر رسالدار صاحب سے گلاب خاں نے کہا کہ ہم ان لوگوں

کو گڑھی سے امن دے کر نکال لائے ہیں کیا حکم ہے قاضی صاحب تو
گڑھی کے مقابلے میں ہیں اور مولانا صاحب وہ کھڑے ہیں اُن کے پاس لیجاؤ
جیسا وے فرماویں ویسا کرو پھر گلاب خاں نے مولانا صاحب سے ان لوگوں
کا حال بیان کیا کہ میں اس طرح ان کو امن دے کر گڑھی سے نکال
لایا ہوں اور مولوی امیر الدین ولایتی میرے پاس کھڑے تھے اور ان لوگوں
کی بندوقیں دو تین ان کے پاس تھیں اور تین بندوقیں میرے پاس تھیں ان میں
ایک بندوق بہت خوبصورت اور عمدہ تھی میں نے کہا کہ مولوی صاحب
یہ بندوق تو میں بابت ہونگا آخر وہ سب غنیمت میں داخل کی جاوینگی یہ بات
سن کر مولوی خیر الدین صاحب مجھ سے خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ تم اس
مسئلے سے ابھی تک خبر نہیں ہو کہ یہ لوگ امن دے کر نکالے گئے ہیں ان کا
اسباب نہ بیت المال میں داخل ہو گا اور نہ کسی کو لینا درست ہے ان کا
جو کچھ مال و اسباب ہے سب انھیں کو ملیگا اور ایسی باتوں سے تم توبہ
کرو میں اس مسئلے سے واقف نہ تھا اپنے دل میں بہت نادم اور شرمندہ
ہو کر چپ ہو رہا پھر مولانا صاحب نے گلاب خاں سے کہا کہ ان کے سب
ہتھیار ان کو حوالے کرو اور جو ان کے سنگڑوں میں بارود ہو وہ چھڑوا
ڈالو اور اپنے یہاں کے پانچ سوار ان کے ساتھ کردو کہ ان کو کوس سوا
کوس ہوتی سے پلے کی طرف پہنچا کر چلے آویں پھر سب ہتھیار ان کو حوالہ کئے
اور سنگڑوں سے بارود چھڑوا ڈالی اور پانچ سوار ان کو لے گئے اسی

عرصے میں موضع ہوتی سے چار آدمی ملکی مولوی مظہر علی صاحب کو چارپائی
پر موضع مردان میں اُٹھا لائے پھر کوئی گھڑی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ
یان چار آدمی گڑہی کے موریچوں سے دوڑے ہوئے مولانا صاحب کے پاس
آئے اور کہا کہ قاضی جان صاحب شہید ہوئے اور تین آدمی اور اُن سے
پہلے شہید ہوئے مولانا صاحب نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر شہید ہوئے ،
اس نے کہا کہ جس وقت ہم سب نے جا کر بستی کو لیا اور گڑہی کی بندوقیں ہم
لوگوں پر پڑنے لگیں اس وقت ہم لوگ دس دس پانچ پانچ بستی کے
گھروں میں گھسے اور مکانوں کی دیواریں جو گڑہی کی جانب تھیں ان میں رستہ
کر کے دوسرا گھر پکڑتے تھے اسی طرح دیواریں توڑتے جاتے تھے اور آگے
بڑہتے جاتے تھے اور میں قاضی صاحب کے ساتھ تھا اس عرصے میں ایک دیوار
جو توڑی اس کے پھوڑے گلی تھی ایسی کہ دو تین گاڑیاں برابر اس میں
نکل جاویں اور سامنا تھا گڑہی کے برج کا اور برج والے نے اس گلی
کو باندھ رکھا تھا یان چار آدمی تو ہمارے ساتھیوں سے سلامت
نکل گئے اور برج پر سے بندوق چلی جاتی تھی اس میں ایک اور ملکی ہماری
طرف سے جیسے نکلا ویسے ہی اس کے گولی لگی وہ وہیں شہید ہوا اور
لوگ ہمارے نکلے جاتے تھے اسی عرصے میں ایک طالب العلم ہماری طرف کا
شہید ہوا اس کے بعد ایک اور غازی ہندوستانی نوعمر جوان شہید ہوا
قاضی صاحب نے دیکھا کہ یہاں تو تین آدمی ہمارے شہید ہوئے اس میں

قاضی صاحب خود جوش کھاکر چند آدمیوں سے نکلے اور لوگ تو سلامت
نکل گئے مگر قاضی صاحب کے ایک گولی سر میں لگی اسی جگہ گر پڑے کوئی
کلام بولنے بھی نہ پائے اور شہید ہو گئے یہ سب میرے روبرو ہوا یہ
خبر سنتے ہی مولانا صاحب نے رسالدار عبدالحمید خاں سے بلاکر فرمایا کہ
قاضی صاحب تو شہید ہوئے اور اپنے مقصود کو پہنچے اب تم جلد چالیس/
پچاس سوار لیکے وہاں بھیجو کہ گھوڑے تو یہاں چھوڑ دیویں اور دو ضرب
شاہیں لیجاویں اور ان کے برج کی بندوق کو بند کریں اور قاضی صاحب
کی اور شہیدوں کی لاشوں کو وہاں سے اُٹھوا لیویں رسالدار صاحب نے
اسی وقت جلد دو ضرب شاہین دے کر اپنے لوگ بھیجے انھوں نے جاکر ایک
مکان میں اس برج کے مقابل دو شاہینیں لگائیں اور مارنے لگے اور
بندوقیں بھی مارنے لگے یہاں تک کہ برج سے بندوق چلنی موقوف ہوئی
اسی دم لوگوں نے فرصت پاکر چاروں لاشیں مولانا صاحب کے پاس
اٹھا لائے اور شاہین تو وہیں چلتی رہیں اور لوگ مکانوں کی آڑ
آڑ ہو کر گڑہی کی دیوار کے قریب پہنچ گئے گڑہی والوں نے جانا کہ غازی
لوگ گڑہی کی دیوار میں آلیئے اور اس وقت احمد خاں کا بھائی ا
رسول خاں گڑہی کے تہ خانہ میں کنچنیوں کا ناچ دیکھ رہا تھا اس
کے لوگوں نے جاکر کہا کہ خاں بیٹھے کیا کرتے ہو غازی تو گڑہی سے آلیئے

اور ان کی شاہین کی گولی برج پر کھڑا ہیں ہوتے دیتی یہ خبر سن کر وہ
اٹھا اور برج پر چڑھ کر دیکھا کہ فی الحقیقت غازی گڑہی سے آلپٹے گھبرا
کر اپنے لوگوں سے کہا کہ چادر ہلا دو انھوں نے جلد برج پر چڑھ کر چادر
ہلائی اور امن مانگی اور ہماری طرف شاہیں اور بندوق چلنی بند ہوئی
اور لوگوں نے مولانا صاحب کو جاکر اطلاع کی کہ وے لوگ چادر ہلاتے
ہیں اور امن چاہتے ہیں یہ سن کر یہاں سے مولانا صاحب آپ تشریف
لے گئے اور اپنے لوگوں میں متصل گڑہی کے جا کھڑے ہوئے اور گڑہی والوں
سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو ادہر سے رسول خاں نے کہا کہ ہم امن چاہتے
ہیں اور گڑہی خالی کئے دیتے ہیں مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے آدمیوں
کو لے کر گڑہی سے باہر نکل آؤ تم کو امن ہے مگر جو احمد خاں کا مال و اسباب
ہو اس میں دست اندازی نہ کرنا وہ مال و اسباب غنیمت کا ہے اس لئے
کہ وہ باغی ہے سوا اس کے جو مال و اسباب تمہارا یا رعایا کا ہو گا اس کو
امن ہے جس کا ہو وہ اپنا اٹھا لا دے ہم کو کچھ غرض نہیں رسول خاں
نے کہا کہ آپ کا فرمانا ہم کو منظور ہے پھر رسول خاں بیس پچیس آدمی
لے کر گڑہی سے باہر نکل آیا مولانا صاحب رسول خاں کو ساتھ لئے ہوئے
رسالدار عبدالحمید خاں کے پاس آئے اور اس وقت تک رسول خاں
کو یہ معلوم نہ تھا کہ قاضی حبان صاحب شہید ہوئے جب یہاں ،
لوگوں سے خبر جا سنا تب اس کو خبر ہوئی اور یہ اپنے دل میں سمجھا

کہ مجھکو انھوں نے گرفتار کرلیا مولانا صاحب نے اس کو حواس باختہ
دیکھ کر اس کی تسلی اور دلجمی کی اس نے عرض کی کہ میں آپ کا ہر طور
مطیع اور فرمانبردار ہوں جو کچھ ہو میں جان و دل سے حاضر ہوں پھر مولانا
صاحب نے رسول خاں سے عہد و پیمان مضبوط لے کر فرمایا کہ خبردار
اب کبھی تم ہم سے بغاوت نہ کرنا اب ہم تم کو اپنی طرف سے مردان اور
ہوتی سپرد کرتے ہیں اور رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ تم اپنے
سو غازی لے کر رسول خاں کے ساتھ جاؤ اور ہماری طرف سے اُن
کو گڑہی میں بٹھا دو اور جو جو مال واسباب ان کے بھائی احمد خاں کا وہاں
ہوگا یہ بتاتے جاوینگے تم وہاں سے بھیجتے جانا پھر رسالدار صاحب
اسی وقت سو غازیوں سے رسول خاں کو گڑہی میں لے گئے اور اپنے لوگوں
سے کہہ دیا کہ خبردار کوئی کسی چیز میں ہاتھ نہ لگاوے پھر رسول خاں سے
احمد خاں کا مال واسباب طلب کیا پھر جو جو انھوں نے بتلایا اس کو
انھوں نے اپنے قبضے میں کیا کوئی چھ سات توپ خبرے تھے اور کئی تلواریں
اور کئی بندوقیں اور کئی کوہائی دم تماچہ اور ایک کٹار اور اس کی نیام
میں دو چھریاں تھیں اور کئی پیش قبض گنتی ان کی بھی یاد نہیں اور دو ضرب
کوہائی تمنچے اور کچھ کپڑے سوتی اور پشمینے کے تھے پھر یہ سب اسباب
رسالدار صاحب نے جمع کرکے وہاں سے مولانا صاحب کے پاس بھیجا

بعد اس کے رسول خاں کو اپنی طرف سے گڑہی میں خان بناکر بٹھایا پھیر
آپ وہاں سے اپنے سب غازی لئے ہوئے مولانا صاحب کے پاس آئے
اور تعمیل حکم کا بیان کیا یعنی رسول خاں کو گڑہی میں بٹھا آئے پھیر مولانا
صاحب نے غازیوں سے فرمایا کہ جلد لیجاکر شہیدوں کو دفن کر د اس
میں جو قاضی حبان صاحب کے ایک برادر حقیقی تھے نام ان کا یاد نہیں
انھوں نے مولانا صاحب سے عرض کی کہ ہم تو اپنے بھائی صاحب کو یہاں
دفن نہ کرینگے اپنی بستی کو لیجاوینگے اور وہیں دفن کرینگے اور بستی انکی
موضع مردان سے قریب پچیس تیس کوس کے تھی مولانا صاحب نے
فرمایا کہ خیر تم کو اختیار ہے پھیر قاضی صاحب کی لاش کو تو وہ لے گئے اپنی
بستی کو اور جو تین لاشیں رہیں ان کے واسطے ہمارے غازیوں نے بستی
سے باہر کچھ دور شمال اور مغرب کے کونے میں چند درخت تھے وہاں جاکر
بڑی چوڑی چکلی ایک قبر کھودی اور انھیں کپڑوں میں جو پہنے شہید ہوئے
تھے بے غسل دئے ہوئے لیجاکر اسی ایک قبر میں دفن کیا پھر اس دن
مولانا صاحب نے وہاں مقام کیا پھر اس کے اگلے روز صبح کو مولانا صاحب
نے جب وہاں سے کوچ کی تیاری کی تب رسول خاں مولانا صاحب کو
رخصت کرنے آیا مولانا صاحب نے رسول خاں سے فرمایا کہ خان
موضع ہوتی تک تم بھی چلو وہاں سے ہم تم کو رخصت کرینگے پھیر لشکر

مولانا صاحب ہوتی کو روانہ ہوئے اور رسول خاں بھی ہمراہ ہوا اور مولوی مظہر علی صاحب جو زخمی تھے ان کو چار آدمی ملکی چارپائی پر لے کر ساتھ ہوئے مولانا صاحب نے ان ملکیوں سے فرمایا کہ تم مولوی صاحب کو اماز ئی کی گڑہی میں پہنچا آؤ اور دس پندرہ غازی ان کے ساتھ کر دئے پھر وے تو اماز ئی کی گڑہی کو روانہ ہوئے اور مولانا صاحب لشکر لئے ہوئے ہوتی میں تشریف لائے اور ہوتی کی گڑہی میں رسول خاں کا قبضہ کروادیا اور اپنے غازی جو گڑہی میں واسطے بندوبست کے مقرر کئے تھے ان کو وہاں سے بلالیا اس عرصے میں چند آدمی ہومنح مردان کے مولانا صاحب کے پاس نالش کو آئے اور عرض کی کہ بعد آپ کے امن دینے کے آپ کے ملکی غازیوں نے ہمارا کچھ کچھ اسباب گھروں سے اٹھالیا ہے مولانا صاحب نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ان کو پہچانتے ہو تو ہمارے پاس بلالاؤ ہم تمہارا اسباب اُن سے دلوادیں انھوں نے عرض کی کہ ہم ان کو پہچانتے تو بیشک ہیں مگر ہمارے بلانے سے وے کب آویں گے یہ سن کر مولانا صاحب نے ایک غازی ان کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ تم ان کو بتادینا یہ ان کو ہمارے پاس بلالاویں گے پھر وے اس غازی کو اپنے ساتھ لے گئے اور ان کو بتلا دیا کہ یہ صاحب ہیں اور وے فقط تین یا چار آدمی تھے پھر وے غازی ان کو مولانا صاحب

کے پاس بلا لایا مولانا صاحب نے ان سے پوچھا کہ تم نے ان کا کیا
کیا اسباب لیا ہے۔ انھوں نے جو کچھ لیا تھا وہ مولانا صاحب کے روبرو
کہہ دیا سو وہ اسباب صرف تین یا چار لنگیاں تھیں اور چھ یا سات
کھادی کے تھان بس اور کچھ نہ تھا مولانا صاحب اُن سے پوچھا
کہ تمہارا یہی اسباب ہے یا کچھ اور بھی انھوں نے عرض کی کہ حضرت یہی
اسباب ہے اور کچھ نہیں پھر مولانا صاحب نے اُن سے فرمایا کہ تم اپنا
اسباب لیجاؤ پھر وے اٹھا لے گئے بعد اس کے مولانا صاحب ان
تینوں چاروں غازیوں سے بطور نصیحت کے سب کے سامنے فرمایا کہ
اور بھی اس مسئلے سے واقف ہو جاویں کہ بھائیو یہ تم نے حرکت بہت
نامناسب کی کہ بعد امن دینے کے ان کا اسباب لے لینا اس طرح کا
نقد یا اسباب لینا حرام اور ناروا ہے خبردار اب کبھی ایسی حرکت لایعنی
نہ کرنا اور ہر بھائی مسلمان اس مسئلے کو یاد رکھیں کہ ہر مسلمان کی
جان اور عزت اور مال مسلمان پر حرام ہے سوا حربی کافروں اور
باغی مسلمانوں کے یہ سن کر وے اپنی حرکت سے نادم ہوئے اور
عرض کی کہ ہم سے خطا ہوئی اور ہم کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اب ہم
توبہ کرتے ہیں اور پھر کبھی انشاءاللہ تعالیٰ ایسی حرکت نہ کرینگے
جب ہوتی والوں نے یہ دیکھا کہ مولانا صاحب نے مردان والوں کا

اسباب واپس کروا دیا اور ہوتی والوں کا بہت مال و اسباب ملکی غازیوں نے لیا تھا کسی کے دنبے کسی کے بکرے کسی کی گائے کسی کی بھینس کسی کے گھوڑے کسی کے بچھیڑے وغیرہ پھر ان سب نے مل کر اپنے اپنے مال کی مولانا صاحب سے نالش کی کہ بعد امن دینے کے فلانا فلانا جانور آپ کے غازیوں نے لیا یہ سن کر مولانا صاحب نے دس بارہ غازی مقرر کئے کہ لشکر میں خبر کر دو کہ ہوتی کا مال و اسباب جس جس کے پاس ہو وہ لا کر ہمارے پاس جمع کرے اس حکم کے سنتے ہی جس کے پاس جو کچھ تھا اس نے لا کر حاضر کیا پھر مولانا صاحب نے ہوتی والوں سے فرمایا کہ یہ مال و اسباب تمہارا موجود ہے اپنا اپنا پہچان کر لیجاؤ پھر انھوں نے پہچان پہچان کر اپنا اپنا مال لے لیا اور بہت لوگ مولانا صاحب سے کہنے لگے کہ ہمارا فلانا جانور یا فلانا اسباب یہاں آپ کے پاس نہیں آیا مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہمارے غازیوں میں تو تمہارا یہی اسباب تھا جو ہم نے منگوا دیا اور جو کچھ تمہارا مال گیا ہو گا وہ تمہارے ملکی لوگوں نے لیا ہو گا یہ بات ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ ہم تلاش کریں خدا جانے کون لے گیا اور کہاں لے گیا یہ سن کر وہ اپنے اپنے گھر کو گئے اس عرصے میں بعضوں نے مولانا صاحب سے کہا کہ جو آپ نے غازیوں سے لے کر مال و اسباب واپس کر دیا بعضے بعضے ولایتوں اور قندھاریوں کو

یہ بات ناگوار معلوم ہوئی یہ بات سُن کر مولانا صاحب نے کچھ جواب
نہ دیا اتنے میں اذان ظہر کی ہوئی سب نے وضو کیا مولانا صاحب نماز
پڑھائی پھر بعد فراغ نماز کے آپ نے بطور نصیحت کے لوگوں کو سُنا کر فرمایا
کہ اطاعت امیر کی ہر کسی پر فرض ہوتی ہے ہر مسلمان کو چاہئیے کہ اس کے
حکم ماننے میں چون وچرا نہ کرے اگرچہ اپنے نفس کے خلاف معلوم ہو اور اگر
امیر خلاف شرع حکم کریگا اس کا مواخذہ خدا کے یہاں اس سے ہوگا
اس لئے کہ حکم امیر کا حکم خدا اور رسول کا ہے اس کے ماننے میں جو کوئی اپنے
دل میں رنج وملال لاویگا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماخوذ ہوگا ہم نے سُنا
ہے کہ آج لوگوں کا مال واسباب واپس کروا دیا سو بعضے بعضے بھائیوں
کو ناگوار معلوم ہوا سو یہ بات نہ چاہئیے اس لئے کہ ہم نے موافق حکم خدا و
رسول کے واپس کروا دیا ہے اس مال کا لینا بھائیوں کو درست نہ
تھا بلکہ اس بات سے خوشی ہونا چاہئیے اور شکر کرنا چاہئیے کہ اللہ تعالیٰ
نے ہم کو قیامت کے موخذے سے بچایا اور جو کسی کے دل میں بشریت
کی راہ سے کچھ خطرہ نفسانی آیا ہو تو اس سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ
غفور رحیم ہے اُمید ہے کہ بخش دیگا اور اسی قسم کے بہت سے
مسائل جو مناسب وقت جانے سو بیان کئے یہ مولانا صاحب کی
نصیحت سُن کر وہ لوگ جنھوں نے اسباب لیا تھا اپنے دل میں بہت

نادم ہوئے کہ مولانا صاحب نے حق فرمایا پھر مولانا صاحب نے
دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب عاجز بندوں سے اپنی رضامندی کے
کام لیوے اور ہم سب کو توفیق خیر دیوے کہ اُس کے طریق مستقیم
پر ثابت قدم رہیں اور اسی طور کے بہت الفاظ اپنی عاجزی اور
خاکساری اور اس پروردگار کی خداوندی اور غفاری کے بیان
کئے پھر بعد فراغ دعا کے قبل نماز عصر کے مع لشکر وہاں سے کوچ کیا
اور کوس سوا کوس پر نماز عصر پڑھی اور شام کو امازئی کی گڑہی میں
پہنچے اور وہیں نماز مغرب پڑھی بعد اس کے سوار ہو بستی کے باہر جو
نالہ ہے وہاں اُترے اور مولانا صاحب نے بستی کے کنارے سرور
خاں کی مسجد ہے اُس میں ڈیرا کیا اور بستی والوں نے موافق دستور
کے سب لشکر کی ضیافت کی وہاں مولانا صاحب نے تین مقام کئے
اور وہیں موضع نئی گلی اور موضع شیخ جانہ اور موضع ڈاگئی اور
موضع ملاں ڈوئی اور موضع کالوخاں اور موضع اسماعیلہ وغیرہ
کے ملک اور خوانین واسطے ملاقات مولانا صاحب کے آکر حاضر ہوئے
اور موضع چار گلی کے منصور خاں اور موضع تنگئی کے محمود خاں تو ہمراہ
لشکر ہی کے تھے پہلے روز تو مولانا صاحب سے سب وہ ملک اور
خوانین آکر ملے اور مولوی قاضی حبان صاحب مرحوم کے لئے سب نے دعا

مغفرت موافق دستور اپنے ملک کے کی اور چلے گئے اور بستی کے
حجروں میں جا اُترے اور یہاں مولانا صاحب نے منصور خاں چارگلی
والے سے فرمایا کہ تمہارے موضع گھڑیلے میں ہمارے کچھ ڈیرے
خیمے اور اسباب وغیرہ ہیں ان کو یہاں منگوایا چاہئے اُنھوں نے
عرض کی کہ بہت خوب میرے آدمی کے ہمراہ آپ اپنے چند سوار
کر دیویں تو وہاں سے جاکر اٹھوا لاؤں مولانا صاحب نے اسی وقت
رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ گھریالے سے خیمے وغیرہ منگوانے
میں منصور خاں دس یا پانچ سوار جو کہیں سوان کے ساتھ کر دو ،
رسالدار ممدوح نے دس سوار ان کے ہمراہ کر دئے اسی وقت ،
منصور خاں کے ہمراہ گھریلے کو روانہ ہوئے اور اگلے روز گدھوں ،
خچروں پر خیمے وغیرہ لدوا لائے اور وہیں گھریلے میں مبین خاں اور
امیر خاں سُدم والے تھے منصور خاں ان کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئے
اور جو ملک اور خوانین مذکورین حجروں میں اُترے تھے ان کو بھی اسی
روز مولانا صاحب نے بعد نماز اپنے پاس بلوایا اور اُن سے فرمایا
کہ جو تم سب صاحبوں نے ان روزوں ہم سے اور قاضی حبان صاحب
سے عشر دینے کا اقرار کیا تھا اور ان روزوں فصل ربیع تمہاری
تیار ہے اور ہم پنجتار کو کل پرسوں جانے والے ہیں سو اب اس
میں تم سب کیا کہتے ہو ان سب نے عرض کی کہ ہم نے جو کچھ عہد و پیمان

عشر کے امر میں آپ سے کیا تھا اسی پر موجود اور قائم ہیں اس لئے
کہ یہ تو عشر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس میں ہم کسی طرح چون وچرا نہیں
کرینگے جہاں کہیں کہ ارشاد ہو وہاں ہم سب پہنچا دیویں مگر بہتر یہ
بات ہے کہ آپ اپنے چند غازی ہمارے ضلع میں واسطے تحصیل عشر
کے مقرر کر دیویں کہ وے ہم لوگوں پر تاکید رکھیں اور جہاں وے کہیں وہاں
ہم جمع کر دیویں مولانا صاحب کو یہ ان کا کہنا بہت پسند آیا اور فرمایا
کہ بہتر ہے جیسا تم کہتے ہو ہم ویسا ہی کرینگے اور اسی وقت مولانا صاحب
نے حاجی بہادر شاہ رامپوری کو واسطے تحصیل عشر کے مقرر کیا اور کوئی بیس
آدمی ان کے ساتھ ہندوستانی اور ولایتی کر دئے اور چند باتیں جو مناسب
جانیں وہ حاجی صاحب ممدوح کو سمجھا دیں اور ان خوانین سے فرمایا کہ
جو کچھ یہ ہمارے حاجی صاحب عشر کے امر میں تم سے کہیں اس کے موافق تم
عمل کرنا ان سب نے قبول کیا اور اسی مجلس میں واسطے ضلع سدم کے
اپنے ہندوستانیوں میں سے حاجی محمود خاں کو تحصیل عشر کے لئے مقرر فرمایا
اور کوئی دس غازی ہندوستانی ان کے ساتھ کر دئے اور مبین خاں اور
امیر خاں سے فرمایا کہ حاجی محمود خاں رامپوری کو ہم نے تمہارے ضلع میں مقرر
کیا جو کچھ عشر کے مقدمے میں تم سے یہ کہیں اس کے موافق کرنا انھوں نے
بھی قبول کیا اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے حاجی محمود خاں کو مبین خاں اور
امیر خاں کے ساتھ رخصت کیا سدم کو گئے اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی سے
فرمایا کہ آج تم پنجتار کو چلو انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے کل ہم بھی کوچ
کرینگے اور گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ جو کچھ مال و اسباب احمد خاں کا موضع ہنڈ سے لائے تھے

سب مولوی صاحب کے ہمراہ کردیا اور کوئی بیس پچیس غازی ساتھ
کردئے بخیر مولوی صاحب ممدوح پنجتار کو روانہ ہوئے اور جو خوانین
اُس ضلع کے واسطے ملاقات کے آئے تھے وے ہی سب رخصت ہو کر
اپنی اپنی بستی کو گئے پھر اس کے اگلے روز مولانا صاحب نے بھی مع لشکر وہاں
سے کوچ کیا اور اس دن جاکر موضع شیوہ میں رہے اور وہاں ایک مقام
کیا اور آنند خاں اور شکار خاں سے فرمایا کہ حاجی بہادر شاہ رامپوری
کو واسطے تحصیل عشر کے امازئی کی گڑہی میں ہم چھوڑ آئے ہیں وے
اس ضلع میں رہا کرینگے اور حاجی محمود خاں رامپوری کو ضلع شدُم کا
تحصیلدار کیا سو حاجی بہادر شاہ یہاں ہر بستیوں کا دورہ کیا کرینگے سو
تم ان کی صلاح و مشورت میں شریک رہنا اُنہوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ
کے خادم فرمانبردار ہیں جو کچھ آپ فرماویں گے ہم بجالاویں گے پھر اُس
کے اگلے روز مولانا صاحب نے وہاں سے کوچ کیا اور پنجتار میں آئے اور
وہاں سات آٹھ مقام کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تمام حال
اس سفر کا مفصل جو کچھ گذرا تھا لکھ بھیجا اور یہ کہ ہم مع الخیر پنجتار
میں ہیں اور اسی عرصہ میں موضع ٹوپی میں واسطے تحصیل عشر کے مولوی
نصیر الدین منگلوری کو مقرر کیا کہ موضع ٹوپی اور منیئی اور گندف اور
بیسک اور باجا اور بام خیل اور یاپینی اور کلابٹ اور مرغُز اور دونوں
مُنارے اور ہُنڈ کوئی اور کڈ اور زیدہ اور پنج پیر اور شاہ منصور اور

کنڈا اور بنڈ وغیرہ کا عشر تم تحصیلو اور کوئی تیس چالیس غازی اُن کے ہمراہ کئے پھر مولوی صاحب اُدہر کو لوگ لے کر روانہ ہوئے اور سردار فتح خاں تنجاری کے علاقہ کے عشر کے لئے خود خاں صاحب موصوف کو مقرر کیا کہ یہاں کا عشر جمع کرنا تمہارے ذمہ ہے اس عرصے میں موضع ام سے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا فرمان والا شان واسطے طلبی مولانا صاحب کے آیا کہ جلد تم یہاں ہمارے پاس تشریف لاؤ اور رسالدار عبدالحمید خاں کو مع سواروں واسطے دورے ملک سمہ کے رکھو اور جو پیادے لشکر میں ہوں ان کو اپنے ساتھ لیتے آؤ پھر مولانا صاحب نے رسالدار صاحب کو بلا کر حضرت علیہ الرحمۃ کا حکم سنایا پھر مولوی مظہر علی عظیم آبادی کو کہ زخمی تھے اور جو جو لوگ بیمار تھے وہیں تنجار میں چھوڑا اور اُس کے اگلے روز کہ وہ نواں روز تھا مولانا صاحب نے مع لشکر وہاں سے طرف ام کے کوچ کیا اور اُس دن جا کر موضع کنڈہ کے میدان میں ندی پر اُترے اور رسالدار عبدالحمید خاں سے فرمایا کہ ہم کو تو حضرت نے بلایا ہے ہم وہاں جاوینگے اور تم ان بستیوں کے دورے سے غافل نہ رہنا اور کوئی کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنے پاوے اسی طور کی نصیحت جو مناسب جانی وہ کی اور اپنی جگہ پر ہر ایک کار کا مختار رسالدار کو مقرر کیا پھر اُس کے اگلے روز رسالدار تو اپنے سواروں سے وہاں رہے اور سب سوار قریب پانسو کے ہونگے ان میں کوئی ساڑھے تین سو لئے تھے اور باقی اسی ملک کے اور مولانا صاحب کوئی دو سو پیادوں کو

ساتھ لے کر ام کو روانہ ہوئے اور اُس روز موضع کوٹی میں مولوی
نصیر الدین صاحب کے پاس رہے اس کے اگلے روز موضع کیتل میں گئے وہاں
سے کوچ کر کے ام میں جا داخل ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے اور سید
احمد علی صاحب حضرت کے خواہر زادے جو پہلڑی میں جا کر شہید ہوئے
جن کا آگے بیان ہو چکا ہے وہ یہی روز تھے جب سید احمد علی صاحب
وہاں شہید ہو چکے تھے اس کے بعد مولانا صاحب ام میں آکر داخل ہوئے
اور مولانا صاحب نے تمام حالات ملک سمہ کے چنانچہ قاضی صاحب کا شہید
ہونا اور وہاں سمہ کے خوانین پر عشر کا مقرر کرنا اور جو جو حال تھا سب
حضرت علیہ الرحمۃ سے بالمشافہ گذارش کیا قاضی صاحب کا حال سن کر حضرت
علیہ الرحمۃ کے دل پر ایک صورت غم کی سی ظاہر ہوئی اور اُن کی خوبیاں
بیان کرنے لگے قاضی دینداری کے ہر فن میں کامل تھے صاحب تدبیر اور
بہادر ایسے ہی تھے اور عالم باعمل ایسے ہی تھے الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ان کو
اُن کے مقصود دلی کو پہنچایا ایسے ایسے ان کے اوصاف بیان کر کے پھر آپ نے ہر ہر
سر ہو کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور قاضی صاحب کے بعد جو کچھ مولانا
صاحب آپ ملک سمہ کا انتظام عشر وغیرہ کا کر آئے تھے وہ سب حضرت
کے سامنے گذارش کیا حضرت علیہ الرحمۃ یہ تمام حال سن کر مولانا صاحب
سے بہت خوش ہوئے کہ تم نے خوب کام کیا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو

اور خیر لائے خیر تم کو عطا کرے اب یہاں جو حالات ام میں مولانا صاحب
سے واقع ہونگے اس کا بیان پیچھے کو مذکور ہو گا اب یہاں جو حالات پیچھے
مولانا صاحب کے رسالدار عبدالحمید خاں سے واقع ہوئے ان کا بیان
ہوتا ہے پہلا حال یہ ہے کہ بعد چند روز کے وہاں موضع کنڈی میں رسالدار
عبدالحمید خاں صاحب نے چند ہندوستانی اور قندہاری جو خاص خاص تھے
چنانچہ شیخ عبدالحکیم اور شیخ ضیاء الدین اور شیخ ناصر الدین اور حافظ عبدالرحمن
پھلتی اور شیخ عبدالرحمن رائے بریلوی اور نور داد خاں لہانی پوری اور
عبدالحکیم خاں لہاری والے اور ملا عزت اور ملا بازار اور ملا تورا اور ملا نور محمد
اور ملا قطب الدین اور عبدالغفار اور ملا لعل محمد قندہاری ان سب کو جمع کر کے
مشورہ کیا کہ مولانا صاحب تو ہم سے فرما گئے ہیں کہ تم یہاں کی بستیوں کا
دورہ کرنا اور کسی کو کوئی ایذا اور تکلیف نہ دینے اور جب ہم لوگ دورے
کو نکلے تو بستی والوں کو کچھ نہ کچھ تکلیف ہی ہو گی اور وہ افغان لوگ ہیں جب
ان کو کسی طور کی تکلیف ہو گی تو اس کی نالش کو حضرت علیہ الرحمۃ تک
ضرور ہی جاوینگے یہ بھی بات غیر مناسب ہے اور اگر دورے کو نہ نکلیں تو
یہاں بیٹھ کر کیا کھاویں اس لئے کہ تم سب کو معلوم ہے کہ مولانا صاحب
کچھ نقد مجھکو دے نہیں گئے اور غلہ عشر کا ابھی جمع نہیں ہوا اور اگر جمع
بھی ہو تو لے اجازت حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے نہ ہم لے سکتے ہیں

اور نہ ہم کو تحصیلدار عشر کے دیوینگے تو اب اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیے
اور اگر دو چار روز کا خرچ ہوا بھی تو اس میں کیا پورا پڑتا ہے آخر الامر
سب کی صلاح ٹھہری کہ حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ سب قباحتیں لکھ کر
عرضی کرو پھر جیسا حکم وہاں سے آوے اُس کے موافق عمل کرو یہ سب کی
صلاح رسالدار صاحب کو بہت پسند آئی اور اسی مضمون مذکور کی
عرضی لکھی اور شیخ عبد الحکیم اور شیخ ناصر الدین پھلتی کے ہمراہ حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں ارسال کی پھر اس کے
چھٹے ساتویں روز یہ دونوں سوار حضرت کے پاس سے عرضی کا
جواب رسالدار صاحب کے پاس لائے خلاصہ جواب کا یہ تھا کہ تمہاری
عرضی ہم کو پہنچی اور تم نے اچھا کیا جو ہم کو اطلاع کی اب تم کو لکھا جاتا
ہے کہ جہاں تم مناسب جانو دس دس پندرہ پندرہ سوار ہر بستی میں متعین
کردو اس میں بستی والوں پر بھی بار نہ ہوگا اور سواروں اور گھوڑوں کو بھی
کھانے پینے کا آرام ہوگا انتہی اس عرضی کے جواب کے سنتے ہی اسی وقت
رسالدار صاحب نے اپنی طرف سے دوسری عرضی لکھی اور جو اُن کے
رفیقوں میں مستقیم خاں اور سلطان خاں رامپوری تھے اُن کے ہمراہ حضرت
کے پاس روانہ کی اور خلاصہ مضمون اس عرضی کا یہ تھا کہ جواب باصواب
آپ کا آیا اور مجکو سرفراز فرمایا اور جو حضرت نے مجکو لکھا ہے کہ

دس دس پندرہ پندرہ سوار بستی بستی متعین کر دے یہ بات میری ناقص
رائے میں نہیں آتی ہے کہ لشکر کو جا بجا متفرق کر دوں اس میں بڑی
قباحتیں مجکو معلوم ہوتی ہیں اگر آپ مجکو لشکر میں رہتے ہیں تو ساتھ اسی
جمعیت کے رہنے دیویں کہ جس بستی میں رہونگا سب جمعیت سے رہونگا اس
میں اگر کسی کی خدا نا خواستہ مجھ پر یا میرے سواروں پر آپکے پاس نالش
جاوے اُس وقت البتہ میں ملزم ہونگا اور اگر آپ کے مزاج عالی میں
یہ بات بے مناسب ہو تو اس خادم کو اپنی خدمت شریف میں بلا لیویں اور
یہاں جس کو مناسب جانیں اُس کو مقرر کر دیویں انتہیٰ اور یہ عرضی رسالدار
صاحب نے اس لئے کی تھی کہ جو میں اپنی طرف سے کوئی حکم کروں اور کسی بھائی
کی فہم میں اس کے خلاف آوے تو مجکو ضرور اطلاع کر دے اس لئے کہ میں بشر
ہوں شاید کہ وہی بات بہتر ہو جو اس کے خیال میں آئی ہو اور جو اطلاع نہ
کریگا وہ قیامت کو ماخوذ ہوگا سو اس احتیاط سے عرضی کی تھی نہ از روے
خود پسندی اور حکم عدولی کے پھر چھٹے دن وے دونوں امیوری سوار جواب عرضی
کا لائے اُس میں یہ تھا کہ جو تم نے لکھا کہ کسی کی نالش آپ تک ہماری یا کسی
سوار کی آوے اُس وقت ہم ملزم ہیں سو یہی بات ہم کو بھی منظور ہے اسی لئے
ہم نے تم کو لکھا تھا اگر کسی کو ایذا اور تکلیف نہ ہو تو تم کو اختیار ہے
جیسا مناسب جانو ویسا کرو انتہیٰ پھر رسالدار صاحب نے سب معزز
لوگوں کو بلا کر وہ حضرت علیہ الرحمۃ کا حکم سنایا اور یہ حکم اس لئے سنایا

الرحمۃ اکثر وقت
کے بعد میں فرماتے تھے

کہ پہلا جو حکم آیا تھا کہ دس دس پندرہ پندرہ سوار ہر بستی میں متعین کردو سو یہ حکم اکثر سوار خوش ہوئے تھے کہ اگر بستیوں میں متعین ہونگے تو یہاں کے چوکی پہرے اور شبینہ پھرنے سے چھوٹیں گے اور اپنے گھوڑوں کو گھاس دانے کا آرام ہوگا پھر بعد دس پندرہ روز کے رسالدار صاحب نے دو دو چار چار سوار بستیوں میں یہ پیغام دے کر وہاں کے خوانین کے پاس بھیجے کہ ہم کو مولانا صاحب واسطے بستیوں کے دورے کے فرمائے گئے ہیں اور تم سب بھائیوں کی محافظت کیلئے رکھے گئے ہیں سو اگر ہم لشکر لے کر تمہاری بستیوں کا دورہ کرینگے تو تم لوگوں کی ضیافت کرنی ضرور ہوگی اور سواروں کا بیڑا ہے کچھ نہ کچھ تم کو تکلیف بھی ضرور ہوگی اور تم بھی بستیوں ہو اور ہیں بھی بستیوں ہوں جس طرح تم کو منظور ہو ہم کو قبول ہے اگر تم کہو تو ہم تمہاری بستیوں میں دورہ کریں اور تمہاری ضیافت کھا دیں اور اگر تم کو مناسب معلوم ہو تو اپنی بستی سے جنس جمع کرکے ہمارے پاس پہنچا دو پھر وے سوار رسالدار صاحب کے پاس آئے اور ہر بستی کے خان کا جواب لائے کہ انھوں نے عرض کی ہے کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں جیسا آپ کو منظور ہو ہم حاضر ہیں اگر آپ ہماری بستی میں تشریف لاوینگے ہم یہاں تم لوگوں کی ضیافت کرینگے اور جو آپ وہاں سے پہنچانے میں راضی ہوں وہیں آپ کو ضیافت پہنچا دینگے اور یہ جو آپ نے کہلا بھیجا اس بات سے ہم نہایت راضی ہوئے مگر ہم کو دور وزپیشتر سے خبر ہو جایا کرے

کہ اگر آپ یہاں آویں ویسا معلوم ہو جاوے اور جو آپ جنس منگواویں ویسا
معلوم ہو جاوے پھر ان خوانین سے سب کے پہلے فتح خاں اور ارسلاں
خاں زیدی والے کو رسالدار نے واسطے جنس ضیافت کے کہلا بھیجا اور نام
جنس کی فہرست بھی بھیجی اور اُس فہرست میں کیا تھا آٹا دال اور گھی اور
گھوڑوں کا دانہ اور رائب فقط تخمینہ فہرست کا مجکو یاد نہیں پھر اس کے
اگلے روز فتح خاں اور ارسلاں خاں نے دو روز کی سب جنس ضیافت
کی خچروں پر لدوا کر رسالدار صاحب کو بھیج دی پھر اُس روز سے بستیوں سے
تمام ضیافت آنی شروع ہو گئی پھر ایک مہینہ بلا ناغہ یہی تار رہا پھر ایک
روز رسالدار نے وہاں ایک چھوٹی سی بستی کو اس کا چھوٹا منارہ نام
ہے مستقیم خاں اور سلطان خاں کو واسطے اطلاع ضیافت کے بھیجا اُنھوں نے
منارے کے خان کو جا کر اطلاع کی اور رات بھر وہیں رہے صبح کو بستی والوں
نے تمام جنس مسجد میں لا کر جمع کر دی اور اُن سے کہا کہ تم یہاں ناشتہ کر لو
تب جاؤ اور ہم یہ تمام جنس اگلے روز رسالدار صاحب کے پاس پہنچا دینگے
پھر وے گھی اور روٹیاں اُن کے لئے لائے اُنھوں نے کہا شکر بھی لاؤ،
اُنھوں نے کہا کہ شکر تو بڑے منارے میں ملتی ہے اور یہاں کوئی بنیا رہتا
نہیں گھوڑوں کے رائب کا گڑ حاضر ہے اگر آپ فرماویں تو ہم لے آویں اُن
کو کچھ نفسانیت آگئی اور ان سے کہا کہ ہم تو بغیر شکر کے نہ کھاویں گے انہوں
نے کہا سوا شکر کے اور جو کچھ فرماؤ ہم لا کر حاضر کریں اُنھوں نے کہا کہ بے

نشکر تو ہم نہ کھاوینگے اُنہوں نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اس میں ہم
ناچار ہیں پھر یہ دونوں سوار ان کو بہت سخت وسُست کہہ کر وہاں
سے چلدیئے اور کہا کہ دیکھو تو ہم تمہاری کیسی آکر خبر لیتے ہیں پھر وہاں
سے آکر رسالدار صاحب سے کہا کہ ہم نے آپ کا حکم وہاں کے خانسے
جا کر کہا کہ رسالدار صاحب نے یہ ضیافت کی جنس کی فہرست کا کاغذ
دیا ہے اُس نے خفا ہوکر کاغذ پھاڑ ڈالا اور کہا کہ تمہارے رسالدار کو
کیا جانیں کہ کون ہے اور تم یہاں سے چلے جاؤ اور ہم فقط دو ہی سوار تھے
وہاں اُن سے جھگڑا کرنا مناسب نہ جانا ادھر چلے آئے یہ گفتگو ان کی
سُن کر رسالدار صاحب کمال ناخوش ہوئے اور رسالدار صاحب نے
روز اول سے حکم یہ کر رکھا تھا کہ جس وقت ہمارے اس نقارے پر
چوٹ پڑے ہر ایک سوار کسی حال میں ہو آواز کے سنتے ہی چارجامہ
اپنے گھوڑے پر باندھے اور نقارہ بجنے کی تحقیقات پیچھے کرے اور اپنا یہ
دستور رکھا تھا کہ ان کی سواری کے دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا تو
ان کا اپنا تھا اور ایک گھوڑا ان کو حضرت علیہ الرحمتہ نے عنایت کیا تھا
سو ایک گھوڑا ان میں کا رات دن تیار رہتا تھا پھر ہر ایک گھوڑا
کبھی تیار رہتا تھا اور پھر ہر ایک کی اسی طور بدلی ہوتی رہتی تھی اور
یہ بھی ان کا قاعدہ تھا کہ پہلے آپ گھوڑے پر سوار ہو لیتے تب نقارہ
بجانے کا حکم کرتے پھر رسالدار صاحب نے تلوار تمنچہ کمر میں لگا کر

اپنے آدمی سے کہا کہ رمضانی جلد گھوڑا لا گھوڑا تو کھچا تیار ہی تھا اُس
نے لا کر حاضر کیا آپ سوار ہوئے اور برچھا ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ نقارہ
بجا دو جیسے نقارے پر چوٹ پڑی تمام لشکر سلح تیار ہو گیا اور موسم گرمیوں
کا تھا اور وقت دوپہر کا رسالدار صاحب تو آگے چلدئے اور اُن کے
پیچھے سواروں کا پیرہ بندہ گیا اور مستقیم خاں اور سلطان خاں لنے دیرے
پر رہے رسالدار کے ساتھ نہ گئے پھر رسالدار صاحب جاتے جاتے جب
موضع منارہ قریب پاؤ کوس کے رہا وہاں ٹھہر گئے تب تک پیچھے کے
سوار بھی سب آکر جمع ہو گئے پھر وہاں سے اپنے دو قندہاری سواروں
کو یہ پیغام دے کر منارے میں بھیجا کہ وہاں کے ملک سے جا کر کہو کہ جس
رسالدار کا کاغذ تم نے پھاڑ ڈالا اور کہا کہ رسالدار کو ہم نہیں جانتے ہیں
کہ کون ہے سو وہ رسالدار لشکر لے کر آیا ہے اب اگر تم کو لڑنا منظور
ہو تو لڑو جب وے دونوں سوار وہاں گئے تو دیکھا کہ تمام بستی والے
جا بجا بے خبر سو رہے ہیں مسجد کے دروازے پر جا کر آواز دی کہ کوئی آدمی
ہو تو یہاں آوے دو طالب العلم مسجد سے ننگے سر اُٹھ کر آئے اُنہوں نے
اُن سے کہا کہ تمہارے یہاں کا ملک کون ہے چل کر ہم کو بتا دو اُنہوں نے
کہا کہ تم یہاں ٹھہرے رہو ہم ملک کو یہیں بلا لاویں پھر وے تو وہیں ٹھہرے
رہے اور وے طالب العلم جا کر بلا لائے دو تو ان میں ملک تھے اور
یاں چار آدمی اُن کے ساتھ تھے اور سواروں سے پوچھا کہ فرمائیے کیا حکم ہے

اُنھوں نے کہا کہ کل جو رسالدار صاحب کے دو سوار واسطے دعوت کے
کاغذ لے کر تمہارے پاس آئے تھے اور تم نے کاغذ پھاڑ ڈالا اور
کہا کہ ہم تمہارے رسالدار کو نہیں جانتے ہیں اور اُن کو اپنے یہاں سے
نکال دیا سو وہ رسالدار تمہاری بستی کے باہر لشکر لئے کھڑے ہیں کہ
ہم کو تمہارے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ ان سے جا کر کہو لڑنا
کو منظور ہو تو آ کر لڑ لو رسالدار حاضر ہے یہ گفتگو سن کر ان کے حواس جا
رہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اُن سے کہا کہ آپ اپنے گھوڑوں سے تو اُتریئے
اور ہم کو سمجھا دیں ہم کو اس حال سے اطلاع نہیں اُنہوں نے کہا کہ ہم کو
گھوڑے سے اُترنے کا حکم نہیں ہے تم ہمارے سوال کا جواب دو اُنہوں
نے کہا کہ جواب تو اس کا یہ ہے کہ کل دو سوار رسالدار صاحب کے پاس
جس چیز کے پیغام کا کاغذ لائے تھے وہ چیز سب حجرے میں تیار رکھی
ہے چل کر اس کو دیکھ لیویں اور یہ سب جنس اگلے روز ہم آپ ہی پہنچا
دیتے اور ان سواروں کا حال یہ ہے کہ کل رات کو ہم نے ان کو کھانا کھلایا
اور اُن کے گھوڑوں کو دانہ گھاس دیا اور آج صبح کو جب وے چلنے لگے
تب ہم نے ان کو ٹھیرایا کہ ناشتہ کر کے جاؤ وے ٹھیر گئے ہم گھی اور روٹیاں
لا کر ان کے آگے دھر دیں اُنھوں نے کہا کہ شکر بھی لاؤ ہم نے کہا کہ شکر اس
بستی میں نہیں ملتی ہے اور جو کچھ فرماؤ لا کر حاضر کریں وہ کسی طور راضی نہ ہوئے
اور وہ کاغذ انھیں نے پھاڑ ڈالا اور ہم کو بُرا بھلا کہا کہ دیکھو تو تمہارا ہم
کیا حال کرتے ہیں یہ کہہ کر وے چلے گئے سو یہاں کی تو یہ حقیقت ہے جو ہم نے بیان

اب آگے رسالدار صاحب مختار ہیں اور ہم تابعدار ہیں اور ہم تمہارے رسالدار
صاحب کے پاس چلتے ہیں تب تک آپ دونوں صاحب ٹھہرے رہیں پھر وے
دونوں ملک اور دو ملا کوئی آٹھ دس بستی کے اور آدمی تھے ان کو لے کر
طرف لشکر کے روانہ ہوئے لشکر کے سواروں نے دور سے دیکھا کہ ہمارے
کی طرف سے چودہ پندرہ آدمی آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اپنے سوار لیے
نہیں ہیں یہ رسالدار صاحب سے کہا اور اُن آنے والوں کو رسالدار صاحب
بھی دیکھتے تھے فرمایا کہ آتے ہیں تو آنے دو پھر وے جب قریب آئے تو دیکھا
ان کو کہ سب کے خالی ہاتھ تھے بلکہ ننگے پاؤں سروں پر لنگی ڈالے ہوئے
تھے اور اُنہوں نے اپنی زبان پشتو میں پوچھا کہ رسالدار صاحب کہاں
ہیں لوگ ان کو رسالدار صاحب کہاں ہیں لوگ ان کو رسالدار صاحب
کے پاس لے گئے اُنہوں نے رسالدار صاحب کو سلام کیا انہوں نے جواب
سلام کا دیا اور پوچھا کہ کہاں آئے ہو اور کیا کہتے ہو انہوں نے عرض کی
کہ ہم تابعداروں کی کیا خطا ہے جو آپ ہم پر لشکر لے کر آئے اور اگر آپ
آئے ہیں تو ہماری بستی میں تشریف لے چلیں رسالدار نے پوچھا کہ تم کون
ہو انھوں نے عرض کی کہ ہم دو ملک ہیں اور یہ دو ہمارے یہاں کے ملا ہیں
اور باقی لوگ بستی کے ہیں یہ بات سن کر رسالدار صاحب سکوت میں رہ گئے
اور لوگوں سے کہا کہ یہ معاملہ ہے اور اُن سے فرمایا کہ خیر چلو اور آپ آگے
ہوئے اور تمام لشکر پیچھے چلا یہاں تک کہ جا کر بستی کے کنارے پہنچے جہاں مسجد

میں اپنے دونوں سوار تھے اور گھوڑوں سے اُتر کر نماز ظہر کی تیاری کرنے لگے اور بستی کے تمام لڑکے بالے مرد عورت آکر دیکھنے لگے جب نماز سے فارغ ہوئے تب رسالدار صاحب نے دونوں ملکوں کو بلایا ان کے ساتھ اُن کے وہی دونوں ملا ساتھ آئے پھر رسالدار صاحب سے عرض کی کہ ہم نے تو ان سے بیجا کلام کچھ نہیں کیا وے آپ کا کاغذ لے کر آئے ہم نے منظور کیا اور رات کو ان کی ضیافت کی پھر صبح کو جب وے چلنے لگے ہم نے کھانا ناشتہ کر کے جاؤ وے ٹھہر گئے ہم گھی اور روٹیاں لائے اُنہوں نے کہا ہمارے لئے شکر بھی لاؤ ہم نے کہا شکر تو اس بستی میں نہیں ملتی ہے اور جو کچھ فرماؤ سو ہم حاضر کریں وے کسی طور راضی نہ ہوئے اور وہ کاغذ انہیں نے پھاڑ ڈالا اور ہم کو سخت سست کہہ کر اور دھمکا کر چلے گئے اور وے جو دونوں ملا تھے اُنہوں نے ان کے کلام کی گواہی دی کہ ہاں یوں ہی ہے ہمارے سامنے یہ معاملہ ہوا یہ ان کی گفتگو سن کر رسالدار صاحب نے کچھ جواب نہ دیا پھر ان دونوں ملکوں نے عرض کی کہ تمام جنس آپ کی دعوت کی حاضر ہے اگر فرمائیے تو ہم آپ کے ساتھ چل کر آج ہی پہنچا دویں رسالدار صاحب نے کہا کہ ہمارے لشکر میں ساتھ کچھ ضرورت نہیں تم اپنے قاعدے کے موافق کل پہنچا دینا اب تک تو وے پراگندہ خاطر تھے کہ دیکھا چاہیے کہ انجام ان کے آنے کا کیا ہو جب رسالدار صاحب سے یہ کلام سنا تب ان کو تسکین اور تسلی ہوئی پھر قبل

قبل نماز عصر کے رسالدار صاحب وہاں سے لشکر لے کر موضع گنڈے کو روانہ
ہوئے اور نماز عصر کی رستے میں پڑھی اور نماز مغرب آکر اپنے ڈیرے پر پڑھی
پھر اس کے اگلے روز دو تین گھڑی دن چڑھے رسالدار صاحب نے مستقیم خاں
اور سلطان خاں کو بلایا اور پہلے ان کو بہت ملامت کی کہ تم بڑے مفسد اور
فتنہ انگیز ہو مسلمانوں میں کوئی اس طرح فساد ڈالتا ہے ہم تو تم کو اپنا بڑا
رفیق اور معتمد خاص جانتے تھے اور تم بڑے نامعقول آدمی ہو اور لائق سزا
کے ہو صدہا غریب غربا بے گناہ مارے جاتے یہ خون ناحق کس کی گردن پر
ہوتا ایسی ہی باتیں کرتے کرتے یکبارگی طبیعت پر غصہ آیا اس وقت کوڑا
ہاتھ میں تھا اسی کوڑے سے مارنا شروع کیا پھر ایک کو بیس بیس
یا پچیس پچیس کوڑے مارے ایک شخص شیر خاں نام رسالدار صاحب کے
سپاہیوں میں تھے انھیں کے ڈیرے میں وے دونوں رہتے تھے کہا کہ شیر خاں
اپنے ڈیرے سے ان کو نکال دو یہ تمہارے پاس رہنے کے لائق نہیں ہیں
اسی وقت جو ان کے کپڑے اور ہتھیار تھے وے ان کو دے کر شیر خاں نے اپنے
ڈیرے سے نکال دیا اس روز وے لشکر سے نکل کر گنڈے میں جا رہے
اگلے روز وے گنڈے سے امب کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس چلے گئے اور
رسالدار صاحب نے لشکر میں اپنا ایسا رعب بٹھا رکھا تھا کہ کسی سوار
کو یہ مجال نہ تھی کہ ان کے کسی امر میں دخل دیوے یا چون و چرا کرے اور
دوسرے یہ کہ جو حکم لشکر میں پکارا جاتا کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ اس کے برخلاف

کرے اور جو کوئی خلاف حکم کے کرتا تو رسالدار صاحب کسی کی سعی
اور سفارش ہرگز نہ مانتے اور سخت سزا اُس کو دیتے اور لشکر سے
خارج کر دیتے۔ جیسے کہ انھیں دونوں سواروں کو نکال دیا پھر اس
کے اگلے روز مُنارے والے دونوں ملک گدھوں خچروں پر جنس دعوت
کی لاکر لائے اور دال کے عوض بیس پچیس بکرے لائے موافق دستور
کے رسالدار صاحب نے وہ جنس لشکر میں تقسیم کروادی اور ان دونوں
ملکوں کو بہت تسلی اور دلجمعی کر کے رخصت کیا پھر اس کے اگلے روز رسالدار
صاحب نے تمام لشکر میں یہ حکم پہنچوایا کہ ہماری بے اجازت کوئی سوار
کسی بستی میں نہ جاوے اور جو کوئی جاویگا اور کسی کی گھاس لکڑی وغیرہ
لاویگا اور اُس کی نالش ہمارے پاس آویگی تو اس کو ہم قرار واقعی
سزا دیوینگے اور اس روز سے بستیوں سے جنس ضیافت کی منگوانی
موقوف کی اور دعوت کھانے کی یہ راہ نکالی کہ جن بستیوں سے
دعوت نہ آتی تھی وہاں لشکر لے کر آپ جاتے اور جب وہ بستی کوئی
پاؤ کوس رہتی تو وہاں تمام لشکر کو لے کر آپ ٹھہر جاتے اور دو ہندوستانی
اور دو قندہاری چار سوار بستی میں بھیجتے کہ وہاں کے ملک کو اطلاع
کریں کہ لشکر سید بادشاہ کا آیا ہے اور بعد اس کے اس بستی کے
دروازے پر واسطے محافظت رہیں کہ کوئی سوار بستی میں نہ گھسنے
پاوے فقط پھر وے سوار جا کر ملک کو خبر کرتے وہ ملک آپ رسالدار

صاحب کو مع لشکر لینے آتا تب رسالدار صاحب لشکر لے کر اس کے
ہمراہ جاتے اور جہاں موقع دیکھتے ایک گولے یا دو گولے کے فاصلے سے
اُترتے وہ عرض کرتا کہ جو حکم ہم گشتہ ہو حاضر ہیں اور لشکر کے باہر اُترتے سے
وہ ملک اپنے دل میں بہت خوش ہوتا اور جو سوار بستی کی محافظت کو
رہتے کہ کوئی لشکر کا سوار بستی میں نہ آنے پاوے اس قانون سے اور
بھی زیادہ خوش ہوتے پھر رسالدار صاحب اس ملک سے فرماتے کہ ہم
تم پر کیا حکم کریں ہم تو تمہارے یہاں مہمان آئے ہیں جو کچھ تم ہم کو کھلاؤگے
وہ ہم کھاوینگے خواہ پکا کھانا خواہ کچی جنس پھر بعضی بستی سے پکا ہوا
کھانا آتا تھا اس طور سے کہ دال روٹی نمک وغیرہ اور انہیں لشکر میں
بھیجدیتے کہ تم آپ پکالو اور روٹیاں گھر گھر سے جمع کر کے وے آپ
پہنچادیتے اور گھوڑوں کا دانہ گھاس اور راتب موافق معمول پہنچادیتے
اور بعضی بستی سے تمام جنس خام آتی لشکر میں جنس تقسیم ہو جاتی سب
لوگ آپ پکا کھاتے اور جو لشکر کے خیموں کی میخیں کم ہو جاتیں ٹوٹنے
پھٹنے وغیرہ سے تو یہ اس ملک سے کہہ دیتے کہ اس قدر میخیں درکار ہیں سو
دعوت کے ساتھ وہ بھی آجاتی تھیں اور جو کبھی کوئی ملک یا خان کوئی
نفیس چیز خاص کر کے واسطے رسالدار صاحب کے لاتا تو اکثر نہیں لیتے
تھے چنانچہ کوئی پکا ہوا کھانا اور جو کوئی مرغ یا بکرا لاتا تو لے لیتے
اور حکم کرتے کہ اس کو ذبح کر کے دال کے ساتھ پکالو تا کہ سب کے

کھانے مین آوے پھر اسی دستور کے ساتھ ہر بستی میں جانے لگے
اور ضیافت کھانے لگے اور کسی بستی میں ایک روز ضیافت کھاتے
اور کسی بستی میں دو روز اور تمام ملک اور خوانین اور رعیت کے لوگ
اس دستور رسالدار صاحب کے سے بہت راضی تھے اسی طرح دورہ
کرتے کرتے ایک روز رسالدار صاحب مع لشکر موضع ڈاگئی میں گئے
اور باہر بستی کے اترے اور موافق دستور مذکور کے وہاں کا ملک کئی
آدمیوں سے رسالدار صاحب کے پاس آیا اور عرض کی کہ جو کچھ آپ
فرماویں وہ ہم آپ کے لئے حاضر کریں موافق دستور کے جو سامان ؛
دعوت کا درکار تھا رسالدار صاحب نے اس سے کہہ دیا پھر وہ ملک
اپنی بستی کو چلا گیا اور وہاں تدبیر جنس جمع کرنے کی کرنے لگا اس عرصہ میں
کہیں لشکر سے ایک سوار بستی میں گیا اور کسی کے دروازے پر جا کر چھاچھ
مانگنے لگا وہاں کے لوگوں نے اس سوار سے کہا کہ بستی میں آنے کا تمہارے
رسالدار صاحب کا حکم نہیں ہے تم یہاں سے اپنے لشکر کو چلے جاؤ وہیں
تمہاری دعوت کا سامان سب پہنچیگا اس سوار نے ان سے کچھ کڑے کڑے
کلام کئے یہ سن کر وے جا بجا چلے گئے پھر جب وہ سوار وہاں سے چلا اور
بستی والے اس کی تاک میں تھے ایک نے پیچھے سے اس کے کمل ڈال دیا اور سب
نے خوب زدوکوب کی اور اپنی اپنی طرف بھاگ گئے وہ سوار وہاں سے
لشکر میں آیا اور رسالدار سے اپنے مار کھانے کا حال بیان کیا انہوں

نے کہا کہ تم تو جانتے ہو کہ میرا حکم ہے کہ کوئی میری بے اجازت بستی میں نہ جاوے پھر تم کیوں وہاں گئے اس کا جواب کچھ اس کو نہ آیا ۔ رسالدار نے خفا ہو کر اس کو پہرے میں بٹھادیا کہ تم نے ہمارے حکم کے برخلاف یہ بڑا قصور کیا پھر جب وہاں کا ملک جنس دعوت کی لے کر چند لوگوں سے آیا رسالدار صاحب نے اس سے پوچھا کہ تمہاری بستی میں آج ہمارے سوار کو کسی نے مارا ہے اُس نے عرض کی کہ مجکو نہیں خبر انھوں نے کہا یہ کیا بات ہے تمہاری بستی میں یہ واقعہ گذرا اور تم کو نہیں خبر ہم کبھی نہ مانینگے جلد ان لوگوں کو لاکر حاضر کرو اُس نے عرض کی کہ مجکو تو نہیں معلوم کہ کس نے مارا مگر اس سوار کو آپ میرے ساتھ کر دیویں جس کو بتا دیوے اس کو میں لاکر حاضر کروں رسالدار صاحب نے اس سوار سے کہا کہ تم ان کے ساتھ جاؤ اور جس نے مارا ہو اس کو بتادو اس نے کہا کہ میں کس کو بتاؤں میں تو کمل میں لپٹا تھا مجکو کیا معلوم کہ مارنے میں کون کون آدمی شریک تھے مگر بستی ہی والے لوگ تھے اور جہاں حجرے میں جنس دعوت کی جمع ہوتی تھی اسی کے قریب نہے تو میرا یہ حال کیا آپ سے غلط کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں معلوم آپ انھیں سے اس کی تحقیق کریں الغرض اسی کی تحقیقات میں رسالدار صاحب نے وہاں مع لشکر چھ مقام کئے کیونکہ دو ضیافتیں تو وہاں کھانی ہی تھیں بعد اس کے چار روز اور رہے اور اُن سے کہا کہ ہم ہرگز نہ راضی ہونگے

جبتک تم ان کو ہمارے پاس نہ لاؤگے اور وہ ملک اسی طرح انکار کئے گیا پھر اپنے ہی لشکر کے کئی صاحبوں نے موقع پاکر کہا کہ یہ فساد تو پانچ ہی سات شخصوں نے کیا ہوگا اور آپ کے یہاں ہر تیسے تمام بستی والوں پر زیر باری ہے اور ان لوگوں نے آپس میں اتفاق کرلیا ہے یہ ہرگز اب نہ ستاوینگے اور جو آپ نے یہاں چار مقام کئے اس میں باخوبی ان کی سزا ہوگئی اب مناسب ہے کہ آپ ان کی خطا معاف کردیں پھر جب وہ ملک روبکاری کو آیا اور انھیں صاحبوں کو جنھوں نے رسالدار صاحب سے کہا تھا اپنا سفارشی کرکے لایا پھر انھوں نے ان کی خطا معاف کروائی کہ جو کچھ ان سے قصور ہوا سو ہوا اب انشاء اللہ تعالی ان سے ایسی حرکت نہ ہوگی پھر جب وہ ملک اپنی بستی کو چلا گیا تب رسالدار صاحب نے اس سوار کو بلاکر فرمایا کہ بھائی صاحب اگر تم کو ہمارے یہاں لشکر میں رہنا منظور ہو تو خبردار کہیں ہمارے حکم کے خلاف نہ جانا والا خوشی باخوشی یہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس چلے جاؤ ہم سے کچھ غرض نہیں پھر اس سوار نے بہت اپنے قصور کا عذر کیا کہ اب انشاء اللہ تعالی مجھ سے ایسی حرکت نہ ہوگی پھر رسالدار نے اس کو قید سے چھوڑ دیا اور وہ سوار کون تھا یہی لکھنے والا جواب بلدہ اسلام ٹونک میں ہمارے آقائے نامدار دولتمدار زاد اقبالہ کی سرکار

فیض آثار میں نوکر ہیں پھر ساتویں روز رسالدار صاحب نے وہاں
سے کوچ کیا اور امان زئی کی گڑھی میں آئے اور وہاں چار مقام کئے
اور وہ دو بستیاں ہیں ایک ایک بستی میں دو دو روز ضیافت کھائی
اور لشکر میں لوگ تنگ اور توبرہ اور ساز و براق سے بہت شکستہ
حال تھے اور حاجی بہادر شاہ خان وہاں واسطے تحصیل عشر کے مقرر تھے اور
غلہ عشر کا بھی ہزاروں من جمع ہو گیا تھا رسالدار صاحب نے اپنے لشکر
کی تنگ حالی دیکھ کر حاجی صاحب ممدوح سے کہا کہ پانسو روپے کا
ہم کو عشر میں سے غلہ دے دو یا غلہ بیچ کر نقد دو کہ حاجت ضروری
سواروں کی رفع ہو اور کھانا پینا تو تم کو معلوم ہی ہے کہ چلا جاتا
ہے اور جو اس امر میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ تم کو الزام دیویں
اور مجرا نہ دیں تو ہم اپنے دونوں گھوڑے بیچ کر تمہارے روپے ادا کریں گے
حاجی صاحب نے کہا کہ رسالدار صاحب بات تو تم ٹھیک کہتے ہو اور
تمہارے لشکر والوں کا حال بھی ظاہر ہے جیسا کہ کہتے ہو مگر مجھکو اس امر میں
حضرت کی اجازت نہیں ہے اس سبب سے امر ناچاری کا ہے اور جو آپ
فرماتے ہیں کہ ہم کو قرض دو سو یہ غلہ بیت المال کا ہے اور میں اس کا امین
ہوں بے اجازت حضرت کے قرض بھی نہیں دے سکتا ہوں رسالدار صاحب
نے کہا کہ حاجی صاحب آپ بجا فرماتے ہیں اور قاعدے کی بات ہے خیر کچھ
مضائقہ نہیں پھر پانچویں روز رسالدار نے وہاں سے مع لشکر کوچ کیا

۱۷۴۵

موضع اسماعیل کو گئے دو روز وہاں رہے وہاں سے پھر موضع نئی گلی
کو گئے دو روز وہاں رہے وہاں سے پھر موضع باروسین میں گئے
تین روز وہاں رہے پھر وہاں سے موضع شیوہ میں گئے وہاں چار
روز رہے پھر وہاں سے موضع چار گلی کو گئے دو سر روز وہاں
سے موضع شدم کو گئے چار روز وہاں رہے وہاں حاجی محمود خاں
رامپوری تحصیلدار عشر کے تھے رسالدار صاحب نے ان سے سات
روپے مانگے اور کہا کہ ہم تم کو حضرت کا نوشتہ منگوا دینگے والا
ہم اپنے پاس سے تمہارے روپے ادا کر دینگے اس کے جواب میں حاجی
صاحب نے کہا کہ آپ نقد روپے مانگتے ہیں اور یہاں غلہ ہے اور غلہ اپنی
غرض پر کیا نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت کی مجکو اجازت
نہیں ہے مگر جو آپ نے کہا ہے تو میں حضرت کو اطلاع کرونگا وہاں
سے جیسا حکم آویگا عمل میں لاؤنگا یہ بات سن کر رسالدار صاحب
بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم حضرت کو کیا اطلاع کروگے میں آپ
کیا اس امر میں حضرت کو نہیں اطلاع کر سکتا ہوں اور میں کیا اپنے
لئے مانگتا ہوں غلہ بیت المال کا ہے غازیوں کے لئے ہے انہیں کے لئے
مانگتا ہوں یہ کہہ کر وہاں سے اپنے لشکر میں چلے آئے اور اسی روز
نماز ظہر پڑھ کر وہاں سے کوچ کر دیا موضع گرپالی میں آئے

ایک رات وہاں رہے دوسرے دن وہاں سے امازئی کی،
گڑہی داہنی طرف چھوڑ کر موضع تولاندنی میں گئے دو روز
وہاں رہے وہاں سے موضع کالوخاں میں آئے دو روز
وہاں دعوت کھائی اور اس ضلع میں جو جو بستیاں تھیں کسی
میں ایک روز دعوت کھائی کسی میں دو روز مگر کوئی بستی
چھوڑی نہیں پھر کالوخاں سے کوچ کر کے موضع سلیم خاں
میں آئے اور یہ ضلع فتح خاں پنجتاری کے عمل میں ہے لشکر
والوں نے جانا کہ یہ رسالدار صاحب پنجتار کو جاوینگے اور
پنجتار وہاں سے تین کوس تھا دو روز وہاں رہے تیسرے
روز وہاں سے پلٹ کر موضع مانیرئی میں آئے دو روز وہاں ضیافت
کھائی تیسرے روز موضع سوابئی میں آئے دو روز مہمانی وہاں کھائی
وہاں سے کوچ کر کے موضع کالی درے پر آئے وہاں ایک نالہ ہے
پانی کا آرام سمجھ کر وہیں رسالدار صاحب نے ڈیرہ کیا اور کالا درہ
بستی کا نام ہے دو روز وہاں دعوت کھائی اور فتح خاں اور ارسلان
خاں زیدی والے سے کہلا بھیجا کہ ہم دورہ کر کے کالے درے میں آئے
ہیں یہ خبر سن کر فتح خاں نے اپنے بھائی ارسلان خاں کو رسالدار صا

کو بھیجا وہ دس بارہ سواروں سے لشکر میں آئے اور رسالدار صاحب
سے ملاقات کی اور اس روز وہیں لشکر میں رسالدار صاحب کے ڈیرے
میں رہے رسالدار صاحب نے ان سے کہا کہ یہاں نالے میں پانی کا آرام
ہے اس سبب سے ہم اُترے ہیں سو چند بستیاں ابراہیم خاں کلاٹ
والے کی اور تمہارے یہاں کی بستیاں دورہ کرنے سے رہ گئی ہیں سو
تم ان کو کہلا بھیجو کہ باری باری سے ہماری ضیافت پہنچا دیویں
اور تم اپنے یہاں کی بستیوں سے پہنچا دینا اُنھوں نے کہا بہت خوب
کہلا بھیجیں گے پھر رخصت ہو کر وہ زیدی کو گئے اور ابراہیم خاں سے
کلاٹ میں رسالدار صاحب کا پیام کہلا بھیجا اور اس کے اگلے روز سے
اپنی بستیوں سے تفصیل کر ضیافتیں بھیجنی شروع کیں اور وہاں نالے پر
رسالدار صاحب نے دس بارہ مقام کئے اور انھیں روزوں کے اندر امان زئی
کی گڑہی سے حاجی بہادر شاہ خاں کا آدمی خط لے کر رسالدار صاحب کے
پاس آیا رسالدار صاحب نے اس کو پڑہوایا حاصل مضمون اُس
کا یہ تھا کہ یہاں بستی میں خبر مشہور ہے کہ پیشور سے درانیوں کا ارادہ
ادہر آنے کا ضرور ہے اور اس بستی کے اکثر لوگ ان سے ملے ہوئے
اور موافق ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے آنے کے اعتماد پر اس بستی ہی کے

لوگ کچھ فساد ہمارے اوپر اٹھا کر کھڑا کریں اس لئے ہم نے تم کو لکھا
ہے کہ جلد آکر یہاں کی خبر لو تمہارے لشکر کے آنے سے یہ مفسد لوگ
دب جاوینگے اور اس امر کی میں نے اطلاع حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی
کی ہے مگر خط کے دیکھتے ہی آپ مع لشکر اس طرف روانہ ہوں انتہیٰ
رسالدار صاحب نے یہ مضمون سن کر سب کے سامنے اس قاصد سے
جو لایا تھا فرمایا کہ حاجی صاحب سے بعد سلام کے کہنا کہ رسالدار عبدالحمید
خاں نے کہا ہے کہ ہم کو وہاں آنے کو حضرت کی اجازت نہیں ہے جو ہم
وہاں آویں اور اگر تم کو بلانے ہی کی ضرورت ہے تو ہم کو پانسو روپے
بھیج دو تو ہم آویں والا تم جانو ہم سے کیا کام یہ جواب لے کر وہ قاصد
گیا اور اپنے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ رسالدار صاحب نے یہ کیسا جواب
دیا مگر سب نے رسالدار صاحب سے کچھ نہ کہا پھر اس قاصد کے بعد
رسالدار صاحب نے جو کچھ قاصد کے ہاتھ جواب بھیجا تھا اسی مضمون
کا ایک خط لکھوایا مگر اس میں یہ مضمون زیادہ تھا کہ حاجی صاحب
تم ہرگز کسی طور ہراساں نہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب مع لشکر
تمہارے یہاں آتے ہیں مگر ہماری دعوت آپ تیار کر رکھیں یعنی پانسو
روپے انتہیٰ اور سات سواروں کے ہمراہ وہ خط کوئی پہر دن
چڑھے روانہ کیا سوار تو ادھر گئے پھر اسی روز بعد نماز مغرب کے

نقارہ ہوا تمام لشکر تیار ہو گیا پھر بعد نماز عشا کے وہاں سے کوچ
کیا اور رستے کی سب بستیاں چھوڑ کر باہر باہر گئے اور شروع صبح
صادق کو جا کر امازئی کی گڑہی کے قریب پہنچے اور جہاں اول مرتبہ ڈیرہ
دونوں بستیوں کے درمیان میں کیا تھا وہیں اب کی بھی کیا اور بستی
میں تمام لوگ غافل سوتے تھے اس عرصہ میں اذان ہوئی سب لشکر
والوں نے نماز پڑہی جب نماز سے فارغ ہوئے تب سب بستی والوں
کو خبر ہوئی کہ لشکر سید بادشاہ کا آپہنچا اور تمام لوگ بدحواس ہو گئے
اور جو اپنا بند و بست اُنہوں نے بغاوت کا کیا تھا وہ سب درہم برہم
ہو گیا اور سوچنے لگے کہ دیکھا چاہیئے انجام اس کا کیا ہو سب لوگ
نماز پڑہ کر بیٹھے تھے کہ وہیں حاجی بہادر شاہ خاں بھی آپہنچے اور رسالدار
صاحب سے ملے اور بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ جب آپ کے سوار
پیشتر ہمارے قاصد کے آئے اور آپ کا خط لائے اور زبانی انہوں
نے خبر دی کہ رسالدار صاحب ہمارے پیچھے مع لشکر کے آتے ہونگے یہ حال
سُن کر ہم کو کمال خوشی ہوئی پھر وہ خط پڑھا تو اُس کا یہی مضمون
اُسی کے مطابق تھا جو اُنھوں نے زبانی کہا تھا پھر مارے خوشی کے ہم
آپ کا انتظار کرنے لگے پھر قبل مغرب کے ہمارا قاصد آیا اور آپ کا
جواب لایا یہ حال اس سے سُن کر ہم بالکل نا اُمید ہو گئے اور دل میں

تردد پیدا ہوا کہ اگر سواروں کے کہنے کے موافق لشکر چلا ہوتا تو اب
تک آجاتا اور قاصد کا کہنا بالکل یقین ہوا کہ لشکر نہ آویگا اسی فکر
میں تمام رات گذری پھر جب صبح کی اذان ہوئی تب لوگوں سے خبر ملی
کہ لشکر آپہنچا اور نالے پر اُترا ہے یہ سُن کر نہایت خوشی ہوئی جلد
نماز پڑھ کر میں ادہر آیا یہ تمام تقریر حاجی صاحب کی سُن کر رسالدار
صاحب ہنسے اور کہنے لگے اب تو آپ بہت خوش ہوئے اب وہ پانسو
روپے لشکر کے خرچ کے لاؤ حاجی صاحب بھی ہنس کر کہنے لگے کہ اب
آپ ہم سے وہ پانسو روپے بھی لیجئے اور دو روز کی دعوت ہماری طرف
سے کھائیے اور کہا کہ ان روزوں جب آپ نے مجھ سے پانسو روپے طلب
کئے تھے پھر میں نے اس بات کی حضرت علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی کہ رسالدار
عبدالحمید خاں صاحب مجھ سے پانسو روپے واسطے خرچ لشکر کے مانگتے ہیں
سو میں نے بے اجازت آپ کے نہیں دئے آپ اس میں کیا حکم کرتے ہیں
اس کے جواب میں حضرت نے لکھ بھیجا کہ تم کو اجازت ہے جو کچھ واسطے
حاجت ضروری کے طلب کریں وہ تم ان کو دے دینا سو وہ روپے
تیار ہیں آپ لیجئے یہ کہہ کر حاجی صاحب تو بستی کو گئے پھر ان کے پیچھے
ہی رسالدار صاحب نے چار آدمی اپنے بھیج کر حاجی صاحب کے پاس
سے جا کر روپے منگوا لاؤ پھر جب یہ چاروں آدمی گئے اس وقت حاجی

صاحب دعوت کا سامان جمع کر رہے تھے پھر وہ سامان لدوا کر
انھوں نے ادہر لشکر میں روانہ کیا بعد اس کے ان کو پانسو روپے
گن کر حوالہ کئے اور آپ بھی ان کے ساتھ رسالدار صاحب کے پاس
آئے اور وے روپے رسالدار صاحب کو دئے اور کہا جو سامان دعوت
کا کم ہو وہ آپ اور منگوا لینا اور کہا جو بستی کے خان اور ملک آپ
کی ملاقات کو آویں تو آپ ان سے جیسے اوّل ملے تھے اُسی خوش اخلاقی
کے ساتھ ملنا اس لئے کہ اس ملک کے اسی قسم کے آدمی ہوتے ہیں جس
کا زور اور غلبہ دیکھتے ہیں فوراً اسی کی سی کہنے لگتے ہیں رسالدار صاحب
نے فرمایا کہ حاجی صاحب ہم اس بات کو خوب سمجھتے ہیں تعلیم کی حاجت
نہیں ہے آپ خاطر جمع رکھئے پھر حاجی صاحب رخصت ہو کر بستی
میں گئے پھر جب لشکر کے لوگ کھانا کھا چکے تب کچھ دیر کے بعد دونوں
بستیوں کے خان اور ملک واسطے ملاقات رسالدار صاحب کے آئے
رسالدار صاحب ہر ایک سے بڑے تپاک اور محبت کے ساتھ ملے اور
بٹھایا پھر وے رسالدار صاحب سے کہنے لگے کہ آپ نے ہم پر بڑی مہربانی
کی اور ہم غریبوں کو بہت سرفراز فرمایا اور نہایت ہم آپ کے آنے سے
خوش ہوئے رسالدار صاحب نے کہا کہ تم ہمارے بھائی اور دوست ہو
ہمارے آنے سے جو تم خوش ہو تو اور کون ہو پھر انھوں نے کہا کل آپ کی

دعوت ہمارے یہاں ہے آویگی رسالدار صاحب نے کہا کہ دو روز تو
دعوت حاجی صاحب کے یہاں ہے بعد اس کے ہم آپ کی ضیافت کھاوینگے
کیونکہ ہم تو آپ کے مہمان ہیں اور ابھی تو یہاں آٹھ دس روز مقام کرینگے
کچھ سواروں کا اسباب وسامان درست کرنا ہے پھر وے رخصت ہو کر
بستی کو گئے پھر اس کے اگلے روز رسالدار صاحب آپ حاجی صاحب کے
پاس تشریف لے گئے اور اُن سے کہا کہ ہم نے جو آپ سے روپے لئے ہیں
ان کا اسباب وسامان ہم کو منگوا دو یعنی اتنے تو سپید تھان اور اس قدر
چمڑے کے چیرے اور کوئی تین سو جوڑے جوتے اور اتنا سوت یہ کہہ کر رسالدار
صاحب نے وہ پانچ سو روپے حاجی صاحب کو حوالہ کئے اور آپ لشکر کو
تشریف لائے پھر دو روز کے اندر حاجی صاحب نے وہ تمام اسباب
مذکور اسی بستی سے خرید کر رسالدار صاحب کے پاس بھجوا دیا اور چار
موچی، سو کوئی تین سو روپے کا تو کپڑا تھا اور دو سو روپے کا اور
باقی اسباب تھا پھر ان چمڑوں کے موچیوں سے توبڑے اور رکاب دوال
اور کھینچ کے تسمے اور نکتے اور باگیں اور زیر بند وغیرہ بنوائے اور تقسیم
کپڑے کی اس طور سے کی کہ جس کو حاجت تھی اس کو پائجامہ دیا اور جس کو
انگے کی حاجت تھی اس کو انگا دیا اور جس کو ٹپکے کی اور سر بند کی حاجت
تھی اس کو سر بند اور ٹپکا دیا اور جس کو جوتے حاجت تھی اس کو جوتا دیا

اسی طور سب اسباب تقسیم کیا اور باقی جو اسباب و سامان بچا اس
کو اپنے ڈیرے میں رکھا دو روز کے بعد پھر بستی والوں کی ضیافت
آنی شروع ہوئی انھیں روزوں موضع سُدم سے حاجی محمود خاں کا
آدمی خط لے کر رسالدار صاحب کے پاس آیا وہ خط رسالدار صاحب
نے پڑھوایا خلاصہ اس کا یہ تھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی آپ مع لشکر
یہاں تشریف لاویں کیونکہ یہاں صورت کچھ فساد کی سی معلوم ہوتی ہے
اور آپ نے ان روزوں جو پانسو روپے مجھ سے طلب کئے تھے سو اس کی
اجازت میں نے حضرت سے منگوائی ہے وہ آپ کے واسطے یہاں موجود ہیں
اور بغیر آنے آپ کے یہاں کا فساد دفع نہ ہوگا انتہیٰ اس کے جواب میں
رسالدار صاحب نے لکھا کہ تم کو جو کچھ حضرت کا حکم ہو اس کے موافق تم
کام کرو اور مجکو ابھی وہاں آنے کی حضرت کی اجازت نہیں ہے جیسے
مجکو اجازت ہوگی ویسا میں کرونگا اور میں ابھی کچھ لشکر کا سامان درست
کرتا ہوں انتہیٰ پھر یہ جواب اُنھیں کے آدمی کے ہاتھ حاجی صاحب کے
پاس روانہ کیا اس کے اگلے روز بعد نماز عصر کے حاجی محمود خاں صاحب
دو تین آدمیوں سے خود آکر موجود ہوئے اور رسالدار صاحب سے ملے
اور کہا کہ آپ نے ایسا جواب لکھا کہ اس کے دیکھتے ہی میں گھبرا کر آپ
کے پاس چلا آیا اور آپ کا وہاں مع لشکر چلنا بہت ہی ضرور ہے مطلب
تو یوں ہے کہ آپ آج ہی یہاں سے کوچ کرکے وہاں چلیں اور اگلے آپ

جیسا مناسب جانیں اور روپے سات سو روپے اگر آپ یہاں لیں
تو یہاں بھی ہو سکتے ہیں اور جو وہاں چل کر لیویں تو وہاں موجود ہیں
یہ کلام حاجی صاحب کا سن کر رسالدار صاحب بہت ہنسے اور خوش طبعی
سے کہا کہ یہ روپے تو حضرت نے دلوائے ہیں کچھ آپ نے تو نہیں دلوائے اور جو
تم وہاں لے چلنے کو ہمارے بہت مصر ہو تو اس کا مفصل حال آپ کو نہیں معلوم
ہم جانتے ہیں کیونکہ جب ہم یہاں آئے تھے اور دو روز حاجی بہادر شاہ خاں
نے ہم لوگوں کی دعوت کی تیسرے روز منصور خاں گھڑیالی والے کا آدمی
ہمارے پاس آیا اور خان ممدوح کا پیام لایا وہ یہ تھا کہ آپ کا یہاں
امان زئی کی گڑہی میں مع لشکر آنا بہت ہی اچھا ہو کیونکہ یہاں والے
بھی بر سر فساد خفیہ خفیہ تھے اور ستدم والے بھی سو تمہارے آنے سے یہاں
کا بھی شر و فساد دب گیا اور وہاں کی بھی ہم کو خبر ہے اسی واسطے اس طرح
کا جواب ہم نے لکھا تھا اور آپ کسی بات کو ہراساں نہوں انشاء اللہ تعالیٰ
کچھ شر و فساد نہ ہوگا اور ان روپوں کی تدبیر آپ نہیں کر دیویں کہ لشکر
کا سب اسباب و سامان درست ہو جاوے بعد اس کے ہم آپ کے یہاں
ضرور آوینگے حاجی صاحب نے کہا بہتر ہے ہم آپ کو کل روپوں کی تدبیر
کر کے جاوینگے پھر اس روز حاجی محمود خاں صاحب وہیں لشکر میں رہے
اگلے روز سات سو روپے وہاں کے مہاجنوں کے پاس سے لا دئے اور رسالدار
صاحب سے رخصت چاہی انہوں نے ان کو ٹھہرایا اور عبد الحکیم خاں کو

کو بلایا اور کہا کہ اپنے سواروں کو لے کر تم حاجی صاحب کے ساتھ سوات کو جاؤ سو بارہ سوار ان کے تھے اور چالیس سوار اور اُن کے ہمراہ کر دئے اور اُن سے کہہ دیا کہ تم وہیں ٹھہرنا پیچھے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہی آتے ہیں پھر وے حاجی صاحب کے ساتھ گئے پھر رسالدار صاحب نے ان سات سو روپیوں میں سے چند سو روپے کا منگایا اور سو روپے واسطے اور خرچ ضروری کے رکھے پھر اُس کپڑے سے اور جو پہلے کا بہت سا کپڑا بچا تھا دونوں کو ملا کر تقسیم کیا اس طور سے کہ جس کو پہلے پائجامہ دیا تھا اُس کو اب کی بار انگرکھا اور چادر ٹپکا اور عمامہ دیا اور جس کو اول انگرکھا دیا تھا اس کو اب کی بار پائجامہ اور چادر اور ٹپکا اور عمامہ دیا غرضکہ جس کو جو اول دیا تھا وہ اب کی بار نہ دیا اور چار کپڑے باقی کے دئے پانچ پانچ کپڑے سب کے پورے کر دئے جب اس کام سے فراغت ہو چکی تب وہاں سے طرف سُدم کے مع لشکر کوچ کیا اس روز جب موضع چارگلی کو پہنچے وہاں کا خان منصور خاں آیا اور رسالدار صاحب سے ملا اور کہا کہ آج آپ یہیں مقام کریں کل سویرے تشریف لیجانا رسالدار صاحب نے مع لشکر وہیں رہے موافق دستور کے خان موصوف نے دعوت بھیجی پھر اس کے اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے موضع سُدم کو گئے بستی کے باہر جہاں ایک نالہ ہے اور کچھ درخت چنار وغیرہ کے ہیں وہیں جا اُترے

اور وہیں پیر عبدالحکیم خاں اپنے سواری سے اُترے تھے اور حاجی محمود خاں صاحب بستی میں تھے رسالدار صاحب کی خبر سُن کر آئے اور ملے اور کچھ باتیں رسالدار صاحب کر رہے تھے کہ اس عرصے میں وہاں کے خان امیر خاں اور مبین خاں دونوں بھائی آئے اور رسالدار صاحب سے ملے حاجی صاحب نے رسالدار صاحب سے کہا کہ اب میں جاتا ہوں کچھ آپ کی دعوت کی تدبیر کروں یہ بات سُن کر ان دونوں بھائیوں نے کہا کہ رسالدار صاحب ہمارے یہاں آئے ہیں اور ہمارے مہمان ہیں ہم دعوت کرینگے اور رسالدار صاحب نے بھی کہا کہ حاجی صاحب ہم پہلے خان کی ضیافت کھاویں گے یہ ہمارے پشتون بھائی ہیں بعد ان کے تمہاری بھی مہمانی کھاوینگے ابھی تو ہم یہاں کئی مقام کرینگے یہ سُن کر حاجی صاحب خاموش ہو رہے پھر وہ دونوں خان اور حاجی صاحب رسالدار صاحب سے رخصت ہو کر بستی کو گئے پھر شام کو خان ممدوح نے سب سامان دعوت کا بھیجا اسی طور سے چار روز تک خان کے یہاں سے دعوت آئی اور چار روز حاجی صاحب نے بیت المال سے دعوت کی نویں روز رسالدار صاحب نے وہاں سے کوچ کی تیاری کی مبین خاں ملنے کو آیا اور وہ بڑا السان اور قریبی تھا اور اسی قسم کی اُس وقت اُس نے باتیں کیں کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں آپ نے ہم پر بڑی مہربانی اور شفقت فرمائی جو آپ یہاں تشریف فرما

ہوئے اور آپ اسی طرح کبھی کبھی تشریف لایا کریں اور دل میں اس کی
دغابازی تھی چنانچہ اس کا حال آگے ظاہر ہوگا پھر اُس دن وہاں
سے کوچ کرکے موضع شیوہ کو آئے اور دو شب وہاں رہے اور ضیافت
موافق دستور کے بستی والوں نے کی پھر وہاں سے نجتار کو آئے اور
نالے پر دیوان شاہ کے باغ میں ڈیرہ کیا اور سردار فتح خاں کے علاقہ
کا جو غلہ عشر کا آتا تھا وہی لشکر میں تقسیم ہوتا تھا اور وہیں تمام لشکر
اطمینان سے رہنے لگا اب یہاں سے باقی حال مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا بیان
ہوتا ہے جو بعد لڑائی موضع ہوتی کے عشر کا بندوبست کرکے حضرت
علیہ الرحمۃ کے بلانے سے امب کو تشریف لے گئے تھے اور یہ وہ موسم تھا کہ
جن دنوں سید احمد علی صاحب اباسین کے پار لشکر لے کر موضع پہلری
میں گئے تھے کئی روز کے بعد سید حسین شاہ موضع پترواں کے حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور چہتر بائی خالی ہونے کی خبر لائے کہ پائندہ خاں چہتر بائی
چھوڑ کر نکی پانی کو بھاگ گیا یہ سن کر حضرت مولوی خیر الدین صاحب
شیر کوٹی کو کچھ لشکر دے کر چہتر بائی کو روانہ کیا اور مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب کو کچھ لشکر دے کر پیچھے پائندہ خاں کے رخصت فرمایا اور یہ
تتمہ حالات امب میں لکھا گیا ہے سوائے حال مولانا صاحب ممدوح
کے سو اُس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل

صاحب کو امیر کرکے لشکر کے ساتھ پائندہ خاں کے تعاقب میں بھیجا اور
لشکر میں کوئی ڈھائی سو ہندوستانی غازی تھے اور باقی لوگ ملکی تھے ان
کی تعداد معلوم نہیں اس روز ام سے دریائے اباسین اتر کر موضع
بلوئی میں جارہے یہ خبر پائندہ خاں کو پہنچی کہ مولانا صاحب ام سے لشکر
لے کر بلوئی میں آپہنچے وہ یہ سن کر ہیبت الٰہی سے خوف کھا کر نکی پانی
سے شیر گڑھ کو بھاگ گیا اور مولانا صاحب کو بھی خبر ہوئی کہ پائندہ خاں
شیر گڑھ کو بھاگ گیا اور نکا پانی بلوئی سے کوئی پانچ کوس ہے اور
درے کے بیچ میں ہے اور اسی قدر نکی پانی سے شیر گڑھ ہے پھر مولانا صاحب
ساتھ انتظام اور بندوبست کے بلوئی سے آگے بڑھے اور نکی پانی میں جا
کر داخل ہوئے جب یہ خبر پائندہ خاں کو پہنچی اور اہل وعیال اس کے پہاڑ
پر موضع سنگلی میں تھے اور وہ پہاڑ نکی پانی کا ہے بہت بلند خان
ممدوح کو اندیشہ ہوا اور اپنے دل میں بہت گھبرایا کہ ایسا نہ ہو کہ غازی
لوگ میرے اہل وعیال کو گرفتار کرلیں اس خیال سے اسی وقت اپنے
چند لوگ معتبر وہاں بھیجنے کو مقرر کئے اور ان سے کہا کہ میں تو ادھر سے
اگر در کو چلتا ہوں اور تم میرے اہل وعیال کو مع اسباب ومال سنگلی سے
لا کر وہیں مجھ سے ملنا پھر وے لوگ تو سنگلی کو گئے اور آپ شیر گڑھ
سے اگر در کو بھاگ گیا جب خبر مولانا صاحب کو ہوئی تب وہاں سے

کوچ کر کے شیر گڑھ میں جا داخل ہوئے پھر جب سنگلی سے خان ممدوح
کے اہل و عیال اگر در میں خان موصوف کے پاس آئے تب اُس نے
چاہا کہ ان کو کہیں محفوظ جگہ میں بھیجا چاہیئے سو وہاں اگر در میں ارسلان
خان نام بھتیجا عبد الغفور خاں اور کمال خاں کا تھا اور یہ پائندہ خاں
سے موافق تھا اور اُس کے دونوں چچا مذکورین حضرت علیہ الرحمۃ کے مخلصوں
سے تھے سو یہ ان دنوں موضع کنگلی میں تھے کہ جو ٹیکری درے میں ہے اور
وہ ارسلان خاں اُن سے بھی در پردہ ملاپ رکھتا تھا اور یہ حال پائندہ
خاں کو معلوم نہ تھا سو پائندہ خاں نے ارسلان خاں سے کہا کہ لشکر
سید بادشاہ کا تو شیر کوٹ میں داخل ہو گیا ہے اب کوئی جگہ محفوظ بتلاؤ
تو ہم اپنے اہل و عیال وہاں پہنچا دیویں اس کے جواب میں اُس نے کہا کہ
اور کہیں تو کوئی جگہ خیال میں نہیں آتی مگر میرے دونوں چچا کنگلی میں
ہیں اور ان دنوں مجھ سے اور اُن سے راہ و رسم بھی ہے اگر مرضی تمہاری
ہو تو وہاں بھیج دیویں اور پائندہ خاں صاحب غرض تھا اور کہیں اس کا
ٹھکانا نہ تھا ناچار ہو کر اس سے کہا کہ بہتر ہے وہیں پہنچا دو اور بارہ
ہزار روپے نقد علاوہ اس کے اور جو کچھ مال و اسباب تھا وہ سب
مع اہل و عیال کے اُس کو سپرد کیا کہ موضع کنگلی میں پہنچا دیوے پھر
ارسلان خاں نے ان سب کو موضع کنگلی میں پہنچا اور وہیں کنگلی میں

ارسلان خاں کی والدہ بھی رہتی تھی پھر اس کے کئی دن کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس پیلڑی سے خبر آئی کہ ہری سنگھ سکھ کا چھاپا آیا تھا اس میں سید احمد علی صاحب اور فلانے فلانے آدمی شہید ہوئے یہ حال پُر ملال سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کو ایک ملکی کے ہاتھ خط شیر گڑھ میں بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ وہاں ایسا ایسا واقعہ گذرا اب تم اس خط کے دیکھتے ہی لشکر لے کر اس طرف چلے آؤ اور آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا پھر وہ خط حضرت علیہ الرحمۃ کا مولانا صاحب کے پاس پہنچا اور اس کو پڑھا اُسی وقت وہاں سے لوٹنے کی تیاری کی اور مع لشکر وہاں سے روانہ ہوئے اور اُس دن موضع بلوئی میں آکر رہے اس کے اگلے روز دریا اباسین اُتر کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس موضع ام میں داخل ہوئے اور ملے اور بیان حالِ شہادت سید احمد علی صاحب کا زبانی حضرت کے مفصل سُنا اور اُن کے لئے اور جو جو اُن کے ساتھ شہید ہوئے ان کے واسطے دعائے مغفرت کی اور بہت افسوس کیا بعد اس کے اپنے سفر کا حال حضرت کے روبرو عرض کیا اور جس وقت مولانا صاحب شیر گڑھ سے طرف ام کے روانہ ہوئے یہ خبر پائندہ خاں کو پہنچی وہ اسی وقت خوش ہو کر پھر شیر گڑھ میں آکر داخل ہوا اور اپنے ملک تنول کا بندوبست کیا اور ارسلاں خاں سے کہا کہ ہمارے اہل و

و عیال اور اسباب و مال کو کنگلی سے یہاں پہنچا دو پھر ارسلان خاں
موضع کنگلی میں گیا اور یہ حال اپنی والدہ سے بیان کیا کہ اس لئے پائندہ
خاں نے مجکو بھیجا ہے اس نے اس کو بہت سمجھایا اور کہا کہ بیٹا تیرے لئے
یہی بہتر ہے کہ تو سید بادشاہ سے جاکر مل بلکہ جو کچھ روپے اور مال و
اسباب پائندہ خاں کا ہے یہ سب سید بادشاہ کو جاکر دے اس میں تیری
خیر خواہی معلوم ہو گی اور مجکو امید ہے کہ سید بادشاہ یہ سب مال و اسباب
تجھی کو عنایت کرینگے پھر اس کا صرف کرنا اور کھانا تجکو درست اور
روا ہو جاویگا اور پائندہ خاں کی رفاقت ترک کر ورنہ کسی نہ کسی روز
وہ تیرے ساتھ دغا کریگا کیونکہ وہ شخص بڑا بیوفا اور فریبی ہے کیا تو
جانتا نہیں ہے کہ اس نے تیرے چچا عبد الغفور خاں اور کمال خاں کے ساتھ
کیا سلوک کیا کہ وطن سے نکال کر بے وطن کردیا کہ وہاں سے یہاں بھاگ
آئے اس قسم کے اور بھی کلام اس نے کئے مگر اس کے خیال میں کوئی بات
نہ آئی اور یہ بھی کہا کہ اگر تو میرا کہنا نہیں مانتا ہے تو تو جان مگر جو پائندہ
خاں کی بہن یہاں ہے اس کی منگنی پائندہ خاں نے تیرے چچا عبد الغفور خاں
کے ساتھ کی تھی اور کہا تھا کہ چند روز میں نکاح بھی کردونگا مگر جب وہ
زور آور ہو گیا اور تیرا چچا کمزور ہو گیا اور معاملہ بگڑ گیا تب وہ بدل
گیا کہ میں اپنی بہن عبد الغفور خاں کو نہ دونگا یہ اپنی کمزوری دیکھ کر

خاموش بیٹھ رہے سو میں اس کو نہ جانے دونگی اور تو سب کو لیجا تجکو !
اختیار ہے پھر یہ بات عبدالغفور خاں نے سُنی کہ ارسلاں خاں پائندہ خاں
کے اہل وعیال لینے کو آیا ہے اُس نے خیال کیا کہ پھر ایسا قابو نہ ملیگا پھر
ارسلاں خاں کے پاس جاکر کہا کہ خبردار پائندہ خاں کی بہن کو یہاں سے
نہ لے جانا نہیں تو تیرے لئے اچھا نہ ہوگا یہ بات سُن کر وہ ناچار ہوگیا اور
کچھ زور نہ چلا پھر آپ تو مارے خوف کے شیر گڑھ چلا گیا مگر اور کسی معتبر
شخص کے ہمراہ پائندہ خاں کے اہل وعیال وغیرہ بھیجدئے اور جو بارہ
ہزار روپے تھے وہ آپ رکھ لئے اور ایک خط عذر و معذرت کا لکھ کر
بھیجا کہ یہاں ایسا واقعہ ہوا اس میں میں ناچار ہوں اور اس امر میں محض بے اختیار
ہوں اور اب میں مارے ندامت اور پشیمانی کے تمہارے سامنے نہیں آسکتا
ہوں یہ تمام واقعہ سُن کر پائندہ خاں بہت درہم برہم ہوا مگر ان روزوں
اس کا کارخانہ جو تہ وبالا ہوگیا تھا اس سبب سے اس نے سوا خاموشی
کے کوئی چارہ نہ دیکھا مگر یہ اپنے دل میں جانا کہ تمام حیلہ سازی اور
دغا بازی ارسلاں خاں کی ہے پھر بعد چند روز کے عبدالغفور خاں نے
پائندہ خاں کی بہن سے نکاح کرلیا اور وہیں موضع کنگلی میں رہا اور تتمہ اس
قصہ کا یہ ہے کہ جن دنوں حضرت علیہ الرحمۃ سے گڑہی امب اور چتربائی
کی چھوٹ گئی اور پائندہ خاں نے ان دونوں گڑہیوں پر اپنا قبضہ

کر لیا ان روزوں اُس نے ارسلاں خاں کو موضع گنگلی سے بہ طرح
کر اپنے پاس بلایا کہ خاں تم نے ہماری بڑی خیر خواہی اور نمک حلالی کی ہے
اور اب اللہ تعالیٰ نے ہمارا ملک ہم کو عنایت کیا ہے اور تمہارا حق ہم پر بہت ہے
اگر یہاں ہمارے پاس آؤ تو تم کو بہت راضی اور خوشنود کر دینگے اور ملک
تنول میں نکی پانی کے بجا نام ایک موضع ہے ان دنوں پائندہ خاں
وہیں تھا پھر ارسلاں خاں ان دنوں پائندہ خاں وہیں تھا پھر ارسلاں
خاں اپنی سرفرازی کی طمع سے خوش ہو کر اور وہ بارہ ہزار روپے
جو اس نے خان موصوف کی دبا رکھے تھے وہ بھی مارے خوشامد کے اپنے
ہمراہ لے کر گیا اور پائندہ خاں سے ملا اور وہ روپے اس کو دئیے پھر
کئی روز بطور مہمان کے اپنے پاس رکھا اور ارسلاں خاں جو دس پندرہ لوگ
ہمراہ لایا تھا جب پائندہ خاں کی طرف سے اس کو اطمینان ہوا تب
ان کو رخصت کیا اور آپ سرفرازی کی اُمید پر رہا جب وہ تنہا رہ
گیا تب پائندہ خاں نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے اگلے روز اس
کو قتل کر دیا انتہیٰ' اب یہ حال وہاں سے شروع ہوتا ہے جو کہ رسالدار
عبدالحمید خاں صاحب تمام ملک سمہ کا دورہ کر کے مع الخیر بخارا میں آئے
اور ملکے پر دیوان شاہ کے باغ میں اُترے اور اُس کے چند روز
کے بعد امان زئی کی گڑھی سے حاجی بہادر شاہ خاں نے جو تحصیلدار

عشر ہیر تھے رسالدار صاحب کو خط بھیجا حاصل مضمون اُس کے کا
یہ تھا کہ موضع تورو سے دلیل خاں بہادر خاں کے بھائی نے ہمارے
پاس خبر بھیجی ہے کہ احمد خاں موضع ہوتی کا جو پیشور کو درانیوں کا
لشکر لینے گیا تھا سو اب لشکر کو لئے ہوئے آتا ہے اور پشور سے درانیوں
خیمہ باہر نکلا ہے سو تم بھی ہوشیار ہو جاؤ اور جلد اس بات کی حضرت
امیر المومنین کو اطلاع کرو انتہیٰ پھر وہ خط رسالدار صاحب نے سردار
فتح خاں کو بلا کر دکھلایا خان ممدوح نے کہا کہ یہی خط اپنے خط میں ملفوف
کر کے سید بادشاہ کے پاس بھیجدو ان کو بھی اطلاع ہو جاوے اور تم کو جب
کہ وہاں سے ارشاد ہو ویسا تم کرو پھر رسالدار صاحب نے بعد القاب و آداب
کے لکھا کہ میں ملک سمی کا دورہ کر کے یہاں پنجتار میں دیوان شاہ کے باغ
میں اُترا ہوں اور حاجی بہادر شاہ صاحب کا یہ خط ملفوف آپ کی
خدمت میں بھیجتا ہے اب میرے واسطے جو ارشاد ہو ویسا عمل میں لاؤں
انتہیٰ پھر یہ خط اپنے خط میں ملفوف کر کے رسالدار صاحب نے کریم بخش
پانی پتی سوار کے ہاتھ حضرت کے پاس بھیجا اور حاجی بہادر شاہ خاں کے
خط کا جواب یہ لکھا کہ آپ کا خط ہم کو پہنچا مضمون اس کا معلوم ہوا اور
جو آپ نے درانیوں کے لشکر کے آنے کو لکھا ہے اس کا یہ حال ہے کہ کئی
مہینے کا عرصہ ہوا کہ جب سے احمد خاں موضع ہوتی سے لشکر کو لینے

پیشور گیا تھا تب سے کئی بار لوگوں نے یہی خبر اڑائی ہے کہ احمد خاں
لشکر درانیوں کا لئے آتا ہے مگر کبھی کچھ ظہور میں نہ آیا یوں ہی اب کی
بار بھی لوگوں نے یہ خبر اڑائی ہوگی تم ایسی ایسی افواہوں سے خبر نہ ہوا
کرو اور اگر یہ خبر سچ ہے تو بسم اللہ آنے دو جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا
اور ہم نے آپ کا وہ خط اپنی عرضی کے ساتھ حضرت کے پاس روانہ کیا ہے
جیسا کہ وہاں سے اس کے جواب میں ارشاد ہوگا ویسا کیا جاویگا انتہیٰ
پھر یہ جواب اُنھیں کے آدمی کے ہاتھ روانہ کیا پھر اس کے کئی روز کے
بعد تحقیق خبر لوگوں میں مشہور ہوئی کہ پیشور سے لشکر کوچ کر کے حکنی میں
آیا ہے اور قصبہ حکنی پیشور سے تین کوس جانب مشرق ہے اور وہیں حکنی
سے سردار سلطان محمد خاں بھائی سردار یار محمد خاں کے نے ملک سمی کے
خوانین کو از روے تہدید شدید کے لکھا کہ تمہارے ملک میں ہمارا
بھائی یار محمد خاں مارا گیا ہے اور احمد خاں کے موضع مردان اہم ہوتی کو ہی تم لوگوں
نے چھنوا دیا سو اب ہم آتے ہیں اور تم سے سمجھیں گے اور اپنا عیوض لیونگے
یہ خبر سن کے تمام ملک اور خوانین متردد اور اندیشہ مند ہوئے
کہ خدا خیر کرے دیکھا چاہئے اس کا انجام کیا ہوا اور لشکر کے ساتھ
سردار سلطان محمد خاں اور سردار پیر محمد خاں اور سردار سید محمد خاں

یہ تینوں بھائی سردار یار محمد خاں کے تھے اور حبیب اللہ خاں وزیر
عظیم خاں کا بیٹا بھی تھا اور اکثر خوانین ملک سمہ کے متردد ہو کر اور آپس
میں مشورہ کرکے سردار فتح خاں پنجتاری کے پاس آئے چنانچہ ان
میں دلیل خاں بہادر خاں کا بھائی لورو والا اور سرور خاں اتمان زئی
کی گڑھی کا اور اسمٰعیل خاں موضع اسمعیلی کا اور منصور خاں چارگلی کا
اور مبین خاں موضع سُدم کا اور مشکار خاں موضع شیوہ کا اور
شہامت خاں موضع تلاندئی کا اور ملا ابراہیم موضع ڈاگئی کا بھی
تھا اور موضع کالو خاں کا خان اور موضع شیخ خانہ کا خان اور موضع
نی گلی کا خان بھی تھا مگر ان تینوں بستیوں کے خوانین کے نام یاد نہیں
پھر اس دن تو فتح خاں کے مکان پر رہے اور خان ممدوح نے بہت
ان کی خاطرداری کی اس کے اگلے روز ان سب نے خان موصوف
سے اپنا حال بیان کیا کہ سردار سلطان محمد خاں درانی نے ہم لوگوں کو
اس طرح دھمکی دے کر لکھا ہے اس سبب سے ہم سب آپ کے پاس
آئے ہیں آپ اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیے یہ بات سن کر فتح خان
نے رسالدار عبدالحمید خاں کو بلوایا اور اُن سے وہ تمام حال بیان کیا
رسالدار ممدوح نے کہا کہ جو اس ضلع کے خوانین ہیں چنانچہ زیدی
کے فتح خاں اور ارسلاں خاں اور کلابٹ کے ابراہیم خاں اور اسمٰعیل خاں

اور قمر غنزر کے سرفراز خاں ان سب کو بلاؤ کہ اپنے مشیروں سمیت
آ جاویں پھر فتح خاں نے ان سب خوانین کو بلوایا کہ یہاں آؤ کچھ
مشورت کرنی ہے پھر اس کے اگلے روز وہ یہی آکر داخل ہوئے پھر
فتح خاں نے اُن خوانین کے آنے کا سبب اُن سے بیان کیا کہ اس امر کا
بندوبست کرنا چاہئے پھر سب نے مل کر مشورت میں ٹھہرایا کہ سید بادشاہ
کو یہاں بلوانا چاہئے بغیر ان کے آنے کے کچھ نہ بنے گا پھر اس امر کی ایک
عرضی سب کی طرف سے حضرت علیہ الرحمۃ کو لکھی گئی کہ لشکر درانیوں کا
ہماری طرف آتا ہے سو ہم سب نے یہ بات ٹھہرائی ہے کہ آپ وہاں سے
جلد تشریف لاویں اور یہاں پنجتار میں ٹھہریں اور ہم لوگ آپ کے لشکر
کے ہمراہ واسطے مقابلے اُن کے کے یہاں سے آگے بڑھیں پھر اس عرضی
کو فتح خاں نے اپنے ایک ملکی طالب العلم کے ہاتھ حضرت کے پاس روانہ
کی اور وہ سب خوانین فتح خاں سے رخصت ہو کر اپنی اپنی بستیوں کو
گئے پھر جبکہ یہ عرضی حضرت کو پہنچی اور اس کا مضمون دریافت کیا پھر
اس کے جواب میں آپ نے رسالدار عبدالحمید خاں صاحب کو لکھا کہ تم
اپنے سوار لے کر امان زئی کی گڑھی میں جا ڈیرہ کرو اس میں اس ضلع
کے لوگوں کو تقویت اور تسلی ہو گی اور ان خوانین کے سوال کے جواب میں
فتح خاں کو لکھا کہ تم سب خوانین کی تسلی کرو کہ کسی امر کا اندیشہ نہ

نہ کریں اللہ تعالیٰ سب طرح سے خیر کریگا اور ہم نے رسالدار عبد الحمید
خاں کو لکھا ہے وہ تمہارے یہاں سے کوچ کر کے امان زئی کی گڑہی
میں جاکر ڈیرہ کرینگے اور ہم بھی جلد انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں آتے
ہیں جبکہ یہ جواب فتح خاں کے پاس تب یہی مضمون لکھ کر ہر ایک خان
کو جو رخصت ہو کر اپنی بستیوں کو گئے تھے بھیجدیا اور رسالدار صاحب کا خط
خان ممدوح نے رسالدار صاحب کو بھیجدیا اُنہوں نے اس کو پڑھوایا
اور اُس کا حال اپنے لوگوں سے بیان کیا کہ حضرت کا حکم ہے کہ تم سواروں
کو لے کر امان زئی کی گڑہی کو جاؤ اور وہیں ڈیرہ کرو اور عنقریب ہم بھی
تمہارے وہاں آتے ہیں یہ خبر سُن کر ہم تمام سوار بہت خوش ہوئے کہ اب
انشاء اللہ تعالیٰ حضرت سے ملاقات ہوگی پھر اس کے پھر اس کے
اگلے روز رسالدار صاحب نے پنجتار سے کوچ کیا اُس وقت سوار
رسالدار صاحب کے ہمراہ قریب تین سو کے ہونگے اور جو ملکی سوار تھے
وہ اپنے اپنے مکانوں کو گئے سے پہلے گئے تھے پھر اس دن رسالدار
صاحب نے جاکر شیوے میں ڈیرہ کیا بستی والے بہت خوش ہوئے اور
انھیں سب نے موافق دستور ملک کے ہم لوگوں کی مہمانی کی پھر اس کے
اگلے روز وہاں سے طرف امان زئی کی گڑہی کے روانہ ہوئے رستے میں
موضع اسمٰعیل تھا جب وہاں پہنچے وہاں کے رئیس اسمٰعیل خاں نے رسالدار

صاحب کو روک لیا کہ آج آپ کی میرے یہاں دعوت ہے آپ یہیں ڈیرہ کریئے اُنھوں نے ہرچند عذر کیا مگر انھوں نے نہ جانے دیا پھر اُس دن وہیں رہے اور سب نے اُن کی مہمانی کھائی پھر اس کے اگلے روز وہاں سے کوچ کر کے امان زئی کی گڑہی میں داخل ہوئے اور وہاں نالہ کے اُس پر ڈیرہ کیا وہاں کے لوگ سواروں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ سید بادشاہ نے ہم لوگوں کی محافظت کو لشکر بھیجا ہے پھر اُس دن تو بستی والوں نے ہم لوگوں کی دعوت کی اُس کے اگلے روز سے جو بیت المال کا غلہ حاجی بہادر شاہ خاں کے پاس جمع تھا اُس میں سے کھانے لگے اور رسالدار صاحب نے حاجی بہادر شاہ خاں سے کہہ کر چار صیقل گر اور چار لوہار بلوا کر ہتیار ملوانے لگے اور تید وخوں کے کندے جو ٹوٹے اور پرانے تھے بنوانے لگے اس کے آٹھ دس روز کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک آدمی امب سے پنجتار میں فتح خاں کے پاس بھیجا اُس نے آکر خان ممدوح کو دو خط دئے ان میں ایک خان موصوف کے نام کا تھا پھر انھوں نے اپنا خط تو رکھ لیا اور دوسرا اپنے آدمی کے ہاتھ رسالدار صاحب کے پاس بھیجدیا اور مضمون دونوں خطوں کا ایک ہی تھا یعنی اب ہم دو تین روز کے بعد یہاں سے کوچ کر کے پنجتار کو آتے ہیں تم سب صاحب خاطر جمع رکھنا اب یہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے کوچ کا بیان ہے جبکہ حضرت علیہ الرحمۃ

نے ام سے کوچ کی تیاری کی تب مولوی نصیر الدین صاحب بشیر کوٹی کو جو
چھتر بائی میں تھے ان کو تو آپ نے وہیں رکھا اور حافظ مصطفےٰ کاندہلوی
کو مولوی صاحب موصوف کے پاس بھیجا کہ تم ان کے نیچے کاروبار کیا کرنا
اور ادہرام کا بند وبست کرکے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور شیخ ولی محمد
صاحب پھلتی کو ام میں مقرر کیا اور جو کچھ وہاں کے انتظام کے مناسب جانا
وہ باتیں دونوں صاحبوں کے باخوبی فہمائش کردیں اور چھتر بائی اور ام
میں قریب تین سو کے آدمی چھوڑے اور اسی قدر جمعیت اپنے ہمراہ لے کر
آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور اُس روز سہانی میں رہے اور سید اکبر صاحب
گرہی تک چند آدمیوں سے آپ کے استقبال کو آئے تھے اور وہاں سے اپنے
ساتھ لے گئے اور بڑے تکلف سے سب کی مہمانی کی اور کھانا گوشت روٹی
تھا اور اُس کے اگلے روز بھی سب کو ناشتہ کروایا پھر سب لوگ اپنی
اپنی کمریں باندہنے لگے اور سید اکبر صاحب حضرت علیہ الرحمۃ سے کچھ صلاح
مشورت کرنے لگے اور اس میں دیر تک اُنہوں نے باتیں کیں مگر ہم کو
نہیں معلوم کہ وہ کیا مشورت تھی پھر آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور
وہ گھوڑا رنگ میں سبزہ تھا اور نام اس کا اژدر تھا اور وہ ارباب
بہرام خاں نے آپ کی نذر کیا تھا جبکہ آپ روانہ ہوئے تب سید اکبر
اور اُن کے دو بھائی سید اصغر اور سید عمران دس بارہ آدمیوں سے

آپ کے ہمراہ ہوئے اس روز آپ موضع کہتیل کو گئے اُس روز بستی
والوں نے موافق دستور کے سب کی ضیافت کی اس کے اگلے روز حضرت
نے سید اکبر اور سید اصغر اور سید عمران کو رخصت کیا اُس وقت وہ تینوں
بھائی کمال رقت سے روتے تھے پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور
اس روز جا کر موضع پوئی میں رہے وہاں بھی بستی والوں نے مہمانی کی
اگلے روز آپ نے ساٹھ ستر آدمی تو آپ نے اپنے ہمراہ رکھ لئے اور باقی لوگوں
کو طرف موضع ینی کے رخصت کیا اور آپ بڑے منارے کو گئے اور وہاں
آپ کے جانیکی وجہ یہ تھی کہ دراز نام وہاں ایک مجذوب حافظ تھا اُس کی
ملاقات کو تشریف لے گئے اور وہاں جس مسجد میں وہ حافظ تھے جب وہاں
پہنچے تو لوگوں سے حافظ ممدوح کو پوچھا اُس مسجد کے آدمیوں نے عرض کی
کہ جب حضرت کی سواری یہاں سے کوئی دو کوس کے فاصلے پر ہو گئی تب وہ
یہاں سے اٹھ کر طرف اباسین کے چلے گئے سو وہیں ہونگے یہ خبر سن کر
حضرت گھوڑے سے اُترے اور پیادہ پا اپنے لوگوں سے دریا پر تشریف
لے گئے اور دریا وہاں سے قریب تھا پھر وہ حافظ صاحب ادہر سے آتے
ہوئے آپ کو رستے ہی میں ملے اور حضرت سے اُنہوں نے سلام علیک
کرکے مصافحہ اور معانقہ کیا اور کہا کہ آپ نے کیوں تکلیف کی میں آپ
کی خدمت عالی میں حاضر ہوتا آپ نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہم ہی تمہاری

ملاقات کو آئے پھر وہ حضرت علیہ الرحمۃ کو ساتھ ہی ساتھ مسجد میں لائے اور وہیں مسجد کے کنارے دریا کی جانب ان کا حجرہ تھا اُس کے دروازے کے سامنے اپنی لنگی بچھا کر حضرت کو بٹھایا پھر آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آج ہم تمہارے مہمان ہیں اُنھوں نے عرض کی کہ میرے پاس کیا ہے جو میں آپ کی مہمانی کروں دو روٹیاں ایک جگہ سے میرے لئے آئی ہیں اگر آپ کو کھلاؤں تو میں بھوکا ہوں اور جو میں کھاؤں تو آپ بھوکے رہیں آپ نے فرمایا کہ خیر کچھ ہو مگر ہم تمہارے مہمان ہیں پھر حافظ صاحب نے دوبار وہی فرمایا اور اُن کے حجرے میں گھاس بچھی تھی پھر اُنھوں نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا اور پانچ روپے نکال کر حضرت کے سامنے کئے کہ یہ تو حاضر ہیں آپ نے مسکرا کر وہ روپے لے لئے اور اپنے بائیں ہاتھ میں دبا لئے اور اپنے داہنے ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کے پاس ایک پیالہ پانی ہے سو اس کو آپ ہم سے چھپاتے ہیں یہاں تو عنایت الٰہی سے اُس کی رحمت کا دریا بھر رہا ہے جتنا آپ کو حاجت ہو اُتنا بھر لیں یہ بات سُن کر حافظ صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے حجرے میں گئے اور حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کمریں کھول ڈالو اور اسی مسجد میں بستر لگاؤ پھر وہیں سب نے کمریں کھول کر بستر لگائے اور اس بستی میں دو ملک تھے ایک کا نام محسن خاں

تھا اور یہ حضرت کا مخلص اور رفیق صادق اور مرید بھی تھا اور اسی
نے اُس دن اپنے مکان پر لیجا کر حضرت کی ضیافت کی اور دوسرے کا
نام نجو خاں تھا اور وہ مخالف تھا مگر وہ بھی آپ کی ملاقات کو آیا تھا
پھر حضرت اُن کے یہاں سے طعام تناول فرما کر آئے دو چار گھڑی سو
رہے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی
اور بعد فراغ نماز کے بیٹھے اور لوگ بستی کے واسطے ملاقات کے آنے لگے اور
وہ حافظ صاحب نماز پڑھ کر اپنے حجرے میں چلے گئے اور اس بستی کا ایک شخص
کہتا تھا کہ جب سے یہ صاحب اس حجرے میں ہیں تب سے ان کا یہ دستور ہے
کہ ہر وقت اس حجرے میں رہتے ہیں اور جو کوئی امیر و غریب آکر ان کے
پاس بیٹھتا ہے اس کو خفا ہو کر اٹھا دیتے ہیں اور اپنے حجرے سے یہ فرض
واسطے نماز کے نکلتے ہیں یا ایک بار ہر روز دریا پر نہانے کو جاتے ہیں اور کہیں
نہیں جاتے اور اُن کے نہانے کا یہ طور ہے کہ ایک لاٹھی لے کر دریا پر چلے جاتے
ہیں جب کمر تک پانی میں جاتے ہیں تب وہاں پانی میں لاٹھی گاڑ کر اپنا
کرتا اتار کر اس پر دھر دیتے ہیں اور آپ بدن مل مل کر خوب نہاتے ہیں
اور حالانکہ پانی دریا کا بہت زور سے بہتا ہے مگر امکان نہیں کہ لاٹھی
جنبش کر جاوے پھر جب نہا کر فارغ ہوتے ہیں تب کرتا پہن کر اسی
طور نیچے کرتا کئے ہوئے باہر آتے ہیں اور اپنا تہبند باندھ کر چلے آتے ہیں

اور آج اُنھوں نے سید بادشاہ سے خوب باتیں کیں بلکہ اپنی لنگی پر
سید بادشاہ کو بٹھا کر پانچ روپیے واسطے دعوت کے نذر کئے اُن باتوں
سے ہم کو بہت تعجب ہوا تھا۔ پھر کچھ عرصے میں حضرت نے عصر کی نماز
پڑھی اور وہیں بیٹھے رہے اور حافظ بعد نماز کے اپنے حجرے میں گئے پھر جب
اذان مغرب کی ہوئی اور نماز پڑھی گئی اس وقت مسجد میں کثرت لوگوں
کی بہت تھی پھر حافظ صاحب موافق اپنے معمول کے حجرے میں جا بیٹھے
سب لوگوں کو مسجد میں چھوڑ کر حضرت بھی ان کے دروازے پر تشریف
لے گئے اور آپ کو دیکھ کر باہر آئے اور آپ کے پاس بیٹھے اور مغرب سے
عشاء تک آپ سے اور اُن سے باتیں ہوا کیں مگر ہم لوگوں میں سے کسی کو
نہیں معلوم کہ وہ کیا باتیں تھیں مگر قرینہ یہی دلالت کرتا تھا کہ وہ مجذوب
تھے کیا عجب کہ وہاں کے وہ صاحب خدمت ہوں اور حضرت ان کو اس امر
میں کچھ تعلیم و تلقین فرماتے ہوں واللہ اعلم پھر جب اذان عشاء کی ہوئی تب
حضرت وہاں سے مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور وہیں بیٹھے رہے اور وہ حافظ
صاحب بعد نماز کے اپنے حجرے کو گئے پھر کچھ دیر کے بعد بستی والے اپنے گھروں
کو گئے اور حضرت بھی اور آپ کے لوگ بھی سو رہے پھر صبح کو بعد نماز کے
آپ نے کوچ کی تیاری کی اُس وقت حافظ صاحب اپنے حجرے سے
حضرت کو رخصت کرتے آئے اور عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ

خیر کرے پھر آپ نے دعا کی اور حافظ صاحب سے مصافحہ کر کے رخصت
ہوئے اور سوار ہو کر چلے اور جن لوگوں کو آپ نے ایک روز پہلے مرغز
سے کو روانہ کیا تھا وے وہاں سے پنجتار میں جا کر داخل ہوئے اور اسی روز
حضرت بھی موضع کلابٹ کو داہنی طرف اور موضع مرغنز کو بائیں جانب
چھوڑ بیچ میں جا نکلے آپ کو سن کر کلابٹ کا رئیس اسمٰعیل خاں اپنے بھائی
ابراہیم خاں کو ساتھ لے کر آیا اور مرغنز کا رئیس سرفراز خاں بھی آیا
اور ان دونوں خانوں نے واسطے مہمانی حضرت کے بہت اصرار کیا کہ آپ
ہمارے یہاں تشریف لے چلیں مگر آپ نے ان سے عذر کیا کہ کار ضروری
ہے ٹھہرنے میں حرج ہو گی آپ مہمانی سے ہم کو اس وقت معاف رکھیں
یہ بات سن کر وہ راضی ہوئے پھر حضرت وہاں سے آگے بڑھے جب دیکھ
تنالی کے پہنچے اس وقت فتح خاں پنجتار سے چند سوار لے کر آپکے استقبال
کو آئے اور وہاں بیرونکا ایک باغ تھا وہیں حضرت سے ملاقات کی اور
بہت خوش ہوا پھر حضرت کی سواری وہاں سے روانہ ہوئی اور فتح خاں
اپنے سواروں سے حضرت کے آگے گئے گھوڑے پھیرتے ہوئے چلے یہاں
تک کہ پنجتار کے کنارے نالے پر جہاں شیشم کے درخت تھے پہنچے اور
وہیں عصر کی نماز پڑھی اور دعا کی پھر وہاں سے بستی میں تشریف لے گئے

اور اپنے قدیمی برج میں اُترے اور لوگ آپ کے اپنی اپنی جماعت میں اُترے اُس کے دوسرے یا تیسرے دن آپ نے فتح خاں سے فرمایا کہ جن صاحبوں نے ہم کو یہاں بلایا تھا اب اُن کو بلواؤ کہ ان سے کچھ مشورہ کیا جاوے یہ امر عالی سُن کر فتح خاں نے جابجا ہر ملک اور خوانین کو واسطے بلانے کے خطوط روانہ کئے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے دو خط امان زئی کی گڑھی میں روانہ کئے ایک خط رسالدار عبدالحمید خاں کو مضمون اس کا یہ تھا کہ ہم یہاں پنجتار میں فلانی تاریخ اور فلانے روز داخل ہوئے اور تم کو جو کچھ واسطے ساز و سامان ضروری لشکر کے حاجت ہو وہ حاجی بہادر شاہ خاں سے لے کر جلد بنواؤ اور ایک خط حاجی بہادر شاہ خاں کے نام کا خلاصہ اس کا یہ تھا کہ رسالدار عبدالحمید خاں تم سے جو کچھ واسطے درستی سامان لشکر کے طلب کریں بلا توقف دینا انتہیٰ جس وقت حضرت کا رسالدار صاحب ممدوح کو پہنچا اور پڑھا گیا پنجتار میں حضرت کے آنے کی خبر سُن کر تمام لوگ لشکر کے نہایت خوش ہوئے کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ حضرت سے ملاقات ہو گی اور جو آپ نے واسطے درستی سامان لشکر کے لکھا تھا سو اکثر اسباب ضروری رسالدار صاحب نے چند روز بیشتر سے درست کروا رکھا تھا اور جو کچھ قدر قلیل سامان باقی تھا وہ موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ کے کئی روز کے عرصہ میں درست کروا لیا اور قیمت اور مزدوری اُس کی حاجی

۱۷۷۷

صاحب ممدوح سے دلوادی پھر بعد کئی روز کے وے تمام ملک اور
خوانین ملک سمی کے پنجتار میں آکر حاضر ہوئے اور کھانا اُن کا حضرت
علیہ الرحمۃ کے یہاں سے مقرر ہوا پھر ایک وقت حضرت نے اُن سب کو
جمع کرکے بطور مشورہ کے پوچھا کہ پیشور سے جو لشکر درانیوں کا تمہارے
اس ملک میں آتا ہے تم صاحبوں کی اس میں کیا صلاح ہے جو کچھ آپ کی
صلاح ہو وہی ہم سب کو منظور ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو تم بجا کہتے
ہو مگر تمہاری رائے میں جو کچھ تدبیر اس امر میں بہتر معلوم ہوتی ہو وہ
کہو اُنھوں نے عرض کی کہ آج ہم سب آپس میں مشورت کرکے اس کا
جواب کل دینگے، آپ نے منظور کیا پھر وے اپنے اپنے ٹھکانوں میں چلے گئے
اور آپس میں صلاح و مشورت کرکے اگلے روز پھر آکر حضرت کے پاس
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم سب لوگوں کی رائے ناقص میں یہ تدبیر بہتر
معلوم ہوتی ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کرکے امان زئی کی گڑھی میں یا موضع
تورو میں دیرہ کریں اس لئے کہ یہ سارا ملک امن میں ہوجاویگا اور سب لوگوں
کے اہل و عیال تسکین و آرام سے رہینگے حضرت علیہ الرحمۃ کو یہ تدبیر ان کی
پسند آئی اور فرمایا کہ یہ تدبیر تمہاری معقول ہے مگر ابھی تو لشکر درانیوں
کا چکنی میں پڑا ہے اگر وے وہاں سے اس طرف کو کوچ کرینگے اور جو انہوں
نے اس طرف کا ارادہ نہ کیا اور وہیں رہے تو ہم کو یہاں سے کوچ کرنے
کی کچھ ضرورت نہیں لشکر ہمارا وہاں پڑا ہے تم صاحب کسی امر کا اندیشہ نہ کرو

اللہ تعالیٰ سب طرح سے اپنا فضل کریگا مگر اپنی ہوشیاری اور بندوبست سے غافل نہ رہو اور درانیوں کی آمد کی خبر لیئے رہو یہ تمام گفتگو آپ کی سُن کر وہ لوگ خاموش رہے اور کچھ نہ بولے مگر منصور خاں چارگنگی والے نے عرض کی کہ آپ نے بہت خوب فرمایا اور یہی بات بہتر ہے پھر سب نے مل کر آپ سے رخصت چاہی آپ نے فرمایا کہ آج تو رہو انشاء اللہ تعالیٰ کل تم کو رخصت کرینگے پھر وے اپنے اپنے ڈیروں میں گئے اور حضرت بھی کھانا کھا کر سو رہے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر فتح خاں کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ درانیوں کے لشکر کے آنے کی لوگوں میں خبر گرم ہے اور غلہ عشر کا جا بجا بستیوں میں جمع ہے اگر کسی جگہ محفوظ میں سب کہیں سے اکٹھا کر دیا جاوے تو بہتر ہے اس کی کوئی جگہ تجویز کرنی چاہئیے خان ممدوح نے عرض کی کہ بات تو آپ نے بہت مناسب فرمائی سو اس کی تجویز میرے ذہن میں یوں آتی ہے کہ حاجی بہادر شاہ خاں اور حاجی محمود خاں کے ضلع کا غلہ موضع سُلم میں جمع کیا جاوے اور مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری کے ضلع کا غلہ موضع گندف میں جمع کیا جاوے کیونکہ یہ دونوں بستیاں محفوظ جگہ میں ہیں اور جو ملک اور خوانین کہ یہاں حاضر ہیں جن کو آپ کل رخصت کرینگے ان سے آپ تاکید کر کے فرما دیویں کہ اپنی اپنی بستیوں کا عشر گدھوں خچروں پر لدوا کر فلانی فلانی بستی میں بھجوا دو اور مزدوری بار برداری کی بچار

یہاں سے ملیگی اس تدبیر سے غلہ سب جگہ کا دونوں بستیوں میں جمع
ہوجاویگا یہ گفتگو خان ممدوح کی حضرت کو بہت پسند آئی پھر اگلے
روز جب وے ملک اور خوانین آپ سے رخصت ہونے کو آئے تب آپ
نے سب سے وہی بات فرمائی اور ان سب نے منظور کی پھر ان کو رخصت
کیا وہ اپنی اپنی بستیوں کو گئے اور وہ غلہ عشر کا جو اور گیہوں تھے
پھر آپ نے ایک خط موضع سُدُم میں حاجی محمود خاں کو پہنچا خلاصہ مضمون
اس کے کا یہ تھا کہ پیشور سے درانیوں کے لشکر کے آنے کی ان دنوں خبر گرم
ہے سو ہم کو منظور ہے کہ غلہ عشر کا تمام بستیوں کا سُدُم اور گندف میں
جمع کر دیا جاوے سو اس کی تاکید ہم نے ہر ایک ملک اور خوانین سے جو ہماری
ملاقات کو آئے تھے کر دی ہے سو تم غلہ رکھنے کو کھنبے جلد بنوا کر تیار کروا دو
اور جس بستی کا غلہ یہاں کا یا حاجی بہادر شاہ خاں کے ضلع کا آوے اس کو
جمع کر لینا اور مزدوری اُس کی اپنے پاس سے تم دیدینا انتہیٰ اور ایک خط
آپ نے حاجی بہادر شاہ خاں کو لکھا خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ
ان دنوں اس ملک میں لشکر درانیوں کے آنے کی خبر ہے سو ہم نے یہ تدبیر
کی ہے کہ تمام غلہ عشر کا ہر بستی سے اٹھوا کر اور گندف اور سُدُم میں جمع
کر دیا جاوے سو تم اپنے ضلع کی بستیوں کا غلہ سُدم میں حاجی
محمود خاں کے پاس لدوا کر بھیجدو انتہیٰ پھر جب حاجی محمود خاں نے جند

روز میں کہنیے بنوا کر تیار کئے تب جا بجا ہر بستی میں اپنے لوگوں کو جو
متعین تھے کہلا بھیجا کہ اپنی بستیوں کے ملک اور خوانین سے بار برداری
کروا کر غلہ یہاں پہنچا دو مزدوری اُن کی یہاں سے دی جاویگی پھر ہر
کہیں سے غلہ آنے لگا اور کہنیوں میں بھروانے لگے اور کہنیا وہاں اُس
کو کہتے ہیں کہ وہ لکڑی کے تختوں کا کوٹھا سا ایک مکان ہوتا ہے اور
نیچے اس کے ایک ہاتھ بھر کی بلندی کے چار پیلپائے ہوتے ہیں اور اوپر
اس کے ایک چھوٹا سا دروازہ ہوتا ہے اُسی طرف غلہ اُس میں بھرتے ہیں
اور غلہ نکالنے کا رستہ اُس کی دیوار میں ہوتا ہے اور وہ سب اٹھارہ
کہنیے تھے اور ایک خط حضرت علیہ الرحمہ نے مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری
کو موضع کوئی میں بھیجا اُس کا بھی مضمون وہی تھا جو مذکور ہوا ہے پھر
مولوی صاحب ممدوح نے حافظ رحیم بخش کو جو پنجکیوں پر متعین تھے ان
کا وطن نہیں یاد ہے ان کو وہاں سے بلا کر واسطے اہتمام غلہ جمع کرنے کے
مقرر کیا پھر حافظ صاحب موصوف نے موضع گندف میں جا کر واسطے غلہ
بھرنے کے کوٹھے خالی کروائے اور پھر مولوی صاحب کو واسطے ارسال کرنے
غلہ کے کہلا بھیجا پھر مولوی صاحب نے جا بجا اپنے ضلع کی بستیوں میں اپنے
لوگوں کو جو وہاں متعین تھے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی بستیوں کے ملک اور خوانین
سے بار برداری کروا کر اور اس کی مزدوری دے کر غلہ موضع گندف میں
پہنچاؤ اور اس کی رسید حافظ رحیم بخش سے لے کر مولوی صاحب ممدوح

کو پہنچانے لگے اور وہ غلہ بھرنے کے دس کوٹھے تھے اور فتح خاں کے
ضلع جو کچھ تھا اس میں سے چہارم غلہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
نے خان ممدوح کو عنایت کیا تھا اور باقی تین حصے غلہ خان موصوف
کی بستیوں میں جمع رکھا یعنی وہ غلہ خان مذکور کی تحویل میں آپ نے رکھا
اور واسطے خرچ لشکر کے مولوی نصیر الدین صاحب کے ضلع کا غلہ اونٹوں
خچروں پر لدواکر موضع بیٹئی میں آتا تھا پھر وہاں کی چکیوں میں پسوا کر
اس کا آٹا میر حامد علی صاحب جھجھانوی اونٹوں پر لدواکر پنجتار میں ارسال
کرتے تھے پھر بعد چند روز کے امان زئی کی گڑہی سے حاجی بہادر شاہ خاں
اور رسالدار عبد الحمید خاں صاحب کا خط حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آیا مضمون
اُس میں یہ تھا کہ زبانی مخبروں کے ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ درانیوں کا
لشکر چکنی میں کوچ کرکے دریائے لنڈی اُتر کے ہشت نگر میں آگیا ہے
اور یہ خبر تحقیق ہے اطلاعاً گذارش کی ہے انتہیٰ اور یہ خبر اس خط کے آنے
سے کئی روز پیشتر زبانی کئی ولایتیوں کے حضرت کو پہنچی تھی اور ان
ولایتیوں کو آپ نے واسطے مخبری کے مقرر کیا تھا پھر آپ نے دونوں
صاحبوں کے خط کا جواب لکھوا کر امان زئی کی گڑہی میں روانہ کیا اور
مضمون اُس کا یہ تھا کہ آپ نے خوب کیا جو یہ خبر ہم کو لکھی مگر یہ خبر
تمہارے خط کے آنے سے پیشتر ہم کو ہو چکی تھی اور تم خاطر جمع رکھو

انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہم بھی تمہارے پاس وہاں آتے ہیں اور جن روزوں حضرت علیہ الرحمۃ امب سے پنجتار میں آکر اور سمیں کے ملک کا غلہ جمع کرنے کی تدبیر کرتے لگے انھیں روزوں پائندہ خاں نے ہر سنگھ کو ہمراہ لے کر چہتر بائی کے اوپر چڑھائی کی اور وہاں چہتر بائی میں حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی خیر الدین صاحب شیر کوٹی کو متعین کیا تھا اور جب آپ امب سے پنجتار کو چلنے لگے تب مولوی صاحب ممدوح بھی چہتر بائی سے آپ کو رخصت کرنے آئے تھے اُس وقت آپ نے مولوی صاحب موصوف سے فرمایا کہ ہماری طبیعت تو بہت چاہتی ہے کہ ہم تم کو اپنے ساتھ لے چلیں مگر تمہارے سوا ایسا کوئی شخص خیال میں نہیں آتا کہ اس کو چہتر بائی میں رکھیں سو تمہارا رہنا وہیں مناسب ہے اور یہ بھی مولوی صاحب کہتے تھے کہ مجھ سے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جناب الہی سے مجکو بشارت ملی ہے کہ ہم نے تجکو اختیار دیا ہے اگر تو ملک کشمیر جانے کا ارادہ کرے تو ہم نے تجکو وہاں کی فتح دی اور اگر تو پشاور لینے کا قصد کرے تو ہم نے وہاں کی تجکو فتح دی سو اس طور سے میری تسلی اور تشفی کر کے حضرت تو پنجتار مع الخیر تشریف لے گئے اور یہاں چند روز کے بعد پائندہ خاں نے ہری سنگھ سکھ کو ہمراہ لے کر چہتر بائی پر آنے کا ارادہ کیا اور کوئی پانچ ہزار کی جمعیت سے دریائے اباسین کے قریب آپہنچا اور وہیں ڈیرہ کیا اور چار پانچ روز تک اُسی پا دورہ سا کرتا پھیرتا تھا اور لڑائی

کا موقع ڈھونڈھتا پھرتا تھا مگر ایسی کوئی جگہ موقع کی نہ ملی
کہ وہاں توپیں لگا دے اور ہر روز اس کے آدمی ادھر ادھر چھپ کر
دس پانچ بندوقیں ہمارے آدمیوں کو دیکھ کر مارتے تھے اور ہمارے
لوگ اُن پر بندوقیں مارتے تھے مگر فضل الٰہی سے کوئی آدمی یا
جانور زخمی نہ ہوا پھر آخر کو وہاں ایک ٹیکرا تھا اس پر اُنھوں نے
ایک روز راتوں رات ایک گرگج پتھروں کا باندھ کر تیار کیا اور
ایک توپ اس پر چڑھادی اور وہ ہی ایک توپ ہری سنگھ کے لشکر میں تھی
اور انھیں روزوں کے اندر اس طرف امب میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے
شیخ ولی محمد صاحب سے صلاحاً کہا کہ یہاں ہمارے پاس تو آدمی کم ہیں مگر
چھتر بائی میں مولوی خیر الدین صاحب کے پاس کچھ مدد بھیجنی چاہیے کیونکہ
وہاں صرف ساٹھ ستر آدمی ہیں اور پائندہ خاں کی جمعیت بہت ہے
اور اس کو گمان ہوگا کہ چھتر بائی میں فقط اتنے ہی آدمی ہیں اور کہیں سے
ان کی مدد نہیں آنے والی ہے سو اس کی ایک تدبیر مجکو خوب معلوم
ہوتی ہے کہ یہاں سے دن کو ہر روز سو سو آدمی جایا کریں اور رات
کو چلے آیا کریں اس میں اپنے لوگوں کو بھی تسلی اور تقویت ہوگی اور ان
پر بھی رعب ہوگا اور جانیں گے کہ ان کی مدد ہر روز آتی ہے یہ تدبیر
مولانا صاحب کی شیخ صاحب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ اگر آپ فرماویں

توپیں لوگوں کو لے کر جایا کروں پھر انھوں کو مولانا صاحب نے اجازت
دی پھر کئی روز شیخ صاحب سو سوا سو آدمی لے کر گئے اور رات کو
چلے آئے اس میں ایک روز مولوی خیرالدین صاحب نے شیخ صاحب ممدوح
سے کہا کہ آٹا گڑھی میں کم ہے اس کی کچھ تدبیر کرو پھر ایک روز شیخ
صاحب ام سے دس یا گیارہ اونٹ لدوا کر اور سو سوا سو غازیوں سے
چہتر بائی کو چلے جب ہنیٹ گلی سے نکل کر میدان میں پہنچے اور اس پار سے
پائندہ خان کے لوگوں نے توپیں اور بندوقیں مارنی شروع کیں اس
میں کئی توپ کے گولے آٹے کے بوروں میں آ کر لگے اور انھیں کے اندر
رہ گئے اور ایک گولہ ایک بورے میں اس زور سے آ کر لگا اور آٹا اُس
کا مانند غبار کے اُڑ گیا مگر سب اونٹ اور آدمی عنایت الٰہی سے بچ گئے
کوئی زخمی تک نہ ہوا مگر اور اپنے لوگ ہی ان پر بندوقیں مارتے ہوئے
سیدھے چہتر بائی کی گڑھی میں جا کر داخل ہوئے بیچ میں کہیں نہ رُکے پھر
وہاں سے جب بوروں سے آٹا نکالا گیا تب اُس میں سے تین یا چار
گولے نکلے پھر اونٹوں کو ساربان اُسی وقت خالی کر کے ام کو لے گئے
اور شیخ صاحب ممدوح اپنے آدمیوں سمیت شام تک وہاں رہے جب
رات ہوئی تب وہاں سے ام کو تشریف لائے اور پائندہ خاں کے
لوگوں نے جو ٹیکرے پر گرگج باندھا تھا اس پر سے تین روز تک

گولا چلا اور ادہر چہتر بائی سے لوگ بندوقیں مارتے تھے اور گڑہی چہتر بائی کی لب دریائے اباسین پہاڑ کے ٹیکرے پر ہے دریا کی طرف تو اس گڑہی کی دیوار فصیل کے نیچے تھی اور دوسری طرف کی بسبب نشیب و فراز کے اونچی تھی سو اس گرگج کے توپ کا گولہ اس بلند فصیل کو توڑ کر پار نکل جاتا تھا اور گڑہی کے نیچے فصیل پر سے ہمارے غازی لوگ بندوقیں مارتے تھے تیسرے روز قریب کے سردار سکھوں کا کوئی چہتری لگائے ہوئے کھڑا تھا اس میں مولوی خیرالدین صاحب نے اپنے جزائل والوں سے فرمایا کہ اس چہتری والے کو نشانہ باندہ کر گولی لگاؤ پھر انہوں نے جزائلیں اُسکی طرف ماریں اس میں ایک گولی جزائل کی لگی وہ وہیں مردار ہوا اور شام تک جزائل والوں نے مارے گولیوں کے اُس کی لاش اٹھانے نہ دی اور اس طرف گڑہی میں مولوی صاحب ممدوح ایک کوٹھے کی چھت توڑ کر گرگج باندہنے کی تیاری کرنے لگے رات بھر اپنے لوگ اس کوٹھے کو مٹی سے بھرتے رہے کہ اگر گرگج تیار ہو تو اس پر اپنے یہاں کی چھوٹی توپ بھی چڑھاویں مگر تیار نہ ہوا اور صبح ہو گئی اور اُسی رات کو صوفی نور محمد صاحب ننگالوی نے خواب دیکھا اور بعد نماز فجر کے لوگوں سے بیان کرنے لگے کہ میں نے ایک

عجیب و غریب خواب دیکھاہے کہ بھیٹ کی طرف سے ایک بڑا لشکر
چلا آتاہے میں نے اسی لشکر کے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا
ہے اور کہاں جاتاہے اُس نے کہا یہ لشکر شعیب علیہ السلام کا واسطے
مدد مولوی خیرالدین کے آیاہے پھر میری آنکھ کھُل گئی اور جگ بڑا اُسی
روز کوئی چھ سات گھڑی دن چڑھے آپ ہی ہیبت الٰہی سے لشکر
سکھوں کا وہاں سے کوچ کر گیا انتہیٰ آپ یہاں سے پھر حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کا حال بیان ہوتاہے کہ بعد پہنچنے خط حاجی
بہادر شاہ خان کے حضرت علیہ الرحمۃ کوچ کی تیاری کرنے لگے اور
اپنے لوگوں کو فرمایا کہ جس کے پاس جو کچھ اسباب ضروری کی حاجت
ہو اُس کی دُرستی کر لیوے پھر پندرہ بیس روز کے عرصے میں لوگوں
نے سب سامان ضروری اپنا دُرست کر لیا پھر حضرت نے پنجتار سے کوچ
کیا اور اس وقت آپ کے ہمراہ چار سو آدمیوں سے زیادہ ہونگے اس روز
آپ نے موضع شیوہ جا کر ڈیرہ کیا اور وہاں کے خان انند خاں اور
مشکار خاں نے اس روز سب کی دعوت کی اور وہ خان رزڑ اور
رزڑوں میں خدر زئی اور دوسرے روز بھی وہاں آپ نے مقام کیا
اُس دن بھی خان موصوف نے سب کی مہمانی کی پھر اس کے اگلے روز
جب آپ وہاں سے کوچ کی تیاری کرنے لگے اس وقت دو چار ملکی لوگ

اس نواح کی بستیوں سے آنے لگے اور آپ کے شریک لشکر کے ہونے
لگے پھر اس دن موضع اسمٰعیل میں جاکر ڈیرہ کیا اور بستی والوں نے موافق
دستور اس ملک کے سب کی دعوت کی اس کے اگلے روز وہاں سے کوچ
کرکے روانہ ہوئے جب کوس سوا کوس امان زئی کی گڑہی رہی وہاں رسالدار
عبدالحمید خاں صاحب کوئی سو سوا سو سواروں سے آپ کے استقبال کو آئے اور
حاجی بہادر شاہ خاں بھی اُن کے ہمراہ تھے پھر سب مل کر حضرت کو امازئی
کی گڑہی میں لے گئے اور احمد خاں کاکا کی مسجد میں حضرت علیہ الرحمۃ کا ڈیرہ
کروایا اور باقی لوگوں نے رسالدار صاحب کے لشکر قریب طرف مشرق
اور شمال کے ڈیرہ کیا اور درانیوں نے ہشت نگر سے کوچ کرکے موضع
اتمان زئی میں ڈیرہ کیا تھا جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کو اُنہوں نے
سنا کہ پنجتار سے امان زئی کی گڑہی میں آکر داخل ہوئے تب وے اتمان
زئی سے کوچ کرکے موضع ہوتی میں آکر ٹھہرے جب یہ خبر حضرت کو
ہوئی تب امان زئی کی گڑہی سے کوچ کرکے مع لشکر تورو میں تشریف
لے گئے اور وہیں ڈیرہ کیا اور اپنے لشکر میں ایک غازی کے پاس لاٹھی میں
گنڈاسا لگا تھا حضرت نے اس غازی سے گنڈاسا لے کر دیکھا اور فرمایا
کہ یہ بہت خوب ہتیار ہے اور خصوصاً پیادوں کے لئے سواروں کے مقابلے میں
نہایت مناسب اور کار آمدنی ہے پھر وہی نمونہ دے کر لہاروں سے

بہت سے گنڈاسے بنوا کر لاٹھیوں میں لگوائے اور اپنے لشکر میں جن کے
پاس تلوار بندوق نہ تھی ان کو وہ گنڈاسے دیئے اور اُس کا اپنے غازیوں
نے کفر چٹ رکھا تھا پھر ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے موضع تورو
کے مولوی عبدالرحمن صاحب کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ ہماری طرف سے تم سردار
سلطان محمد خاں کے پاس جاؤ اور اُن کو سمجھاؤ کہ انھوں نے کہا ہے کہ ہم
ہندوستان سے اپنے گھر بار اور شہر و دیار چھوڑ کر محض واسطے جہاد فی
سبیل اللہ کے اس ملک میں آئے ہیں کہ کافر لاہور سے جہاد کریں اور تم سب
سلمان بھائی ہمارے شریک ہو اور یہاں کے اور مسلمانوں سے تم نے بھی
ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے جائے تعجب ہے کہ ہم مسلمانوں کی شراکت
چھوڑ کر تم نے کافروں اور باغیوں کی رفاقت اختیار کی تم کو مناسب ہے
کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ نہ کرو اور اپنے شہر کو جاؤ ہم کو کسی طور یہ بات منظور
نہیں کہ مسلمانوں سے جدال و قتال کریں اگر تم نہ مانو گے تو یہ بات سمجھ لو
کہ اس میں تمہارے دین کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی ہم نے اپنی حجت
شرعی تم پر قائم کر دی آگے تم جانو اور بہت سے اسی طور کے کلام ہدایت
التیام مولوی صاحب ممدوح کو تعلیم کر دیئے اور چار ملا اور بھی ان کے ساتھ
گئے ان میں ایک موضع تورو کے سید تھے نام ان میں سے کسی کا یاد نہیں پھر
دعا کر کے آپ نے ان کو رخصت کیا اور وہ مکان تورو سے جہاں لشکر درانیوں کا

اترا تھا دو ڈھائی کوس تھا پھر پانچوں شخص وہاں گئے اور تیسرے روز
وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم نے موافق ارشاد
ہدایت بنیاد آپ کے سردار سلطان محمد خاں کو آپ کا پیام پہنچا دیا وہ
اپنی سرکشی اور تکبری سے کچھ خیال میں نہ لایا اور اس کے جواب میں یوں
کلام نا صواب کرنے لگا کہ تم ہم سے ابلہ فریبی کی باتیں کرتے آئے ہو کہ سید
بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم ہندوستان سے اس ملک میں محض واسطے جہاد
فی سبیل اللہ کے آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارا مقابلہ نہ کرو اپنے وطن کو
چلے جاؤ ورنہ تمہارا دین اور دنیا میں نقصان ہوگا ہم ان کے ان فریبوں میں
ہرگز نہیں آنے کے بھلا ہم ان کی ایسی دینداری اور پرہیزگاری کی باتوں
کو کیونکر مانیں اور سچ جانیں اول تو انھوں نے ہمارے بھائی یار محمد خاں
کو قتل کیا اور تمام مال و اسباب مسلمانوں کے لشکر کا لوٹ لیا اور علاوہ
اس کے یہ کہ احمد خاں کے موضع مردان اور ہوتی کو تاراج کیا اور چھین
لیا جہاد فی سبیل اللہ انھوں نے اسی کا نام رکھا ہے اور ہمارے بھائی یار محمد
خاں پر انھوں نے رات کو چھاپا مارا تھا اس میں وہ فتحیاب ہو گئے اب
دن دوپہر کو ہم سے مقابلہ کریں تب ان کی للہیت اور شجاعت کا حال
معلوم ہو اور دو چار دن کے عرصہ میں جو کچھ ہوگا سو دیکھ لیتا یہ تمام
تقریر مولوی عبد الرحمن صاحب سے سن کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ

نے فرمایا کہ اب کی بار تم پھیر جاؤ اور ساتھ نرمی کے ہماری طرف سے
ان کو سمجھاؤ کہ تم ناحق پر اصرار نہ کرو خدا سے ڈرو اور اس بات کو
یاد کرو کہ جب ہم اوّل ملک سندھ سے آئے اور تمہارے قلعہ قاضی میں
اُترے اور تم استقبال کر کے وہاں سے ہم کو اپنے کابل میں لے گئے اور
وزیر کے باغ میں تم نے ہم کو اُتارا اور ہماری ضیافتیں کیں اور ہم نے تم
لوگوں کو دعوت جہاد کی کی اور تم نے اور تمہارے بھائی یار محمد خاں
اور بہت صاحبوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کا عہد و پیمان
کیا کہ ہم جان و مال سے اس کار خیر میں بلا انکار تمہارے شریک ہیں اور
ان دنوں تمہارے اور تمہارے بھائی دوست محمد خاں کے درمیان
قصہ اور فساد تھا ہم نے چالیس روز وہاں صرف للہ فی اللہ اسی واسطے مقام
کیا کہ تمہارے درمیان میں صلح کر کے تم کو ملا دیویں کہ تم آپس کی نزاع
چھوڑ کر جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے شریک ہو اور کافر لاہور سے ہمارے
شریک ہو اور کافر لاہور سے لڑو کہ ترقی اسلام کی ہو مگر کسی طور ہمارے
ملانے سے نہ ملے اپنے ہی اصرار پر قائم رہے بلکہ تمہارے بھائی دوست
محمد خاں نے علانیہ ہم سے کہا کہ میں سچا مسلمان ہوں حسن اعتقاد اور صفائی
دل سے آج میں آپ کے ساتھ ملا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح
تا بہ زیست ہمیشہ رہوں گا اور یہ میرے بھائی منافق اور دغا باز ہیں
یہ کبھی تم سے وفا نہیں کرنے کے ہم نے ان کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا پھر

جب وہاں سے تمہارے پشور میں ہوتے ہوئے اس ملک سمی میں آئے اور
بدہ سنگھ سکھ سے مقابلہ ہوا تو وہی بات جو تمہارے بھائی دوست محمد
خاں نے کہی تھی پیش آئی کہ تمہارے بھائی یار محمد خاں نے سکھوں سے
خفیہ مل کر واللہ اعلم بالصواب ہم کو زہر بھی دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و
کرم سے بچالیا اور وقت مقابلہ کفار کے طرح دے کر آپ بھاگ گیا لڑائی
بگڑ گئی پھر بعد چند روز کے وہ خود فوج کشی کر کے پشور سے ہمارے اوپر
آیا اور ہم نے اپنے آدمی بھیج کر اسی طرح سے بہت اس کو سمجھایا مگر وہ اپنی
شامت نفس سے نہ سمجھا آخر کو مارا گیا اور اپنی سزا کو پہنچا اس میں ہماری
کون سی خطا ہے جواب تم الزام دیتے ہو کہ تم نے ہمارے بھائی کو قتل
کیا اور اس کے لشکر کا مال و اسباب لوٹ لیا اور تم یہ کہتے ہو کہ تم نے
احمد خاں کے مردان اور ہوتی کو تباہ کیا اور چھین لیا یہ بھی تمہارا ہم پر
محض بہتان اور افترا ہے اس لئے کہ یہاں کے تمام ملک اور خوانین نے ہمارے
ہاتھ پر بیعت امامت کی کی اور سب نے عشر دینے کا اقرار کیا ان میں
احمد خاں بھی تھا پھر اب کی بار جب اُسی عشر کے بندوبست کو سب ملک
اور خوانین بلائے گئے اور سب نے پھر از سر نو عشر دینے کا عہد و پیمان
کیا اور احمد خاں نہ آیا اور باغی ہو کر پشاور کو بھاگ گیا اور وہاں سے
تم کو واسطے لڑائی کے چڑھا لایا اور ہم نے جس طرح سے تمہارے بھائی
یار محمد خاں کو بہر طور فہمائش کی تھی اُس نے نہ مانا اب تم کو بھی فہمائش

کرتے ہیں اگر مانوگے تو بہتر ہے والّا تم جانو ہم پر اس کا کچھ الزام نہیں اور
جو تم یہ کہتے ہو کہ تم نے ہمارے یار محمد خاں پر رات کو چھاپا مارا اس سبب
سے تم فتحیاب ہوئے اگر دن دوپہر کو ہم سے مقابلہ کرو تو حال تمہاری بہادری
اور مردمی کا معلوم ہو سو اس کا جواب یہ ہے کہ نہ ہم تم سے رات کو لڑنے کا
ارادہ رکھتے ہیں اور نہ دن کو اس لئے کہ تم مسلمان ہو اور ہم تو کفار سے لڑنے
کو آئے ہیں اس میں اگر تم خود زیادتی کرکے ہم پر آؤگے یہ تم جانو اس
بات میں ہم ناچار ہیں اپنے بچانے کو جو کچھ ہم سے ہو سکیگا وہ کرینگے،
اور ہم کو اُمید ہے کہ جس خدا نے رات کو تمہارے بھائی پر فتحیاب کیا تھا
وہی خدا دن کو فتحیاب کریگا مگر بات بہتر یہ ہے کہ تم خدا سے ڈرو اور
ناحق پر اصرار نہ کرو بُرائی کا انجام بُرا ہوتا ہے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ
اور ایک خط دیا یہ پیام لے کر اس کے اگلے روز پھر مولوی صاحب
موصوف انھیں چاروں آدمیوں کے ساتھ سردار سلطان محمد خاں
کے پاس گئے اور وہاں سے آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ ہم نے
آپ کا پیام پہنچایا اور بہر طور سردار ممدوح کو سمجھایا مگر وہ اپنی شقاوت
اور سنگدلی سے کچھ خیال میں نہ لایا اور نہ کسی بات کا مقر ہوا بلکہ اپنی
بدمزاجی سے کہنے لگا کہ ان قصوں کہانیوں کی کچھ حاجت نہیں اپنے
گھر کو جاؤ اور خبردار پھر بار دگیر ہمارے پاس نہ آنا اور نہ سید بادشاہ

کا پیام لانا اور یوں ہی بہت سی تقریر لایعنی اور گفتگو بے معنی کی پھر ہم
وہاں سے اٹھ کر چلے لشکر کے بعض لوگوں سے یہ بھی بات معلوم ہوئی
کہ اکثر ملک اور خوانین سمہ کے خفیہ سردار موصوف سے موافق ہو گئے ہیں
اور بظاہر سید بادشاہ کے شریک ہیں اور انھیں سردار ممدوح سے یہ
بھی کہا ہے کہ سید بادشاہ یہاں تو رو میں فقط آپ ہی لشکر کے ساتھ
ہیں مولانا محمد اسمٰعیل جنھوں نے سردار یار محمد خاں پر شبخون مارا تھا وہ
ان دنوں موضع ام میں ہیں سو حاصل مدعا یہ ہے کہ ہم نے پخار سے سید
بادشاہ کو حکمت عملی سے بلا کر مانند شکار تمہارے سامنے کر دیا ہے اب
تم ان سے نپٹ لو ایک بار کسی طور سے ان کے پیر مقابلہ سے ہٹا دو پھر
اس کام کے سنبھالنے کا ہمارا ذمہ ہے سو یہ خبر سن کر مزبور بہت خوش
ہوا اور جو حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا موضع اتمان زئی میں رہ
گیا تھا اس کو ساتھ تاکید مزید کے جلد اپنے پاس یہی مضمون لکھ کر بلایا
یعنی ہم نے یہاں کا کام سب درست کر لیا ہے صرف تمہارے ہی آنے
کی دیر ہے سو اس خط کے دیکھتے ہی مع لشکر یہاں چلے آؤ خلاصہ حال ان
کے یہاں کا یہ ہے جو میں نے عرض کیا ہے سو وے مفسد شر انگیز اپنے
شر و فساد سے باز نہیں آنے کے اس کی دفع کی تدبیر جو کچھ آپ سے
ہو سکے جلد کریں اور جو خوانین یہاں کے آپ کی رفاقت کا دم مارتے

ہیں کسی کا آپ اعتماد نہ کریں یہ تمام گفتگو مولوی عبدالرحمن صاحب کی
سن کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہمارا اللہ تعالیٰ ہمارے
ساتھ ہے کسی بات کا اندیشہ نہیں پھر اسی روز آپ نے واسطے بلانے مولانا
محمد اسمٰعیل اور شیخ ولی محمد صاحب کے لکھا کہ ایک ملکی غازی کے ام میں
لشکر درانیوں کا آگیا ہے اور ہم لوگ موضع تور میں وارد ہیں اور
سردار سلطان محمد خاں کے سمجھانے کو دو بار ہم نے اپنے آدمی بھیجے کہ ہم
بھی مسلمان ہیں اور تم بھی مسلمان ہو تم کو یہ لائق نہیں ہے کہ مسلمانوں سے
جدال وقتال کا ارادہ کرو سو خان موصوف نے کسی طور سے نہ مانا اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ دو ہی چار روز کے عرصہ میں ہم سے اور ان سے مقابلہ
ہونے والا ہے سو اس خط کے دیکھتے ہی وہاں کے انتظام اور بندوبست کو
سید اکبر صاحب کو مقرر کرکے تم دونوں صاحب جلد ہمارے پاس چلے
آؤ انتہیٰ اور ایک خط آپ نے سید اکبر صاحب کو جدا بھیجا خلاصہ مضمون
اس کے کا یہ تھا کہ یہاں قریب ہی کے دو چار روز کے اندر ہم سے اور
درانیوں سے مقابلہ ہونے والا ہے اور ہم نے موضع ام سے میاں صاحب کو
یعنی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اور شیخ ولی محمد صاحب کو اپنے پاس بلایا
ہے سو تب تک تم للہ فی اللہ وہاں کا بندوبست کرو انتہیٰ پھر جب یہ
دونوں خط حضرت علیہ الرحمۃ کے مولانا صاحب کو پہنچے اپنا خط کھول
کر پڑھا اور دوسرا خط سید اکبر صاحب کو دیا اور ان کو وہاں کا کار دیا

سپرد کیا اور شیخ بلند بخت دینی کو قلعہ دار کیا اور مولوی خیرالدین صاحب
کو جو چتر بائی میں تھے بدستور سابق وہیں اُن کے کام پر قائم رکھا اور
اس سے کچھ کم دو سو غازی ہمراہ لے کر آپ اور شیخ ولی محمد صاحب وہاں سے
طرف موضع تورو کے روانہ ہوئے اور موضع کپل میں گئے وہاں پیرخاں
مورائیں والے کی جماعت سے پندرہ سولہ غازی ساتھ لئے اور موضع ٹوپی
میں گئے اور رات کو وہاں رہے وہاں ایک ملا حضرت کے بڑے مخلصوں اور
معتقدوں سے تھے جب اگلے روز مولانا صاحب وہاں سے چلے تب چند
طالب العلموں سے ایک نشان لے کر وہ ملا بھی آپ کے ساتھ ہوئے
وہاں سے کوس ڈیڑھ کوس موضع کوٹلہ ہے وہیں مولوی بشیرالدین صاحب منگلوری
تھے ان کے پاس گئے اور چند آدمی اُن کے بھی اپنے ساتھ لئے اور ملا سید
میر آخوند زادہ جن کو حضرت نے اس ضلع کا قاضی کیا تھا اپنے چند
طالب العلموں سے وہ بھی مولانا صاحب کے ساتھ ہوئے پھر وہاں سے
چلتے چلتے شام کو مولانا صاحب ممدوح موضع گومٹ میں جا کر پہنچے
موضع تورو وہاں سے دو یا ڈھائی کوس ہے پھر اسی وقت مولانا صاحب
نے ایک آدمی کو واسطے اطلاع کے حضرت کے پاس روانہ کیا حضرت
نے اسی وقت زبانی اسی آدمی کے مولانا صاحب کو کہلا بھیجا کہ جب تک
یہاں سے ہمارے لوگ آپ کے پاس نہ آویں تب تک آپ وہیں تشریف رکھیں

ادہر آنے کا ارادہ نہ کریں اور اسی وقت رات ہی کو آپ نے کوئی
تین سو آدمی مسلح مولانا صاحب کے لینے کو بھیجے پھر صبح کو بعد نماز فجر
کے مولانا صاحب بڑے اہتمام اور تجمل سے تورو کو روانہ ہوئے جب قریب
موضع تورو کے پہنچے تب ادہر سے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ اپنے جلو میں آدمی
لے کر واسطے استقبال کے آئے اور مولانا صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے اور
آپ نے اپنے آدمی رات کو مولانا صاحب کے لینے کو اس لئے بھیجے تھے کہ مخالفین
پر رعب ہو کہ اتنے مجاہدین نصرت قرین سے مولانا صاحب ہی آپہنچے پھر
اس نواح کے مخالف لوگوں نے یہ خبر جا کر سردار سلطان محمد خاں کو پہنچائی
کہ اتنی جمعیت سے مولانا محمد اسماعیل صاحب بھی ام سے آکر سید بادشاہ کے
پاس داخل ہوئے پھر مولانا صاحب کے بعد اگلے روز درانیوں کی طرف
موضع اتمان زئی سے حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا بھی اپنی جمعیت سے
آپہنچا یہ خبر مخبر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے اور وہیں موضع تورو میں قبل
آنے مولانا صاحب کے ایک دن یہ واقعہ گذرا کہ ان روزوں حضرت علیہ الرحمۃ
کے باورچی خانے کے داروغہ میاں عبد القیوم صاحب تھے اور عبد اللہ پھرلی
مولانا صاحب کی جماعت والے بھی باورچی خانے کے کاروبار میں شریک
تھے اور قادر بخش خاں کنجپوری والے حضرت کا کھانا پکایا کرتے تھے اور
کھانا پکانے کے فن میں وہ بڑے استاد تھے ایک روز وہ گوشت پکا
رہے تھے اور گوشت میں پانی کم تھا اس عرصے میں اذان مغرب کی ہوئی انہوں

نے حاجی عبداللہ سے کہا کہ تم گوشت کی خبر لیتے رہو میں نماز کو جاتا ہوں یہ
کہہ کر وہ نماز کو گئے حاجی عبداللہ نے گوشت کے نیچے سے آگ کھینچ کر الگ کر دی
اور آپ بھی جا کر جماعت میں شامل ہوئے بعد فراغ نماز کے قادر بخش خاں آئے
اور گوشت کو دیکھا تو اس میں داغ لگ گیا تھا انہوں نے داغی بوٹیاں جو جل گ
گیں وہ نکال ڈالیں اور باقی بوٹیاں جو رہیں ان میں واسطے شوربے کے پانی
ڈال دیا پھر بھی اس میں جلنے کی بو باقی رہی پھر جب کھانا تیار ہوا تب حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس لے گئے آپ نے اس کو چکھ کر قادر بخش خاں سے پوچھا
کہ تم نے آج یہ کیسا پکایا ہے کہ داغ کھا گیا انہوں نے اپنا عذر بیان کیا کہ میں
حاجی عبداللہ کو گوشت سپرد کر کے نماز کو آیا اور میرے پیچھے وہ نماز کو چلے
آئے اس سبب سے گوشت میں داغ لگ گیا یہ بات سن کر بے ساختہ خلاف
عادت شریف کے آپ کی زبان سے نکل گیا کہ تم اس کو گوشت سپرد کر کے
نماز کو گئے اس مردود نے خبر نہ لی گوشت جل گیا اور قابل کھانے کے نہ رہا یہ
سخت کلام خلاف عادت آپ کی زبان سے سن کر جو اس وقت وہاں حاضر
تھے سب خاموش ہو رہے کسی نے کچھ دم نہ مارا پھر آپ نے گوشت کی رکابی
اٹھا کر قادر بخش کے حوالے کی اور روٹی دال کے ساتھ کھائی پھر جب آپ
کھانا کھا کر اور نماز عشا پڑھ کر فارغ ہوئے اور موافق معمول کے بیٹھے اس
وقت قاضی علاء الدین اور میاں جی چشتی اور مولوی وارث علی اور مولوی امام الدین
اور حافظ صابر صاحب وغیرہم نے آپس میں کہا کہ آج اس وقت لفظ مردود
کا خلاف عادت کے زبان شریعت سے نکلا ہے ایسا سخت کلام کہنا آپ کی

لیاقت سے بہت بعید ہے اس کی اطلاع آپ کو ضرور کرنی چاہئے اور آپ نے
بارہا ہم لوگوں سے فرمایا ہے کہ میں بھی بشر ہوں اگر کسی وقت کچھ بیجا کلام
خلاف شریعت کے میری زبان سے صادر ہو تو ضرور مجھکو اطلاع کر دیا کرو اور
جو نہ کروگے تو روز قیامت کے تمہارا دامن گیر ہونگا سو اس بات کی اطلاع
کرنی ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنی طرف سے بری الذمہ ہو جاویں پھر اسی بات پر
متفق ہو کر سب آپ کے پاس موافق دستور ہمیشہ کے آئے اور بیٹھے پھر مولوی
امام الدین صاحب بنگالوی اور میاں جی چشتی صاحب نبیرہ تھانوی نے آپ کی خدمت
میں عرض کی کہ سب بھائی لوگ جو حاضر ہیں کہتے ہیں کہ آج آپ نے گوشت کے
جل جانے پر حاجی عبداللہ کو مردود کہا یہ کلام کسی مسلمان کو کہنا کیسا ہے آپ
نے یہ سوال ان کا سن کر دیر تک سکوت فرمایا اور کہا کہ یہ بات کسی مسلمان کو
کہنی نہ چاہئے اور میری زبان سے یہ کلمہ بے اختیاری میں بیساختہ نکل گیا اور بُرا
قصور ہوا اور تم سب بھائیوں نے بہت خوب کیا جو اس قصور سے مجھکو آگاہ کیا پھر
آپ نے حاجی عبداللہ کو اور باورچیخانے کے سب لوگوں کو بلوایا اور بہت لوگ ہر
جماعت کے اس وقت حاضر تھے اور حاجی عبداللہ بہت سادہ مزاج اور سلیم الطبع
صالح آدمی تھے حضرت نے ان کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ حاجی صاحب ہم تمہارے
قصور مند ہیں جو اس وقت غصے میں بے اختیار ہماری زبان سے لفظ مردود کا
نکل گیا یہ خطا ہماری للہ معاف کر دو اور ہم سے مصافحہ کرو اور وہ سنتے کم
تھے اپنے جی میں ڈر گئے اور عذر کرنے لگے کہ حضرت آپ کا سالن مجھ سے جل گیا
میں بہت نادم ہوں یہ میری خطا اب خدا کے واسطے معاف کر دیں آپ نے ان
کے کان میں زور سے پکار کر کہا کہ تمہاری کچھ خطا نہیں ہے ہم سے خطا ہوئی

کہ لفظ مردود کا ہماری زبان سے نکل گیا تم ہم کو معاف کردو یہ بات
سُن کر اُنہوں نے حضرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ حضرت میں نے معاف
کیا آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کرے اور آپ
سے مصافحہ کیا پھر آپ نے اسی مجلس میں سب کے سامنے باآواز بلند کہا کہ میں
اپنی خطا سے توبہ کرتا ہوں اب کبھی ایسا بیجا کلام انشاء اللہ تعالیٰ میری زبان
سے نہ نکلیگا پھر بہت دیر تک بطور وعظ کے فرماتے رہے کہ ہر مسلمان بھائی
کو چاہئے کہ اس قسم کے الفاظ چنانچہ کافر مشرک منافق مردود وغیرہ
کسی مسلمان کے حق میں اپنے منہ سے نہ نکالے اور ان لفظوں سے زبان کو
بچائے اور جو کبھی بے اختیاری سے نکل جاوے تو اسی وقت توبہ کرے ان
لفظوں سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے اور اسی طرح بہت دیر تک آپ نے
الفاظ منہیات شرعیہ کا بیان کیا اس طرح آپ کی زبان ہدایت بیان
میں تاثیر تھی کہ یہ کلام رشد التیام سُن کر تمام حاضرین مجلس پر ایک
عجیب حال واقع ہوا کہ وہ تقریر اور تحریر میں پیش آسکتا ہے بعد اس کے آپ
نے دعا کی پھر سب لوگ اپنے اپنے ڈیرے میں گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ آج
جو یہ لفظ حضرت کی زبان سے واقع ہوا یہ بھی حکمت الٰہی سے خالی نہ تھا
کہ اس کے ذیل میں آپ نے اور بہت الفاظ منہیات شرعیہ کا بیان کر کے
ہم سب کو خبردار کیا پھر اس کے کئی دن کے بعد جب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
موضع ام سے تشریف لائے تب بعض لوگوں نے وہ حال حضرت کے
مردود کہنے اور توبہ کرنے کا آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ

کہ اولیاء اللہ کی زبان سے جو کسی وقت بسبب بشریت کے کوئی کلام
مکروہ خلاف شریعت کے نکل جاتا ہے اور وہ اس سے توبہ کرتے ہیں تو
حقیقت میں وہ کلام حکمت اور فائدے سے خالی نہیں ہوتا ہے اور نہ اس
سے ان کا مرتبہ کم ہوتا ہے بلکہ درجہ ان کا بسبب اس کے بڑھ جاتا ہے چنانچہ
حضرت آدم علیہ السلام کا گیہوں کھانا اور جنت سے نکالا جانا بظاہر تو ان
سے نافرمانی اللہ تعالیٰ کی بیشک ہوئی اور انہوں نے اپنی خطا سے توبہ کی
اللہ تعالیٰ نے وہ خطا عفو فرمائی مگر حکمت الٰہی اس میں یہ تھی کہ بسبب اس خطا
کے وہ جنت سے نکالے جاویں اور دنیا میں آویں ان سے انبیا اولیا مومن مسلمان
سب پیدا ہوں کارخانہ دنیا اور آخرت کا جاری ہوا اگر وہ جنت سے نکالے
نہ جاتے تو یہ کچھ بات نہ ہوتی یا جیسی موسیٰ علیہ السلام سے ایک قبطی کا
خون ہو گیا اور وہ فرعون کے بے مدین کو بھاگ گئے اور اپنی خطا سے تائب
ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کی خطا معاف کی اور وہاں حضرت شعیب علیہ السلام
نے اپنی صاحبزادی سے ان کا نکاح کر دیا اور ایک عصا عنایت کیا پھر جب
بعد چند سال کے اپنی بی بی کو ساتھ لے کر وہاں سے مصر کو چلے اور قریب کوہ
کے پہنچے تب وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو درجہ رسالت سے سرفراز فرمایا اب خیال
کیا چاہیئے کہ اس خطا میں اور وہاں سے بھاگنے میں کیا کیا حکمتیں اللہ تعالیٰ کی
تھیں اگر وہ خطا ان سے نہ ہوتی تو یہ فوائد کیونکر ظہور میں آتے یا ان بزرگ
لوگوں کا حال مثال دریا کے سمجھنا چاہیئے کہ کبھی جب مینہ برستا ہے تو ہر طرف
سے سیلاب گندہ و ناپاک مع خس و خاشاک نالوں میں ہو کر دریا میں
جاتا ہے اور دریا کو مکدر کر دیتا ہے کہ نافہم لوگ جانتے ہیں کہ پانی دریا کا

ناپاک اور نکما ہو گیا قابل طہارت کے نہ رہا اور حالانکہ پاکی میں وہ دریا ویسا ہی بدستور رہتا ہے بلکہ پانی اس کا بڑھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ کچھ عرصے میں وہ کدورت بھی زائل ہو جاتی ہے اور خلق اللہ کو اُس سے نفع عام اور فائدہ تام ہوتا ہے اور اسی طور سے کئی مثالیں دے کر لوگوں کو سمجھایا انتہیٰ' الغرض جب حضرت علیہ الرحمۃ کو مخبروں سے معلوم ہوا کہ موضع اتمان زئی سے حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا سردار سلطان محمد خاں کے پاس گیا اور جو آپ نے گنڈاسے بنوانے کو فرمایا تھا وہ بھی بن کر درست ہوئے اور لاٹھیوں میں لگائے گئے اور سلاح خانے میں دہرے گئے اور سب گنڈاسے قریب سو کے تھے تب بعض بعض صاحبوں نے آپ سے عرض کی کہ لشکر میں جن بھائیوں کے پاس بندوق اور سپر تلوار نہیں ہے اگر ایک ایک گنڈاسا ان کو مل جاوے تو بہتر ہو آپ نے فرمایا کہ بہت خوب ضرور ہم ان کو دیویں گے پھر اس کے اگلے روز حضرت نے وہ گنڈاسے لوگوں میں تقسیم کروا دئے اور اسی روز بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کے در میں لیٹے ہوئے تھے اور معمولی لوگ آپ کے گرد بیٹھے تھے ان میں میں بھی تھا اس وقت ایک ہندوستانی غازی کالے خاں نام ساکن بلدہ مرشد آباد آئے اور ایک تلوار روپہلا قبضہ کی لائے اور حضرت سے کہنے لگے کہ آج آپ نے بے ہتیار والے لوگوں کو گنڈاسے عنایت کئے ہیں سو یہ تلوار بھی کسی بھائی کو جس کے پاس نہ ہو اس کو دیدیں اور میرے پاس اس کے سوا دوسری تلوار باندہنے کو ہے آپ نے فرمایا جزاک اللہ اور وہ تلوار ان سے لے لی اور میان سے نکال کر آپ اس کو دیکھنے لگے اور اس کی تعریف کرنے لگے اور آپ کی عادت شریف تھی کہ جو کوئی شخص کچھ چیز آپ کی نذر کرتا

تو آپ اُس چیز کی ضرور تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کلام کئی بار ہم لوگوں نے آپ
کی زبان مبارک سے سنا تھا کہ فرماتے تھے کہ عنایت الٰہی سے مجکو تین چیزوں کی
با خوبی شناخت ہے کہ ان میں خطا کم ہوتی ہے ایک تو تلوار اور دوسرے گھوڑا
اور تیسرے آدمی سو اس تلوار کی آپ کی زبان سے تعریف سُن کر مجکو تمنا ہوئی کہ
جو یہ تلوار حضرت مجکو عنایت کریں تو میں اس کو باندھوں اور وہ تلوار تھی کہ جو موقع
کلابٹ کی لڑائی میں جو شخص کلابٹ کے مارے گئے تھے اور ان کی بندوقیں اور تلواریں
رسالدار عبدالحمید خاں کے پاس سے اٹھا آئی تھیں ان میں سے ایک تلوار باندھنے کو
میں نے بدلی تھی اگرچہ کاٹ اور گھاٹ میں اپنے موافق وہ بھی تلوار اچھی تھی مگر اس کا
قبضہ میلا اور بدقطع سا تھا اس سبب سے وہ تلوار مجکو پسند نہ تھی اور اُس وقت سید
اسمعیل صاحب رائے بریلوی جماعت خاص کے بھیلہ دار کہ جن کے بھیلے میں تھا حضرت
کے پاس بیٹھے تھے ان سے چپکے سے میں نے کہا کہ یہ تلوار جو حضرت کے ہاتھ میں ہے مجکو
دلوا دو میں اس کو باندھا کروں اُنھوں نے کہا کہ ایک تلوار تمہارے پاس تو ہے
دوسری لے کر کیا کرو گے میں نے کہا کہ تم کو اس بات سے کیا کام تم حضرت سے کہو
تو سہی پھر انھوں نے حضرت سے عرض کی کہ یہ تلوار آخر آپ کسی کو دیوینگے اس سے
تو مجھی کو عنایت ہو اس لئے کہ میرے بھیلے کے یہ شیخ علی عظیم آبادی چاہتے ہیں کہ اس کو میں
باندھا کروں اور ہاتھ سے انھوں نے میری طرف اشارہ کیا حضرت نے پوچھا کہ
کیا ان کے پاس تلوار نہیں ہے انھوں نے کہا ہاں ہے تو سہی مگر یہ بھی مانگتے
ہیں اس لئے کہ یہ خوبصورت ہے اور آپ نے اُس کی تعریف کی ہے آپ نے فرمایا
کہ ان کی تلوار ہم تو دیکھیں کیسی ہے میں نے اپنی تلوار حضرت کو دی آپ نے اُس
کو نکال کر دیکھا اور فرمایا کہ سید بھائی ان کی تلوار تو بہت عمدہ ہے اور بڑی
کاٹ کی ہے جو اصیل تلوار پولادی تین سو روپے کی کاٹ کرتی ہے یہ بھی اس

سے کم نہ کاٹے گی اور یہ تلوار ادنا ہے یہ بات حضرت علیہ الرحمۃ کی زبان
الہام بیان سے سنتے ہی مجکو کامل یقین ہو گیا کہ یہ میری تلوار بہت عمدہ اور بہتر
ہے پھر میں نے حضرت سے عرض کی کہ میری بھی تلوار مجکو عنایت کریں اب
میں وہ تلوار نہ لوں گا آپ کے فرمانے سے یہی مجکو پسند ہے پھر حضرت نے وہ
تلوار میرے پاس کی مجکو عنایت کی اور وہ دوسری تلوار اپنے سلاح خانے
میں رکھوا دی اور تکملہ اس میرے پاس کی تلوار کے بیان کا یہ ہے کہ وہ تلوار
میرے پاس کئی برس رہی یہاں تک کہ بالاکوٹ کا واقعہ گذر گیا تب تک یہی
کبھی اس تلوار کے چلانے کا موقع نہ پڑا جب بعد واقعہ بالاکوٹ کے سب غازیوں
نے متفق ہو کر واسطے اجرائے کار جہاد فی سبیل اللہ کے شیخ ولی محمد صاحب کو
سردار کیا اور مولوی نصیر الدین صاحب منگلوری کو ان کا نائب بنایا اور کچھ
اوپر چھ برس شیخ صاحب ممدوح اس ملک میں اس کار پر رہے اس عرصے
میں بڑی بڑی لڑائیاں پیش آئیں اس کا حال مفصل بعد واقعہ بالاکوٹ کے لکھا
جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ ان میں کئی جگہ اس تلوار کے چلانے کا اتفاق پڑا تو
جیسا کہ اس کا کاٹ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور قیمت میں وہ
تلوار یاں چھ روپے سے زیادہ کی نہ تھی مگر آپ کے فرمانے کی برکت سے
کاٹ اس کا اصیل قیمتی تلواروں کا سا تھا پھر حضرت مولانا و مرشدنا مولوی
نصیر الدین صاحب داماد مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم و مغفور کے دہلی سے
ہجرت کر کے ملک سندھ میں گئے اور کئی قاصد شیخ ولی محمد صاحب کے بلانے
کو بھیجے اور شیخ صاحب مع جماعت وہاں سے مولانا صاحب ممدوح کے

کے پاس آئے اور کچھ کم تین برس ان کے کاروبار میں شریک رہے پھر جب
مشیت الٰہی سے وہ کاروبار درہم برہم ہو گیا اور مولانا صاحب واسطے کسی مصلحت
کے وہاں سے ہندوستان کو چلے آئے اور وہاں ہم لوگوں پر کھانے کپڑے کی
نہایت تکلیف ہونے لگی اور مجموعہ لوگوں کا پراگندہ ہو گیا اکثر لوگ جا بجا
چلے گئے صرف تیس چالیس آدمیوں سے شیخ صاحب موصوف وہاں ڈیرہ غازی
خاں میں رہ گئے پھر وہاں سے بی بی صاحبہ معظمہ مکرمہ کے پاس پیر کوٹ میں
چلے آئے اور مفلسی کا حال ہم لوگوں پر اسی دستور رہا اس افلاس میں شیخ
صاحب موصوف کی اجازت سے میں نے وہ تلوار میر علی مراد کے نیچے کوٹ
میں جا کر ایک مسلمان ملتانی سوار کے ہاتھ بیچی اس طرح وہ تلوار مجھ سے
جدا ہوئی انتہیٰ اور وہ کالے خاں جو ایک تلوار حضرت کے پاس سے لائے تھے
جس پر میں نے اس اپنے پاس کی تلوار کا بیان کیا وہ کالے خاں مغل تھے
جو بعد لڑائی چھتر بائی کے ناخوش ہو کر طرف ہندوستان کے چلے گئے تھے حال
پھر آنے ان کے کا یوں ہے کہ انھیں دنوں جب حضرت علیہ الرحمۃ موضع امب سے
پنجتار میں آنے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک ایک روز وہیں حضرت کے
پاس کالے خاں آ کر حاضر ہوئے اور حضرت سے ملے اور بہت سا عذر و معذرت
کر کے اور اپنی خطا سے تائب ہو کر پھر انھوں نے حضرت کے دست مبارک پر تجدید
بیعت کی کی آپ نے ان سے پوچھا کہ خان بھائی اتنے دنوں آپ کہاں
رہے اور پھر یہاں کیونکر آئے انھوں نے عرض کی کہ میں آپ کے یہاں
سے اپنے دل میں امرتسر کا ارادہ کر کے چلا کہ وہاں رسالدار محمد سعید خاں
کے پاس جاؤں جب میں شہر امرتسر میں پہنچا تو وہاں ایک درویش

مجذوب مجکو دیکھ کر آپ ہی آپ اپنی بڑ میں کہنے لگا کہ دیکھو خلیفہ کو پہاڑوں میں چھوڑ کر یہ غازی چلا آیا اس کی یہ بات سن کر مجکو اپنے دل میں کمال ندامت اور شرمندگی ہوئی کہ فی الحقیقت یہ مجھ سے بُری حرکت ہوئی پھر میں وہاں سے محمد سعید خاں کے ڈیرے پر گیا وہاں لوگوں سے معلوم ہوا کہ خان ممدوح لاہور میں ہیں پھر میں وہاں سے لاہور کو گیا اور خان موصوف سے ملا اُنہوں نے میرے آنے کا سبب پوچھا میں نے کہا کہ وہاں میری طبیعت گھبرائی اور دل میں یہ بات آئی کہ ہندوستان کو جاؤں بلکہ حضرت امیر المومنین نے مجکو بہتیرا سمجھایا کہ تو نہ جا مگر میرے خیال میں نہ آیا پھر میں چلا آیا اور اس مجذوب کی بات کا بھی بیان کیا کہ اس نے مجکو دیکھ کر یوں کہا یہ تمام حال سن کر محمد سعید خاں نے مجکو بہت سی ملامت کی کہ بڑے حیف کی بات ہے کہ یہاں ہم لوگ تمنا رکھتے ہیں کہ سید صاحب ہم کو یاد فرماویں تو ہم یہ نوکری چھوڑ کر وہاں جاویں اور اس کار خیر میں شریک ہوں اور تم کو سید صاحب آپ سمجھاتے تھے کہ نہ جاؤ اور تم چلے آئے تم سا بھی کوئی بیوقوف اور نادان ہوگا سو اب تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم وہیں جاؤ اور سید صاحب سے اپنی خطا معاف کراؤ اس میں تمہاری دنیا اور آخرت کی بہتری ہے اس وقت ان کے سمجھانے سے میری آنکھ سی کھل گئی کہ رسالدار صاحب سچ کہتے ہیں پھر میں وہاں سے اس طرف چلا آیا میرے آنے کا یہ سبب ہے یہ تمام کالے خاں کی سرگذشت سن کر حضرت نے فرمایا کہ خان بھائی تم نے کیا جو تم وہاں سے چلے آئے اور آپ نے ان کے واسطے دعا کی پھر وہ کالے خاں لشکر میں رہنے لگے اور

حضرت کی دُعا کی برکت سے ایسا حال ان کا مبدل ہو گیا کہ نہایت اُن کے مزاج میں صلاحیت آگئی اور بڑے بزرگ ہو گئے اور اُن کے پاس ایک ٹٹو تھا جس پر سوار ہو کر آتے تھے ایک روز وہ حضرت کے پاس آکر کہنے لگے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ہر وقت میں آپ ہی کے پاس حاضر رہوں مگر کیا کروں اپنے ٹٹو کے دانے گھاس میں لگا رہتا ہوں اس سے فرصت نہیں ملتی ہے سو وہ ٹٹو جس کو آپ مناسب سمجھیں اس کو حوالہ کریں اور میں آپ کی خدمت میں رہا کروں جب کہیں کام پڑے اس وقت آپ مجھکو کوئی ٹٹو عنایت کریں یہ سن کر آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو گھوڑا دینگے پھر آپ نے ان کا ٹٹو اور کسی نمازی بھائی کو دیدیا اور کالے خاں نے اپنا بستر لا کر حضرت کے پاس لگایا اور حضرت نے اپنے باورچیخانے سے اُن کے واسطے کھانا مقرر کر دیا انتہیٰ۔ القصہ پھر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے آنے کے بعد دوسرے روز بعد نماز عشا کے مخبر نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو خبر دی کہ سردار سلطان محمد خاں سے نجومیوں نے گھڑی ساعت دیکھ کر کہا ہے کہ کل سویرے تم اپنا کچھ لشکر سید بادشاہ کے لشکر کے سامنے جاؤ اور ادھر ادھر برگشت، کر کے چلے آؤ پھر اس کے اگلے روز ان سے مقابلہ کرو تمہاری فتح ہوگی سو کل ان کا لشکر ضرور آویگا آپ ہوشیار رہیں آپ نے لشکر کے کچھ سوار و پیادے اسی طرف واسطے طلیعہ کے مقرر کر رکھے تھے یہ خبر سن کر حضرت نے کچھ سوار اور پیادے اور بھیجدئے پھر اس کے اگلے روز بعد نماز

فجر کے حضرت علیہ الرحمۃ مسجد میں بیٹھے ہوئے اخفیں درانیوں کا بیان کر
رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کارخانے دیکھئے کہ ہم ہندوستان سے ہجرت کرکے
اس ملک میں اس نیت سے آئے تھے کہ یہاں سب مسلمانوں کو متفق کرکے
کافروں سے مقابلہ کریں سو بڑے افسوس کی جگہ کہ کفار تو درکنار مسلمان
ہی لوگ مخالف اور دشمن جانی ہوگئے اور ہم سے لڑنے کو تیار ہوئے اور ہم
تو کسی طرح نہیں چاہتے ہیں کہ مسلمانوں سے لڑیں چنانچہ سلطان محمد خان
ہی کو کئی بار ہم نے مولوی عبدالرحمن کو بھیج کر فہمائش کروایا مگر ایسے،
نفس و شیطان نے اس کو شر و فساد پر آمادہ کیا کہ کچھ اس کے ذہن میں
نہ آیا خیر مشیت الٰہی اگر یوں ہے تو ہم ناچار ہیں جو کچھ ہوگا دیکھ لینگے
اسی طور کی باتیں آپ افسوس کر کر کے کہہ رہے تھے اور کوئی گھڑی ڈیڑھ
گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ اپنے طلیعہ والوں سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتے
ہوئے حضرت کے پاس آپہنچا اور کہنے لگا کہ لشکر درانیوں کا آتا ہے
آپ ہوشیار ہو جاویں یہ خبر سن کر حضرت نے حکم دیا کہ شتری نقارہ
بجا دویں کہ اپنے لوگوں کو خبر ہو جاوے پھر نقارہ بجا جلد لوگ تیار ہو کر
اسی طرف کو روانہ ہونے لگے اور حضرت بھی تیار ہو کر چلے اور موضع تورو
سے نکل کر کوئی آدھ کوس پر جا کر جمع ہوئے وہیں نگہبانی والے اپنے

سوار و پیادے تھے پھر سردار سلطان محمد خاں ادھر سے آتے آتے
کوئی پاؤ کوس کے فاصلے پر مع لشکر کھڑا ہوا اور ادھر حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ اپنا لشکر لئے کھڑے تھے پھر بعد تھوڑی دیر کے ادھر سے
ایک سوار گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضرت کی طرف آیا لوگوں نے حضرت سے
اجازت چاہی کہ اس کو روکیں؟ آپ نے فرمایا کہ روکنا کچھ ضرور نہیں
اللہ تعالیٰ ہمارا حافظ ہے آنے دو دیکھا چاہیئے کس واسطے آتا ہے پھر
وہ آتے آتے ہمارے لشکر کے لوگوں میں آیا اور اُن سے پوچھ کر حضرت
کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے سردار سلطان محمد خاں نے کہا ہے کہ آج
تو ہم یوں ہی بطور سیر و تماشے کے آئے ہیں مگر کل ہم آپ سے مقابلہ کرینگے
آپ نے اس سوار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار سے ہماری طرف سے کہہ دینا
کہ وہ آج تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور نہ کل اور جو تم آپ چھیڑ
کر جاؤ گے اس میں ناچار ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ کریگا دیکھ لینگے پھر وہ سوار
حضرت کے پاس سے اپنے لشکر کو چلا گیا اور جب وہاں جا کر پہنچا اسکے
بعد سلطان محمد خاں اپنا لشکر لے کر ادھر گیا اور حضرت علیہ الرحمۃ اپنے
لوگوں کو لے کر تور و میں تشریف لائے پھر اسی روز بعد نماز ظہر کے میں
لشکر سے اپنے بہیلہ دار سید اسمٰعیل بریلوی کے ڈیرے پر گیا اور میں نے
ان سے کہا کہ کل درانیوں کا مقابلہ ہے اور لڑائی میدان کی ہو گی

۱۸۰۹

اور میرے پاس گھوڑا ہے سو تم اس کو اور کسی بھائی کو دیدو اور میں
پیادوں میں حضرت کے پاس رہنے لگا اُنھوں نے خفا ہو کر مجھ سے کہا
کہ گیارہ مہینے تک تم اس پر سوار ہوئے اور آج بر وقت لڑائی کے ،
مجھ سے کہتے ہو کہ میرا گھوڑا اور کسی کو دیدو بھلا اب اس وقت میں
گھوڑا کس کو دیدوں اور کون اس کو لیگا جیسے تم کو خیال ہے کہ میں
پیادوں میں حضرت کے ساتھ رہوں یوں ہی ہر شخص چاہتا ہے سو تم
اپنے گھوڑے پر آپ ہی رہو اس وقت کسی کو دینا مناسب نہیں ہے یہ
بات سُن کر میں چپ ہو رہا اور ان کے پاس سے اٹھ کر حضرت کی مجلس
میں جا بیٹھا اور بھی بہت لوگ وہاں آپ کے پاس حاضر تھے ولیکن میں
اپنے دل میں متفکر اور متردد تھا کہ اب کون سی تدبیر کروں اس عرصے
میں اذان عصر کی ہوئی حضرت نے نماز پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے
آپ اسی مسجد میں موافق عادت ہر روز کے بیٹھے اور لوگ بھی بیٹھے ان میں میں
بھی تھا اُس وقت میرے دل میں آیا کہ تو اپنا حال حضرت سے تو عرض
کر جو کچھ وہ فرماویں ویسا کرنا اُس وقت سید اسمٰعیل بریلوی میرے
بہلہ دار وہاں حاضر نہ تھے پھر میں نے حضرت سے عرض کی کہ میں
رسالدار عبدالحمید خاں کے ہمراہ سواروں میں ہوں سو کل درانیوں
کا مقابلہ ہے یوں چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس کا گھوڑا اور کسی

بھائی کو دیدویں اور میں پیادوں میں آپ کے ساتھ رہوں یہ
بات سن کر آپ نے بطور پیار کے سر میرا پکڑ کر ہلایا اور پوچھا
کہ سبب کیا ہے جو آج گھوڑا چھوڑتے ہو میں نے عرض کی کہ درانیوں
کا مقابلہ ہے اور وہ سواری کے فن میں بڑے مشاق اور استاد ہوتے
ہیں اور مجکو اس فن میں مہارت اور مشق جیسی چاہئے ویسی نہیں ہے اسی واسطے چاہتا
ہوں کہ پیادوں میں آپ کے ہمراہ رہوں آپ یہ بات سن کر کچھ دیر
سکوت میں رہ گئے اور ایک شخص عبداللہ خاں نام میرے بھیلے کے حضرت
کے قریب بیٹھے تھے او وہ سواروں کا کرتب بھی خوب جانتے تھے پھر
آپ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ عبداللہ خاں ان کا گھوڑا
تم اپنی سواری میں رکھو انھوں نے قبول کیا پھر میں نے آپ سے عرض
کی کہ آپ میرے بھیلے دار سید اسمٰعیل صاحب سے بھی فرما دیجئے کہ ہم نے
فتح علی کا گھوڑا عبداللہ خاں کو دیا ہے آپ نے اسی وقت سید اسمٰعیل صاحب
سے بلا کہہ دیا انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم اپنا گھوڑا اور اس کا ساز و
براق عبداللہ خاں کو سپرد کردو پھر میں عبداللہ خاں کو وہاں سے اپنے
ساتھ لے گیا اور اپنا گھوڑا مع ساز وسامان سپرد کردیا اور میں نے
وہاں سے اپنا بستر لاکر حضرت کے پاس لگایا بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ
نے اسی مسجد میں سب لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جن بھائیوں
کو مہارت سواری میں کم ہو اور گھوڑے پر ان سے کام سپاگری

کا خاطرخواہ نہ بنے وہ اپنا گھوڑا اور بھائیوں کو حوالہ کریں ہم کو
یہ منظور نہیں کہ خواہ مخواہ گھوڑے پر اپنی جان کھودیں اور جن بھائیوں
کے پاس گھوڑا نہیں ہے اور اُن سے پیادوں میں کار لڑائی کا
باخوبی نہ بنے وہ ہم سے کہیں ہم ان کو گھوڑا دیویں آپکا یہ کلام ہدایت
التیام سُن کر چند صاحبوں نے عرض کی کہ آپ ہمارا اور کسی کو دلوادیں
ہم پیادوں میں رہینگے اور کئی بھائیوں نے آپ سے گھوڑے کی درخواست
کی کہ ہم سے پیادوں میں کام لڑائی کا نہ بنے گا پھر آپنے اُن سواروں
سے کہ نام ان کے یہ ہیں شیخ فتح علی اور مولوی مظہر علی اور مولوی یاد علی
اور مولوی قمرالدین اور مولوی عثمان یہ پانچوں عظیم آباد کے اور چھٹے
مدت علی غازی پوری کو گھوڑے ان پیادوں کو دلوادئے اور وہ
پیادے یہ ہیں دیندار خاں اور بہادر علی خاں اور شمشیر اور حسن خاں
بنارسی اور دین محمد عظیم آبادی اور عبداللہ خاں کہ وطن ان کا یاد نہیں
اور سردار سلطان محمد خاں اپنا لشکر لئے ہوئے موضع ہوتی میں پڑا
تھا اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ مع لشکر ظفر پیکر موضع تورو
میں تشریف فرما تھے اور ان دونوں بستیوں کے بیچ میں موضع ماہیار
اوراس کے کنارے جانب مشرق ایک چشمہ دار پانی کا نالہ تھا اور
اس کے کنارے جانب مشرق ایک چشمہ دار پانی کا نالہ تھا اور کئی

روز آگئے سے ماہیار میں حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے لشکر کے چند
قندھاری واسطے محافظت کے متعین کر دیئے تھے وہ وہاں شب و
روز رہتے تھے اور ماہیار اور تورو کے درمیان شیشے کے لوگ مقرر تھے
پھر اسی روز جب بعد فراغ نماز عشا کے موافق معمول کے لوگ حضرت
علیہ الرحمۃ کے مجلس میں جا کر بیٹھے اس وقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے
حضرت سے عرض کی کہ کل سردار سلطان محمد خاں نے آپ سے وعدہ
لڑائی کا کیا ہے ایسا نہ ہو کہ کل سویرے آکر اس نالے اور موضع ماہیار
پر اپنا بند و بست کر لیں تو پانی اور وہ بستی ہم سے چھوٹ جاوے اور
ماہیار کے گرد کچی دیوار ہے واسطے لڑائی کے بڑے موقع کی جگہ ہے سو
آپ اس کا کچھ تدارک ضرور کریں، آپ نے فرمایا کہ میاں صاحب بات تو
تم نے بہت بہتر کہی جس قدر مناسب ہو اس قدر وہاں آدمی متعین کر دیئے
جاویں مولانا صاحب نے کہا کہ کوئی دو سو غازی وہاں بھیجد یجئے اتنے
کافی ہیں اس وقت ملا لعل محمد اور ملا قطب الدین بھی وہاں حاضر تھے،
آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم اسی وقت دو سو آدمیوں سے جا کر اس نالے
پر اپنا مورچہ کرو اور ہم نے تم کو اس کا رپر متعین کیا ہے اور درانیوں سے
کیسا ہی سخت مقابلہ پڑے مگر تم اس نالے کو نہ چھوڑنا پھر وے دونوں
صاحب اسی وقت دو سو آدمی قندھاری وغیرہ کو گولی بارود اور سامان
مبھد وقت سے تیار کر کے لے گئے اور وہاں نالے پر جا کر اپنا مورچہ کیا

اور اُسی وقت آپ نے رسالدار عبدالحمید خاں کو واسطے سواروں کے
اور ہر جماعت دار سے واسطے پیادوں کے کہلا بھیجا کہ اپنے اپنے لوگوں
سے بتاکید شدید کہہ دیویں کہ آدھے لوگ تو سو ویں اور آدھے ہتیار
باندھ کر تیار اور ہوشیار اور بیدار رہیں رات کا وقت ہے اور لشکر نجالیقین
کا قریب پڑا ہے یہ تدبیر کر کے آپ آرام فرمانے لگے اور تمام پیادہ و
سوار رات بھر بیدار اور ہتیار باندھے ہوشیار رہے شاید کوئی کوئی ا
دو چار گھڑی سو رہے ہوں پھر جب اذان صبح کی ہوئی وضو کر کے لوگوں
نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور اُس وقت بہ نسبت اور دنوں کے جماعت
میں نمازیوں کی بڑی کثرت تھی پھر بعد فراغ نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ
نے دیر تک ننگے سر ہو کر ساتھ کمال الحاح و زاری اور عجز و انکساری کے
جناب باری میں دعا کی اور طرح طرح کے الفاظ سے آپ دعا میں پروردگار
کی جباری اور قہاری اور اپنی ناتوانی اور خاکساری کا بیان کرتے تھے کہ
مارے رقت کے تمام حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ایسا ایک
حال لوگوں پر اُس وقت واقع تھا کہ بیان اس کا تقریر اور تحریر میں نہیں
آ سکتا ہے پھر جونہی دعا کر کے آپ نے اپنے دست مبارک منہ پر پھیرے
وہیں ایک شخص نے آپ کو سلام کر کے عرض کی کہ میں اہیار کے نالے
پر سے ملا لعل محمد قندھاری کا بھیجا ہوا آپ کی اطلاع کرنے کو آیا ہوں

کہ ادہر موضع ہوتی میں لشکر درانیوں کا نقارہ ہوا ہے آپ بھی اپنے
کار سے ہوشیار ہو جاویں پس یہ خبر دے کر تو وہ شخص طرف ماہیار کے
کے روانہ ہوا تھوڑی دیر گیا ہوگا کہ اس عرصے میں وہیں سے دوسرا
آدمی آپہنچا اور اس نے حضرت سے عرض کی کہ ادہر درانیوں کے لشکر
میں دوسرا نقارہ ہوا ہے یہ خبر سن کر آپ نے رسالدار عبدالحمید خاں
سے کہلا بھیجا کہ تم بھی اپنے یہاں نقارہ بجوا دو اور جلد اپنے سواروں سے
تیار ہو کر یہاں ہمارے پاس آجاؤ پھر یہ خبر رسالدار ممدوح کے
پاس پہنچتے ہی نقارہ بجا اور سوار لوگ اپنے ساز و سامان سے تیار
ہو کر آنے لگے اور تورو کی جانب شمال میدان میں جمع ہونے لگے اور
حضرت علیہ الرحمۃ آپ بھی تیاری چلنے کی کرنے لگے اور تمام پیادے
بھی سواروں کو میدان میں دیکھ کر اپنے اپنے ڈیروں سے تیار ہو کر وہیں
جمع ہوئے پھر حضرت علیہ الرحمۃ پوشاک پہن اور ہتیار باندہ کر اسی مسجد
میں بیٹھے تفصیل آپ کے کپڑوں کی اور ہتیاروں کی یہ ہے کہ سپید پگڑی
جیدبری کی بہت عمدہ اور باریک آپ کے سر مبارک پر تھی اور بادامی
بوٹی کی لنگی کا سپید پائجامہ اور بہت باریک صحن کا دوہرا انگا آپ
پہنے تھے اور اسی کا پٹکا کمر میں باندھے تھے اور اس کے اوپر ایک پشوری
لنگی سرخ کناروں اور باریک سیاہ دھاریوں کی باندھے تھے اور یہ

تمام کپڑے سوائے لنگی کے شیخ غلام علی صاحب الہ آبادی کے بھیجے
ہوئے تھے اور قندھی سنت پہلو ولایتی جوڑی تمنچے کی اور ایک بہت
عمدہ پولادی جوہر دار چھری شیر ماہی کے دستے اور کمچنی میان کی آپ
کی کمر میں تھی اور جو دم تماچہ ہوتی کی لڑائی سے غنیمت میں آیا تھا
وہ بھی آپ کمر میں باندھے تھے اور دو شخص آپ کی دو رفل لئے ہوئے
تھے اور وہ دونوں جماعت خاص کے تھے ایک تو حافظ صابر صاحب
شیخ عبد الحکیم صاحب پھلتی کے بیٹے کے ان کے پاس وہ رفل ولایتی تھا
جو نتھو خاں قندھاری نے لکھنؤ میں حضرت کی نذر کیا تھا اور دوسرے
شرف الدین بنگالی مولوی امام الدین صاحب بنگالی کے بیٹے کے اور
ان کے پاس وہ رفل جوہر دار جو حضرت عرب سے لائے تھے اور یہ دونوں
سیر و سفر میں حضرت کے ہمراہ رکاب رفل باندہ کر داہنے بائیں چلتے تھے
اس تمام تیاری سے حضرت مسجد میں بیٹھے تھے کہ اس عرصہ میں ایک
جوان لعل محمد قندہاری کے پاس سے آیا اور یہ خبر لایا کہ موضع ہوتی سے
سردار سلطان محمد خاں کا لشکر اس طرف کو آتا ہے اور میں دیکھ کر
آپ کے پاس بواسطے اطلاع کے آیا ہوں یہ خبر سُن کر آپ اٹھ
کھڑے ہوئے اور مسجد کے باہر تشریف لائے اور وہاں میدان میں
بیٹھ گئے اس عرصے میں سید ابو محمد صاحب نصیر آبادی آپ کی بی بی

صاحبہ معظمہ مکرمہ کے خالہ زاد بھائی کہ بانکوں میں مشہور تھے اپنا گھوڑا
تھان پر چھوڑ کر پیادہ پا آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب
جس روز سے میں آپ کے ساتھ لینے گھر سے نکلا ہوں اور آج تک
میرا یہی خیال رہا کہ یہ میرے عزیز اور رشتہ دار ہیں میں بھی ان کے ساتھ
رہوں جوان کا اللہ تعالیٰ کہیں عروج کریگا تو بسبب ان کے میرے لئے
بھی ترقی اور بہبودی ہو گی نہ میں آج تک خدا کے واسطے رہا اور نہ
کچھ ثواب جان کر مگر اب اس وقت میں نے اس خیال فاسد اور ارادہ
کاسد سے توبہ کی اور از سر نو آپ کے ہاتھ پر اب واسطے رضامندی
اللہ تعالیٰ کی بیعت جہاد کرنے کو آیا ہوں سو آپ مجھ سے بیعت لیں اور
میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجکو اس نیت اور ارادے پر ثابت قدم
رکھے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے بیعت لی اور ان کے لئے دعا کی اس
وقت تمام حاضرین لوگوں پر مارے رقت کے ایک حال عجب واقع تھا کہ ہر
ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر بعد فراغ دعا کے سید ابو محمد
صاحب حضرت سے مصافحہ کر کے اپنے گھوڑے کی طرف چلے اور میں بھی اُن
کے ہمراہ چلا اُس وقت ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور مجکو اُن
سے نہایت محبت تھی پھر انھوں نے بسم اللہ کر کے اپنا داہنا پاؤں رکاب
میں رکھا اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ سب بھائیو اس بات کے گواہ رہنا
کہ آج تک ہم گھوڑے پر اپنی شان و شوکت اور خواہش نفس

کے لئے سوار ہوتے تھے خدا کا واسطہ اس میں کچھ نہ تھا مگر اس وقت
ہم محض واسطے خوشنودی اور رضا جوئی اللہ تعالیٰ کی بہ نیت جہاد
اس گھوڑے دونو پر سوار ہوتے ہیں اس وقت میں نے بائیں ہاتھ
سے ان کے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا میں نے اپنا داہنا ہاتھ
ان کو دیا وہ پکڑ کر سوار ہوئے اور برچھا کندھے پر دہر کر چلے اور
سواروں کے پرے میں جا کر کھڑے ہوئے اور کیفیت حال اول
ان کی مفصل یوں ہے کہ پہلے وہ لکھنؤ میں شیخ اہل اللہ مکیدان کی
پلٹن میں جمعدار تھے پانچ روپے کی شرح کے اور بہت بانکی
ترچھی وضع سے رہتے تھے اور آنکھ ناک روپ رنگ میں بڑے
خوبصورت جوان تھے اور ایک جوڑا اکہرا درباری بہت نفیس ہمیشہ
ان کی گٹھڑی میں بندھا ہوا تیار رہتا تھا اور گھوڑا پھیرنے اور
اوگی لگانے کے بڑے اُستاد بے نظیر تھے بڑے بڑے چابک سوار اُن
کی اُستادی کے قائل تھے زمین میں میخ گاڑ کر اُس پر گھوڑے
رکھتے اور اوگی سے صاف اوڑا دیتے کیا امکان کہ اوگی میں لگے
اور آپ ہی گھوڑا ملتے اور سیئے کرتے اور جتنے مکیدان ممدوح کے گھوڑے
تھے سب کو یہی پھیرتے اور درست کرتے اور وہ مکیدان موصوف ان
کی نہایت قدر و منزلت کرتے تھے اور بڑی عزت و توقیر سے اپنے

پاس رکھتے تھے اور جو کام بھاری سرکاری درباری ہوتا وہ معتبر
اور معتمد اور امین جاکر انھیں کو بھیجتے تھے اور یہ انھیں کے گھوڑے پر
سوار ہو کر جاتے تھے اور باخوبی خاطر خواہ وہ کام بنا لاتے تھے
اور وہی اپنی درباری پوشاک پہن کر سرکار دربار میں تشریف لیجاتے تھے
پوشاک دیکھ کر ناداستہ لوگ گمان کرتے تھے کہ سو ڈیڑھ سو روپیے
سے ان کا مشاہرہ کم نہ ہوگا اور ایسی ان کے مزاج میں لطافت اور نفاست
تھی کہ کسی کے ہاتھ کا پکایا کھانا ان کو پسند نہ آتا تھا اپنے ہی ہاتھ سے
دن رات میں ایک بار کھانا پکا کر کھاتے تھے اور ہر ایک کھانا بہت بامزہ
اور نفیس پکاتے تھے کہ اس فن کے جو استاد تھے وہ تعریف کرتے تھے کہ
کھانا کیا اکثر فنوں میں مہارت کمال رکھتے تھے اس طرح سے اپنے ہاتھ
کپڑے قطع کرتے اور سیتے کہ دیکھ کر بڑے بڑے استاد درزی حیران رہتے
تھے کہ یہ کاریگری انھوں نے کس سے سیکھی ہے اور روئی بھی لحاف و رضائی
دگلے مرزائی وغیرہ میں ایسی برابر اور خوبصورت بھرتے تھے کہ نداقوں کی عقل
دیکھ کر دنگ ہوتی اور نیدرہ بیس وضع کی پگڑی باندھتے تھے اور اپنے
ہی ہاتھ سے پرتلہ کیسیان سنگرا گھوڑے کا سب ساز و یراق سی لیتے
اور آپ ہی اپنا خط آئینہ سامنے رکھ کر بنا لیتے تھے اور ان فنوں کے سب اوزار
بھی اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور غرارہ دار پائجامہ اور چست انگرکھا پہنتے
تھے اور بیچ میں تھوڑی ڈاڑھی کتر کر صاف رکھتے تھے اور باوجود

اس بانکپن کے کبھی اُنہوں نے اور بانکوں کی طرح سر پر بال نہیں
رکھے اور نہ کبھی حقہ پیا اور نہ کوئی نشہ کی چیز کھائی پی اور نہ کبھی کسی
نامحرم عورت کی طرف بری نگاہ سے دیکھا اور نہ تمام عمر زناکاری
اور رنڈی بازی کے نزدیک گئے اپنے بستر کے آشنا تھے اور بستر چھوڑ
کر بے ضرورت کہیں نہیں جاتے اور ہر ایک غربا اور شرفا اور یگانہ و بیگانہ
کی بیمار داری اور خدمتگزاری میں اصلا کراہت اور کاہلی نہ کرتے اور
نہ عار ننگ رکھتے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے اور ان کو
کھلاتے اور اُن کا بول و براز اٹھاتے اور طبیعت میں ذرا گھن نہ لاتے
اور خوش اخلاق اور نیک شر ایسے تھے کہ کبھی کسی سے جھگڑا بکھیڑا نہ کیا
اور ہر یار و آشنا اپنے دل میں یہی خیال کرتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ
مجھی سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں اور سید ابوالحسن صاحب نصیرآبادی جو
دادا ابوالحسن کرکے مشہور تھے وہ بھی اسی نیپالن میں ایک دستے کے
جمعدار تھے جس میں سید ابو محمد صاحب تھے اور جس ایام مبارک فرجام
میں حضرت علیہ الرحمۃ تکیہ شریفہ پر تشریف رکھتے تھے تو بھی
کبھی وہ دونوں صاحب جب اپنی نیپالن سے رخصت لے کر نصیرآباد
میں آئے تب حضرت کی ملاقات کو بھی تکیہ شریفہ پر تشریف لاتے
تھے سیکڑوں آدمی وہاں ہوتے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ ان کی بہت

بہت خاطر داری اور قدر و منزلت کرتے تھے اجنبی لوگ ان کی وضع
اور پوشاک اور حضرت کی خاطر داری کو خیال کر کے متحیر ہوتے اور
حضرت سے پوچھتے کہ یہ کون صاحب ہیں آپ فرماتے کہ یہ ہمارے
بھائی ہیں یہ سن کر لوگ اور بھی تعجب کرتے اور کہتے یہ کیسے آپ
کے بھائی ہیں جن کی یہ وضع اور پوشاک، آپ فرماتے کہ ان کو یہی
وضع اور پوشاک خوش آتی ہے یہ سن کر لوگ خاموش ہو رہتے اور
جو کوئی کبھی ان سے کچھ کہتا کہ تم نے یہ کیا اپنے سب لوگوں سے نرالی
وضع نکالی ہے تو حضرت اس کو روک دیتے کہ خبردار ان کو چھیڑا
نہ کرو اسی وضع پر رہنے دو اور دادا سید ابوالحسن صاحب بڑے
سلیم الطبع اور سادہ وضع اور کم سخن شخص تھے اور انھوں نے حضرت
سے اس وقت بیعت کی تھی جب حضرت نوجوان بلکہ تمام چہرۂ مبارک
پر آپ کے ڈاڑھی نہیں آئی تھی اور نہ اس وقت اس طرح آپ
کی ہدایت اور کرامت کی شہرت تھی پھر جب حضرت نے تکیہ شریف
سے ہجرت کی تیاری کی تب سید ابو محمد صاحب اور دادا ابوالحسن
صاحب بھی لکھنؤ سے نوکری چھوڑ کر حضرت کو رخصت کرنے آئے
اور حضرت کے ساتھ چلے جو کوئی پوچھتا کہ سید ابو محمد صاحب کیا
تم بھی ہجرت کر کے جہاد کو چلو گے تو کہتے کہ میں تو نہیں جانتا کہ ہجرت
اور جہاد کس کو کہتے ہیں ہمارے بھائی میاں صاحب جاتے ہیں

ہم نے کہا کہ ہم بھی دلمؤ تک پہنچا آویں اور یہی بات دلمؤ تک پہنچانے کی دادا ابوالحسن صاحب بھی کہتے پھر جب حضرت نے دلمؤ سے کوچ کر کے آگے کو روانہ ہوئے تو یہ بھی دونوں صاحب چلے لوگوں نے کہا کہ اور لوگ تو حضرت کو رخصت کر کے دلمؤ سے چلے گئے آپ ان کے ساتھ نہ گئے اُنھوں نے کہا کہ باندے تک تو اور چلتے ہیں پھر وہاں سے جو کچھ ہوگا سو ہوگا پھر جب حضرت باندے میں پہنچے تب اُنھوں نے گوالیار تک کا وعدہ کیا اور گوالیر میں جب پہنچے تب کہا کہ ٹونک سے رخصت کرینگے جب مع الخیر ٹونک میں حضرت علیہ الرحمۃ داخل ہوئے تب لوگوں نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے اُنھوں نے کہا کہ اتنی دور آئے ہیں اب یہاں سے چار منزل اجمیر ہے یہ بھی تو میاں صاحب کی بدولت دیکھ لیں غرضکہ ان دونوں صاحبوں نے اپنی زبان سے ہرگز یہ نہ کہا کہ ہم نے بھی واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے ہجرت کی ہے مگر جب حضرت اجمیر سے آگے بڑھے اور وہ نہ پھرے تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ انھوں نے بھی ہجرت کی ہے اور جہاد کو جاوینگے مختصر حال سید ابو محمد صاحب کا تو ہو چکا مگر دادا سید ابوالحسن کا باقی ہے سو وہ اپنے موقع پر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ انتہیٰ الغرض پھر اُسی جگہ جہاں حضرت نے مسجد سے باہر نکل کر میدان میں سید ابو محمد صاحب سے بیعت لی تھی ایک سوار طلیعہ والوں میں باآواز بلند

پکارتا ہوا آیا کہ بھائیو خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ لشکر درانیوں کا
آتا ہے اور یہی حال حضرت سے عرض کیا کہ وہاں نالے پر ملا لعل محمد
کے ساتھ آدمی کم ہیں اور لشکر قریب آگیا ہے ایسا نہ ہو کہ نالہ اُن سے
چھوٹ جاوے یہ خبر سُن کر حضرت وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب
باری میں ننگے سر ہو کر بہایت الحاح و زاری اور عجز و انکساری سے
دعا کرنے لگے پھر بعد فراغ دعا کے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے
اور گھوڑا وہ تھا جو ارباب بہرام خاں نے آپ کی نذر کیا تھا اور نام اُس
کا اژدر تھا اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ رکاب پیادہ و سوار
ہندوستانی اور ولایتی ملا کر کوئی دس بارہ ہزار آدمی ہونگے پھر جب
جلتے جلتے حضرت تورو اور ہیار کے درمیان نالے پر پہنچے اور لوگ اُترنے
لگے اس عرصے میں اُدہر سے توپ چلی پھر جب سب لوگ نالہ اُتر کر
پار ہوئے تب حضرت علیہ الرحمۃ نے باآواز بلند پکار کر فرمایا کہ سب بھائی
جو سنتے ہیں وہ گیارہ بار سورۂ لایلاف پڑھ کر اپنے اوپر دم
کر لیں اور لشکر میں سب بھائیوں سے یہی کہہ دیویں اور جن کو یاد ہو
وہ یہ دعا پڑھتے ہوئے چلیں کہ اللّٰھُمَّ اھزمھُم و زلزل
اقدامھم و شتت شملھم و فرّق جمعھم و خرّب دنیاھم
و خذھم اخذ عزیز مقتدر اور سب بھائیوں کو یہی خبر
کر دیویں اور یہی دعا حضرت علیہ الرحمۃ ان دنوں پانچوں

وقت بعد نماز فرض کے تین بار با آواز بلند پڑھتے تھے پھر آپ نے
رسالدار عبد الحمید خاں صاحب کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے سواروں
کو لئے ہوئے ہم لوگوں کی بائیں جانب پشت پر رہو اور تم بغیر ہمارے
حملہ نہ کرنا اگرچہ ہم ان پر حملہ کریں اور شیخ عبد اللہ شاہجہاں پوری جمعدار
کو جو رہنے والے ضلع رامپور کے تھے بلا کر فرمایا کہ تم لوگوں کی برابر
بائیں طرف اور سواروں کے آگے رہو اور یہ شیخ عبد اللہ جمعدار وہ ہیں
کہ بعد واقعہ بالاکوٹ کے اس ملک سے آ کر بلدہ اسلام ٹونک میں ہمارے
آقائے نامدار دولتمدار کی سرکار فیض آثار میں نوکر ہوئے اور یہیں ان
کا انتقال ہوا اور بی بی ان کی اب تک کہ سن بارہ سو چہتر ہجری ہے
زندہ اور موجود ہیں پھر رسالدار صاحب ممدوح موافق ارشاد فیض
بنیاد حضرت علیہ الرحمۃ کے اسی طور پیادوں کی پشت پر رہے اور
جمعدار موصوف چودہ یا پندرہ شاہینوں سے پیادوں کی برابر
اور سواروں کے آگے جا کر کھڑے ہوئے پھر بعد اس انتظام اور
بند و بست کے حضرت علیہ الرحمۃ وہاں سے آہستہ آہستہ آگے کو روانہ
ہوئے جبکہ جاتے جاتے موضع ماہیار کی برابر پہنچے اور ہم لوگوں کو
میدان میں لشکر ہزیمت پیکر مخالفین بغاوت آئین کا صاف نظر
آنے لگا اور ادہر سے دو ضرب توپ چل رہی تھیں اور اس لشکر

کے چار غول تھے تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا اور تخمیناً آدمی
بیس ہزار سے زیادہ ہونگے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے لوگوں
سے واسطے صف باندھنے کے فرمایا سب صف کشی کرنے لگے اور آپ
نے سب سے کہہ دیا کہ خبردار کوئی بھائی ہم سے آگے نہ بڑھے اور
نہ بے اجازت ہماری بندوق چلاوے اُس وقت کالے خاں افغان
قوم آفریدی ساکن موشمش آباد نے جن کا آگے ذکر ہو چکا ہے آکر
عرض کی کہ حضرت جو آپ نے گھوڑے کا وعدہ کیا تھا سو اِس وقت
عنایت ہو حضرت کے پاس میاں عبداللہ دہلوی نومسلم جو غلہ وغیرہ
خرید کرتے تھے اور اوبیا کر کے مشہور تھے ایک گھوڑے پر سوار
تھے آپ نے اُن سے فرمایا کہ اپنا گھوڑا کالے خاں کو دو اور تم ہمارے
ساتھ پیادوں میں رہو وہ اسی وقت گھوڑے سے اُتر پڑے اور
کالے خاں اُس پر سوار ہوئے اور صف کے آگے داہنے سے بائیں اور
بائیں سے داہنے پھرنے لگے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ بھائیو صف
کی برابر جمے ہوئے چلو اور تین صفیں تھیں اگلی اور بیچھلی میں تو ہندوستانی
تھے اور بیچلے میں ملکی لوگ تھے اور ہر صف میں اتنے فرق سے آدمی
کھڑے تھے کہ بندوقچی بافراغت بھرمار کی بندوق بھر کر سکے
اس عرصے میں پے درپے دو گولے توپ کے اس طرف ٹپا کھا کر

آئے اور صفوں کے اوپر ہو کر نکل گئے لوگوں نے حضرت سے عرض
کی کہ اُدہر سے گولے آتے ہیں آپ گھوڑے سے اُتر پڑیں پھر آپ
اُن کے کہنے سے اُتر پڑے یہ حال پچھلی صف کے ملکیوں نے دیکھا
کہ گولے آتے ہیں اور حضرت ہی اپنے گھوڑے سے اُترے اور وہ تمام
ملکی در پردہ سردار سلطان محمد خاں سے ملے ہوئے تھے لیئے بام
حضرت کے ساتھ تھے یہ حال دیکھ کر مارے خوف کے وہاں سے کھسکنے
لگے کوئی تو بستی کی دیواروں کی آڑمیں جا کر کھڑے ہوئے اور کوئی نالے کی
نشیب میں سواروں میں سے سوار اور پیادوں میں پیادے رہ گئے فقط
حضرت کے لشکر ہی کے سوار و پیادے اور رفیقوں کے بیش و کم دو ہزار
رہ گئے اور رفقاے با اخلاص یہ تھے فتح خاں بخاری اور گھڑیالے
کے منصور خاں شیوے کے دونوں بھائی شکار خاں اور اسد خاں اور
کلابٹ کے اسمعیل خاں اور امازئی کی گڑہی کے منصور خاں اور
اکوڑی کے خواص خاں خٹک اور ان کے عزیزوں میں شہباز خاں
خٹک اور زیدی کے فتح خاں اور تورو کے دلیل خاں اور لُند خُر
کے نسیم خاں اور سوات کے ملا سید میر آخوند زادہ کوئی کے اور ٹوپی
کے ملا بہاؤ الدین اور ڈاگئی کا ملا باقی ملا اور طالب العلموں کے نام یاد
نہیں اور کالے خاں موصوف اسی طرح آگے صف کے ادہر سے اُدہر

گھوڑے برگشت کر رہے تھے اس وقت صف کے بائیں جانب سے داہنی
طرف جاتے تھے کہ ناگہاں ادہر سے ایک گولا توپ کا آکر آیا اور ان کے
بائیں پہلو میں لگا اور وہ گھوڑے سے زمین پر گرے لوگوں نے حضرت سے
عرض کی کالے خاں کے گولا لگا آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور صف
کے لوگ آہستہ آہستہ ہٹتے ہوئے آگے کو اسی طرح چلے جاتے تھے جب قریب کالے خاں
کے پہنچے پاس کے لوگوں نے دیکھا کہ قدرے جان ان میں باقی ہے اور گولے
سے پہلو نہیں پھوٹی مگر ایک نیلا داغ پڑ گیا ہے کالے خاں نے آہستہ سے کہا
کہ میرے بازو پر تعویذ ہے اس کو کھول لو پھر کسی نے وہ تعویذ کھول لیا اور
کالے خاں وہیں رہے اور صف آگے نکل گئی پھر آگے بڑھ کر حضرت علیہ الرحمۃ
ننگے سر ہو کر کمال عجز و زاری سے جناب باری میں دعا کرنے لگے کہ الٰہی ہم
عاجز اور ضعیف بندے ہیں سوا تیرے ہمارا کوئی حامی و مددگار نہیں
ہے جو ہم کو بچاوے اور ہم نے بہتیرا ان کو سمجھایا کہ تم ہم مسلمانوں سے نہ
لڑو مگر انھوں نے نہ مانا اور تو دانا و بینا ہے ہمارے دلوں کے بھید جانتا
ہے اگر تیرے علم میں ہم حق پر ہوں تو ہم ضعیفوں کو فتحیاب کر اور جو وہ حق
پر ہوں تو ان کو اس عرصے میں ان کے چار غولوں میں سے ایک تھے جس
میں دو توپیں ملتی تھیں گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر ہلہ کیا اور اس ہیئت
سے کہ تلواریں ننگی علم کئے اور داڑھیاں دانتوں میں دابے اور بائیں
دائیں منہ پھیرے یہ علامہ ان کی ہیئت شجاعت کا تھا اور سید

کجا سید کجا کہتے ہوئے چلے جب نہایت قریب آپہنچے کہ چالیس پچاس قدم
کا فاصلہ رہ گیا تب حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے رزق بردار سے رزق لیا
اور بآواز بلند تکبیر کہہ کر ایک باڑ ماری اور ہلہ کر دیا مگر وہ کسی طرح
نہ رُکے دفعتہً آکر گڈبڈ ہو گئے اور غازیوں نے ان کو بھیر چاریوں پر
دھر لیا قرابینچی تو قرابین مارتے تھے اور سید دوچی بندوق اور تلوار والے تلوار
اور گنڈاسے والے گنڈاسے آخر الامر تائید غیبی اور ہیبت لاریبی سے وہ ؛
رد گرداں ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہاں سواروں
سے کہہ دو کہ تم بھی ہلہ کر کے ان کو لو اس میں کسی نے کہا کہ سوار تو اول ہی
شکست کھا کر خدا جانے کہاں چلے گئے یہ سن کر حضرت خاموش ہو رہے
شیخ ولی محمد صاحب نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ اپنے سوار تو شکست
کھا گئے اب چل کر ان کی توپیں لو اور کوئی ڈیڑھ سو غازیوں سے اُن کا
تعاقب کیا اور قواعد بھیر ماری پر دھر لیا اور ادھر ان کا ایک دوسرا غول
اسی ہیئت مذکورہ سے سید کجاست کہتا ہوا آیا اور اسی طرح
گڈبڈ ہو گئے اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ کچھ کم یا زیادہ کوئی ؛
پانسو غازی ہونگے اور باقی جا بجا متفرق ہو گئے اور اُس وقت حضرت
علیہ الرحمۃ کی بہادری اور شجاعت کا یہ حال تھا کہ دائیں بائیں سے
دونوں رزق بردار رزق بھر بھر کر دیتے تھے اور آپ دونوں طرف سے
سر کرتے تھے داہنی طرف والے کا داہنے سینہ رکھ کر اور بائیں طرف
والے کا بائیں سینہ پر رکھ کر اور ایک ذرہ آپ کے چہرہ شجاعت پر

پر خوف وہراس کا نہ تھا اور اسی طرح غازیان جرار شجاعت
شعار سیوف برق وار اور تیا دیق آتشبار سے سرگرم کارزار تھے
اور اس طور سے ان کو تلواروں اور قرابینوں پر دھر لیا اور مدد الہی سے
ان کو پسپا کیا کہ کئی غول ہو کر اور ہوش وحواس کھو کر سو سو بھاگے اور
مجاہدین نصرت قرین بھی چالیس پچاس پچاس ساتھ ساتھ ہر غول کے
تعاقب میں گئے اور اسی قدر پچاس ساٹھ غازیوں کی جمعیت سے اُس
وقت حضرت علیہ الرحمۃ بھی ایک غول کے پیچھے بندوقیں سر کرتے ہوئے
چلے جاتے تھے جب وہ سوار ہزیمت کردار فرار کر کے دُور نکل گئے اُس وقت
اُدھر پیچھے ساتسو سواروں کا ایک اور پرہ کھڑا تھا یہ حال اُنہوں نے دیکھا
کہ غازیوں کی جمعیت تھوڑی تھوڑی ہو کر سواروں کے تعاقب میں منتشر ہو گئی
تب پھر وہاں سے گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر وہ غول حضرت علیہ الرحمۃ کی
جماعت پر حملہ آور ہوا اور حضرت اُس وقت ان کے ایک اور غول کے تعاقب
میں مشغول تھے ان کی طرف کچھ خیال نہ تھا اس میں میاں خدا بخش صاحب
رام پوری نے تین یا چار بار پکار کر کہا کہ حضرت ایک غول سواروں کا
اس طرف سے یہ آتا ہے یہ بات سُن کر ایک اور غازی نے کہا کہ چپ
رہو آنے دو حضرت کا نام نہ لو یہ آواز سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ اس
غول فرار کا تعاقب چھوڑ کر ساتھ کمال چستی اور چالاکی کے اس غول
آنے والے کی طرف لپٹ پڑے اور یہ بھی غول اگلے غولوں کی ہیئت مذکورہ

سے دانتوں میں داڑھیاں دابے اور ننگی تلواریں علم کئے اور سید کجا
است سید کجا است کہتے ہوئے آکر گڈ مڈ ہو گیا اور حضرت علیہ الرحمۃ
نے انھیں پچاس ساٹھ غازیوں سے ان کو بندوقوں اور قرابینوں اور
تلواروں اور گنڈاسوں پر دھر لیا اور تائید الٰہی سے ان کو بھی پسپا
کیا اور وہ باختہ حواس ہو کر سو لیسو بھاگے اور دس دس بارہ بارہ
غازیوں نے ان کا پیچھا لیا اُس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کے ہمراہ دس
بارہ غازی رہ گئے اور کوئی نہ تھا اور اُس وقت محض تائید ایزدی
اور مدد سرمدی تھی والا ان پچاس ساٹھ غازیوں کی اُن چھ سات
سو سواروں کے روبرو کیا حقیقت تھی جو ان کو مار ہٹاتے یوں بھی
تو نہ تھے جیسے دال میں نمک اس وقت اصلاً ہم لوگوں کے خیال میں
نہ آتا تھا کہ کون اُن کو مارتا تھا اور کس کی ہیبت سے وہ بھاگے
جاتے تھے اور اس دم جو کچھ اللہ تعالیٰ شانہ نے ان تھوڑے لوگوں
کو دلاوری اور بہادری عنایت فرمائی تھی کہ بیان اُس کا تقریر
اور تحریر میں نہیں آ سکتا ہے مختصر حال ظفر تال ان کی جرأت اور
فتوت کا ایک یہ ہے کہ ایک ملکی تیرہ چودہ برس کا لڑکا اس
کے پاس گنڈاسا تھا کہ ملکی لوگ اس کو کفر چٹ کہتے تھے سو اس
نے لپک کر ایک سوار کے مارا گنڈاسے کی نوک خمدار تھی اس
سوار کی زرہ میں اٹک گئی اور سوار کے پیچھے گنڈاسا دونوں ہاتھوں

سے پکڑے ہوئے کھینچا چلا آتا تھا اور اپنی پختو زبان میں کہتا تھا کہ کفر حیث یوڑ زما کفر حیث یوڑ یعنی ہمارا کفر حیث یہ شخص لئے جاتا ہے یہ کفر حیث لئے جاتا ہے سبحان اللہ اس لڑکے کی جرأت اور بیر دلی کو خیال کرنا چاہیئے کہ وہ دیو سا سوار اس کو اپنی طرف کھینچے لئے جاتا تھا اور وہ اس کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور اپنی جان کا کچھ خوف نہ تھا پھر اس کا یہ حال دیکھ کر کئی غازیوں نے اس سوار پر بندوقیں سر کیں اس میں ایک گولی اس کے لگی اور گھوڑے سے زمین پر گرا اور گنڈاسے کی نوک اس کی زرہ سے چھوٹ گئی اس لڑکے نے پھر اس گنڈاسے سے مار کر اس کو مردار کیا اور گھوڑا اس کا اپنے لشکر کی طرف بھاگ گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا اور اول دو غول سواروں کے کہ تین تین اور دو دو ہزار کی جمعیت سے حملہ آور ہوئے تھے اور حضرت علیہ الرحمۃ نہایت چستی اور چالاکی سے ان پر فیر کرتے تھے ہم لوگوں کو بسبب تاریکی گرد و غبار کے اصلا نہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی گولیاں کسی کے لگتی ہیں یا نہیں مگر اس تیسرے غول میں بہت گرد و غبار کی تیرگی نہ تھی ہم لوگ صاف دیکھتے تھے کہ کوئی گولی آپ کی خالی نہ جاتی تھی جو سوار آپ کی گولی سے گرتا تھا اس کا گھوڑا اسی طرف بھاگتا ہوا چلا جاتا تھا آخر الامر جب کہ حضرت علیہ الرحمۃ کی بندوق کی زد سے وہ سوار ہزیمت شعار فرار کر کے دور نکل گئے تب آپ نے اور سب غازیوں نے بندوقیں چلانی موقوف

کیں اور جو مجاہدین نصرت قرین سواران فراری کے تعاقب میں
سو لیسو چلے گئے تھے وہ جا بجا سے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس جمع
ہوئے مگر مولانا محمد اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب کا اور اُن کے
ہمراہیوں کا حال معلوم نہ تھا کہ کہاں ہیں اور اس وقت مارے پیاس
کے غازیوں کا یہ حال تھا کہ زبانیں خشک ہو گئی تھیں اور ہوش بر جا
نہ تھے وہاں سے کچھ دور طرف موضع ماہیار کے ایک چھوٹا سا تالاب تھا
مگر پانی اس کا بسبب دھوپ کے گرم تھا اسی کی طرف لوگ جھکے اور جاکر
پینے لگے یہ حال دیکھ کر ماہیار کی عورتیں گھڑوں اور بدھنوں میں پانی لے
کر دوڑیں اور پلانے لگیں اسی اثنا میں تھوڑی تھوڑی دیر کے فاصلے
اس طرف تین چار توپیں سر ہوئیں اور جہاں درانیوں کے غول کھڑے تھے
وہ پراگندہ ہو کر بھاگے ہم لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ دیکھو مولانا صاحب
اور شیخ ولی محمد صاحب نے درانیوں کی توپیں جاکر لے لیں اور تمام
لوگ بشاش ہو کر شکر جناب باری میں کرنے لگے پھر حضرت نے ایک
آدمی مولانا صاحب کے پاس بھیجا کہ آپ وہاں نہ ٹھہرو توپیں لے کر
وہاں سے جلد ہمارے پاس چلے آویں اس آدمی نے جاکر جلد مولانا صاحب
سے کہا پھر مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اپنے ہمراہیوں کے
ساتھ وہ دونو توپیں وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس کھینچ لائے

اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ قریب موضع ماہیار کے اپنی اول صف گاہ
پر کھڑے تھے مولانا صاحب کے لوگوں سے ہم لوگوں نے پوچھا کہ تم نے
درانیوں کی توپیں کس طرح جا کر لیں اُنھوں نے کہا کہ اُنکے سوار تو شکست
کھا کر چلے گئے اب چل کر ان کی توپیں لو اور مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد
صاحب نے ہم لوگوں کو لے کر سواروں کا تعاقب کیا اور اُن کو بھیاری
پر دھر لیا اس وقت صرف تائید غیبی اور مدد الٰہی نظر آتی تھی کہ وہ
سوار ہم لوگوں سے اس طرح بدحواس ہو کر افتاں و خیزاں بھاگے جاتے
تھے جیسے شیروں کے خوف سے گورخروں کا گلہ بھاگتا ہے جب وہ قریب
اپنی توپوں کے پہنچے ان کا حال ہزیمت مآل دیکھ کر وہ بھی سب لوگ توپیں
چھوڑ کر اور اُن کے سُبنے لے کر انھیں کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے
اور عنایت الٰہی سے ہم لوگوں نے اُن کی توپیں جا لیں اُن میں ایک توپ
کا دُہرا ٹوٹا تھا اور دوسری سلامت تھی مگر سبنے تو وہ لے گئے اب کیا
کریں توپ کیونکر بھریں اس وقت نواب خاں لنگرے کٹنی والے وہیں
موجود تھے ان کا نہہ بعینہ سبنا سا ہے اس کو لے کر توپ بھر بھر کر
درانیوں کے غول پر شیر محمد خاں سے تو ڑالے کر چار فیر سرکئے ان کا
غول پراگندہ ہو گیا اس عرصے میں حضرت کا آدمی مولانا صاحب کے
بلانے کو گیا پھر مولانا صاحب کے ساتھ توپیں لے کر ہم لوگ یہاں
آئے انتہیٰ" اب یہاں پر مولانا صاحب اور ان کے ہمراہیوں کی

جرأت اور بہادری کو خیال کیا چاہئے کہ سبحان اللہ کس رتبے کے وہ
حقانی اور ربانی لوگ تھے کہ باوجود سننے اس خبر وحشت اثر کے کہ اپنے
تمام سوار شکست کھا کر خدا جانے کہاں چلے گئے تسپر اپنے دلوں میں خوف
وہراس کو رستہ نہ دیا اور جماعت قلیل سے اُس مجمع کثیر کا تعاقب کیا
اور اُن کی توپوں کو جالیا یہ تمام حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت کا اثر
تھا جو شخص جس کی صحبت میں رہتا ہے وہ ویسا ہی اثر پیدا کرتا ہے
چنانچہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند۔ بعد اس کے جو چودہ پندرہ سو پانچ سواروں
کے ساتھ شکست کھا کر چلے گئے تھے خبر فتح کی پا کر وہ بھی سواروں سے
وہیں حضرت کے پاس آئے انھیں سواروں میں قاضی صاحب بگالوی
تھے اور اُن کی پشت پر زخم تلوار کا تھا حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن
سے فرمایا کہ تم کو تکلیف ہو گی تم یہاں سے چل کر امیساریں ہٹر اُنہوں
نے عرض کی کہ میں تو آپ ہی کے ساتھ رہونگا پھر وہیں رہے ظہر
کے بعد اور ہو ملکی وغیرہ شروع لڑائی سے ادہر اُدہر چلے گئے تھے وہ بھی
آنے لگے اور وہیں جمع ہونے لگے اور اس طرف درانیوں کے سوار بھی جو بجا
پراگندہ اور منتشر ہو گئے تھے وہ بھی اپنی اول صف گاہ پر پرہ باندہ کر
کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں کے دلوں میں یہ دغدغہ ہوا کہ وہ سوار ہم پر
پھر حملہ کرینگے مگر بسبب بشاشت فتحیابی کے کسی کے دل پر کسی

نوع کا خوف وہراس نہ تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کی جمعیت
دیکھ کر سر برہنہ ہوکر بآواز بلند دعا کی کہ الٰہی تربیت دے ان کو اور
ڈگا دے قدم اُن کے اور بکھیر دے جمعیت اُن کی کو اور دفع کر ان کو
ہمارے سامنے سے اور بہت سے الفاظ اسی طرح اپنی عجز وزاری اور اللہ
تعالیٰ کی عظمت وجباری کے فرمائے پھر بعد فراغ دعا کے مولانا صاحب
سے کہا کہ میاں صاحب آپ جاکر شاہینیں سر کرادیں اور ہم توپوں پر
وہاں جاوینگے پھر مولانا صاحب نے جاکر اونٹوں پر سے شاہینیں
اتروائیں اور زمین پر قطار باندہ کر رکھوائیں اور ہر شاہین پر چار چار
غازی متعین کردئے اور اجازت دی کہ ڈیوڑہ مارو اور ڈیوڑہ
چلانے کی یہ صورت تھی کہ ایک طرف سے بھری جاتی تھیں اور دوسری
طرف سے سر کی جاتی تھیں ایک بھرمار سی معلوم ہوتی تھی مگر باوجود
اس کے کہ اتنی شاہینوں کی گولی پڑتی تھیں اور درانیوں کا غول اسی طرح
جما ہوا کھڑا تھا پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ توپوں کے پاس گئے اور شیخ
مولا بخش الہ آبادی نے توپ کو بھر کر اول سے درانیوں کی طرف لگا رکھی
تھی صرف آپ کی اجازت کے منتظر تھے کہ اس کو سر کریں پھر حضرت
نے اس کو جھک کر دیکھا تو معلوم کیا کہ توپ درانیوں کے نشان کے
سامنے ہے پھر آپ نے قدرے پیچ اس کا پھیر کر فرمایا کہ اب سر کرو
پھر شیخ مولا بخش نے اس کو آگ دی اُسی فیر میں وہ نشان بردار

اڑ گیا اور وہ غول پراگندہ ہو گیا بعد اس کے دوسرے یا تیسرے
فیر میں وہ پسپا ہو کر وہاں سے بھاگے اور جبتک وہ سامنے توپ کی
زد پر رہے تب تک شیخ صاحب ممدوح توپ مارتے رہے جب وہ
دُور نکل گئے تب توپ چلانی موقوف کی اور سناہنیں بھی بند ہوئیں اور
اُس وقت لڑائی کے میدان میں تیس چالیس زخمی گھوڑے زمین پر تڑپ
رہے تھے حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو دیکھ کر لوگوں سے فرمایا کہ جو
گھوڑے کم زخمی اور قابل اچھے ہونے کے ہوں ان کو تو رہنے دو اور جو بہت
زخمی ہوں ان کو ذبح کر ڈالو پھر لوگوں نے جا کر ان کو ذبح کیا اور
مُلکی لوگ ان کی کاٹھیاں کھولنے لگے اور اُن کے نعل اُتارنے لگے اور
بعضے ملکیوں نے نعلوں کی لالچ سے اُن کے سُم کاٹ لئے اس عرصے میں جو
درانیوں کے سوار ہمارے سواروں کے تعاقب میں گئے تھے وہ اُدھر سے
پلٹے اور ہمارے لشکر سے دُور ہو کر اپنے غول میں چلے گئے ان میں سے
چار سوار پیچھے رہ گئے تھے وہ موضع ماہیار کی آڑ آڑ اپنے لشکر کے خیال
سے ہماری طرف چلے آئے جب ماہیار سے آگے بڑھے تب اُن کو معلوم ہوا
کہ یہ تو ہندوستانیوں کا لشکر ہے وہیں سے دفعتہً خوف زدہ ہو کر
انھوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں پیچھے کو موڑیں اُدھر سے چند سوار
ہمارے لشکر کے آتے تھے ان کو دیکھ کر پھر انھوں نے ہماری طرف
گھوڑے ہانکے اور ادھر سے ہمارے چند غازیوں نے ان پر بندوقیں

مادین ان میں سے تین سوار ہمارے لشکر کے پہلو میں ہو کر سلامت نکل گئے اور ایک سوار ان میں کا ہمارے لشکر کے پہلو میں گھبرایا ہوا چلا آیا اس کے ایک گولی لگی مگر وہ گھوڑے سے نہ گرا پھر فتح خاں پنجتاری نے اپنا گھوڑا اس کے پیچھے ڈالا اور جا کر ایک برچھا مارا وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور گھوڑا اس کا اپنے لشکر کی طرف بھاگ گیا اور اس عرصے میں چند ملکی لوگ توپوں کی دو بیٹیاں ہمارے لشکر میں کھینچ لائے اور یہ دونوں بیٹیاں ان توپوں کی تھیں جو درانیوں کے ایک غول میں کیول فرنگی کے پاس تھیں جس وقت اُس نے درانیوں کی شکست دیکھی تھی اُس وقت وہ بیٹیاں چھوڑ کر دونوں توپیں لے بھاگا تھا اور جب حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے بلانے کو آدمی بھیجا تھا کہ وہاں نہ ٹھہریں توپیں لے کر یہاں چلے آویں سو مولانا صاحب کے آنے سے پہلے خادے خاں نام ایک قندھاری سید احمد علی صاحب کے ہمراہ کہ حضرت کے خواہر زادے تھے ان کے بیٹے سید موسیٰ صاحب کو کہ بہت زخمی تھے اپنی پشت پر چڑھا کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لایا اور گھوڑا ان کا نہ معلوم ہوا کہ کدھر چلا گیا آپ نے ان کو بے چین اور بے آرام دیکھ کر فرمایا کہ ان کو باہیار کی مسجد کے حجرے میں پہنچا آؤ اور احمد سندی اور الٰہی بخش کو زلیشت دینی کو کہ وہ دونوں سید موسیٰ صاحب کے رفیقوں سے تھے ان کی خدمت کے لئے اُن کے ساتھ کر دیا

پھر خادے خاں سید موسیٰ صاحب کو مسجد کے حجرے میں پہنچا کر اور احمد
اور الٰہی بخش کو ان کے پاس چھوڑ کر حضرت کے پاس آیا اور سید موسیٰ صاحب
کا حال بیان کرنے لگا کہ میں نے دور سے سنا کہ کوئی زخمی پڑا ہوا اللہ اللہ
کر رہا ہے پھر میں نزدیک گیا تو پہچانا کہ یہ تو سید موسیٰ ہیں اور سر کے
زخموں سے جو خون بہا تھا اس سے آنکھیں بند تھیں پھر میں نے کہا
کہ میاں موسیٰ صاحب ہیں آپ کو اٹھا لے چلوں اُنھوں نے پوچھا
کہ تم کون ہو اور فتح کس کی ہوئی ہیں نے کہا کہ میں خادے خاں ہوں
اور فتح سید بادشاہ کی ہوئی یہ سن کر اُنھوں نے کہا کہ الحمد للہ اور
قدرے چاق سے ہو گئے اور مجھ سے کہا کہ مجکو لے چلو پھر میں اپنی پشت
پر سوار کر کے اٹھا لایا انتہی۔ پھر جب تائید الٰہی سے درانیوں کا لشکر
شکست کھا کر بھاگ گیا اور اپنے غازیوں کو تسلی ہوئی تب حضرت نے
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی سے فرمایا کہ کھیت میں جاؤ جو لوگ زخمی
ہوں ان کو موضع تورو میں بھجواؤ اور شہید ہوں ان کو وہیں دفن
کرداؤ اور جو درانیوں کی لاشیں ہوں ملکیوں سے کہہ دینا کہ ان کو بھی
گڈھا کھود کر دبا دیویں اور ہم اب آگے نالے پر چل کر ٹھیریں گے پھر
مولوی صاحب ممدوح چالیس پچاس ہندوستانی اور ملکی ساتھ
لے کر ادہر لڑائی کے کھیت میں گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سب غازیوں

سے نلّے پر آئے پار نالے کے چند درختوں کا ایک باغچہ سا تھا نالہ اُتر
کر اُس میں ٹھہرے اور اُس وقت تمام لوگوں کے کپڑے اور چہرے
ایسے گرد آلودہ تھے کہ بعضے بعضے آدمی یکایک پہچان نہیں پڑتے تھے
ارباب بہرام خاں حضرت کے پاس آئے اور رومال لے کر چاہا کہ آپ
کے چہرۂ مبارک سے گرد جھاڑیں آپ نے فرمایا کہ خان بھائی ابھی ٹھہر
جاؤ یہ غبار بہت برکت کا ہے حضرت سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس گرد کی بڑی فضیلت بیان کی ہے کہ جس کے پیروں پر یہ غبار پڑے
وہ شخص عذاب نار سے نجات پاوے اور یہ تمام تکلیف و مشقت اسی گرد
کے لئے ہم نے اٹھائی ہے یہ بات سن کر سب لوگ اسی طرح گرد آلودہ
رہے اس جگہ کسی نے گرد نہ جھاڑی اور یہ آپ کا فرمانا ہم لوگوں کو
معلوم ہوا کہ اس وقت آپ کو اس گرد کی فضیلت اور خوبی اور برکت
بیان کرنی منظور تھی فقط اور اُس دن وہ لڑائی موضع ماہیار سے
جانب مغرب ہوئی تھی اور وہ باغچہ جہاں ٹھہرے تھے ماہیار سے
طرف مشرق کے تھا اور اس وقت جن صاحبوں کے پاس روٹی تھی
وہ روٹی کھانے لگے اور جن کے پاس ستو تھے وہ ستو کھانے لگے اور
اس باغچہ میں ایک کنواں بھی تھا اس کا سب نے پانی بھی پیا اور کچھ
روٹیاں لوگ ماہیار کی حضرت کے پاس بھی لائے تھے چند آدمیوں

چند آدمیوں سے وہ روٹیاں حضرت نے بھی تناول فرمائی اور وہیں
باغیچے میں ہدایت اللہ یانس بریلوی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے
اور کہنے لگے کہ جس وقت کالے خاں کے گولہ لگا تھا اور وہ گھوڑے سے
گر پڑے تھے اور آپ کی صف آگے بڑھ گئی ہم کئی آدمی ان کو وہاں سے
ماہیار کی مسجد کے حجرے میں اٹھا لائے اور وہ جاں کنی کی حالت میں تھے گھڑی
دو گھڑی کے فاصلے سے کئی بار انھوں نے پوچھا کہ بھائی لڑائی کا کیا حال
ہے اور کس کی فتح ہے جبکہ درانیوں کا پہلا اور دوسرا غول آیا تھا تب
میں نے اُن سے کہا کہ ابھی تو گڈ مڈ معاملہ ہے فتح اور شکست اب تک کسی
کی نہیں ہوئی یہ سن کر وہ چپ ہو رہے اور اللہ اللہ کہنے لگے پھر جب
تیسرا غول درانیوں کا آیا اور شکست کھا کر بھاگ گیا تب انھوں نے
پھر پوچھا کہ اب لڑائی کا کیا طور ہے کسی کی فتح ہوئی یا نہیں میں نے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سید صاحب کو فتحیاب کیا یہ خوشخبری سن کر
اُنھوں نے کہا الحمد للہ اور اُسی دم دم ان کا نکل گیا میں وہیں
بیٹھا رہا پھر جب مولوی مظہر علی صاحب کے آدمی آکر مسجد سے ان کو
واسطے دفن کرنے کے اٹھا لے گئے تب میں وہاں سے ادھر آپ کے
پاس چلا آیا جبکہ ہدایت اللہ نے یہ حال خیر مآل ان کا بیان کیا
تب ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ دیکھو تو تقدیر

الہی کا کارخانہ ہے کہ وہی کالے خاں تھے کہ اول چیتر بائی سے سے روٹھ کر پنجاب کو چلے گئے تھے اور چند روز کے بعد پھر آئے اور سید صاحب کے ہاتھ پر تائب ہو کر از سر نو بیعت کی اور اوّل کیا ان کا چلن اور طور تھا کہ اپنی داڑھی بیچ میں صفاچٹ رکھتے تھے ایک دن انھوں نے اپنی داڑھی منڈائی تھی اور سید صاحب نے ان کی ٹھوڑی اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر فرمایا کہ خان بھائی تمہاری ٹھوڑی تو کیا ہی چکنی چکنی ہے اس بات سے وہ شرما گئے اور کچھ نہ بولے مگر سید صاحب کا کہنا اُن کے دل میں اتر گیا اور وہ چھٹے ساتویں روز ٹھوڑی منڈایا کرتے تھے جب کئی دن کے بعد موافق معمول کے پھر نائی آیا اور چاہا کہ ٹھوڑی کے بال بھگاوے اور مونڈے اُنہوں نے کہا کہ اس ٹھوڑی میں سید صاحب کا ہاتھ لگا ہے اب تو اس میں ہاتھ نہ لگا یوں ہی رہنے دے پھر اُس دن سے انھوں نے اپنی ٹھوڑی نہ منڈائی اور بڑے صالح اور متقی ہو گئے اور آج اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمت شہادت سے سرفراز کیا جس مراد کو آئے تھے اس مراد کو پہنچ گئے انتہی" اور سید صاحب کے ہمیشہ سے یہ عادت شریف تھی کہ کیسا ہی کوئی فاسق بد وضع ہوتا اور مہینوں برسوں آپ کی صحبت میں رہتا کبھی آپ اس کو بظاہر یہ نہ کہتے کہ تو اپنی یہ وضع یا یہ فعل چھوڑ دے نہ از روے اعتراض کے اور نہ از راہ نصیحت کے مگر جب کبھی ساتھ نشست

ازلی اور ہدایت لم یزلی کے توجہ باطنی سے کوئی بات بطور خوش طبعی کے
کہہ دیتے اسی وقت اس کو اثر کر جایا کرتی تھی اور وہ اس فعل اور
وضع کو چھوڑ دیتا تھا اور یہ حال قدرت حضرت الٰہی عز وعلی کی سے آپ
کی بڑی کرامت کا تھا فقط اور اسی باغیچے میں ایک شخص قندھاریوں
سے ایک بڑا سا سر حضرت کے پاس لایا اور کہا کہ یہ سر سردار پیر محمد
خاں سردار سلطان خاں کے بھائی کا ہے ارباب بہرام خاں نے
اس کو دیکھ کر پہچانا اور حضرت سے کہا کہ یہ تو فلانے بیتوری پہلوان
کا سر ہے یہ سردار یار محمد خاں کا سالا تھا اور میں اس کو خوب پہچانتا
ہوں یہ سردار سلطان محمد خاں کے بڑے رفیقوں اور معتبروں میں تھا
اور بہت فاخرہ پوشاک پہنتا تھا اور فولادی سپر اور ولایتی تلوار باندھتا
تھا پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے اسی قندھاری سے فرمایا کہ اس سر کو لیجاؤ
جہاں اس کی لاش ہو اسی کے ساتھ اس کو بھی دفن کر دو یہ سن کر وہ
قندھاری وہ سر وہاں سے لے گیا اس وقت شیخ ولی محمد صاحب سلمہ
اللہ تعالیٰ نے حضرت سے عرض کی کہ اس شخص کے مارے جانے کی کیفیت
یوں ہے کہ جب ہم لوگ مولانا صاحب کے ساتھ درانیوں کا تعاقب
کئے ہوئے ان کی ٹولیوں پر جاتے تھے اس وقت یہ شخص مجھ پر حملہ کر کے
چلا میں نے بھی اس پر بندوق سر کی اور کئی غازیوں اور نے بھی

مگر بایقین نہیں معلوم کہ یہ میری گولی سے گرا یا کہ اوروں کی گولی سے اور
گھوڑا اس کا سب سواروں کے ساتھ بھاگ گیا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی
وہ چھوٹ پڑی میں نے لپک کر اٹھا لی اس کے منہ میں سونے کے تار بندھے
تھے اور وہ تلوار بہت عمدہ ولایتی تھی اس عرصے میں پیچھے سے کئی قندہاری
آگئے اور اس کو تلواروں سے مارنے لگے اور اس کا اسباب وغیرہ لینے لگے پھر
میں تو سب کے ساتھ آگے چلا گیا اور ایک قندھاری میرے ساتھ خالی
ہاتھ تھا وہ تلوار میں نے اس کو دیدی اور کہہ دیا کہ پھر مجکو دیدینا مگر تب
سے اب تک وہ قندھاری مجکو نہیں ملا اگر آپ کو ملے تو وہ تلوار اس سے
لے لیویں وہ تلوار بہت عمدہ ہے انتہی، پھر کچھ دیر دوپہر کو حضرت اسی باغ
میں لیٹ رہے جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپ نے اٹھکر وضو کیا اور
لوگوں کو نماز پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے سر ننگے ہوکر بہت دیر تک
دعا کی اور اس دعا میں کوئی دقیقہ اپنی دانست میں اللہ تعالیٰ کی خداوندی
اور پروردگاری اور عظمت وجباری اور رحمت وغفاری کا اور اپنی
عاجزی وانکساری اور ناتوانی وخاکساری کا فرو گذاشت نہ کیا اور
آپ کے اس قدر آنسو جاری تھے کہ ڈاڑھی تر ہوگئی تھی اور یہی حال
اکثر بلکہ تمام لوگوں کا تھا پھر بعد دعا کے کئی گھڑی اور بھی وہیں
ٹھہرے رہے پھر وہاں سے بڑے تجمل وشان کے ساتھ جناب الٰہی کا

کا شکر کرتے ہوئے آپ نے کوچ کیا اور موضع تورو میں آکر نماز عصر کی پڑھی اور چند لوگ زخمی مقتل سے اُٹھا آئے تھے اور نو لاشیں بھی بعد نماز کے آپ نے فرمایا کہ زخمیوں کی مرہم پٹی کی تدبیر کی جاوے اور لاشوں کے دفن کرنے کو مولانا محمد اسمعیل صاحب کو فرمایا پھر چند ملکی لوگوں کو لیجا کر مولانا صاحب نے باہر تورو کے مشرق اور شمال کے کونے میں ایک بڑی سی قبر کھدوائی تب تک دو آدمی زخمیوں سے اور فوت ہوئے ایک تو شیخ عبد الرحمن رائے بریلوی کہ ٹانکے لگا کر ان کو لٹایا تھا کہ اس میں ان کا دم نکل گیا اور دوسرے میر رستم علی جلیکانوی کہ وہ سکتے ہو وہاں سے اُٹھا آئے تھے وہ فوت ہوئے اور جو نو صاحبوں کی لاشیں آئی تھیں وہ یہ تھے موضع تورو کے مولوی عبد الرحمن صاحب اور حاجی عبد الرحیم صاحب پھلیلے وال کہ سر ان کا دھڑ سے جدا ہو گیا تھا اور سید ابو محمد صاحب نصیر آبادی جن کا آگے قصہ بیان ہوا ہے اور شیخ عبد الحکیم پھلتی کہ ان کی لاش بے سر کے آئی تھی اور سر کاٹ کر درانیوں نے کہیں ڈال دیا تھا پھر لوگ اس سر کو بھی ڈھونڈ لائے کہ وہ حضرت کے باورچیخانے کے لوگوں میں رہتے تھے اور دو صاحبوں کے نام نہیں یاد اور ان گیارہوں شخصوں میں فقط شیخ عبد الرحمن رائے بریلوی کو غسل اور کفن بھی دیا گیا تھا اور نماز بھی پڑھی گئی تھی اور باقی سب کو

انھیں کپڑوں میں جو پہنے ہوئے تھے بے غسل کے اسی ایک قبر میں دفن
کیا اور شیخ ممدوح کو اس لئے غسل اور کفن دیا گیا تھا اور نماز پڑھی گئی
تھی کہ ان کے ٹانکے بھی لگائے گئے تھے اور پانی بھی پلایا گیا تھا اور انہوں
نے کچھ باتیں بھی کی تھیں اور قبر میں لاشیں اس ترتیب سے رکھی گئی تھیں
کہ سب کے آگے طرف قبلے کے حاجی عبدالرحیم صاحب کی لاش رکھی ان
کے اوروں کے پیچھے سید ابو محمد صاحب کی اُن کے پیچھے میر رستم علی کی اور
ان کے پیچھے مولوی عبدالرحمن کی اور اُن کے پیچھے کریم بخش کی اور ان
کے پیچھے باقی اور لاشیں آگے پیچھے رکھی گئیں اور سب کے پیچھے شیخ عبدالرحمن
کی لاش رکھی گئی اور بعد اس کے مولانا صاحب نے فرمایا کہ ان سب کے
چہرے ان کے عماموں کے دامن سے چھپا دو اور اُن کے کپڑے دیکھ لو جو
کچھ پیسا روپیہ وغیرہ بندھا ہوا ہو اس کو کھول لو پھر کسی شخص نے قبر
میں اُتر کر ان کے چہرے ڈھک دئے اور پٹکے وغیرہ ٹٹول کر دیکھ لئے
پھر کئی آدمی ایک بڑی سی چادر قبر کے منہ پر تان کر کھڑے ہوئے
نیچے سے اور سب مٹی دینے لگے اور تختے بنگے کچھ نہیں رکھے گئے اسی طور
صرف مٹی سے توپ دیا بعد اس کے مولانا صاحب اور سب نے مل کر
بہت دیر تک ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی اور اُس وقت
جو لوگ شریک دفن میں تھے ان شہیدوں کی محبت سے افسوس

انکساری
وزاری اور تاسف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ
تو جس مراد کو آئے تھے اس مراد کو پہونچے اور ہم لوگوں کو
بھی اللہ تعالیٰ ایسی شہادت نصیب کرے پھر وہاں سے ہم سب
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آگئے اور ادہر مولوی مظہر علی صاحب
بھی لوگوں کو دفن کرکے آئے اور حضرت سے کہا کہ اپنے غازیوں
کی وہاں اٹھائیس لاشیں تھیں سو ان کو دو بڑی بڑی قبریں کھدوا
کر دفن کیا اور اسی لاشیں درانیوں کی تھیں ان کو ملکیوں کے
ہاتھوں سے گڑوا دیا اور جو لوگ زخمی تھے ان کو اول ہی میں نے
یہاں بھجوا دیا تھا پھر بعد تھوڑی دیر کے اذان مغرب کی ہوئی
سب نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ
نے بہت دیر تک سر برہنہ ہو کر ساتھ کمال عجز وزاری کے
جناب باری میں واسطے مغفرت ان شہیدوں کے دعا میں مشغول
ہوئے کہ پروردگار ہمارے تو خوب جانتا ہے کہ یہ تمام لوگ
محض تیری ہی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے اپنے گھر بار خویش
تبار اور اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کر یہاں آئے تھے
اور صرف تیری ہی راہ میں اُنھوں نے اپنی جانیں صرف کیں

ان کے گناہوں کو اپنے دامن رحمت میں چھپا لے اور اپنی فردوس
اعلیٰ میں ان کو جگہ دے اور اُن سے راضی ہو اور جو ہم چند ضعفا
اور غربا تیرے عاجز بندے باقی ہیں ان کو بھی اپنی رضامندی
اور خوشنودی کی راہ میں جان و مال سے صرف کر اور خطرات
شیطانی اور وساوس نفسانی جو ہمارے سینوں میں خطور کرتے
ہوں دُور کر اور ہمارے دلوں کو اپنے اخلاص و محبت سے
معمور کر اور اپنے اس دین محمدی کو قوت اور ترقی عطا کر اور
جو لوگ اس دین متین کے دشمن و بدخواہ ہوں ان کو ذلیل و
رسوا کر اور جو مسلمان فریب نفس و شیطان کے سبب راہ راست
شریعت سے بہک کر بادیۂ ضلالت میں پڑے ہیں ان کو ہدایت
کر کہ پکے مسلمان ہو کر تیرے اس کار خیر میں اپنی جان و مال،
اہل و عیال سے شریک ہوں اسی طرح کے اور بہت سے کلام
ہدایت التیام فرمائے پھر بعد فراغ دعا کے کسی صاحب نے کہا
کہ حضرت آج کی لڑائی میں قریب چالیس غازیوں کے شہید ہوئے
اور زخمی بھی بہت ہوئے اور اچھے اچھے لوگ کام آئے مگر شہیدوں
اور زخمیوں میں جو خیال کیا تو پھلت والے بھائیوں سے سوائے

شیخ عبدالحکیم صاحب کے کوئی شہید نہ ہوا اور نہ زخمی ہوا
یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ہمارے پہلت والے بھائیوں کو نظر
نہ لگا وُ انشاء اللہ تعالیٰ ان کا اکٹھا کہیں گنج شہیداں ہوگا،
سو یہ فرمانا ہی حضرت علیہ الرحمۃ کا کرامت تھا کہ آخر کو جنگ
بالاکوٹ میں ایسا ہی ہوا کہ سوائے شیخ ولی محمد اور شیخ وزیر صاحب
کے سب شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور جو کہ غازی
لڑائی کے کھیت سے تورو میں اٹھا آئے تھے ان میں سے جن کا
حال خیر مآل یاد ہے وہ یہ ہے کہ قاضی گل احمد الدین صاحب
پٹھواری بیان کرتے تھے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر موضع
شیوہ سے موضع تورو میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
پاس جاتا تھا رستے میں توپوں کی آواز آنے لگی میں نے جانا کہ
لڑائی شروع ہو گئی پھر گھوڑے کو میں نے تیز ہانکا کہ میں بھی
جاکر لڑائی میں شریک ہوں اور فاصلہ وہاں سے کئی کوس
کا تھا آخر الاجاتے جاتے میں ماہیار میں اس وقت پہنچا کہ
لشکر درانیوں کا شکست کھا کر بھاگ گیا تھا اور مولانا
صاحب ان کی دو توپیں چھین کر اپنے لشکر میں کھینچ لائے تھے

اور اُن پر گولے مار رہے تھے اور لاشیں شہیدوں اور زخمیوں کی کھیت میں جہاں کی تہاں پڑی تھیں پھر میں حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر ملا اور گھوڑے اپنے کسی بھائی کو سونپ دیئے جبکہ لشکر درانیوں کا نگاہوں سے غائب ہو گیا اور توپیں اور شاہینیں چلنی موقوف ہوئیں تب حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی مظہر علی صاحب کو واسطے دفن کرنے شہیدوں اور اُٹھانے زخمیوں کے بھیجا اور مجھ سے فرمایا کہ قاضی تو بھی جا پھر میں بھی مولوی صاحب ممدوح کے ہمراہ گیا تو میں نے ایک جگہ جا کر دیکھا کہ سید ابو محمد صاحب زخمی پڑے ہیں مگر ایسے کاری زخم لگے تھے کہ فقط قدرے جان تو ان میں باقی تھی اور ہوش وحواس کچھ بر جا نہ تھے کیونکہ میں نے کئی بار ان کے کان میں پکار کر کہا کہ سید ابو محمد صاحب حضرت امیر المومنین کی فتح ہوئی انھوں نے کچھ خیال نہ کیا اور نہ جواب دیا مگر اس وقت اُن کا یہ حال تھا کہ مونھ لپٹے جاتے تھے اور الحمد للہ الحمد للہ کہتے تھے پھر اور لوگ جو لاشیں وہاں اُٹھا رہے تھے میں نے ان کو آواز دی کہ کوئی ادھر آؤ سید ابو محمد صاحب یہاں پڑے ہیں پھر ادھر سے ایک آدمی آیا میرے پاس ایک کمل تھا اس میں ان کو اٹھا کر لٹایا اور ہم دونوں آدمی ان کو توردہ میں لائے مگر تب تک بھی اُن میں رمق جان باقی تھی اور لبوں سے کچھ کچھ اشارہ الحمد للہ کہنے کا بھی معلوم ہوتا تھا پھر کچھ دیر میں جان نکل گئی انا للہ وانا الیہ راجعون اور کیفیت شہید ہونے اُن کے کی یوں

ہے کہ چھیدا نام جو سید ابو محمد صاحب کے گھر کے آدمیوں سے تھا وہ
بیان کرتا تھا کہ میں سید ابو محمد صاحب کے ہمراہ تھا جبکہ درانیوں کے
سواروں نے ہمارے سواروں پر حملہ کیا اور یہ شکست کھا کر بھاگے ان
کے پیچھے سید ابو محمد صاحب بھی چلے اور کچھ دور نکل بھی گئے اور مجھ کو درانیوں
کے سواروں نے آکر گھیر لیا میں نے گھبرا کر پکارا کہ میاں صاحب تم تو جاتے
ہو اور میں یہاں اُن کے گھیرے میں پڑا ہوں یہ بات سن کر ان کو کچھ
غیرت سی معلوم ہوئی وہیں سے اُنھوں نے میری طرف باگ موڑی
اور آکر اُن سواروں میں گڈبڈ ہو گئے سوار تو اُن کی طرف مشغول ہوئے
میں فرصت پا کر وہاں سے نکل گیا اور میاں ابو محمد سے لڑائی ہونے لگی
اور میں دُور سے دیکھتا تھا پھر میاں ابو محمد نے دو سوار تلوار سے مار کر
مُردار کئے اور آپ بھی تلواروں کے زخم کھا کر گھوڑے سے گرے تب میں
وہاں سے چل دیا انتہی اور میر رستم علی چلکانوی کی شہادت کا
یوں حال ہے کہ لڑائی کے کھیت سے تو روہیں زخمی اُٹھا آئے تھے اور
زخم ان کے کاری لگے تھے حضرت علیہ الرحمۃ نے نور بخش جراح سے
فرمایا کہ جا کر اُن کے ٹانکے لگاؤ وہ اُسی دم اُن کے پاس گئے مگر
ان کے زخموں کو ہاتھ بھی نہ لگانے پائے کہ دم ان کا نکل گیا اور
کریم بخش گھائم پوری یوں شہید ہوئے کہ جب تورو سے لشکر
ماہیار کو چلا تب وہ توروہیں اس نیت سے رہ گئے کہ جب تک

وہاں لڑائی شروع ہو گی تب تک میں اپنی ہانڈی والوں کے لئے روٹی پکالوں پھر وہ روٹیاں پکاکر اور رومال میں باندہ کر لے چلے اور اس عرصے میں وہاں لڑائی شروع ہو چکی تھی اور اپنے سوار شکست کھاکر بھاگے آتے تھے اور سوار درانیوں کے ان کے تعاقب میں تھے کریم بخش نے کسی طرف جانے کا رستہ نہ پایا اور درانیوں کے محاصرہ میں آ گئے اس میں کسی نے ان کو مار کر شہید کیا اور عبدالرحمن دکھنی کی شہادت کی کیفیت یوں ہے کہ یہ سواروں میں تھے اور شکست بھی تھے اور بہاری بھی آتی تھی جب اپنے سوار شکست کھاکر چلے تب اُنھوں نے مخالفین کا مقابلہ کیا اور کئی فیر بندوق کے گھوڑے پر سے کئے پھر گھوڑے سے اُتر پڑے اور گھوڑا چھوڑ دیا اور قواعد پھر ماری سے بندوق مارنے لگے اور آٹھ یا نو آدمی درانیوں کے محاصرہ میں تھے مگر وہ سب پیادہ تھے پھر بندوق ڈال کر انھوں نے تلوار پکڑی اور کئی درانیوں کو زخمی کیا اور اُن کا قابو کسی طرح نہیں پڑتا تھا کہ ان کو ماریں اس میں ایک سوار نے دیکھا کہ اس ایک ہندوستانی نے اتنے درانیوں کو مغلوب کر رکھا ہے اور کسی کی چوٹ نہیں کھاتا تب اس نے پیچھے سے آ کر ایک نیزہ مارا جب یہ گر پڑے تب اُس نے تلوار مار کر سر جدا کر دیا اور حاجی عبدالرحیم صاحب پھلپھال اور لوہرو کے مولوی عبدالرحمن صاحب یہ بھی سواروں میں تھے الخ

اُن کی شہادت کا بیان محمدی عظیم آبادی یوں کرتے تھے کہ قریب پانسو کے مجاہدین سوار تھے اور اُن سے زیادہ ملکی سوار تھے اور وہ سب دغاباز خفیہ سردار سلطان محمد خاں سے سازش رکھتے تھے اور اپنے سوار اور وہ سب ملے جلے برابر باندھے کھڑے تھے اور کوئی ہزار سوار درانی یکبارگی ہلہ کر کے آئے ملکی سوار تو صاف طرح دے کر بھاگ گئے فقط اپنے ہی سواروں نے ان کا مقابلہ کیا اور خوب لڑے اور خوب بہادری کی اور دادِ شجاعت کی دی مگر کہاں پانسو اور کہاں تین ہزار آخر الامر جب تاب لڑائی کی نہ لا سکے تو متفرق ہو کر سو بسو بھاگے اور انھوں نے تعاقب کیا اور حاجی عبد الرحیم صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب وہاں سے پاؤ کوس نکل گئے تھے اور سوار درانیوں کے پیچھے لگے چلے آتے تھے جب پہاڑ سے ورے طرف تورد کے نالے پر پہنچے اور سوار تو آگے بڑھ گئے اور یہ دونوں صاحب ان کے محاصرے میں آ گئے تب وہاں وہ دونوں صاحب پھر پڑے اور اُن سے خوب لڑائی ہوئی اور شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور زخمیوں سے جن کا حال یاد ہے وہ یہ ہے کہ سید موسیٰ صاحب کے والد سید احمد علی صاحب خواہر زادے حضرت علیہ الرحمۃ کے جس دن سے پہلڑی کی لڑائی میں شہید ہوئے اُس دن سے ان کی طبیعت میں ایک نوع کا غم و الم ہر وقت رہتا تھا بلکہ کبھی کبھی اپنے یاروں آشناؤں

سے کہا کرتے تھے کہ اگر کبھی کسی لڑائی میں جانے کا میرا اتفاق ہوا تو
انشاء اللہ تعالیٰ بیچ کھیت میں مجکو دیکھنا یعنی میں لڑکر شہید
ہوجاؤنگا اور اُن کے اس حال سے حضرت کو بہی خبر تھی کہ سید موسیٰ
کے خیال میں یہ بات ہے اور وہ سواروں میں رسالدار عبدالحمید خاں
کے پاس تھے جب موضع تورو سے طرف موضع ماہیار کے لشکر چلا
تب حضرت علیہ الرحمۃ نے سید موسیٰ صاحب سے کہا کہ تم اپنا گھوڑا
اور کسی بھائی کو دیدو اور تم ہمارے ساتھ پیادوں میں رہو انہوں
نے عرض کی کہ آپ مجکو یوں ہی رہنے دیجئے میں رسالدار صاحب کے
ساتھ رہونگا آپ نے جانا کہ ان کو وہیں رہنا منظور ہے فرمایا کہ
خیر تم کو اجازت ہے وہیں رہو پھر جب لشکر ماہیار میں پہنچا اور
ادہر سے درانیوں کا حملہ آیا اس وقت انہوں نے جیسا کہا کرتے
تھے ویسا ہی کیا کہ سب سواروں کے ساتھ ادہر سے گھوڑے کی
باگ اٹھاکر ان میں گھس گئے اور خوب تلوار چلائی اور لوگوں کو
مارا اور زخمی کیا اور آپ بہی زخمی ہوئے مگر لڑتے رہے جب ہمارے
زخموں کے دونوں ہاتھ بیکار ہوگئے اور کئی زخم سر میں لگے اُس وقت
بیتاب ہوکر گھوڑے سے گرے پھر ان کو خادے خاں قندھاری وہاں
سے تورو میں اُٹھالائے اس کا بیان اول ہوچکا ہے اور سواروں
کے شکست کھانے اور زخمی وشہید ہونے کا حال یوں ہے کہ سید

اسمٰعیل صاحب رائے بریلوی جو میرے بہلہ دار تھے اور اس لڑائی میں ہلکے سے دو زخم تلوار کے بھی ان کے لگے تھے ایک رخسارے پر اور ایک پیچھے سر کے جو لوگ حضرت کے ساتھ پیادوں میں تھے ان میں سے بعضے بعضے کہ ان سے پوچھا کہ ادھر تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایات سے سید صاحب کو فتحیاب کیا اور اُدھر تم سواروں کی پہلے کیونکر شکست ہو گئی کیونکہ درانیوں کا ہلہ حضرت علیہ الرحمۃ پر آیا اور مدد الٰہی سے لوگوں نے ان کو مار ہٹایا تب حضرت نے اپنا آدمی بھیجا کہ رسالدار عبدالحمید کو ہماری طرف سے جا کر کہو کہ ان فراری سواروں کا تعاقب کرو اس وقت اس آدمی کو وہاں کوئی سوار بھی نہ ملا سید اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے ہمارے رسالدار صاحب سے فرمایا تھا کہ تم سب سواروں سے ہماری پشت پر رہو اور بے ہمارے حکم کے ہلہ نہ کرنا سو ہمارے رسالدار صاحب موافق فرمانے حضرت کے اسی طرح حضرت کی صف کی پشت پر چلے جاتے تھے اور درانیوں کے تین غول تھے دو تو حضرت کے مقابل میں اور ایک ہم لوگوں کے مقابلہ میں پھر ایک غول حضرت کی طرف گھوڑوں کی باگیں اٹھا کر حملہ آور ہوا اور ایک ہم سواروں کی طرف اُس وقت مولوی احمد اللہ صاحب بھائی مولانا عبدالحئی صاحب کے اور ہماری بستی کے محمد سعید خاں قاضی مرنی نگالوی اور ہم چند سوار اور رسالدار صاحب کے قریب تھے

اس عرصہ میں کسی شخص نے جاکر رسالدار صاحب سے کہا کہ حضرت
علیہ الرحمۃ کا حکم ہے کہ تم بھی حملہ کرو یہ حکم سنتے ہی رسالدار صاحب
نے اپنے سواروں کو لے کر حملہ کر دیا اور ہمارے سوار رسالدار صاحب
کے ہمراہ ان میں جاکر گڈ بڈ ہو گئے اور جتنے ملکی سوار ہمارے سواروں
کے ساتھ تھے وہ سب اسی دم طرح دے کر بھاگ کھڑے ہوئے ساری
لڑائی ہمارے ہی سواروں پر آپڑی اور سب سوار سمٹ کر رسالدار صاحب
کے ساتھ ہو گئے اور جدھر رسالدار صاحب ہم سب کو لے کر باگ اٹھاتے
تھے صاف درانیوں کا غول چیر کر تلواریں مارتے ہوئے اس پار نکل جاتے
تھے اور رسالدار صاحب افسوس کر کے کہتے تھے کہ اس وقت میرے
پاس جو سیرہ گھوڑا ہوتا تو میرے دل کا ارمان نکلتا اور تین چار بار
اسی طرح اپنے سب سواروں سے حملہ کر کے ان کے غول میں گھسے اور
تلواریں مارتے ہوئے پار نکل گئے انہیں حملوں میں اپنے سوار بھی شہید
ہوئے اور زخمی بھی ہوئے اور رسالدار صاحب کے بھی حملے سے کئی
زخم تلواروں کے لگے مگر اسی طرح اور لڑتے رہے اور یہی حال ہم سب
سواروں کا تھا پھر جب رسالدار صاحب نہایت زخمی ہو کر گھوڑے
سے گرے اور ہم لوگ بے سردار ہو گئے اور وہ کوئی تین ہزار اور ہم
لوگ قریب پانسو کے آخر الامر جب ہم لوگ ان کے مقابلے کی
تاب نہ لا سکے تب سو سو متفرق ہو کر ان کے مجمع سے نکلے اور انہوں نے تعاقب

کیا اور ہم لوگ لڑتے بھڑتے چلے جاتے تھے اس میں بھی کتنے ہمارے
سوار شہید اور زخمی ہوئے اور سید موسی تو پہلا ہی ہلہ میں ہم لوگوں کے
ساتھ ان میں گھس گئے تھے اور خوب اُن سے لڑے اور ہتیار کیا مگر
ہم لوگ مارتے ہوئے نکل گئے وہ وہیں زخمی ہو کر گرے ہم لوگوں کی
شکست کی صورت یوں ہوئی پھر ہم تو زخمی تھے ادہر حضرت کے پاس
چلے آئے پھر سب سوار دس دس بیس آکر جمع ہوئے تب اُن سے
معلوم ہوا کہ وہ کہتے تھے کہ موضع نکٹ تک درانیوں نے ہمارا تعاقب
کیا تھا پھر جب اُنہوں نے وہاں سے اپنے لشکر کی طرف باگیں موڑیں
ان کے ساتھ ہی ہم لوگ بھی پھر پڑے اور اُن سے لڑتے بھڑتے اپنے
لشکر میں چلے آئے انتہی اور جو سید اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ ہمارے رسالدار
صاحب افسوس کرتے تھے کہ میرا سبزہ گھوڑا اس وقت میرے پاس
ہوتا تو میرا ارمان نکلتا سبب اس کا یہ تھا کہ ان کے پاس دو گھوڑے
تھے ایک سمند اور دوسرا سبزہ اور سبزہ گھوڑا ان کا قدیمی تھا اور
وہ خوب درست کیا ہوا تھا کہ بر چھے تلوار بندوق پر خوب لگا ہوا
تھا کہ اس پر سوار ہو کر جو چاہتے تو بھیری کُمار سے خاطر خواہ لڑ
لیتے اور وہ سبزہ بر وقت جنگ کے ان کا آدمی کالیا نام لئے ہوئے
کھڑا تھا جب رسالدار صاحب پلٹ کر کے اس طرف گئے وہ آدمی
گھوڑا لے کر پیادوں میں چلا آیا اور جس سمند پر وہ اُس دم سوار

تھے وہ گھوڑا دہ تھا جو ہمارے آقائے نامدار دولتمدار حضور پرنور
نواب وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ زاد اقبالہ
نے رسالدار ہی کے ہاتھوں ٹونک سے بطور نذر کے واسطے حضرت امیر المومنین
امام المجاہدین علیہ الرحمۃ والرضوان کے بھیجا تھا اور یہ سمند اس بستر سے
قوی بھی تھا اور قدرے بلند بھی تھا اور یہ گھوڑا حضرت علیہ الرحمۃ نے
رسالدار صاحب کو اُس دن عنایت کیا جب ان کو رسالداری کا
عہدہ دیا تھا سو وہ موافق مرضی اُن کی کے تعلیم نہ ہوا تھا انتہیٰ

اب یہاں سے سردار سلطان محمد خاں کی طرف کا بیان

ہوتا ہے جبکہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سردار سلطان محمد خاں
کی لڑائی سے فتحیاب ہو کر موضع تور میں تشریف لائے اس کے اگلے روز
چند لوگ موضع ہوتی کے حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں
آکر حاضر ہوئے اور بعد دینے مبارکباد کے عذر و معذرت کرنے لگے کہ
لشکر درانیوں کا ہماری بستی میں آکر اُترا اور طرح طرح ظلم و غدر
بستی والوں پر کرنے لگے اور ہم لوگ بسبب ناچاری اور عیالداری کے
وہاں سے بھاگ نہ سکے مگر اپنے دل ہی دل میں ان کے حق میں بددعا
کرتے تھے کہ الٰہی تو ان ظالموں اور غداروں کو یہاں سے ذلیل کر کے
دفع کر اور ہمارے سید بادشاہ کو ان پر فتحیاب کر اور وہ ظالم بڑے
ہی مغرور اور متکبر تھے جس دن تینوں بھائی سردار سلطان محمد خاں

۱۸۵۷

اور اُن کا بھتیجا حبیب اللہ خاں وزیر عظیم خاں کا بیٹا اپنا لشکر لے کر قدم لی کرتے ہوئے اور آپ کے لشکر مجاہدین نصرت قرین کا حال خیر مآل دیکھتے ہوئے چلے گئے تھے سو آپ کے مجاہدین بسبب قلت کے کچھ ان کے خیال میں نہ آئے جب وہ اُس دن شام کو چاروں سردار مذکورین ایک جگہ بیٹھے تو آپس میں بڑے بڑے تکبری اور مغروری کے کلام کرنے لگے اور کہتے تھے کہ اکثر سمی والوں کو تو ہم نے اپنے موافق کر لیا ہے اگرچہ دو ایک سردار ہم سے ناموافق ہیں سو اس بات کا کم کچھ اندیشہ نہیں اور جس قدر سید بادشاہ کے ہمراہ مجاہدین لوگ ہیں سو ان کی کیا حقیقت اور کیا بنیاد ہے ایک ہلّے میں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالینگے اور جو زندہ ہاتھ لگینگے ان کو چار و دار پر دینگے اور سید کو زندہ گرفتار کر لینگے پھر اس گفتگو کے بعد انھوں نے اپنے تمام مشیروں اور مقربوں کو اپنے پاس بلوایا اور قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر پہلے آپ چاروں سردار قسمی ہوئے کہ سید کے مقابلے سے ہم کسی طور منہ نہ موڑینگے اور حبیب اللہ خاں جوان میں بڑا بہادر اور دلاور مشہور تھا اُس نے کہا کہ سید کے سواروں کا میرا ذمہ ہے میں اُن سے سمجھ لونگا اور باقی پیادوں کو تم دیکھ لینا پھر یہی قسم اُنھوں نے اپنے سب مشیروں اور افسروں سے لی اور نجومیوں کو بلا کر واسطے لڑائی کے گھڑی ساعت پوچھی اور اُسی وقت واسطے قسم تمام لشکر کے انھوں نے دو طرف پرے گاڑ کر

ایک دروازہ سا بنایا اور اس میں ایک لنگی میں باندھ کر کلام اللہ، لٹکایا کہ جب یہاں سے لشکر کوچ کرے تو اسی دروازے میں کلام اللہ کے نیچے ہو کر نکلے پھر جب پچھلی رات کو کوچ کا نقارہ ہوا تو اکثر درانی شراب پی کر اور خوب مست ہو کر اور کمریں باندھ کر اور گھوڑے کھینچ کر تیار ہوئے جبکہ دوسرا نقارہ ہوا تب چاروں سردار سلطان محمد خاں اس دروازے سے نکلا پھر سردار پیر محمد خاں پھر سردار سید محمد خاں پھر حبیب اللہ خاں نکلے اور یہ چاروں اس دروازے کے کنارے ایک طرف کھڑے ہوئے تاکہ سب کو اپنے سامنے اس دروازے سے نکالیں پھر آگے پیچھے تمام لشکر نکلا پھر وہاں انہوں نے تمام لشکر کے چار غول کئے تین سواروں کے اور ایک پیادوں کا پیادوں کی، پٹالن میں افسر کیول نام فرنگی تھا اور اس پٹالن میں چھوٹی چھوٹی دو تو پیں تھیں اور ایک سواروں کے غول میں سردار پیر محمد خاں تھا اور ایک غول میں سردار حبیب اللہ خاں اور اس کے ہمراہ سردار سید محمد خاں اور ایک غول میں سردار سلطان محمد خاں اور دو ضرب توپ جبکہ چار غول جدے جدے مقرر ہو چکے اور تیسرا نقارہ ہوا تب وہاں سے کوچ کر کے آپ کے مقابلے میں آئے اور لڑے اور جو تدبیریں اور نیتیں کر کے وہ آئے تھے سب اللہ تعالیٰ نے لغو اور مہمل کر دیں اور ایک بھی پیش نہ گئی کیونکہ آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر

آخر الامر ہیبت الٰہی سے ایسی شکست فاحش کھاکر افتاں وخیزاں
اوپر ہی اوپر بھاگ گئے کہ اپنے دیروں خیموں میں بھی نہ آئے اور آپ کو اللہ
تعالیٰ نے اپنی عنایات بے غایات سے فتحیاب کیا انتہیٰ یہ تمام بیان
ان کا سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ طرح طرح کی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا
اور عظمت و قدرت اور پروردگار کی جناب باری میں شکریہ بیان کرنے
لگے اور اُس روز اس نواح کی بستیوں کی رعایا لوگ اپنے اپنے غول
باندھے نشانوں کے پھریرے کھولے اور چاربیت کہتے دف بجاتے
ننگی تلواریں ہلاتے اُچھلتے کودتے ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ کو فتحیابی کی
مبارکی دینے کو آئے اور ہر کوئی کہتے تھے کہ سید بادشاہ فتح آپ کو
مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے باغیوں منافقوں کو آپ کے ہاتھ سے ذلیل اور
رُسوا کرکے دفع کیا انتہیٰ اور اسی روز حضرت علیہ الرحمۃ نے واسطے
مشورت اپنے ندمائے خاص اور رفقائے باخلاص کو جمع کیا چنانچہ
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور فتح خاں پنجتاری کہ وہ اس وقت تک
جو آپ کا انصار جاں نثار سے تھا اور ارباب بہرام خاں اور منشی خواجہ احمد
حسن پوری اور میاں جی چشتی اور شیخ ولی محمد اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی
اور حاجی بہادر شاہ رامپوری اور ٹہاری کے حمزہ علی خاں وغیرہم
اور طرف فتح خاں کے مخاطب ہوکر فرمایا کہ خان بھائی اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم و فضل سے ہم ضعیفوں اور عاجزوں ننگوں

اپنے کو ان باغیوں متکبروں پر فتحیاب کیا اب ہمارے دل میں یوں آتا ہے کہ پشاور کو چلیں اور وہاں یکبارگی ان مغروروں پر ٹوٹ لیں کہ بار بار کا کھٹکا جاتا رہے اور یہ لوگ بڑے مفسد اور شریر ہیں بارہا ہم نے ان کو طرح طرح سے سمجھایا کہ تم لوگ ہمارے اس کار خیر میں خلل انداز اور فتنہ پرداز نہ ہو اور کفار نابہنجار کی حمایت اور جانب داری چھوڑ دو اور ہم مسلمانوں کے معاون اور خیر خواہ بنو کہ دنیا اور آخرت میں بھلا ہو مگر یہ کسی طور نہیں سمجھے اور نہ اپنی بغاوت اور شرارت سے باز رہے اور خان بھائی ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ ہم ان کا ملک چھین لیں یا ناحق ان کو ذلت دیں بلکہ ہماری نیت تو یہ ہے کہ اگر یہ پورے پورے خدا اور رسول کے فرماں بردار بن جاویں اور احکام شریعت بجالاویں تو جو ملک کفار کا اللہ تعالیٰ ہم کو عنایت کرے وہ ہم ان کو دیں اور خان بھائی یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب یہاں سے پشاور تک ہم سے اور ان سے نوبت جدال و قتال کی نہ آویگی بے لڑے بھڑے اللہ تعالیٰ ہم کو پشاور میں داخل کریگا سوا اس کے اور بھی کلام ہدایت التیام آپ نے فرمائے مگر وہ یاد نہ رہے جبکہ آپ یہ پوری تقریر کر چکے تب سب کی طرف آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس امر میں تم سب بھائیوں کی کیا صلاح ہے سب نے عرض کی کہ سبحان اللہ آپ بہت ہی خوب فرماتے ہیں ہماری بھی رائے میں یہی بات بہتر معلوم ہوتی ہے

اس لئے کہ اول آپ نے سردار خادے خاں کو طرح طرح کی وعظ
ونصیحت سے ازراہ خیر خواہی کے فہمائش کیا کہ راہ راست پر آوے اور
تابعداری اور رسول کا بجا دے مگر اُس نے کسی طور نہ مانا اور آپکے
فرمانے کو مثال افسانے کے جانا آخر کو خراب اور تباہ ہوا اور اسی
طرح آپ نے سردار یار محمد خاں کی فہمائش کرنے میں کوئی دقیقہ باقی
نہ چھوڑا اُس نے بھی اپنی شرارت نفس اور شامت اعمال سے کچھ خیال نہ
کیا پھر آخر کو کچھ اس کا انجام ہوا ہم سب جانتے ہیں پھر یوں ہی پاینڈ
خاں کو آپ نے ہر طرح سمجھایا اور وہ کچھ خیال میں نہ لایا آخر کار
اپنے کیفر کردار کو پہنچا یہ بھی سب کو معلوم ہے اور آپ کا مدعا دلی یہ
تھا کہ یہ سب مسلمان اُس کار خیر میں شریک ہوتے اور جو شریک نہ ہوتے
تو چپ چاپ اپنے مکان پر بیٹھے بیٹھے آپ کے واسطے دعا کرتے سو انھوں
نے ان دونوں باتوں سے ایک بھی نہ کی اور کی تو برعکس کہ کفار تو
درکنار بلکہ اُن کے خیر خواہ اور مددگار بن کر آپ ہی مسلمانوں کے مقابلے
کو تیار ہوئے سو یہی حال ان کا بھی ہے جب تک قرار واقعی ان کو بھی
سزا نہ ملیگی ہرگز اپنی شرارت اور بغاوت سے باز نہیں آنے کے اِس لیں
کا تدارک کرنا آپ کو بہت ضرور ہے پھر سردار فتح خاں نے عرض کی
کہ ہم سب بھائیوں کا اس امر میں اتفاق ہی ہے مگر جو اور اس ملک کے
بڑے چھوٹے سردار اور خوانین ہیں اس مشورت میں ان کو بھی شریک یہاں

کرنا بہت مناسب ہے آپ ان کو بھی بلوا دیں یہ بات حضرت علیہ الرحمۃ
کو بہت پسند آئی اور فرمایا کہ خان بھائی بہت اچھا کہا تم نے ہماری
طرف سے بھیں ان کو بلاؤ پھر سردار فتح خاں نے اور خوانین کو بلا کر اپنے
ڈیرے میں جمع کیا ان میں سے جن کے نام یاد ہیں وہ یہ ہیں زیدی کے
فتح خاں کلاٹ کے اسمٰعیل خاں گھڑیالی کے منصور خاں امانزئی کی
گڑہی کے سرور خاں اسمٰعیلی کے اسمعیل خاں شیوی کے دونوں بھائی
انند خاں اور شکار خاں سُدم کے بین خاں لند خوڑ کے نسیم خاں اور
تورو کے دلیل خاں اور باقی کے نام یاد نہیں پھر فتح خاں نے اُن سب سے
حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف سے اس مشورت کی تقریر کی کہ حضرت کا ایسا
ایسا ارادہ ہے تم سب اس میں کیا کہتے ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم سید بادشاہ
کے تابعدار ہیں جدہر کا ارادہ کریں بلا عذر تیار ہیں جب وہ سب اس بات
پر راضی ہوئے تب خاں ممدوح اپنے ڈیرے سے ان کو حضرت کے پاس لے
گئے وہی بات ان سب نے حضرت سے کہی کہ ہم اپنی جان و مال سے آپ کی
ہمراہی میں تیار ہیں آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں ہم یہاں سے کوچ
کر کے موضع مردان میں ٹھہرینگے تم بھی اپنے اپنے لشکر سے وہیں ہم سے ملنا
اور ان سب کو رخصت کیا وہ اپنی اپنی بستی کو گئے پھر اس وقت جو لوگ
آپ کی مجلس میں حاضر تھے ان میں سے کئی شخصوں نے عرض کی کہ واسطے
توپوں کے کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ پنجتار میں بھیجدینگے اور

زخمیوں کو بھی وہیں پہنچادوینگے یہ سُن کر سردار فتح خاں اور ارباب بہرام خاں نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہیں بہتر ہے مگر ہماری رائے ناقص میں یوں آتا ہے کہ توپوں کو اپنے ہی ہمراہ رکھیں تو بہت مناسب ہے آپ نے فرمایا کہ تم صاحبوں کے خیال میں ہے کہ توپوں کا لشکر میں بڑا رعب اور سہارا ہوتا ہے سو یہ بات کچھ نہیں صرف خدا ہی کا رعب اور سہارا ہم کو کافی ہے سردار یار محمد خاں بھی تو اپنے ساتھ توپیں لایا تھا پھر ان توپوں سے کیا کر لیا وہ سب توپیں اللہ تعالیٰ نے ہم کو دلوادیں سو وہ پنجتار میں پڑی ہیں اور سردار سلطان محمد خاں بھی توپیں لایا تھا اس نے بھی توپوں سے کیا کام بنالیا وہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو عنایت کیں فتح اور شکست اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے جس کو چاہے دے توپیں ہونے اور نہ ہونے سے کچھ نہیں یہ خیال اپنے دل سے دور کرو صرف مدد الٰہی پر بھروسا رکھو انھوں نے کہا آپ حق فرماتے ہیں بات یوں ہی ہے پھر آپ نے داروغہ عبد القیوم سے فرمایا کہ ہم تو یہاں سے کوچ کرکے موضع مردان کو چلینگے تم جو غازی بھائی بہت زخمی ہیں اور دونوں توپوں کو لے کر پنجتار میں ابراہیم خاں خیرآبادی کے پاس پہنچادینا پھر تم ہمارے پاس چلے آنا اور زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے نور بخش جراح کو بھی ہمراہ کردیا اور چند آدمی اور بھی کردئے اور فرمادیا کہ توپوں کے واسطے ہر بستی سے بیلوں اور آدمیوں کی بیگار نکالتے ہوئے جانا اس میں

ساتھ آسانی کے پہنچ جاوینگی اور دلیل خاں سے فرمایا کہ یہاں سے
امازئی کی گڑہی تک توپوں کو اپنی معرفت تم بھجوا دینا پھر وہاں سے
یہ آپ بیگار نکالتے ہوئے چلے جاوینگے اور جو ہلکے زخمی ہیں وہ ہمارے
ساتھ موضع مردان کو چلیں گے اور اُن کی مرہم پٹی کے واسطے عبدالرحیم
جراح ہیں پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ موضع تورو سے مع لشکر ظفر پیکر
کوچ کرکے موضع مردان کو تشریف لے گئے دار وغہ عبدالقیوم صاحب
کہتے ہیں کہ پھر میں اسی دن دلیل خاں کے پاس گیا اور کہا کہ کل میں بھی
زخمیوں اور دونوں توپوں کو لے کر پنجتار کو جاؤنگا آدمیوں اور بیلوں
کی تدبیر آج ہی آپ کر رکھیں انھوں نے کہا کہ تم اپنی تیاری جاکر کرو
کل صبح کو اپنا کوئی آدمی بھیجدینا ہم اُس کے ساتھ آدمیوں اور بیلوں
کو کر دینگے پھر میں لئے دیرے پر آیا اور جو کچھ تدبیر کرنی تھی کرلی پھر
اگلے روز بعد نماز فجر کے میں نے ایک آدمی دلیل خاں کے پاس بھیجا
وہ کوئی پان چھ گھڑی دن چڑہے وہاں سے آدمی اور بیل لیکر آیا
اور ہم تو تیار ہی تھے پھر ان لوگوں سے آدمیوں کی چارپائیاں اٹھوا
کر اور توپوں کو جتوا کر وہاں سے ہم روانہ ہوئے اور ان زخمیوں میں
سے جن کے نام یاد ہیں وہ یہ ہیں رسالدار عبدالحمید خاں اور سید موسیٰ
اور عبدالکریم خاں آنولے کے اور نور محمد اور اُن کے بھائی حاجی چاند
ناگوری اور اللہ بخش بانگیتی اور میاں جی سید محی الدین پھلتی اور محمد سعید
خاں رائے بریلوی اور قاضی مدنی اور مولوی عبدالحکیم بنگالوی اور

مولوی احمد اللہ صاحب بھائی مولانا عبد الحئی صاحب کے اور آن کے رفیق
عبد الرحمن دکھنی اور اعتباری رفیق محمد تقی بوجیڑ کے اور پیر محمد پانی پتی
اور جو بلکہ زخمی حضرت کے ہمراہ رہے ان میں سے جن کے نام یاد ہیں وہ
یہ ہیں سید اسمٰعیل رائے بریلوی جماعت خاص کے بہیلہ دار اور شیخ لقر اللہ
خورجے کے اور امام الدین پانی پتی اور کریم بخش پنجابی اور اسمٰعیل خاں
خان پوری انتہیٰ پھر اس روز تو تو رو سے اماز ئی کی گڑھی کہ تن
کرس ہے جا کر رہے اور دلیل خاں کے آدمیوں اور بیلوں کو رخصت کر دیا
اور ان کو اپنا راضی نامہ لکھ دیا کہ یہ دلیل خاں کو دینا اور نور بخش جراح
سے میں نے کہا کہ تم زخمیوں کی مرہم پٹی کی خبر لو اور میں وہاں کے خان کے
پاس گیا وہاں کے خان سرور خاں تو ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ کے گئے
تھے ان کے والد کا کا احمد خاں تھے ان سے میں نے واسطے بیلوں اور
آدمیوں کے کہا اُنھوں نے کہا کہ آج ہم اس کی تدبیر کر رکھیں گے کل فجر
کو اپنا آدمی بھیجنا وہ لیجاویگا پھر میں نے وہاں سے اپنے لوگوں میں
آ کر ایک آدمی کو موضع اسٹیلہ کے ملک کے پاس آدمیوں اور بیلوں
کے واسطے روانہ کیا بعد اس کے زخمیوں کے لئے کھانا پکوایا اور ان کو
کھلوایا اور معمول کھانے کا ہمارے حضرت کے یہاں ہر زخمی کے لئے آدھ
سیر آٹا اور پاؤ سیر گھی اور پاؤ سیر شکر یا گڑ تھا اور باقی ہم لوگ
جو تندرست تھے ان کو بستی والوں نے موافق دستور اپنے ملک کے
کھانا کھلایا پھر اگلے روز کا کا احمد خاں سے آدمی اور بیل لئے اور

زخمیوں کی کھاٹیں اٹھوا اور توپوں کو جتوا وہاں سے روانہ ہوئے اور
اسی دستور مذکور کے ساتھ ہر روز تین چار کوس چلتے تھے اور جس بستی
میں رہتے تھے وہاں دعوت کھاتے تھے اور وہاں کے ملک آدمی اور بیل لیتے
تھے اور آگے چلتے تھے چنانچہ اماز ئی کی گڑہی سے موضع اسمعیلہ
کو گئے پھر وہاں سے موضع کالو خاں کو اور وہاں سے موضع ڈاگی
کو اور موضع شیوہ کو اور وہاں سے موضع سلیم خاں کو اور وہاں سے
پنجتار کو اور موافق فرمانے حضرت کے زخمیوں اور دونوں توپوں کو
ابراہیم خاں خیرآبادی کے سپرد کیا انھوں نے زخمیوں کو ان کے ڈیرے
پر اتارا اور دونوں توپوں کو حجرے اور مسجد کے درمیان میں جو میدان
ہے کھڑا کروا دیا پھر ہم سب تین روز وہاں رہے اور حاجی جانی
جراح انبہٹی کے وہیں تھے واسطے مرہم پٹی زخمیوں کے ان کو مقرر
کر دیا اور دس پندرہ غازی جو وہاں تھے ان کو بھی اپنے ساتھ
لے کر چوتھے روز ہم سب تینتیس ۳۵ آدمی وہاں سے روانہ ہوئے
تیسرے روز موضع مرداں میں آئے وہاں حاجی بہادر شاہ خاں
رامپوری تھے ان سے ملاقات کی اور حضرت علیہ الرحمۃ کو پوچھا
انھوں نے کہا کہ حضرت تو موضع تورو سے آکر یہاں دو ہی رات
رہے پھر کوچ کر گئے میں نے کہا کہ مجھے حضرت نے فرمایا تھا کہ زخمیوں اور

دونوں توپوں کو پنجتار میں پہنچا کر ہمارے پاس چلے آنا سو مجھ کو اُن کے پاس جانا ضرور ہے اُنہوں نے کہا کہ تم کو اختیار ہے، چاہو یہاں رہو چاہو وہاں جاؤ اور جو لوگ تھوڑے تھوڑے زخمی تھے ان کو حضرت وہیں چھوڑ گئے تھے ان میں سے کئی آدمی جو چنگے، ہو گئے تھے انھوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ ہم بھی چلینگے میں نے کہا کہ تم بھی چلو پھر میں دو دن وہاں موضع مردان میں رہا تیسرے روز اپنے سب ہمراہیوں اور ان زخمیوں کو جو اچھے ہو گئے تھے لے کر روانہ ہوا دو کوس وہاں سے موضع گوجر گڑھی تھا وہاں گیا اور ایک مسجد کے حجرے میں اُترا اس طرف سے لوزر و کے دلیل خاں یاں جبہ سواروں سے آئے ان سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے پوچھا کہ خاں صاحب تم کہاں سے آتے ہو اور حضرت کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ میں موضع پنجتی میں حضرت کو پہنچا کر آتا ہوں اور تم اتنے آدمیوں سے یہاں کیوں ٹھہرے ہو؟ میں نے کہا کہ میں ابھی ان بھائیوں کو لئے ہوئے حضرت کے پاس جاتا ہوں انھوں نے کہا کہ رستے میں کوسوں آبادی نہیں ہے اور، بہت سے سوار احمد خاں ہوتی والے کے رستے میں لوگوں کو لوٹتے، مارتے ہیں تم آگے کو نہ جاؤ میں ان کے کہنے سے وہیں ٹھہر گیا پھر

دلیل خاں تو تورو کو چلے گئے میرے ساتھ منشی خواجہ محمد حسین پوری تھے میں نے ان سے کہا کہ تم ایک عرضی لکھ کر روانہ کرو کہ یہاں رستے میں یہ خطرہ ہے اور ہم اتنے لوگ یہاں رکے ہیں جو کچھ ارشاد ہو بجا لاویں پھر انھوں نے عرضی لکھی وہ ایک طلکی کے ہاتھ میں نے حضرت کے پاس روانہ کی اور رات بھر سب آدمیوں سے میں وہیں رہا اگلے روز سب کو لے کر پھر موضع مردان کو پلٹ آیا اور حاجی بہادر شاہ خاں کے پاس اُترا اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے ایک آدمی گوجر گڑہی سے آیا اور وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی خیر کی جو کل تم وہاں سے یہاں چلے آئے رات کو بستی میں سواروں کا دھاڑا پڑا اور وہ لوگوں سے پوچھتے تھے کہ یہاں ہندوستانی نمازی اُترے تھے وہ کہاں ہیں انھوں نے کہا وہ تو پیچھے کو پلٹ گئے تب وہ بستی کے کئی گھر لوٹ کر چلے گئے میں نے کہا بھائی فی الحقیقت اللہ تعالیٰ نے بڑی خیر کی یہ بھی ہمارے حضرت کی ایک کرامت ہوئی اگر ہم رات کو وہاں رہتے خدا جانے کیا واقعہ ہوتا پھر ہم لوگ وہیں مردان میں ٹھہرے رہے تیسرے دن ہماری اس عرضی کا جواب آیا خلاصہ اس کا یہ تھا کہ جبتک ہم تم کو نہ بلاویں تب تک تم وہیں مردان میں حاجی بہادر شاہ خاں کے پاس رہنا

ادہر کا ارادہ نہ کرنا پھر ہم سب وہیں رہے انتہیٰ۔ اب یہاں سے بیان ہے حضرت علیہ الرحمۃ کے موضع تورو سے کوچ کرنے کا جو کہ داروغہ عبدالقیوم صاحب نے کہا تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے مجکو زخمیوں اور توپوں کے پنجتار میں پہنچانے کا حکم دیکر آپ موضع مردان کو مع لشکر کوچ کر گئے اور اس کے اگلے روز زخمیوں اور توپوں کو لے کر میں روانہ ہوا سو حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ کے موضع تورو سے کوچ کرنے کی کیفیت یوں ہے کہ جبکہ آپ نے مع لشکر موضع تورو سے کوچ کیا اس وقت آپ اپنے ازدر گھوڑے پر سوار و پیادوں کی جماعت میں تھے اور لشکر سواروں کا آپ کے پیچھے تھا اور دو نشان پیادوں میں تھے اور ایک سواروں میں اور تینوں کے پھریرے کھلے نہ تھے اور شتری نقارہ بجتا تھا اور جہالو کے میر رحمن علی مرحوم جو لید واقعہ بالاکوٹ کے وہاں سے آکر بلدہ السلام ٹونک میں ہمارے آقائے نامدار و ولتمدار زاد اقبالہ کی سرکار فیض آثار عہدۂ رسالداری سے سرفراز تھے رسالہ نظم جہادیہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم کا باآواز بلند ساتھ خوش الحانی کے پیدلوں کی جماعت میں پڑھتے جاتے تھے وہ رسالہ یہ ہے

۱۸۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد تحمید خدا نعت رسول اکرمؐ — یہ رسالہ ہے جہادیہ کہ لکھتا ہے قلم

واسطے دین کے لڑنا نہ پئے طمع بلاد — اہل اسلام اسے شرع میں کہتے ہیں جہاد

ہے جو قرآن و احادیث میں خوبی جہاد — ہم بیاں کرتے ہیں تھوڑا سا اسے کر یاد

فرض ہے تم پہ مسلمانو جہاد کفار — اس کا سامان کرو جلد اگر ہو دیندار

جس کے پیروں پہ پڑی گرد صف جنگ ملا — وہ جہنم سے بچا نار سے ہے وہ آزاد

جو مسلماں رہ حق میں لڑا لحظہ بھر — روضۂ خلد بریں ہو گیا واجب اُس پر

اے برادر تو حدیث نبوی کو سُن لے — باغ فردوس ہے تلواروں کے سائے کے تلے

دل سے اس راہ میں پیسا کوئی دیویگا اگر — سات اس کو خدا دیویگا روز محشر

اور اگر مال بھی خرچیگا و لگائی تلوار — پھر تو دیویگا خدا اس کے عوض سات ہزار

جو کہ مال اپنے سے غازی کو بنا دے اسباب — اس کو بھی مثل مجاہد کے خدا دیگا ثواب

جو نہ خود جا دے لڑائی میں نہ خرچے کچھ مال — اس پہ ڈالے گا خدا بیشتر از مرگ وبال

جو رہِ حق میں ہوئے ٹکڑے نہیں مرتے ہیں — بلکہ وہ جیتے ہیں جنت میں خوشی کرتے ہیں

سب عمر بھر کے گناہ شہدا مٹتے ہیں — کیوں نہ ہو راہ خدا ان کے تو سر کٹتے ہیں

فتنۂ قبر و غم صور و قیام محشر — ایسے صدموں سے شہیدوں کو نہیں کچھ بھی خطر

حق تعالی کو مجاہد وہ بہت بھاتے ہیں — مثل دیوار جو صف باندھ کے جم جاتے ہیں

اے مسلمانو سنی جو تم نے خوبی جہاد — چلو اب رن کی طرف مت کرو گھر بار کو یاد

مال و اولاد کی جورو کی اور گھر کی محبت چھوڑو — راہ مولا میں خوشی ہو کے شتابی دوڑو

مال واولاد تری قبر میں جلنے کی نہیں | تجکو دوزخ کی مصیبت سے بچانے کی نہیں
گر بھرے جیتے تو گھر بار میں پھر آؤگے | ورگئے مارے تو جنت میں چلے جاؤگے
دین اسلام بہت سست ہوا جاتا ہے | غلبہ کفر سے اسلام مٹا جاتا ہے
پیشوا لوگ اسی طور نہ کرتے جو جہاد | ہند پھر کس طرح اسلام سے ہوتا آباد
زور تلوار سے غالب رہا اسلام مدام | سستی اگلے جو کبھی کرتے تو ہوتا گمنام
کب تلک گھر میں پڑے جوتیاں چٹخاؤگے | اپنی سستی کا جزا افسوس نہ پھل پاؤگے
اب تو غیرت کرو نامردی کو چھوڑو یارو | سید احمد سے ملو جلدی سے کافر مارو
بارہ سو برس کے بعد ایسے ارادے والا | ہوا پیدا ہے مسلمانو کرو شکر خدا
تھے سلمان پریشان بغیر از سردار | ہوا سردار ہے از آل رسول مختار
بات ہم کام کی کہتے ہیں سنو لے یارو | وقت آیا ہے کہ تلوار کو مرہ مارو
حضرت مولوی اب طاق میں رکھ دیجئے کتاب | لیجئے تلوار و میدان کو چل دیجئے شتاب
وقت جاں بازی ہے تقریر کو اب تجئے | غیر شمشیر کسی طرف کو دل مت بانٹو
ہادی دین ہو تم تم کو ہے سبقت لازم | تم چلوگے تو بہت ساتھ چلینگے تا دم
اے گروہ فقر النفس کشی کے استاد | عمل النفس کشی کون ہے بہتر ز جہاد
بت گھسو کوتے میں اے پیر جی بانند جہا | چھوڑو اب حیلہ کشی وقت جہاد آ پہنچا
اے جوانان اسد حملہ و رستم قوت | کام کس دن کو پھر آویگی تمہاری جرأت
ان کا سر کاٹ لیا کہ کٹا اپنا سر | دونوں صورت جو سمجھو تو تمہیں ہو بہتر

یعنی گر مار لیا تو بہر بن آئی ‏ ‏ ‏ ور گئے مارے تو پھر حاصل شہادت پائی

ایک دن تجھ سے یہ دنیا کا مزا چھوٹیگا ‏ ‏ ‏ لشکرِ موت ترا ملکِ بدن لوٹے گا

دوستو جب ہمیں مرنا ہی مقرر ٹھہرا ‏ ‏ ‏ پھر تو بہتر ہے کہ جاں دیجئے در راہِ خدا

سیکڑوں جنگ میں جاتے ہیں وہ آتے ہیں ‏ ‏ ‏ سیکڑوں گھر میں ہی بیٹھے ہیں وہ مر جاتے ہیں

موت کا وقت معین ہے تو سن اے غافل ‏ ‏ ‏ پھر بھلا موت سے ڈرنے میں تجھے کیا حاصل

جب تلک موت نہیں ہے تو نہیں مرتے ہیں ‏ ‏ ‏ موت جب آئی تو گھر میں بھی نہیں بچتے ہیں

تم اگر ڈرتے ہو تکلیفِ سفر سے نہ ڈرو ‏ ‏ ‏ مرد ہو خطرۂ آرام کو دل سے کھو دو

جیسی عادت کرے انسان سو ہو سکتا ہے ‏ ‏ ‏ عیش و آرام کی عادت کو بھی کھو سکتا ہے

طمعِ دنیا کے لئے دیکھو ہزاروں یہ سپاہ ‏ ‏ ‏ چھوڑ کر گھر سر کو کٹاتے ہیں نہیں کرتے آہ

ہے عجب یہ کہ مسلمان بھی کہلاتے ہو ‏ ‏ ‏ جھوٹے حیلے رہِ اللہ میں بتلاتے ہو

جورو لڑکوں کے لئے گھر میں چھپوگے کب تک ‏ ‏ ‏ بچ کے موت سے بتلاؤ بچوگے کب تک

آج اگر اپنی خوشی راہِ خدا میں جاں دوگے ‏ ‏ ‏ پھر تو کل چین سے جنت میں مزے لوٹوگے

سر پٹک پیر رگڑ گھر میں کا مرنا بہتر ‏ ‏ ‏ یا رہِ حق میں فدا جان کا کرنا بہتر

گر رہِ حق میں نہ دی جان تو پچھتاؤگے ‏ ‏ ‏ اور پیمبر کو منہ کیا بھلا دکھلاؤگے

ایک ہے شرط کہ تم مانو بدل حکمِ امام ‏ ‏ ‏ ورنہ تلوار لگانا بھی نہیں آوے کام

جو کہ خود رائے بھی لڑنے لگے در راہِ جہاد ‏ ‏ ‏ ان کا ناحق یہ بہا خون ہے محنت برباد

خوبِ اللہ و محمدؐ کو جو پہچانتے ہیں ‏ ‏ ‏ اپنے سردار کے کہنے کو بدل مانتے ہیں

۱۸۷۳

اہل ایمان کو کافی ہے ولا اتنا پیام   اب مناجات سے بہتر ہے کہ ہو ختم کلام
اے خداوند سماوات و زمیں رب عباد   اب مسلمانوں کو دے جلد سے توفیق جہاد
اپنا دے زور مسلمانوں کو کر زور آور   وعدۂ فتح جو ہے اس کا کیا پورا کر
ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے شاہ   کہ نہ آوے کوئی آواز جز اللہ اللہ

پھر جبکہ جاتے جاتے تمام لشکر نصرت اثر درمیان ہوتی و مردان کے پہنچا اس وقت رسول خاں بھائی احمد خاں کا جس کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے بعد لینے ہوتی اور مردان کے حضرت کی طرف سے خان بنا کر بٹھایا تھا چند آدمیوں سے واسطے استقبال حضرت علیہ الرحمۃ کے آیا اور ملا اور آپ کے ساتھ موضع مردان کو گیا اور قریب گڑھی مردان کے جانب شرق نالہ ہے اس سے لشکر کو اتار کر ٹھہرایا اور اسی نالے پر ایک جگہ چند درخت توت کے تھے ان کے سائے میں حضرت علیہ الرحمۃ ٹھہرے اور خان مذکور نے آپ کی خدمت فیضدرجت میں عرض کی کہ میں تو آپ کا فرماں بردار اور آپ ہی کا بٹھایا ہوا ہوں اور میرا بھائی احمد خاں پشاور سے سردار سلطان محمد خاں کو آپ کے اوپر چڑھا لایا تھا اور میں ناچار تھا جو کچھ مجھ سے بطور دنیا سازی اور حیلہ بازی کے بن پڑا وہ برتاؤ ان کے ساتھ برتا گیا اور ان سے

مخالفت نہ کر سکا کہ یہاں سے جا کر آپ کے شریک ہوتا اور اگر میں کسی
باوجود اس کے کہ طور سے نکل بھی بھاگتا تو رعایا لوگ تباہ ہو جاتے اور میرا بھائی
احمد خاں بھی ان کے ساتھ تھا تس پر بھی ہم پر اور رعایا پر
طرح طرح کی زیادتی اور زبردستی کرتے تھے کہ ہم سب بناچاری
سہتے تھے اور نہایت تنگ تھے مگر اللہ تعالے نے ان ظالموں کو آپ کے
ہاتھوں سے ذلیل اور رسوا کر کے دفع کیا اور ہم لوگ آپ کے تشریف
لانے سے نہایت خوش ہوئے اب جو کچھ ارشاد ہو تو ہم بسر و چشم بجا لاویں یہ
تمام تقریر سن کر آپ نے رسول خاں کی بہت سی تسلی اور خاطر داری
کی اور فرمایا کہ کچھ اپنے لشکر کے آدمی یہاں چھوڑ کر ہم تو پشاور کو
جاوینگے سو تم اپنی گڑہی خالی کر دو اس میں وہ لوگ رہا کرینگے ،
اس نے کہا کہ بہت بہتر مگر آپ مولانا صاحب کو میرے ساتھ کر دیں
کہ وہاں چل کر رعایا لوگوں کا مال و اسباب ساتھ امن اور محافظت
کے نکلوا کر گڑہی میں اپنا بند و بست کریں آپ نے مولانا صاحب اور
شیخ ولی محمد صاحب سے فرمایا کہ تم دونوں صاحب کچھ لوگوں سے
ہمراہ خان بھائی کے جاؤ اور گڑہی خالی کراؤ مولانا صاحب
نے عرض کی کہ اگر آپ مجکو بھیجتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ
آپ لشکر میں حکم بھجوا دیں کہ کوئی آدمی گڑہی میں نہ جاوے

بلکہ جبتک میں نہ بلاؤں آپ بھی وہاں تشریف نہ لے جاویں اس لئے کہ اگر آپ وہاں چلیں گے تو آپ کے ساتھ اور بھی ہر طرح کے آدمی جاوینگے اس میں اندیشہ ہے لوگوں کے اسباب جلنے کا آپ نے فرمایا کہ بہت بہتر آپ گڑہی میں جاویں ہم لوگوں کو روک دینگے کوئی نہ جاویگا اور بغیر بلائے آپ کے ہم بھی نہ جاوینگے پھر مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب کوئی پچاس ساٹھ غازیوں سے تشریف لے چلے جب نالہ اُتر کر قریب گڑہی کے پہنچے تب کسی ملکی نے از راہ خیرخواہی کے مولانا صاحب کے کان میں یہ کہا کہ آپ گڑہی میں ساتھ خبرداری اور ہوشیاری کے جاویں اور جبتک وہاں کے ہر مکانوں کی با خوبی تلاشی نہ لے لیویں تب تک سید بادشاہ کو وہاں نہ بلاویں کہ کہیں کچھ دغا فریب نہ ہو یہ بات سُن کر مولانا صاحب کے دل میں کچھ وہم سا پڑ گیا اور وہیں ٹہر گئے اور تیس چالیس غازی لشکر سے اور بلوائے جب وہ آئے تب آپ وہاں سے آگے چلے اور پہلے گڑہی کے دروازے کا بندوبست کر کے کوئی بیس غازی وہاں متعین کر دئے اور کہہ دیا کہ کوئی آدمی باہر سے اندر نہ جانے پاوے اور جو اندر سے رعایا لوگ

اپنا مال واسباب لے کر باہر نکلیں تو پہچانتے دیتا اوران سے فراحم نہ ہونا بعد اس کے دونوں صاحب باقی لوگوں کو لے کر اندر گڑہی کے گئے پھر شیخ صاحب تو رعایا لوگوں کا مال واسباب گھروں سے نکلوانے لگے اور مولانا صاحب بسبب کہنے ملکی کے گڑہی کے مکانوں کی تلاشی لینے لگے کہ کہیں بارود نہ بچھی ہو یا کوئی بارود کا کپا نہ دبا ہو اور شیخ صاحب اکثر اسباب نکلوا چکے تھے کچھ تھوڑا سا نکلوانا باقی تھا کہ اس عرصے میں کسی ملکی نے وہاں حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اب آپ گڑہی میں تشریف لے چلیں مولانا صاحب بلاتے ہیں یہ بات سن کر حضرت علیہ الرحمۃ بسم اللہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پیادہ پا گڑہی کو تشریف لے چلے جتنے لوگ ان درختوں کے تلے آپ کے ہمراہ تھے کہ قریب دوسو آدمیوں کے ہونگے وہ بھی آپ کے ساتھ ہوئے یہ حال لشکر والوں نے دیکھا کہ حضرت گڑہی کو جاتے ہیں ان میں سے بھی بہت لوگ آکر آپ کے ہمراہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ساتھ جاکر گڑہی میں داخل ہوئے اور بہت لوگ چلے آتے تھے آنے والوں کا ایک تار سا لگا تھا اور گڑہی میں احمد خاں کی نشستگاہ کا ایک بڑا دالان تھا اس میں جاکر حضرت علیہ الرحمۃ

ٹھیرے اور اس دالان کے نیچے ایک تہ خانہ بھی تھا اور اُس وقت تک مولانا صاحب ایک نیزے کا بانس ہاتھ میں لئے ہوئے مکانوں کی تلاشی لیتے پھرتے تھے اس میں کسی نے اُن سے کہا، کہ حضرت علیہ الرحمۃ تشریف لائے ہیں اور لوگ بھی آپ کے ہمراہ بہت ہیں یہ خبر سُن کر مولانا صاحب نہایت غضبناک ہوکر کہ اس طرح ہم نے کبھی ان کو غصّے میں نہیں دیکھا تھا وہاں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور اُسی غصّے کی حالت میں کہنے لگے کہ آپ نے تو مجھ سے فرمایا تھا کہ بغیر بلائے تیرے ہم نہ آوینگے اور نہ کوئی لشکر کا آدمی جانے پاویگا سو آپ کے تشریف لانے سے صدہا آدمی لشکر کے یہاں گھس آئے اور نہ میں نے آپ کو بلوایا اور نہ آپ نے مجھ سے پچھوا بھیجا یوں ہی آپ چلے آئے اور رعایا لوگوں کا ابھی گھروں سے اسباب نکلوایا جاتا ہے اگر کسی کا مال واسباب جاتا رہے تو نقض عہدی ثابت ہو بہتر یہی ہے کہ اس وقت آپ وہیں تشریف لیجا دیں اور یہ بات کئی بار تکرار کہی بلکہ یوں غصہ ہوکر حضرت سے مولانا صاحب کا کلام کرنا لوگوں کو بُرا معلوم ہوا مگر کسی نے دم نہ مارا سب خاموش رہے،

حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میاں صاحب مجھ سے تو کسی نے جا
کر کہا کہ مولانا صاحب آپ کو بلاتے ہیں تب میں یہاں آیا والا
کاہے کو آتا مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے تو کسی سے نہیں کہا
تھا یہ بات سن کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں جاتا ہوں
اور وہاں سے آپ انھیں تو توں کے درختوں کے نیچے تشریف لے
گئے اور آپ ہمراہی بھی گئے اور جو لوگ ادہر ادہر گڑہی میں باقی رہ گئے
ان کو تلاش کرکے مولانا صاحب نے گڑہی کے باہر نکال دیا پھر
جب کچھ دیر میں سب اسباب رعایا کے گھروں کا نکل چکا اور مولانا
صاحب مکانوں کی تلاشی بھی لے چکے تب شیخ ولی محمد صاحب نے
جاکر حضرت سے عرض کی کہ اب گڑہی خالی ہے آپ تشریف لے چلیں
یہ بات سن کر آپ وہاں سے پھر گڑہی میں تشریف لائے اور اسی
دالان میں اُترے اور تمام لشکر گڑہی کے باہر رہا مگر دو ڈھائی
سو آدمی جو آپ کے ہمراہ گڑہی میں گئے تھے وہ جا بجا گڑہی کے مکانوں
میں اُترے اُس وقت شیخ ولی محمد صاحب نے حضرت علیہ الرحمہ سے
کہا کہ مولانا صاحب جو اس وقت آپ کے آنے سے ناخوش ہوگئے
تھے سبب یہ تھا کہ ایک ملکی نے ان سے کہا تھا کہ گڑہی میں ہوشیاری
سے جانا اور جبتک باخوبی وہاں کے ہر مکان کی تلاشی نہ لے لینا

تب تک سید بادشاہ کو گڑہی میں نہ بلانا اور اس وقت وہ
مکانوں کی تلاشی لے رہے تھے اور دوسری یہ بات تھی کہ رعایا
لوگوں کا اسباب بھی سب بہیں نکل چکا تھا اگر اس بھیڑ بھاڑ
میں کسی کا کچھ اسباب جاتا رہتا تو ایک صورت بدنامی اور الزام
کی ہوتی انتہیٰ اور اس روز وہیں گڑہی میں اپنے لشکر کا ایک
قندھاری ایک تلوار حضرت کے پاس لایا اور کہنے لگا کہ سردار
یار محمد خاں کے سالے کو جو پہلوان تھا جس کا سر آپ کے پاس
آیا تھا میں نے مارا تھا اور یہ تلوار اسی کی کمر کی ہے آپ یہ
بات سن کر مسکرائے اس لئے کہ شیخ ولی محمد صاحب اس پہلوان
کے مارے جانے کا حال حضرت سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے اور یہ
بھی کہا تھا کہ اس پہلوان کی تلوار میں نے لی تھی اور ایک قندہاری
کو سپرد کر دی ہے اگر آپ کے پاس لاوے تو آپ اُس سے لے
لینا اور وہ تلوار بہت عمدہ پولادی ولایتی تھی اور اُس کی موٹھ
میں سونے کے تار لپٹے تھے پھر آپ نے اس قندھاری سے فرمایا کہ
یہ تلوار ہم کو دو اس کے عوض تم کو اور تلوار دینگے پھر آپ نے اُس
سے وہ تلوار لے کر اپنے کسی غازی کے پاس رکھوا دی جبکہ شیخ ولی محمد
صاحب آپ کے پاس آئے تب آپ نے فرمایا کہ وہ تلوار پہلوان

کی جس کا تم نے ہم سے ذکر کیا تھا کہ جو کوئی لاوے تو لے لینا سو
آج وہ تلوار ایک قندھاری لایا تھا ہم نے اُس سے لے لی پھر آپ
نے وہ تلوار منگوائی اور شیخ صاحب ممدوح کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ
اس قندھاری کو کوئی اور تلوار دیدینا ہم نے اس سے تلوار دینے
کا اقرار کیا ہے باقی حال اس کا آگے اپنی جگہ پر آویگا انشاء اللہ تعالیٰ
انتہیٰ، اور جو رسالدار عبدالحمید خاں صاحب زخمی تھے ان کو حضرت
علیہ الرحمۃ نے اور زخمیوں کے ساتھ پنجتار میں بھیجدیا تھا ان کی
جگہ لنباری کے حمزہ علی خاں صاحب کو رسالدار کیا اور نویں تلک بھی
کے ملک اور خوانین جن کو آپ نے فرمایا کہ تم اپنا لشکر لے کر موضع
مردان میں ہم سے ملنا وہ بھی سب مع لشکر آکر آپ کے پاس حاضر ہوئے
اور آپ وہاں فقط دو رات رہے تھے پھر تیسرے دن آپ نے وہاں سے
کوچ کی تیاری کی اور اس گڑہی کے بندوبست کے لئے حاجی بہادر شاہ
خاں کو رکھا اور قریب سو غازیوں کے کہ ان میں کئی شخص ہلکے ہلکے
زخمی بھی تھے ان کے پاس چھوڑے اور بعد نماز عصر کے نقارہ ہوا
سب لوگ کمریں باندھ کر اور ہتیار لگا کر تیار ہو گئے پھر تھوڑا دن
رہے آپ نے وہاں سے کوچ کیا اس وقت آپ کے ہمراہ رکاب
ملکی اور ہندوستانی ملاکر تخمیناً چھ سات ہزار آدمی ہونگے اور

حضرت علیہ الرحمۃ اژدر گھوڑے پر سوار پیادوں کے غول
میں تھے پھر وہاں سے کوئی کوس بھر پر نماز مغرب کی پڑھی
پھر وہاں سے روانہ ہوئے گوجر گڑہی سے آگے بڑھ کر میدان میں
نماز عشاء کی ادا کی پھر وہاں سے سوار ہوئے اُس وقت سوار
لوگ پیچھے تھے اور پیدل لوگ اپنے لشکر کے حضرت کے گرد چلتے تھے
اور اس طرح کا وہ چٹیل میدان تھا کہ کوسوں تک پانی کا
نشان نہ تھا چلتے چلتے پچھلی رات کو آٹھ سات کوس پر قریب
ایک بستی کے کواں اور تالاب ملا وہاں حضرت مع لشکر ٹہر گئے
اور لوگ بہت پیاسے تھے سب نے پانی پیا اور کچھ دیر لوگ وہاں
سو رہے پھر جب صبح صادق ہوئی وہیں اذان کہی گئی اور سب نے
نماز پڑہی اور پھر وہاں سے آگے چلے وہ بھی ویسا ہی کوسوں لق و دق
میدان تھا چلتے چلتے پہر سوا پہر دن چڑھے قریب شت نگر کے
پہنچے ہزاروں آدمی مرد و عورت بستی کے کنارے لشکر کے دیکھنے کو
کھڑے تھے پھر اُس بستی کے کنارے میدان میں لشکر کا ڈیرا ہوا اکثر
ملکی لوگ حضرت کے ہمراہی بستی کی مسجدوں اور حجروں میں جا کر اترے
اور شت نگر وہاں آٹھ بستیوں کے مجموعے کا نام ہے ہر ایک بستی

کا جدا نام ہے ان سب کو ملا کر ہشت نگر کہتے ہیں چنانچہ جس بستی کے پاس لشکر اُترا تھا اس کا نام چار سدا تھا بعد اُترنے لشکر ظفر پیکر کے حضرت علیہ الرحمۃ نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ تم دریا پر جا کر کشتیوں کو اپنے قابو میں کر لو اس وقت وہاں اس بستی کے کئی شخص حاضر تھے انھوں نے عرض کی کہ کشتیاں تو گھاٹ پر نہیں ہیں کیونکہ جس وقت سردار سلطان محمد خاں مع لشکر بھاگے ہوئے آئے تھے سو وہ آپ مع لشکر کشتیوں پر اُتر گئے اور کشتیوں کو اسی بار با لاحصار کے نیچے ڈبوا دیا یہ بات سُن کر آپ نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ خان بھائی اب اس کی راہ اور کوئی تجویز کرو کہ جس سے دریا سے اُترنا ہو انھوں نے کہا بہت خوب اس کی بھی کوئی تدبیر کی جاوے گی اور آپ نے ارباب بہرام خاں سے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ وہ اس ملک کے بڑے بھیدی اور واقف کار تھے اور اُس بستی کے اکثر لوگ حضرت علیہ الرحمۃ کے مرید تھے ان میں سے چند آدمیوں نے آ کر آپ کے پاس عرض کی کہ ہمارے یہاں اتنے غازیوں سے آپ کی ضیافت ہے تشریف لے چلئے پھر آپ اُتنے ہی لوگ لے کر ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان میں سے ایک کے دروازے

پر جا کر کھڑے ہوئے اور صاحب دعوت سے پوچھا کہ کس قدر آدمی
چاہئے اُس نے جس قدر تبلائے اتنے ہی لوگ لے کر آپ اُس کے یہاں
گئے اور باقی سب لوگ دروازے پر کھڑے رہے پھر وہاں سے سب
کھانا کھلا کر باہر تشریف لائے اور دوسرے میزبان کے دروازے
پر گئے اُس نے جتنے مہمان طلب کئے اتنے آدمی لے کر اُس کے یہاں
تشریف فرما ہوئے اور ان کو کھانا کھلا کر باہر آئے اسی طور سے ان
سب کے یہاں تھوڑے تھوڑے لوگ گئے اور کھانا کھلوالائے اور
تھوڑا سب کے یہاں آپ نے بھی تناول فرمایا پھر جب ضیافت کھا کر
فارغ ہوئے تب وہاں سے لشکر میں تشریف لائے اور اس بستی میں آپ
کے مرید تو بہت لوگ تھے مگر دعوت ان صاحبوں نے کی جو آپ کے بڑے
معتقد اور مخلص تھے کیونکہ وہ لوگ سردار سلطان خاں کی رعیت تھے
اس کے خوف سے اکثر لوگ پہلو تہی کر گئے بلکہ آپ کی ملاقات کو بھی
نہ آئے اور اُسی روز لشکر میں آپ کے پاس چند لوگ موضع تنگی وغیرہ
کے ملاقات کو آئے اور ملے پھر ارباب بہرام خاں نے اُن لوگوں کو الگ
بٹھا کر کہا کہ درانی لوگ یہاں کے گھاٹ کی کشتیاں اس پار ڈبو گئے
ہیں اب دریا اُترنے کی کوئی راہ تبلاؤ اُنہوں نے کہا وہ جو
کشتیاں ڈبو گئے ہیں مضائقہ نہیں مگر تین چار کوس پھر البتہ پڑیگا

سید بادشاہ سے کہو کہ یہاں سے ہماری بستی کو تشریف لے چلیں ۔
وہاں اس دریا کے تین دھارے ہو گئے ہیں اور تینوں پایاب ہیں سب
لشکر بے کشتی یوں ہی اُتر جاویگا ارباب بہرام خاں نے یہ حال حضرت
علیہ الرحمۃ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے اسی طرف ہو کر چلینگے
پھر رات بھر وہیں رہے صبح کو بعد نماز کے نقارہ ہوا اسب پیادہ و سوار
کمر باندہ ہتیار لگا کر تیار ہو گئے پھر کچھ دن چڑہے کوچ ہوا کوئی سوا پہر
دن چڑہے جا کر موضع تنگئی میں داخل ہوئے اور اُس روز وہیں رہے
وہاں بھی موافق دستور مذکو چارسدی کے لوگوں نے کچھ غازیوں سے
آپ کی ضیافت کی اور دریا کے تینوں دھاروں کے پاس نام ایک بستی
ہے بعد فراغ کھلانے ضیافت کے تنگئی والے چند آدمیوں سے ارباب بہرام
خاں کو وہاں لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو صلاح و مشورت کرکے موافق کیا
اور وہاں سے اُن کو اپنے ہمراہ کچھ دن رہے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس لائے
اور آپ سے ان لوگوں کو ملایا اُنہوں نے عرض کی کہ ہم اپنی جان و مال سے
آپ کے شریک ہیں، آپ ہمارے یہاں تشریف لے چلیں آپ کا مکان ہے
حضرت اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اُس اطراف و جوانب کے بستیوں
کے دس دس پندرہ پندرہ بیس بیس آدمی چلے آتے تھے اور آپ کے لشکر کے
شریک ہوتے جاتے تھے پھر اس کے اگلے روز وہاں سے کوچ کرکے موضع
مٹ میں گئے وہاں کے لوگوں نے بھی موافق دستور مذکور کے آپ کی ،

دعوت کی اگلے روز وہاں سے موضع شب قدر میں تشریف لے گئے لشکر تو باہر بستی کے اُترا اور حضرت آپ وہاں کی مسجد میں فروکش ہوئے اور وہاں کے لوگ پہلے سے ارباب بہرام خاں کے موافق تھے اور بہت لوگوں نے وہاں موافق دستور مذکور کے حضرت کی دعوت کی اور اُسی بستی کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ سردار سلطان محمد خاں پشاور سے اپنے اور اپنے بھائیوں کے اہل و عیال مع اسباب و مال نکال کر کوہاٹ میں لے گیا فقط چھ سو سواروں سے باہر پشاور کے لشکر لئے پڑا ہے اور کل کسی وقت کچھ سوار اس کے دریائے ناگمان کے گھاٹ کے بندوبست کو آنے والے ہیں اور ارادہ ان کا لڑائی کا ہی ہے حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ خبر سُن کر ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ یہ لوگ جو خبر دیتے ہیں کر اس کی کچھ تدبیر کرنی چاہئے انھوں نے عرض کی کہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کوئی دو سو غازی آپ میرے ہمراہ کریں اور باقی وہاں میری قوم کے لوگ ہیں ان کو لے کر جو کچھ تدبیر ہو سکے گی انشاء اللہ تعالیٰ کر لونگا آپ نے اسی وقت قندھاریوں کی جماعت سے ملا لعل محمد اور ملا نور محمد اور ملا عزت اور آخوند قطب الدین کو بلا کر فرمایا کہ ارباب بہرام خاں کو کچھ کام کے لئے ہم آگے بھیجیں گے تم اپنے سب لوگوں سے ان کے ساتھ جاؤ یہ چاروں صاحب اور ارباب بہرام خان

اپنے وبیرول پر گئے ادہر سے وہ اپنے قندھاریوں کو تیار کر کے حضرت
کے پاس لائے ادہر ادہر ارباب بہرام خاں تیار ہو کر آئے دعا اور مصافحہ کر کے
ان کو رخصت کیا وہ طرف موضع میچنی کے روانہ ہوئے اور باقی لشکر
سے حضرت وہیں رہے اگلے روز آپ وہاں سے کوچ کر کے موضع میچنی
کو تشریف لے گئے اور وہ دریائے ناگماں میچنی سے طرف جنوب کے تھے،
لشکر کا ڈیرہ بستی اور دریا کے بیچ میں ہوا اور وہیں ارباب بہرام خاں بھی آکر
حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے آپ نے پوچھا کہ خان بھائی کچھ تدبیر کی تم نے انہوں
نے عرض کی کہ ہاں عنایت الٰہی سے خاطر خواہ تدبیر ہو گئی میری قوم جو
مومن اور خلیل کہلاتے ہیں سو وہ دریا کے پار پہاڑ پر رہتے ہیں جب کل
کے روز میں یہاں آیا تو میرے بھائی جمعہ خاں مجکو اس بستی میں ملے میں نے
ان سے کہا کہ موضع شب قدر میں سنا تھا کہ کل کے روز سردار سلطان محمد
خاں کے کچھ سوار دریا کے گھاٹ کا بند و بست کرنے کو آنے والے ہیں سو
اس کی تدبیر کے لئے حضرت نے لشکر قندھاریوں کو مجکو بھیجا ہے سو
تم اسی وقت پار جاؤ اور وہاں سے اپنے لوگوں کو لا کر گھاٹ کے ناکے
کو روک لو اگر مبادا پہلے سوار آ کر گھاٹ پر اپنا قبضہ کر لینگے تو پھر ان کو
مشکل ہو گا انھوں نے کہا کہ ہاں سواروں کے آنے کی یہاں خبر ہے
کہ کل آوینگے سو میں جاتا ہوں پھر وہ اسی وقت دریا اتر گئے اور

آج لوگوں کو لاکر اُنھوں نے گھاٹ کا بندوبست کرلیا پھر میاں دہر سے قندھاریوں کو گھاٹ پر لے گیا اور اُن کو اُتروانے لگا سب لوگ اُتر نہیں چکے تھے کہ اُدہر سے درانیوں کے سوار بھی آ پہنچے مگر جب گھاٹ پر انھوں نے ہمارے لوگوں کو دیکھا اور ادہر آپ کے لشکر کو دیکھا اور ہمارے لوگوں نے کچھ بندوقیں ماریں سواد ہر سے اُدہر وہ چلے گئے میر عبد الرحمٰن صاحب جہالوی کہتے تھے کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے قندھاریوں کے ساتھ ایک ضرب شاہین اور چار ہندوستانی نمازیوں سے محکم بھی بھیجا تھا ہم لوگ جب اُتر کر پار گئے اور ایک غول درانیوں کے سواروں کا دور سے آتے ہوئے نظر آیا اور ایک باڑ بندقوں کی قندھاریوں نے ماری اور ایک شاہین سر سے ساتھیوں نے سرکی وہ سوار منتشر ہو کر بھاگ گئے انتہیٰ پھر جب ہمارے لوگ سب اُتر چکے تب میں ادہر آپ کے پاس آیا انتہیٰ اور موضع پہنچی بطور اور بستیوں کے ہیں لستا ہے اُس ہر ایک شخص کا ایک ایک احاطہ جدا ہے اس کے اندر اسی کے عزیز و اقربا رہتے ہیں اور وہاں ایک درخت ہوتا ہے اس کو پختو میں ہیزری کہتے ہیں اسی کے پتوں کی چٹائیوں سے وہاں کے گھر بنے تھے ان سب نے مل کر موافق دستور اپنے ملک کے حضرت کے تمام لشکر کی دعوت کی پھر بعد فراغ دعوت کے ارباب بہرام خاں نے واسطے اُتارنے لوگوں کے بڑے بڑے چار پانچ جالے بارہ مشکوں کے بندھوائے

اور وہاں سے پاؤ کوس کے فاصلے پر جانب مشرق دریا کے دو دھارے
تھے وہاں سواروں کے اُتارنے کو جدے جالے بند ہو لئے مگر یہ نہیں معلوم
کہ وہاں کتنے جالے تھے اور دو گھاٹوں پر لشکر اُتارنے کا یہ سبب تھا کہ
اُس گھاٹ پر دریا میں گول گول پتھر کائی جمے ہوئے بہت تھے گھوڑوں
کے اُتارنے میں تکلیف ہوتی اور اس گھاٹ پر پتھر نہ تھے صرف ریتا تھا
پھر اسی روز ارباب بہرام خاں نے بعد نماز عصر کے لشکر کو اُتروانا شروع
کیا اس وقت سے اُترتے اُترتے دوسرے دن پانچ چھ گھڑی دن چڑھے
جب لشکر اس بستی میں پہنچا وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ سوار رات یوں
کے رات کو اس بستی میں رہے تھے جب گھاٹ پر سے ہمارے لشکر نے کوچ
کیا تب اُنھوں نے یہاں سے کوچ کیا پھر اس دن حضرت نے وہیں مقام
کیا وہاں کے لوگوں نے موافق دستور مذکور کے سب لشکر کی ضیافت کی
وہاں سے دو ڈھائی کوس منٹ نام ایک بستی تھی اگلے روز کوچ کر کے
وہاں پہنچے اور وہی سوار اُتنے ہی فاصلے سے اُس دن بھی رستے میں
نظر آتے تھے اور موضع پھکال کی طرف چلے جاتے تھے بستی والوں نے
کہا کہ رات کو وہ سوار یہیں رہے تھے اور اُس بستی کے باہر ایک قبہ حاجی
بابا کا کہلاتا ہے اسی کے گرد ہمارا لشکر اُترا اور وہاں کے لوگوں نے موافق
دستور مذکور کے چند لوگوں سے حضرت کی ضیافت کی اور میاں خدا بخش

۱۸۸۹

صاحب رام پوری کہتے ہیں کہ وہیں اُسی روز ارباب فیض اللہ خاں ہزار خانی والا گھوڑے پر سوار سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے وکیل ہوکر حضرت کے پاس آیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بڑا قصور ہوا جو ہم نے آپ کا مقابلہ کیا سواب ہم اپنے اس قصور سے توبہ کرتے ہیں اور ہر نوع آپ کے مطیع اور فرماں بردار ہیں آپ ہمارا قصور معاف فرماویں اور یہاں سے پلٹ جاویں آپ نے یہ تمام تقریر سن کر فرمایا کہ خان بھائی ہم کو تمہاری خاطر منظور ہے مگر یہاں سے پلٹ جانے میں ایک یہ بات ہے کہ تمہارے سردار اس بات کا احسان نہ مانینگے اور ہمارے یہاں تک آنے کو لغو سا جانینگے یہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ کل پشاور کو چلینگے اگر وہ اپنے اس عہد و پیمان پر سچے دل سے مضبوط ہیں تو ہم ان کو اپنی طرف سے پشاور میں بٹھا کر چلے جاوینگے اس لئے کہ ہم تو ہندوستان سے اس ملک میں صرف اس واسطے آئے ہیں کہ یہاں کے سب بھائی مسلمانوں کو متفق کرکے کافروں پر جہاد کریں کہ ترقی اسلام کی ہو اور کفار مغلوب ہوں سو یہ درانی لوگ وغیرہ اپنی نادانی اور بیوقوفی سے ہم مسلمانوں کی شراکت چھوڑ کر کافروں کے حامی اور مددگار بنے ہیں اور اُن کی طرف سے ہمارا مقابلہ کرتے ہیں اور ہم نے ان کو بارہا خط لکھ کر وعظ و نصیحت سے بہتیرا سمجھایا کہ یہ اپنی شرارت اور بغاوت سے باز رہیں اور ہمارے شریک ہوں مگر ان کے خیال فاسد میں کچھ نہ آیا یہاں تک کہ ہم پر لشکر کشی کرکے یہاں سے سمی کو گئے اور ہم سے

لڑے اور ہیبت الہی سے الہی شکست ناحق کھاکر وہاں سے بھاگے
تب ہم نے وہاں سے ان کا تعاقب کیا کہ اب ان کو سزا دینی ضرور ہے بغیر
اس کے یہ اپنی شیطنت سے باز نہ رہینگے والا ہم کو یہ غرض نہ تھی کہ ہم ان
کا پشاور چھین لیں سو خان بھائی اب تم ان کو جا کر اس عہد و پیمان پر
پکا کرو کہ بار دیگر پھر بد عہدی نہ کریں یہ کلام ہدایت التیام سن کر ارباب
فیض اللہ خاں بہت خوش ہوا اور آپ سے رخصت ہو کر ان کے پاس گیا
اور وے پشاور سے کوئی دو کوس کے فاصلے پر گھاٹ کے جانب مع لشکر
پڑے تھے اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے ارباب فیض اللہ خاں حضرت کے
پاس آکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ موافق فرمانے آپ کے ان کو خوب پکا کر کے
آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج ہم پشاور میں داخل ہوں گے
تم جا کر ان سے کہو کہ خبردار اپنی جگہ سے نہ ہلنا وہیں رہنا اور یہ کہہ کر تم
پھر ہمارے پاس آجانا ہم تم کو اپنے ساتھ لے چلینگے پھر فیض اللہ خاں
وہاں سے سردار سلطان محمد خاں کے پاس گیا اور ادہر حضرت علیہ الرحمۃ
نے سردار فتح خاں پنجتاری اور ارباب بہرام خاں کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے
اپنے اُلشے لوگوں میں یہ خبر پہنچا دو کہ آج پشاور کو چلنا ہوگا خبردار
کوئی بھائی وہاں کسی رعایا کی چیز پر دست اندازی نہ کرے اس
لئے کہ سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے صلح کا پیام ہے پھر موافق
ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے ان صاحبوں نے جماعت جماعت اپنے

اپنے لوگوں میں وہ حکم پہنچا دیا پھر حضرت نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا
کہ تم اپنے کسی معتبر آدمی کو پشاور میں بھیجدو کہ جاکر بازار میں پکار دے
کہ آج سید صاحب کا لشکر یہاں آویگا سب دوکاندار اپنی اپنی
دوکان کے دروازے بند کرلیں کہ کسی کا مال واسباب کچھ جاتا نہ رہے
پھر یہ حکم دے کر ارباب فیض خاں آیا اور کنارے لشکر کے اپنے گھوڑے
سے اُترا اُس وقت میں بھی وہیں نظام الدین اولیا کے ساتھ کھڑا تھا
اُنھوں نے کہا ارباب فیض خاں تم ادہر سے اُدہر جلتے آتے بہت ہو کچھ دغا
فریب کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے اُس نے کہا بھائی صاحب نیت
میری تو بخیر ہے کہ کسی طور سید پادشاہ اور سردار سلطان محمد خاں
سے ملاپ ہو جاوے کیونکہ اس نا اتفاقی اور لڑائی میں یہ ہی نظاہر ایک
صورت کی بدنامی ہے کہ ناواقف جاہل لوگ بدگمانی سے کہتے ہیں کہ سید
پادشاہ سلمانوں سے لڑتے ہیں یہ کیسا جہاد ہے سو اس ملاپ سے
سید پادشاہ اس الزام سے بچینگے اور اُدہر سردار سلطان محمد خاں
کی بھی خیر خواہی مجکو منظور ہے کہ میں نے ان کا اور اُن کے باپ کا
نمک کھایا ہے اگر سید پادشاہ سے وہ صلح کرلیں تو اُن کی ریاست
برقرار رہے گی سوا اس کے میری مراد کچھ نہیں ہے اس میں اگر کوئی
اس طرف کا اپنی بدگمانی سے مجکو مار ڈالے گا یا اس طرف کا

میں دونوں صورت سے شہید ہونگا یہ کلام کر کے پھر وہ وہاں سے
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گئے اور عرض کی کہ میں ان کو خوب سا
سمجھا آیا ہوں اب آپ یہاں سے پشاور کو تشریف لے چلیں ادھر سے
کوئی دم مارنے والا نہیں ہے پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے وہاں سے بعد نماز
عصر کے کوچ کیا اور پشاور وہاں سے قریب چار کوس کے تھا کوئی ڈیڑھ
کوس لشکر گیا ہوگا اُس وقت کوس سوا کوس کے فاصلے پر مُہکال کی
جانب ایک غول سواروں کا معلوم ہوا لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ سوار
کیسے نظر آتے ہیں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے ارباب فیض اللہ خاں سے کہا کہ تمہارے
سردار کے سوار نظر آتے ہیں یہ کیا معاملہ ہے اُنہوں نے کہا کہ میں نے ان
نادانوں کو بہت سا سمجھا دیا تھا کہ خبردار تم کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا
مگر نہیں معلوم کہ اب وہ کیوں وہاں آئے ہیں اگر اجازت ہو تو میں آگے
بڑھ کر ان کو روکوں مولانا صاحب نے کہ ہاں جاکر دریافت تو کرو کہ یہ
کیا بات ہے پھر وہ اس طرف کو چلے کوئی بیس پچیس قدم گئے ہونگے ادھر
کسی نے مولانا صاحب سے کہا کہ ایسا نہ ہو ارباب فیض اللہ خاں بھی ہاتھ
سے جاتا رہے یہ بات سُن کر مولانا صاحب نے ان کو پکارا کہ خان بھائی
نہ جاؤ پلٹ آؤ جیسا ہوگا دیکھ لیا جاویگا پھر وہ لوٹ آئے ادھر حضرت
کا لشکر اپنی جانب کو چلا جاتا تھا اور ادھر ان سواروں کا پیرہ اپنے رُخ

پھر جب پشاور ہم سے قریب ڈیڑھ کوس کے رہا تب قبلے کی طرف
سے ایک آندھی آئی اور ہمارے اور اُن کے درمیان میں غبار حائل
ہو گیا پھر ہم لوگوں کی نگاہوں سے وہ چھپ گئے پھر جاتے جاتے جب
پشاور کوئی پاؤ کوس رہا تب وقت مغرب کا ہوا لوگوں نے نماز پڑھنے
کا ارادہ کیا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے پکار کر کہہ دیا کہ بھائیو یہاں
رستے میں نماز کا موقع نہیں ہے پشاور میں چل کر مغرب اور عشا دونوں
اکٹھا پڑھ لینا پھر جو لوگ تحریمہ نماز کا کر چکے تھے اُنھوں نے توڑ
لی اور باقی لوگ اسی طرح برابر چلے گئے اور جانب مغرب سے بازار میں ہو کر
شہر میں داخل ہوئے بازار کی دوکانیں تو بند تھیں مگر جا بجا سبیلیں
دھری تھیں کوئی تو پانی کی اور کوئی شربت کی اور بازار کی دُکانیں کرسی
دار کمر تک بلند تھیں اور جا بجا چراغ بکثرت روشن تھے دُکانوں کے
چبوتروں پر بھی اور دُکانوں کے چبوتروں پر بھی اور تمام رعایا لوگ حضرت
اور غازیوں کے واسطے دعائے خیر کرتے تھے پھر لشکر جاتے جاتے شہر
کے کنارے جو گورگڑی نام ایک سرائے پختہ اور بہت وسیع تھی اُس میں
پہنچا اور جن صاحبوں نے نماز مغرب رستے میں نہیں پڑھی تھی انھوں
نے وہاں مغرب اور عشا جمع کر کے پڑھی پھر حضرت علیہ الرحمۃ اُس
سرائے کے اندر ایک مکان دو منزلہ تہخانہ دار تھا اُس میں فروکش

ہوئے اور باقی لوگ سرائے میں اور کچھ سرائے کے باہر اُترے انتہیٰ اب
یہ خاکسار بے مقدار فتح علی کہ بخشے اللہ تعالیٰ اُس کو اور اُس کے والدین
کو کہتا ہے کہ جو بھائی خدا بخش نے بیان کیا کہ ارباب فیض اللہ خاں سردار
سلطان محمد خاں کی طرف سے وکیل ہو کر موضع منٹی میں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
والرضوان کی خدمت فیضدرجت میں آیا اور اپنے سردار ممدوح کی طرف
سے بہت عذر کیا اور حضرت نے منظور فرمایا سچ ہے مگر مجھکو اصلا یاد نہیں کہ
ارباب فیض اللہ خاں سوائے پشاور کے اور کہیں آیا ہو سو اس کا حال مجھکو اس
طرح سے یاد ہے کہ موضع منٹی میں حضرت دو یا تین شب رہے اور وہاں
کے لوگوں نے موافق دستور مذکور الصدر کے چند غازیوں سمیت حضرت کی
دعوت کی اور وہیں زبانی مخبروں کے حضرت کو معلوم کہ سردار سلطان محمد
خاں اپنے لواحقوں کو لے کر پشاور سے چلا گیا مگر رعایا بدستور آباد ہے
لیکن جب سے اُنھوں نے سنا کہ دریائے ناگمان سے لشکر سید بادشاہ
کا اُترا اور اس طرف کو آتا ہے تب سے ان کو خوف ہوا کہ دیکھا چاہئے
انجام اس کا کیونکر ہو سو بہ سبب اسی اندیشے کے وہ شہر سے بھاگنے
کی تدبیریں میں ہیں مگر ابھی تک کوئی نکلا نہیں اسی وقت آپ نے مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں سے یہ تمام حال بیان کیا اور
فرمایا کہ وہاں کی رعایا کی تسلی کے لئے کیا تدبیر کرنی چاہئے دونوں
صاحبوں نے عرض کی کہ اس کے واسطے اور جو خوانین سمّی کے فتح خاں

وغیرہ آپ کے ہمراہ رکاب ہیں ان کو بھی بلانا مناسب ہے پھر کوئی
راہ اس کی تجویز کی جاوے آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے ان کو بھی بلا تو پھر
وہ لوگ بلائے گئے اور یہی حال اُن سے بھی بیان کیا گیا پھر سب نے
بالاتفاق یہ بات ٹھرائی کہ یہاں سے کوئی آدمی معتبر بھیجنا چاہئے کہ
آگے سے وہاں جاکر ان کو امن دے اور ان کی تسلی اور دلجمعی کرے وہاں
کا حال مفصل دریافت کرے حضرت نے فرمایا کہ یہ بہت خوب صلاح ہے
اور تمہیں جس کو مناسب جانو اس کو بھیجو تم کو اختیار ہے پھر سب کی
تجویز یہ ٹھری کہ ارباب بہرام خاں کی طرف سے کوئی آدمی جاوے اس لئے
کہ یہاں کے ارباب ہیں اور بڑے صاحب اعتبار ہیں ان کا آدمی جو حکم
لیجاویگا تو بلا دغدغہ سب لوگ قبول کر لینگے آپ نے ان سے فرمایا کہ خان
بھائی تم کوئی اپنا آدمی بھیجو اُنھوں نے کہا بہت خوب مگر ایک بات
اس میں بھی ضرور ہے کہ سمی کے سب ملک اور خوانین یہاں آپ کے پاس
حاضر ہیں ان سے فرما دیجئے کہ یہ اپنے اپنے ہمراہی لوگوں سے بتاکید مزید
کہہ دیویں کہ انشاء اللہ تعالی آج لشکر یہاں سے پشاور کو چلیگا اور
وہاں کی رعایا کو سید صاحب کی طرف سے امن دی گئی ہے کوئی کسی
کے مال و اسباب پر وہاں دست اندازی نہ کرے اور جو کوئی نہ مانے گا
وہ قرار واقعی سزا پاویگا یہ بات ارباب بہرام کی حضرت کو بہت پسند آئی

اور اُسی وقت ان خوانین سے جیسا کہ ارباب بہرام خاں نے کہا تھا کہ
فرما دیا کہ یہ حکم تم اپنے اپنے لوگوں کو پہنچا دینا بعد اُس کے مجلس برخاست ہوئی
سب خوانین اپنے اپنے ڈیرے پر گئے تو اور وہی حکم اپنے اپنے لوگوں کو پہنچایا
اور ارباب بہرام خاں اپنے ڈیرے پر گئے اور وہی حکم اپنے لوگوں کو پہنچایا
اور ارباب بہرام خاں اپنے ڈیرے پر گئے اور اپنے بھائی ارباب جمعہ خاں
کو وہی تقریر فہمائش کر کے ساتھ ستر سوار اور اُسی قدر پیادوں سے پشاور
کو بعد نماز ظہر کے روانہ کیا اور دوسرے کو اس کام کے لئے بھیجنا مناسب
نہ جانا پھر ادہر لشکر میں کوچ کا نقارہ ہوا سب پیادہ و سوار کمریں باندہ
کر اور ہتھیار لگا کر تیار ہوئے پھر کچھ دیر میں اذان عصر کی ہوئی پھر میں
سب نے نماز پڑہی بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ نے ننگے سر ہو کر ساتھ
کمال خلوص کے طرح طرح کی عاجزی اور انکساری سے دعا کر کے وہاں
سے مع لشکر کوچ کیا اور ہیئت کوچ کی یہ تھی کہ سواروں کا پرا پیچھے
تھا اور پیادوں کی صف آگے تھی اسی کے اندر حضرت علیہ الرحمۃ ا
اپنے اژدر گھوڑے پر سوار تھے اور شتری نقارہ بجتا تھا اور ایک نشان
سواروں میں اور دو پیادوں میں تھے اور تینوں کے پھریرے کھلے
تھے اور سب ہند و تحیوں کے توڑے سپر تھے اور جو نشان ملکیوں کی
جماعتوں میں تھے ان کا شمار مجکو یاد نہیں اور وہ اکثر ملکی لوگ اپنی اپنی
جماعت میں ننگی تلواریں ہلاتے اُچھلتے کودتے اور حضرت علیہ الرحمۃ

کی تعریف میں چاربیت کہتے ہوئے چلے جاتے تھے اور پشاور سے قریب وہاں
چار کوس کے تھا جب چلتے چلتے قریب ڈیڑھ کوس کے لشکر گیا ہوگا کہ
اُس وقت موضع ٹہکال کی طرف ایک کوس کے فاصلہ سے ایک غول
سواروں کا معلوم ہوا لشکر کے لوگ ان کو دیکھ کر ٹہر گئے اور آپس
میں لوگوں کی اس بات کی گفتگو ہونے لگی کوئی تو کہتے تھے کہ معلوم
ہوتا ہے کہ ادہر کو آتے ہیں اور کوئی کہتے تھے کہ ٹہکال کی طرف جاتے ہیں
اور کچھ لوگوں نے اُدہر جانے کا رخ بھی کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہ
لشکر کیوں ٹہر گیا لوگوں نے عرض کی کہ ٹہکال کی غول سواروں کا نظر آتا
ہے کوئی کہتے ہیں کہ ادہر کو آتا ہے اور کوئی کہتے ہیں اُسی طرف کو جاتا ہے اس
لئے لشکر رُکا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ اگر ادہر آتے ہیں یا اُدہر جاتے ہیں کچھ
اندیشہ نہیں تم اپنے سیدھے رستے چلو مجکو میرے پروردگار نے
بشارت دی ہے کہ میں تجکو بے جدال و قتال کے پشاور میں داخل کرونگا
پھر لشکر سیدھے رستے پشاور کو روانہ ہوا کسی نے اُن کی طرف رخ
نہ کیا پھر جب جاتے جاتے کوس سوا کوس پشاور رہا تب قبلے کی طرف
سے آندہی آئی اس کے غبار میں ہم لوگوں کی نظروں سے وہ سوار
چھپ گئے پھر کچھ دیر میں آندہی موقوف ہوئی اور وقت مغرب کا آیا لوگوں
نے نماز کا ارادہ کیا اور اذان کہی گئی اور لشکر میں کہیں کہیں لوگ پڑھتے

بھی لگے اس عرصے میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پکار کر کہا کہ
بھائیو نماز کا موقع یہاں نہیں ہے پشاور میں پہنچ کر پڑھ لینا پھر یہ آواز
سن کر جو نماز پر کھڑے ہو چکے تھے اُنھوں نے تو پڑھ لی اور باقی لوگ اسی
طرح روانہ ہوئے اس عرصے میں ارباب جمعہ خاں کو کہ ان کو ارباب بہرام
خاں نے کچھ سواروں اور پیادوں سے واسطے امان دینے اہل پشاور کے پہلے
سے بھیجا تھا اُدھر سے آئے اور اُن کے ساتھ بہت لوگ شہر کے بھی ملا اور
طالب العلم اور غربا وغیرہم آئے لشکر والوں نے خوش ہو کر پوچھا کہ بھائی
ارباب جمعہ خاں خیر و عافیت سے تو آئے اُنھوں نے کہا کہ ہاں بھائیو سب
طرح سے فضل الٰہی ہے جلد چلے چلو یہ کہہ کر پھر انھوں نے حضرت سے آکر عرض
کی کہ آپ کا حکم امان دینے کا میں نے شہر والوں کو پہنچایا اور وہاں کا جو حال
تھا دریافت کر آیا وہ تمام لوگ خوش ہوئے اور آپ کو اور آپ کے غازیوں
کو دل و جان سے دعائیں دینے لگے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ سید بادشاہ
کو جلد یہاں لاوے کہ ہم لوگ اُن کے دیدار فیض آثار سے شرف یاب ہوں
سو آپ جلد تشریف لے چلیے یہ خبر فرحت اثر سن کر آپ بہت خوش ہوئے
اور لشکر تو چلا ہی جاتا ہے پھر گھڑی ڈیڑھ گھڑی رات گئے پشاور کے کابلی
دروازے پر لوگ پہنچے کہ وہ دروازہ طرف مغرب کے تھا پھر حضرت
مع لشکر وہاں ٹھہر گئے اور ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ لشکر تو چل
کر اس سرے پر سرائے میں اُترے گا وہاں انتظام وہ آپ کر لینگے اور

مغرب اور عشا جمع کر

ادہر شہر کا بند و بست کرنا ضرور چاہئے سو یہ انتظام تمہارے ذمے پر ہے جس طرح مناسب جانو اس طرح کرو مگر اس بات کا لحاظ ضرور رکھنا کہ کسی رعایا کو کسی طور کی ایذا اور تکلیف نہ ہو یہ فرمان ہدایت نشان سُن کر انھوں نے اپنے بھائی ارباب جمعہ خاں سے کہ وہیں حاضر تھے کہا کہ میں تو حضرت کے ہمراہ جاؤنگا تم اپنے لوگوں سے یہیں دروازوں کے باہر ڈیرہ کرو اور یہیں سے شہر کے اندر باہر کا بند و بست با خوبی موافق فرمانے حضرت کے کرو یہ حکم سُن کر ارباب جمعہ خاں نے اپنے سب لوگوں کے ساتھ وہیں ڈیرہ کیا بعد اس کے حضرت علیہ الرحمۃ مع لشکر اس دروازے سے بازار میں ہو کر روانہ ہوئے دروازے دُکانوں کے تو بند تھے مگر دُکانوں کے چبوتروں اور چھتوں پر چراغ روشن اور جابجا پانی کے گھڑے بھرے ہوئے دھرے تھے اور صدہا آدمی کیا عورت اور کیا مرد اور لڑکے دُکانوں کی چبوتروں اور چھتوں پر کھڑے ہوئے حضرت کو اور تمام غازیوں دعائیں دیتے تھے اور تمام دُکانوں کی کرسی کمر تک بلند تھے پھر چلتے چلتے لشکر شہر کے دوسرے کنارے پر پہنچا اور وہاں گور کٹری نام ایک سرائے بہت وسیع اور پختہ تھی اُس کے اندر جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اُنھوں نے حضرت کے پیچھے نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھی اور اس سرائے کے اندر غربی اور جنوبی کونے

کی طرف ایک دو منزلہ مثل تہخانہ دار حویلی تھی کہ تین طرف اس میں
اکہرے دالان تھے اور ایک طرف دوسرا دالان تھا اس میں
حضرت اترے اور اس کے مشرق کی طرف کوٹھری تھی اس
حضرت کا پلنگ بچھایا گیا اور باقی تین طرف کے دالانوں میں جماعت
خاص کے لوگ اترے اور اس حویلی کی کرسی کمر تک بلند تھی ان
میں مولانا محمد اسماعیل صاحب اور اُن کی جماعت کے لوگ اترے اور
حویلی کی پشت کی طرف جو مکان تھے اُن میں شیخ ولی محمد صاحب اور
اُن کی جماعت کے لوگ اترے تھے اور باقی لشکر سرائے کے اور
مکانوں میں اترا اور جو خوانین ملک سمہ کے تھے ان کو حضرت نے
سرائے کے مشرقی دروازے کے باہر واسطے انتظام باہر کے اتارا اور
وہ سرائے وسعت اور استحکام میں مانند قلعہ کے تھی اور اس سرائے
کے باہر کچھ اپنے لشکر کے لوگ اترے تھے پھر پہر رات گئے غربی
غربی دروازہ بند کر لیا اور شرقی کھلا رہنے دیا بعد اس کے رسالدار
حاجی حمزہ علی خاں کو واسطے بندوبست شبینے کے حضرت علیہ الرحمہ کا
حکم پہنچا اُنھوں نے موافق معمول ہر شب کے اس حکم کی تعمیل کی اور
جن سواروں کی اُس رات میں باری تھی ان کو بتاکید مزید شبینہ پھرنے
کو روانہ کیا کہ بہت خبرداری اور ہوشیاری سے رہنا اور مولانا
محمد اسماعیل صاحب کو حکم آیا کہ جہاں جہاں سرائے کی چھتوں پر

مناسب جانو وہاں پہرے لگادو یہ حکم سن کر مولانا صاحب ممدوح پہلے دس بارہ آدمیوں سے سرائے کے کوٹھوں پر تشریف لے گئے اور چاروں طرف پھر کر جہاں جہاں موقع تجویز کیا وہاں ہر جا پہلے سے ایک ایک دو دو پہریرے بلا کر بٹھا دئے اور بہت تاکید شدید کری کہ یہاں بہت ہوشیاری اور بیداری کے ساتھ رہنا پھر وہاں سے نیچے تشریف لائے اور جن صاحبوں کی روند مقرر تھی ان کو روند پھرنے کی تاکید کی اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک روند تو خود مولانا صاحب کی جماعت کی تھی اور دوسری جماعت خاص کی اور تیسری شیخ ولی محمد صاحب کی جماعت کی اور چوتھی مولوی احمد اللہ صاحب کی جماعت کی اور پانچویں مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کی اور اس روز شبینے کا ہر رات کو معمول تھا جس دن سے موضع مردان سے لشکر نے کوچ کیا تھا یہ انتظام تمام کرکے مولانا صاحب اپنے دیرے میں آکر آرام کرنے لگے پھر شبینے والے شبینے کو گئے اور روند والے روند پھرنے لگے اور چوکی پہرے والے چوکی پہرے پر مستعد ہوئے اور جو خوانین ملک سمہ کے حضرت علیہ الرحمۃ نے سرائے کے باہر اتارے تھے ان کے انتظام کی صورت یوں تھی کہ فتح خاں پنجتاری اور فتح خاں زیدی کا اور ابراہیم خاں کلابٹ کا اور جو ان کے ضلع کے خوانین تھے وے سب اپنی اپنی جماعت کے

کے ساتھ سرائے کے دروازے کی جانب جنوب اُترے تھے اس
طرف کا بند و بست انھیں کے ذمے تھا سو انھوں نے چوکی پہرے
سے باخوبی انتظام کیا اور اسی طور جو خوانین دروازے سے طرف
شمال کے اُترے تھے چنانچہ منصور خاں چار گلی کا اور اسمٰعیل خاں
موضع اسمعیلہ کا اور مستکار خاں اور آنند خاں شیو سے کے اور سرور خاں
امازئی کی گڑھی کے اور جو خوانین اس ضلع کے تھے اس طرف کا
انھوں نے باخوبی ساتھ کمال ہوشیاری کے بند و بست کیا اور
شہر کے کابلی دروازے کی طرف جو ارباب جمعہ خاں لئے لوگوں
سے واسطے محافظت شہر کے اُترے تھے ان کا بند و بست یوں
تھا کہ شہر کے ہر کوچہ اور گلی میں جابجا اُنھوں نے پہرے لگائے
تھے کہ کسی اجنبی آدمی کو مجال نہ تھی کہ وہاں آسکتا اور اسی طور کابلی
دروازے کے باہر شمال اور جنوب کی طرف انھوں نے پہرہ بندی
کر دی تھی اور یہی بند و بست ہر رات کو رہتا تھا جب تک حضرت
کا مقام وہاں رہا اور یہ تمام انتظام حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی
دانائی اور دور اندیشی سے تھا کہ تمام شہر کو گویا کہ اپنی مٹھی میں
کر رکھا تھا الغرض اس انتظام اور بند و بست کے ساتھ رات
تمام ہوئی صبح صادق نظر آئی اذان کہی گئی لوگوں نے حاجت ضروری

سے فراغت کر کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پیچھے حویلی میں نماز پڑھی
پھر حضرت نے ننگے سر ہو کر دعا کی کہ الہی ہم لوگ صرف تیری رضامندی
کو یہاں آئے ہیں جس میں تو راضی ہو وہ کام ہم سے لے اور بھی اسی طرح
کے بہت الفاظ فرمائے مگر مجکو یاد نہ رہے پھر بعد فراغ دعا کے آپ نے
ارباب بہرام خاں کو کہلا بھیجا کہ بازار کے دکانداروں کو حکم پہنچا دیں
کہ سب اپنی اپنی دکانیں کھولیں انھوں نے اُسی دم اپنا آدمی بھیج کر
دکانیں کھلوادیں اور حضرت علیہ الرحمۃ اس حویلی سے باہر مولانا محمد
اسمٰعیل صاحب کے ڈیرے پر آئے وہاں پختہ ایک زینہ بنا تھا اس
پر چڑھ کر آپ سرائے کے کوٹھوں کی چھت پر گئے اور وہاں سے چلتے
جاتے اس چھت پر گئے جس کے نیچے ارباب بہرام خاں اُترے تھے اور
وہاں کوٹھے کی منڈیر دو ڈھائی گز ٹوٹ گئی تھی آپ اس جگہ ٹھہر
کر اس کو دیکھنے لگے اس میں ارباب بہرام خاں کو خبر ہوئی کہ حضرت
کوٹھے پر تشریف لائے ہیں اور ایک زینہ پختہ وہاں بھی تھا اس پر
سے ارباب بہرام خاں بھی آپ کے پاس آکر حاضر ہوئے آپ نے
فرمایا کہ خان بھائی یہ منڈیر کوٹھے کی ٹوٹ گئی ہے سو انشاء اللہ تعالیٰ
آج اس کو ہم بناویں گے انھوں نے عرض کی کہ اگر مجکو ارشاد ہو تو میں
ہی اس کو درست کروادوں آپ نے فرمایا کہ بہت خوب تم ہی بنوادو

اس کے بن جانے سے غرض ہے پھر آپ وہاں سے نیچے اُترے
اور کوئی لحظ ارباب بہرام خاں کے ڈیرے پر ٹھہرے پھر وہاں سے
سرائے کی مسجد میں گئے اور ارباب بہرام خاں بھی آپ کے ہمراہ تھے
اور اُس مسجد میں خس و خاشاک بہت پڑا ہوا تھا اور دو تین ٹکڑے
پھٹی ٹوٹی چٹائی کے بھی بچھے تھے آپ نے ارباب بہرام خاں سے فرمایا
کہ آج اس مسجد کو صاف کروا ڈالو اور بازار سے بورئے لاکر بچھوا دو
آج نماز ظہر کی انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی میں پڑھینگے یہ فرماکر آپ وہاں
سے حویلی میں تشریف لائے اور ارباب بہرام خاں بھی آپ کے ساتھ
آئے اور کچھ دیر ٹھہر کر آپ اپنے ڈیرے پر گئے اور اُس ٹوٹی منڈیر
کے بنوانے کو مزدور لگائے اور اُس مسجد کو بھی مزدور لگاکر صاف کرایا
اور بازار سے کئی چٹائیاں منگواکر اس میں بچھوا دیں اور اُدھر حضرت
کے پاس بعد جانے ارباب بہرام خاں کے رسالدار حاجی حمزہ علی خاں نے
آکر عرض کی کہ کل سے ابھی تک تمام گھوڑے بھوکے کھڑے ہیں یہ بات
سُن کر آپ نے ارباب بہرام خاں کو بلواکر فرمایا کہ کل سے اب تک تمام
لشکر کے گھوڑے بھوکے کھڑے ہیں اس کی کچھ جلد تدبیر کرو اُنھوں
نے عرض کی کہ اس کی تدبیر تو آسان ہے یہاں سرکاری مکئی کے
کھیت کھڑے ہیں اور زمینداروں کے بھی بٹائی کے ہیں اگر اجازت

ہو تو سرکاری کھیتوں سے اور زمینداروں کے کھیتوں سے سرکاری
حصہ کا موافق حاجت کے اپنے اپنے گھوڑے کے لئے کاٹ لاویں اور کھلاویں
آپ نے فرمایا کہ خان بھائی تدبیر تو بہت اچھی تم نے تجویز کی تم اپنے آدمی
سواروں کے ساتھ کردو جہاں سے وے بتاویں وہاں سے کاٹ لاویں
اور رسالدار ممدوح کا اُن سے مقابلہ کروادو یا ان کے آدمیوں کے ساتھ
اپنے سوار بھیجدو وہ مکا کٹوا دینگے پھر رسالدار اپنے ڈیرے پر گئے اور
ارباب بہرام خاں اپنے ڈیرے پر گئے اور اپنے کئی سواروں کو فہمائش
کر کے رسالدار صاحب کے پاس بھیجے اور ادھر حضرت اپنے پلنگ پر آرام
کرنے لگے اور رسالدار صاحب نے اپنے سواروں کو بلا کر کہہ دیا کہ اپنے
ہتیاروں سے تیار ہو کر اُن کے ساتھ جاؤ جس طرح جس کھیت میں
تم کو بتاویں اس طرح سے بقدر حاجت کے مکا جا کر کاٹ لاؤ پھر سب
سوار اپنی اپنی درانتیاں لے کر ان کے ساتھ مسلح ہو کر گئے اور جس
جس کھیت سے اُنھوں نے بتایا اُس میں سے اپنی اپنی حاجت کے
موافق لوگ کاٹ لائے اور جبتک وہاں پشاور میں حضرت علیہ الرحمۃ
کا ڈیرہ رہا ہر روز اسی طرح مکا کاٹ لاتے تھے اور گھوڑوں کو
کھلاتے تھے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی حضرت علیہ الرحمۃ اُٹھے
اور حاجت ضروری سے فارغ ہو کر اور وضو کر کے مسجد میں تشریف

لائے اور ارباب بہرام خاں بھی آئے اور حضرت کے پیچھے نماز
پڑھی پھر بعد فراغ نماز کے عرض کی کہ جس بات کے لئے اس وقت
میں نے آپ کی خدمت میں گذارش کی تھی سو اس کی تدبیر ہو گئی ہے
آپ نے سن لیا کر بہت خوش ہوئے اور کہا جزاک اللہ تعالی پھر آپ
نے اُسی وقت میاں عبداللہ کو بلا کر فرمایا کہ خان بھائی کے ساتھ
جاؤ اور جنس خرید لاؤ اور اُسی وقت میاں عبداللہ کو ارباب بہرام
خاں نے اپنے ڈیرے پر لیجا کر مہاجن کی دکان سے روپے منگوا کر
حوالے کئے مگر ہم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ روپے کتنے تھے پھر میاں
عبداللہ وہاں سے اپنے ڈیرے پر آئے اور محمود لکھنوی کو جو خرید غلہ
وغیرہ میں اُن کے ساتھ رہتے تھے ان کو لے کر بازار کو گئے اور وہاں
ایک بنئے کی آڑہت سے کئی دُوکانوں کا آٹا خرید وا کر ایک دکان
میں جمع کر دیا اور آکر حضرت کو اطلاع کی آپ نے مولوی عبدالوہاب لکھنوی
کو جو لشکر میں تقسیم غلہ کرتے تھے بلا کر فرمایا کہ بازار میں آٹا خریدا گیا
ہے جا کر لوگوں کو تقسیم کر دو اور مزدوری پکوائی کی بھی دیدو کہ اپنا
اپنا پکوالیں پھر مولوی صاحب ممدوح تالموٹ لے کر حویلی سے باہر
نکلے اور سرائے میں پکار دیا کہ بھائیو بازار میں آٹا لینے چلو پھر لوگ
اپنے اپنے ڈیرے سے تھیلے لے کر اُن کے ساتھ گئے پھر مولوی صاحب

تا ملوٹ بھر بھر کر آٹا تقسیم کرنے لگے اور میاں عبداللہ پکوائی کی
مزدوری دینے لگے اور لوگ وہیں آٹا لے کر تنور والوں کی دکانوں
پر پکوانے لگے پھر پکوا کر اپنے ڈیروں پر روٹیاں لائے اور وہ
کھانا ہم لوگوں کو تیسرے روز ملا تھا اور جس روز موضع منی سے لشکر
کا کوچ ہوا تھا اُس دن اکثر لوگ اپنے اپنے دل میں نہایت شاداں
فرحاں تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ آج پشاور
میں چل کر انگور اور سیب وبہی اور انار ناسپاتی وغیرہ میوہ جات خوب
کھاوینگے اور باڑے کے چاول اور دنبوں کا گوشت پکاوینگے اور
یہاں پہنچ کر معاملہ برعکس نظر آیا یعنی وہ نعمتیں کھانی درکنار تین
روز برابر فاقہ ہوا سو جبکہ وہ روٹی لوگ کھاتے تھے اور شکر الٰہی
کر کے لوگ آپس میں کہتے تھے کہ بھائیو یہ جو تیسرے روز روٹی ملی یہ
اُس خیام خیالی ہماری کا بدلہ ہے جو مشیت الٰہی سے ہم لوگ غافل ہو کر
کہتے تھے کہ پشاور میں چل کر میوے اور باڑے کے چاول اور دنبے کا
گوشت خوب کھاوینگے اور اُس وقت اکثر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ
دیکھو تو جس وقت کل میاں عبداللہ نے حضرت کے پاس آکر عرض کی
تھی کہ کل سے لوگ لشکر میں بھوکے ہیں اور ابھی تک کچھ کھانے کی
تدبیر نہیں ہوئی اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ تم کو اس کا

فکر کیا ہے جا کر اپنے ڈیرے پر بیٹھو جس کے یہ محتاج بندے ہیں
وہ آپ جب چاہیگا ان کے کھانے کی تدبیر کر دیگا سو فی الحقیقت
ویسا ہی ہوا کہ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم و فضل سے بے شان و
گمان اس کی تدبیر کر دی کہ ہم لوگوں میں کسی کو اس کا خیال بھی نہ تھا
کہ ارباب بہرام خاں کے سبب سے اس کی تدبیر ہو گی آج تک کبھی
ہم نے نہیں دیکھا کہ ارباب بہرام خاں نے بغیر فرمائے حضرت علیہ الرحمۃ
کے ایسا بھاری کام اپنی طرف سے کیا ہو اور آج خود آکر انھوں
نے حضرت سے اس امر کی عرض کی کہ اگر حکم ارشاد ہو تو میں کچھ اس
کی تدبیر کر دوں انتہیٰ **حکایت** جب لشکر نصرت اثر حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا پشاور کی سرائے گور کٹری میں اُترا اُس
کے دوسرے یا تیسرے روز کا ذکر ہے کہ اکثر مجاہدین نصرت قرین شہر
میں بطور سیر کے پھرتے تھے بازار میں ایک مکان کے بالاخانہ پر دو عورتیں
بیٹھی تھیں کئی غازیوں کو دیکھ کر ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ
سید بادشاہ کے لشکر کے یہی غازی ہیں جن کی یہ شکل و صورت اور
یہ سلاح و پوشاک ہے انھیں نے سردار سلطان محمد خاں کے لشکر
کو شکست دی میرا خاوند ایسا پہلوان اور قوی ہیکل ہے کہ ایسے چار
آدمیوں کو سر ٹکرا کر مار ڈالے تو عجب نہیں اور وہ اتنا کھاتا ہے کہ میں اُس
کے واسطے گوشت روٹی جدی اور پلاؤ جدا پکاتی ہوں مگر وہ سب

کھاجاتاہے مگران لوگوں سے ایسا ہیبت زدہ ہوگیاہے کہ ان کے نام سے اُس کی جان فنا ہوتی ہے بلکہ رات کو نیند سے چونک چونک پڑتاہے کہ غازی آپہنچے اُس دوسری عورت نے کہا کہ ہاں بیوی یہ وہی غازی ہیں یہ قدرت خدا کی ہے جس کو چاہے اس کو غلبہ دیوے ہمارے درانی لوگ کہتے ہیں کہ بظاہر دیکھنے میں تو یہ غازی لوگ اس طرح حقیر اور کم رو معلوم ہوتے ہیں مگر لڑائی کے میدان میں خدا جانے ان میں کہاں سے جرأت اور بہادری آجاتی ہے کہ ہماری نگاہوں میں شیر سے بھی زیادہ جری اور بہادر معلوم ہوتے ہیں کہ مارے ہیبت اور رعب کے ان کا سامنا ہم سے نہیں ہوسکتا اسی طرح کی باتیں از روے تعجب کے وے دونوں عورتیں آپس میں کرتی تھیں اور غازی لوگ سنتے تھے انتہیٰ **حکایت** جس دن سے دریائے ناگمان اُتر کر لشکر نے کوچ کیا تھا اُس دن سے ہر روز ایک غول درانیوں کے سواروں کا ہمارے لشکر سے کوس سوا کوس کے فاصلے پر نظر آتا تھا اور حال ان سواروں کا یہ تھا کہ رات بھر ایک جگہ نہیں ٹھہرتے تھے پھر پھر کہیں رہتے تھے اور پھر پھر کہیں اور ہم لوگ اُن کی تاک میں رہتے تھے کہ موقع پاویں تو اُن پر چھاپا لے جاویں اور وہ ہم لوگوں کی گھات میں رہتے تھے کہ قابو پاویں تو مقابلہ کریں مگر نہ کبھی ہم نے ان پر قابو پایا کہ چھاپا ماریں اور نہ کبھی ان کو جرأت پڑی کہ وہ

ہم سے مقابلہ کریں یہاں تک کہ ہمارا لشکر بخیر و عافیت پشاور
میں داخل ہوا اور وہ مایوس ہو کر ہشکال کی طرف چلے گئے پھر اس
کے اگلے روز کچھ دن چڑھے ایک مخبر نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کو
خبر دی کہ جب رات کو آپ مع لشکر یہاں تشریف لائے اور ادہر
ان کے سوار جن کو انھوں نے آپ کے مقابلے پر مقرر کیا تھا گئے
اور سردار سے عرض کی کہ ہم نے بہتیری تدبیر کی دریائے ناگمان
سے یہاں تک مگر ہماری جرءت نہ پڑی کہ ہم سید بادشاہ کے
لشکر کا مقابلہ کریں جب وہ پشاور میں داخل ہوئے تب ناچار
ہو کر ہم لوگ ادہر چلے آئے یہ حال پر ملال سن کر سردار سلطان محمد
خاں بہت متردد اور متفکر ہوا اور یہ خبر سن کر ان کے لشکر والوں
کے دل ٹوٹ گئے اور جتنے ملکی سوار و پیادے ادہر ادہر کے تھے
وہ حیلہ بہانہ کر کے اپنی اپنی بستی کو چلنے لگے کہ جس وقت کچھ ضرورت
ہو گی اُس وقت ہم آکر حاضر ہوں گے یہ حال دیکھ کر سردار ممدوح
اور بھی بدحواس ہوا اور سردار پیر محمد خاں اور سردار سید محمد خاں اور سردار
حبیب اللہ خاں اور ارباب فیض اللہ خاں کو بلا کر کہنے لگا کہ ہمارے سوار
تو مایوس ہو کر چلے آئے اور سید بادشاہ مع لشکر پشاور میں آکر داخل
ہوئے اور اپنے لشکر کا یہ حال ہے کہ لوگ حیلہ بہانہ کر کے اپنے اپنے
گھروں کو جاتے ہیں اب اس کی کیا تدبیر کرنی چاہئیے ارباب فیض اللہ خاں

نے عرض کی کہ جو کچھ میری رائے ناقص میں آتا ہے اگر اجازت ہو تو
عرض کروں آگے آپ کو اختیار ہے چاہئے مانئے یا نہ مانئے سردار
ممدوح نے کہا کہ کاکا وہ کیا بات ہے بیان کرو انھوں نے عرض کی
کہ وہ بات یہ ہے کہ وہاں ملک سمی میں میدان کی لڑائی تھی تب تو
آپ کے نہ اُلٹنی لشکر سے بن پڑا نہ قلمی سے اور اب تو سید بادشاہ
شہر میں داخل ہو گئے اب اس لشکر سے کیا ہو گا اس وقت اب سوا اس
تدبیر کے اور کوئی بہتر نہیں کہ جس طور سے ہو سکے اسی طور سید بادشاہ
کو راضی کرو اور اُن سے اور تابعداری قبول کرو اس میں خدا چاہیگا
تو سب بات بن جاویگی یہ تقریر ارباب فیض اللہ خاں کی سن کر سردار
سلطان محمد خاں تو خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا مگر سردار پیر محمد خاں
اور سردار حبیب اللہ خاں مارے غصے کے درہم برہم ہو گئے اور کہنے لگے
کہ کاکا تم نے یہ کیا بات کہی یہ ہرگز نہیں ہونے کا کہ ہم عذر و معذرت
کر کے اُن سے ملیں ہم تو سردار کے حکم کے منتظر ہیں اگر فرما دیں تو ہم
اسی وقت جا کر پشاور کو اُن سے خالی کریں اور کل ہم ضرور لشکر
لے جا کر اُن سے مقابلہ کرینگے ارباب فیض اللہ خاں نے کہا کہ سردار خفا
ہونے کی نہیں کیونکہ میں نے پہلے ہی عرض کی تھی کہ ماننے اور نہ ماننے
کا آپ کو اختیار ہے میں نے تو اپنی فہم کے موافق جو بہتر جانا سو عرض
کیا اگر آپ کا ارادہ اُن پر فوج کشی کا ہے بسم اللہ اس امر میں کون

مانع ہے پھر وہ اسی طور کی باتیں کرتے رہے میں وہاں سے چلا آیا
انتہیٰ" پھر جب وہ مخبر یہ تمام تقریر کر چکا حضرت علیہ الرحمۃ
سن کر خاموش ہو رہے ارباب بہرام خاں نے حضرت سے عرض کی
کہ اب اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیئے آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے
ساتھ ہے اگر وہ یہاں آنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آویں جو کچھ ہوگا
دیکھا جاویگا تم لوگ لشکر میں حتی المقدور اپنی ہوشیاری سے رہو آگے
اللہ تعالیٰ مالک ہے پھر ارباب بہرام خاں نے وہاں سے آکر تمام
لشکر میں یہی حکم پہنچا دیا کہ بھائیو آج کل میں درانیوں کے آنے کی خبر
ہے اپنی اپنی چوکی پہرے سے ہر وقت ہوشیار رہنا اور لوگ تو اول ہی
سے ہوشیار رہتے تھے یہ خبر سن کر زیادہ ہوشیاری اور چوکسی کرنے
لگے پھر اس کے اگلے روز جس دن آٹا تقسیم ہوا تھا قبل دوپہر کے کہ
اُس وقت کوئی تو اپنے ڈیروں پر لیٹے بیٹھے تھے اور کوئی شہر کو گئے
تھے اس عرصے میں ارباب جمعہ خاں کی طرف ایک شور و غل اٹھا اور
ایک آدمی ارباب ممدوح کا بھیجا ہوا اُدھر سے بازار میں دوڑتا ہوا
آتا تھا اور کہتا تھا کہ درانیوں کا لشکر آگیا ہے خبردار ہو جاؤ یہ آواز
سن کر سب آدمی ادہر اُدہر سے اپنے ڈیروں پر آگئے اور جلد کمریں
باندھ کر تیار ہو گئے اور کچھ لوگ سرائے کے کوٹھوں پر چڑھ گئے
اس عرصے میں دوسرا آدمی ارباب ممدوح کا بھیجا ہوا اسی طرح
پکارتا ہوا آیا کہ بھائیو خیر خیر ہے ارباب فیض اللہ خاں کچھ

سواروں سے درانیوں کے لشکر سے ہزار خانے میں اپنے گھر کو جاتا ہے اور ہمارے لوگ بھی کوٹھوں پر سے دیکھتے تھے کہ ایک غول سواروں کا موضع ہزار خانے کی طرف جاتا ہے پھر کوٹھوں پر سے اُتر آئے اور سب کو تسلی ہوگئی پھر کچھ دیر کے بعد اذان ظہر کی ہوئی سب نے مسجد میں حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف لے گئے پھر کچھ دیر میں ہزار خانے سے ایک آدمی حضرت کے پاس آیا اور ارباب فیض اللہ خاں کا پیام لایا کہ ارباب فیض اللہ خاں نے بعد سلام اور پوچھنے مزاج کے عرض کی ہے کہ سردار سلطان محمد خاں نے اپنی طرف سے مجھکو وکیل کرکے بھیجا ہے سو میں ہزار خانے میں اپنے مکان پر ہوں اگر اجازت ہو تو میں آپ کی خدمت میں آکر حاضر ہوں اور سردار ممدوح کی طرف سے کچھ عرض کروں اُس آدمی کی یہ تقریر سُن کر آپ نے مولانا محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں کو بلوایا اور ارباب فیض اللہ خاں کا پیام سنایا اور پوچھا کہ تم دونوں صاحبوں کی اس میں کیا صلاح ہے اُنھوں نے عرض کی کہ جو صلاح آپ کی ہو وہی ہماری صلاح ہے اگر مناسب جانئے تو بلوا لیجئے بظاہر تو کچھ قباحت نہیں نظر آتی ہے بلکہ ایک طور کا فائدہ ہے کہ ان کا بھی عندیہ معلوم ہو جاویگا آپ نے فرمایا کہ یہی بات میرے بھی خیال میں تھی پھر آپ نے اُس

آدمی سے فرمایا کہ ارباب فیض اللہ خاں کو ہماری طرف سے بعد سلام
کے کہنا کہ تم کو اجازت ہے بے کھٹکے چلے آؤ تمہارا ہی مکان ہے کسی
امر کا اندیشہ نہیں ہے پھر اُس نے عرض کی کہ آپ سرائے کے باہر
لشکر میں حکم کر دیجئے کہ کوئی پہرے والے ان کو اور اُن کے سواروں
کو آنے سے نہ روکیں آپ نے فرمایا کہ اب تم جا کر ان کو ہمارا پیغام پہنچاؤ
یہ حکم ہم اپنے لوگوں کو پہنچا دینگے پھر وہ آدمی ہزار خانے کو روانہ ہوا اور
آپ نے سردار فتح خاں پنجتاری کو کہلا بھیجا کہ ارباب فیض اللہ خاں ہزار خانی
سے آنے والا ہے اس کو آنے دینا پھر بعد نماز عصر کے ارباب فیض اللہ خاں ساٹھ
ستر سواروں سے آیا سردار فتح خاں نے اس سے ملاقات کی اور اپنے
ڈیرے پر بٹھایا اور اپنا ایک آدمی واسطے اطلاع کے حضرت کے پاس
بھیجا کہ اس قدر سواروں سے ارباب فیض اللہ خاں آیا ہے کیا ارشاد ہے
پھر اُس آدمی نے حال آ کر حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ فتح
خاں سے جا کر کہو کہ یہاں چھ آدمیوں سے ان کو آنے دیں اور باقی
لوگوں کو وہیں سرا کے باہر ٹھہرائیں پھر اُس آدمی نے یہی بات جا کر
سردار فتح خاں سے کہی خان ممدوح نے ارباب موصوف سے کہا
کہ سید صاحب نے یہاں چھ سواروں سے آپ کو بلایا ہے پھر وہ
پانچ سواروں سے گئے اور حضرت کو اطلاع کروائی آپ نے ان
کو بلوا لیا پھر وہ پانچوں سواروں کو حویلی کے دروازے پر کھڑا

کر کے فقط آپ اندر گئے اور ملے حضرت نے بڑی عزت و توقیر سے
اپنے پاس ان کو بٹھایا اور عافیت مزاج کی پوچھی اور ارباب فیض اللہ
خاں حضرت کے بڑے مخلص اور معتقد اور خیرخواہ اور مرید بھی تھے اور
اپنے سرداروں کے بھی خیرخواہ اور نمک حلال تھے پھر حضرت نے مولانا
محمد اسماعیل صاحب کو اور ارباب بہرام خاں کو بلوایا اور ارباب فیض اللہ
خان سے پوچھا کہ کل تو ہمارے یہاں مخبر نے آکر خبر دی تھی کہ کل یعنی
آج سردار پیر محمد خاں اور سردار حبیب اللہ خاں لشکر لے کر واسطے
لڑائی کے آنے والے ہیں سو تمہارا آنا کیونکر ہوا کیا وہ مشورہ بدل گیا
یہ سن کر ارباب فیض اللہ خاں نے عرض کی کہ مخبر نے سچ آپ کو خبر دی
اول مشورہ وہاں یوں ہی تھا پھر وہ مشورہ بدل گیا مختصر حال اس
کا یوں تھا کہ جب سواروں نے آکر سردار سلطان محمد خاں کو اطلاع
کی کہ دریائے ناگمان سے پشاور تک سید بادشاہ کے لشکر کے مقابلہ
کی تاک میں ہم لوگ تھے مگر کسی روز ہم کو جرأت نہ پڑی کہ ان کا
سامنا کریں پھر جب وہ پشاور میں داخل ہوئے تب ہم مایوس ہو کر
یہاں چلے آئے یہ حال پر ملال سن کر سردار ممدوح کو بہت تردد
اور اندیشہ ہوا کہ معاملہ ہاتھ سے جاتا رہا اور اس خبر سے ان کے
تمام لشکر میں گڑبڑی پڑ گئی اور اکثر اُولستی لوگ حیلہ بہانہ کر

دس دس بیس بیس اپنی بستیوں کو جانے لگے تب سردار موصوف
نے مجکو بلوایا میں جو آیا تو دیکھا کہ سردار پیر محمد خاں اور حبیب اللہ
خاں بھی وہیں موجود تھے پھر سردار سلطان محمد خاں نے ہم سب
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سید بادشاہ تو پشاور میں مع لشکر
داخل ہو گئے اور ہمارے سواروں سے کچھ نہیں پڑا اب کہو اس کی
کیا تدبیر کرنی چاہئے یہ سن کر اور تو کوئی نہ بولا فقط میں نے عذر
و معذرت کر کے عرض کی کہ میری رائے ناقص میں ایک تدبیر بہتر معلوم
ہوتی ہے اگر ارشاد ہو تو کہوں اُنھوں نے فرمایا کہ بیان کرو تب
میں نے عرض کی کہ اب سوائے اس کے کوئی تدبیر بہتر نظر نہیں آتی
کہ سید بادشاہ سے چل کر ملو اور اپنے قصور کا عذر کرو اور اُن
کی تابعداری اختیار کرو خدا چاہیگا تو اس میں تمہارا معاملہ بن
جاویگا آگے آپ کو اختیار ہے یہ بات میری سن کر سردار ممدوح
نے تو کچھ نہ کہا مگر سردار پیر محمد خاں اور سردار حبیب اللہ خاں بہت
درہم برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے یہ کیا بات کہی کہ اُن سے چل
کر ملو اور عذر و معذرت کر کے تابعداری قبول کرو یہ بات ہم سے
کبھی نہ ہو گی کہ ہم ان سے عذر کریں اور تابعدار بنیں اور ہم تو سردار
کے حکم کے منتظر ہیں اگر فرماویں تو ہم ابھی سید بادشاہ پر لشکر لیجاویں
اور کل ہم ضرور جا کر سید بادشاہ کا مقابلہ کرینگے پھر جب وہ دونوں

صاحب کچھ دیر میں اپنے غصے سے ٹھنڈے ہوئے تب میں نے نرمی
اور خوشامد سے عرض کی کہ سردار بات تو خفا ہونے کی نہیں ہے اس
لئے کہ میں آپ کی خیر خواہی اور نمک حلالی سے کہتا ہوں یہ بات خیال
تو خیال کرو کہ اتنے لشکر اور سامان سے سردار سید بادشاہ پر چڑھ کر
سمی میں گئے اور وہاں لڑائی بگڑ گئی اور کسی سے کچھ نہ بن پڑا اور وہاں سے
چلے آئے اور وہاں لڑائی میدان کی تھی اور یہاں تو شہر ہے اب فتحیاب ہونا
ان پر دشوار ہے اور لشکر آپ کا شکستہ دل ہے اور اُن کے غازیوں
کے دل بڑھے ہوئے ہیں کہ انھوں نے آپ کی لڑائی ماری ہے اب آپ کو
اختیار ہے جو بہتر جانیں وہ کریں یہ تقریر میری سن کر وہ دونوں صاحب
تو نہ بولے مگر سردار سلطان محمد خاں نے فرمایا کہ کاکا تم سچ کہتے ہو،
بات حق یوں ہی ہے اب ہم نے تمہیں کو وکیل کیا جس صورت سے یہ معاملہ
نے اس صورت سے جا کر بناؤ اور جو کچھ ہم کہیں وہ پیام سید بادشاہ کو
پہنچاؤ اور جو کچھ وہ فرماویں وہ آکر ہم سے عرض کرو سو اس سبب سے
میرا آنا آپ کی خدمت شریفہ میں ہوا اور پیام سردار ممدوح کا آپ
کی جناب مستطاب میں یہ ہے کہ اُنھوں نے عرض کیا ہے کہ آپ ہمارے
دین اور دنیا کے امام اور مقتدا ہیں اور ہم آپ کے ہر طرح مطیع
اور فرماں بردار ہیں ہم سے بڑا قصور ہوا جو اپنی شامت اعمال ۵ اور کینہ ین

اور شقاوت نفس سے ہم نے آپ کے اُوپر لشکر کشی کی اور مقابلہ
کیا اور قرار واقعی اپنی سزا کو پہنچے سو اب ہم آپ کے اخلاق کریمانہ
سے اُمیدوار ہیں کہ آپ ہمارا قصور للہ معاف فرماویں اور ہمارے
گذرے ہوئے قصوروں کو نہ خیال کریں اور اب ہم ان اپنی شرارتوں
اور بغاوتوں سے توبہ کرتے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ بار دیگر پھر کبھی ہم سے
ایسی حرکت ناشائستہ نہ ہوگی اسی طرح اور بہی تملق اور چاپلوسی
کے کلام خوشامد آمیز ان کی طرف سے ارباب فیض اللہ خاں نے یہ تمام
تقریر ان کی سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی تم ان
دغابازوں فریبیوں کے درمیان میں نہ پڑو وہ بڑے لسّان
اور اپنی غرض کے یار ہیں کچھ ان کے عہد و پیمان کا ٹھکانا نہیں اپنے
مطلب کے لئے ہر طرح سے یہ لوگ تابعدار بن جاتے ہیں اور جب
مطلب نکل جاتا ہے تب یہ کسی کے آشنا نہیں ہوتے نہ دنیا کی شرم
کرتے ہیں اور نہ خدا کا اور رسول کا خوف، اور ہم نے ان کو قبل اس
لڑائی کے جب وہ یہاں سے لشکر لے کر گئے تھے کئی بار اپنے آدمی
بھیج کر جو سمجھانے کا حق تھا اس طرح تحریر اور تقریر سے سمجھایا اور
کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا چنانچہ تم بھی جانتے ہو گے مگر انھوں نے

اپنی شامت نفس اور ورغلانے شیطان کے سے ایک نہ سنا اور
ناحق پر فوج کشی کرکے ہمارا مقابلہ کیا اور بہت غازیوں کو ہمارے
شہید کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ہم غربا اور ضعفا لوگوں کو ان پر فتحیاب کیا
اور وہ شکست فاحش کھاکر بھاگ گئے اور ہم نے یہاں تک ان کا پیچھا
کیا اب اُنھوں نے خیال کیا کہ ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں ہے تب ہم کو دریائے سندھ
میں ڈال کر یہ چال حیلہ بازی کی چلے اور اس سے پیشتر جب سیدو کی
لڑائی میں ہم سے بدہ سنگھ کا مقابلہ تھا تب وہاں یہ چاروں بھائی،
منافقانہ ہماری کمک کو اپنی اپنی جماعت سے آئے تھے اور انہیں نے اپنی،
دغابازی سے ہماری لڑائی بگاڑ دی یعنی ہم لوگوں کو سکھوں سے
بھڑا کر آپ بھاگ کھڑے ہوئے اور صدہا مسلمان مفت میں شہید
کروادئے اور تب بھی تو انہوں نے ہمارے ساتھ عہد و پیمان کیا
تھا کہ ہم اپنی جان و مال سے تمہارے شریک ہیں پھر اس عہد کو کیسا
وفا کیا کہ تم سب جانتے ہو حاجت بیان کی نہیں اور اب جو از سر نو عہد
کرنے کو کہتے ہیں یہ بھی اپنے دل میں ایسا ہی سمجھ لیا ہوگا کہ اپنی غرض نکل
جاوے پھر جیسا ہوگا سو لیا دیکھ لینگے اور خان بھائی جو جو باتیں ان
کی غداری اور مکاری کی ہم نے تم سے بیان کی ہیں اسی طرح سے
بے کم و بیش ہماری طرف سے تم ان کے آگے کہنا اور خان بھائی

تم خوب جانتے ہو کہ ہم لوگ جو ہندوستان سے اس ملک افغانستان
میں آئے ہیں سو صرف اسی نیت سے آئے ہیں کہ سب مسلمانوں کو
متفق کر کے کافروں کو ماریں اور مغلوب کریں کہ مسلمان غالب ہوں
اور ترقی اسلام کی ہو نہ ہم کو ان کے پشاور لینے کی غرض ہے نہ
ان کے کابل کی اگر ان کے عہد و پیمان کی صداقت ہم پر ثابت ہو جاوے
اور ہر ایک منہیات شرعی سے اور شراکت کفار سے سچی توبہ کریں
اور ہم مسلمانوں کے اتفاق میں شامل ہوں تو اب بھی ہم ان سے ہر طور
موجود ہیں ارباب فیض اللہ خان نے عرض کی کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں
حق ہے اور بجا ہے اس میں گنجائش چون و چرا کی نہیں ہے انشاء اللہ
تعالیٰ میں لفظ بلفظ موافق فرمانے آپ کے ان سے عرض کروں گا
اور میں مسلمان صاف دل ہوں منافقانہ گفتگو مجکو نہیں آتی ان
کا تو میں نمک خوار ہوں اور آپ کا خادم فرمان بردار ہوں دونوں
کی خیر خواہی مجکو منظور ہے اور اب اجازت ہو تو میں رخصت ہوں
آپ نے فرمایا فی امان اللہ تم کو اجازت ہے پھر وہ السلام علیکم کر
کے روانہ ہوئے بعد اس کے تیسرے یا چوتھے روز وہ پھر آئے اور
حضرت علیہ الرحمۃ سے ملے اور بیٹھے اور عرض کی کہ موافق ارشاد
ہدایت بنیاد آپ کے اس روز کی تقریر لفظ بلفظ میں نے سردار

ارباب

سلطان محمد خاں کے روبرو گذارش کی وہ سن کر بہت نادم اور
پشیمان ہوئے اور کہا کہ سید بادشاہ نے جو کچھ فرمایا اس میں سرمو
تفاوت نہیں آج تک ہم سے ایسے ہی قصور سرزد ہوئے ہیں اور ان
کی فہمائش کرنے میں کچھ خلاف نہیں مگر اب ہم خالص دل سے اس بات
پر عہد و پیمان از سر نو کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پھر بار دیگر سوائے
اطاعت اور فرماں برداری کے کوئی کام بغاوت اور نافرمانی کا ظہور
میں نہ آویگا اور باغیوں اور کافروں کی رفاقت اور شراکت سے ہم
نے توبہ کی اور جو کچھ خدا اور رسول کا ہے وہ ہمارے سر آنکھوں پر
ہے اور جس وقت اور جس جگہ واسطے جہاد فی سبیل اللہ کے سید بادشاہ
ہم کو یاد کرینگے اسی وقت اور اسی جگہ بلا عذر ہم اپنی جان و مال اور
فوج و لشکر سے حاضر ہوں گے اور اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ سید بادشاہ
کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر از سر نو تجدید بیعت امامت کی
کریں اور ہر ایک منہیات شرعیہ سے بالمشافہ تائب ہوں اور جو کچھ
سید بادشاہ کا ملک سمہ سے یہاں تک تشریف لانے میں زر نقد صرف
ہوا ہے وہ تو ہم کو نہیں معلوم کہ کس قدر ہو گا مگر چالیس ہزار روپیے
ہم نذر کرینگے بیس ہزار تو اس وقت جب سید بادشاہ ہم کو اپنے
ہاتھ سے پشاور میں بٹھا کر کوچ فرماوینگے اور دس ہزار روپیے

جبکہ سید بادشاہ ہشت نگر میں پہنچیں گے تب وہیں سے بالاحصار میں ملینگے اور دس ہزار روپے جبکہ پنجتار میں پہنچینگے تب وہاں پہنچینگے انتہی" یہ تمام وکمال عرض ارباب فیض اللہ خاں کی سُن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ وہ ہم مسلمانوں کے اتفاق میں شریک ہوں اور کفار نابہنجار کا مقابلہ کریں ہم تو نہ کسی کی ریاست چھیننے کو آئے ہیں اور نہ کسی کا ملک لینے کو یہ تو اس شخص دنیادار کا کام ہے جو ملک گری کا ارادہ رکھتا ہو ہم صرف نیت جہاد فی سبیل اللہ رکھتے ہیں کہ کفار کو زیر کریں کہ ترقی اسلام کی ہو مگر وہ سچے دل سے اس قرار پر مستعد ہیں ہم بھی اس بات سے انشاء اللہ تعالی باہر نہ ہونگے اور خان بھائی ابھی تم یہاں ٹھہرو ہم آپ کو مفصل جواب باصواب دے کر رخصت کرینگے ارباب فیض اللہ خاں نے خوش ہوکر عرض کی کہ آپ کا فرمانا بسر وچشم مجکو منظور ہے جب آپ مجکو رخصت فرماوینگے تب ہی جاؤنگا پھر ارباب فیض اللہ خاں حضرت سے اجازت لے کر سرا کے باہر ایک حویلی میں اُترے اور اُس روز حضرت علیہ الرحمۃ نے بعد فراغ نماز عشا کے اپنی حویلی میں اپنے لشکر ظفر پیکر میں سے مولانا اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور ارباب بہرام خاں اور مولوی مظہر علی عظیم آبادی اور ملا لعل محمد اور ملا قطب الدین ننگرہاری

کو بلایا اور ملک سمی کے خوانین میں سے سردار فتح خاں پنجتاری اور
فتح خاں زیدہ والے اور ابراہیم خاں کلابٹ والے اور مفور خاں چار
گلی والے کو بلایا اور ارباب بہرام خاں کے بھائی ارباب جمعہ خاں کو بھی
بلایا اور جماعت خاص کے آٹھ جوانوں کا پہرا دن رات حضرت علیہ الرحمۃ
کے رہتا تھا دو جوان سید اسمٰعیل رائے بریلوی بیلے کے اور دو جوان مولوی
امام الدین صاحب بنگالوی کے بیلے کے اور دو شیخ عبدالحکیم صاحب پھلتی
کے اور دو شیخ صلاح الدین پھلتی کے بیلے کے پھر جب مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور ارباب بہرام خاں صاحب آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
حاضر ہوئے اس وقت جو جو لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تھے وہ سب
وہاں سے اٹھ گئے پھر جب باقی اور صاحب آئے تب حضرت نے ان
آٹھوں پہرے والوں سے فرمایا کہ بھائیو اس وقت ہم کو کچھ باتیں
کرنی ہیں تم یہاں سے دوسرے دالان میں جا بیٹھو یہ سن کر وہ سب
دوسرے دالان میں گئے پھر اُس وقت سے حضرت علیہ الرحمۃ ان سب
صاحبوں سے مشورت کرنے لگے جبکہ آدھی رات پر ایک گھڑی بجی
تب مجلس برخاست ہوئی پھر سب پہرے والے اور جو جو لوگ
حضرت کے پلنگ کے گرد رہتے تھے وہ سب آکر حاضر ہوئے اور
حضرت بھی اپنے پلنگ پر آرام کرنے لگے اور سب لوگ اپنی اپنی

جگہ پر سو رہے پھر جبکہ اذان فجر کی ہوئی سب نے وضو کر کے
مسجد میں حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت اپنی
حویلی میں تشریف لے گئے اور لوگ اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور ڈیرے
ڈیرے لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ رات کو جو حضرت علیہ الرحمۃ
نے لوگوں کو جمع کر کے صلاح اور مشورت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ
ارباب فیض اللہ خاں سردار سلطان محمد خاں کی وکالت کو آیا ہے
اسی مقدمے کی یہ مشورت ہے آخر الامر اسی روز خلاصہ مشورت کا
لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے صلح کا
پیام ہے اور حضرت علیہ الرحمۃ نے منظور کیا ہے سو یہ امر تمام لشکر والوں
کو گراں اور ناگوار معلوم ہوا کہ حضرت پھر ان سے ملاپ کرتے ہیں اور وہ
لوگ بڑے مکار اور غدار اور ظالم ہیں کبھی اپنی شرارت اور خباثت
سے باز نہ رہینگے اس امر میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب تو بہ سبب لحاظ
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے خموش تھے اور کچھ چون و چرا نہیں
کرتے تھے اور باقی سب اپنی اپنی سمجھ کے موافق گفتگو کرتے تھے یہاں
تک کہ رفتہ رفتہ یہ خبر تمام پشاور کے لوگوں میں پھیلی جو ہندو اور
مسلمان وہاں کے تھے سب کو تشویش ہوئی کہ سید بادشاہ نے
یہ کیا کام کیا پھر ان میں سے چند آدمی نامی آپس میں صلاح

و مشورت کر کے مولانا محمد اسماعیل صاحب کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہمارے شہر میں یہ خبر عام مشہور ہے کہ سید بادشاہ کے پاس سردار سلطان محمد خاں نے پیام صلح کا بھیجا ہے سو سید بادشاہ نے منظور کیا ہے اور پھر ان کو پشاور سپرد کرینگے سو اس خبر کے سننے سے ہم سب شہر والوں کو ایک بُرا اندیشہ ہوا کیونکہ جس دن سید بادشاہ یہاں آکر داخل ہوئے تھے تو ہم سب کو بڑی خوشی ہوئی تھی کہ سید بادشاہ اب یہاں کے حاکم ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو ان ظالموں کے ہاتھ سے نجات دی اب چین سے رہینگے سو اس خبر سے نیا غم پیدا ہوا کہ پھر ہم لوگ انھیں موذیوں کے چنگل میں گرفتار رہوں گے اور اب بہ نسبت آگے کے زیادہ ہم لوگوں کو وہ ایذا دینگے اور سید بادشاہ نے جو اُن سے ملنے کا ارادہ کیا ہے تو شاید کہ ان کے مکر و فریب اور ظلم و تعدی سے کم واقف ہیں والا ہرگز نہ اُن سے ملاپ کرتے اور ہم لوگ خوب واقف ہیں کہ ایک عمر انھیں کی اطاعت اور فرماں برداری میں بسر ہوئی ہے اور طرح طرح کی سختی اور ایذا ان کی ہم نے اٹھائی ہے اور یہ ملاپ کا نام کر کے انھوں نے سید بادشاہ کو فریب دیا ہے اور جو کچھ عہد و پیمان اپنی غرض کو کرینگے وہ کبھی ان سے وفا نہ ہوگا سو حاصل مدعا ہمارا یہ ہے کہ آپ ہم لوگوں کو سید بادشاہ کے پاس لے چلیں

اور ہماری طرف سے بھی کیفیت حال گزارش کریں یہ تمام تقریریں ان لوگوں کی سن کر مولانا صاحب ممدوح نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ وہ ایسے ہی ہیں مگر اس امر میں سید صاحب سے ہم کچھ عرض نہیں کر سکتے ہیں لیکن اس کی ایک تدبیر تم کو بتاتے ہیں کہ اس بات میں جو کچھ تم کو کہنا ہو وہ ارباب بہرام خاں سے جا کر کہو وہ تم کو سید صاحب کے پاس لیجاوینگے اور تمہاری طرف سے گفتگو بھی خاطر خواہ کرینگے اس لئے کہ وہ بھی تمہارے ہی ملک کے ہیں اور تمہارے اور درانیوں کے حالات سے خوب واقف ہیں کچھ سکھانے سمجھانے کی حاجت نہیں اور سوا ان کے اس امر میں سید صاحب سے دوسرا اور کوئی گفتگو نہ کریگا یہ بات مولانا صاحب ممدوح سے سن کر ان سب نے پسند کی کہ آپ نے بہتر تدبیر بتلائی اب ہم وہیں جاتے ہیں یہ کہہ کر وہ سب ارباب بہرام خاں کے ڈیرے پر گئے اور خان موصوف سے ملے اور وہی حال اپنا جو مولانا صاحب سے کہا تھا ان سے بیان کیا خان موصوف نے سن کر ان کی بہت تسلی کی اور کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کسی امر کا اندیشہ نہ کرو انشاء اللہ تعالیٰ ہم تم کو حضرت کے پاس لے چلینگے اور تمہاری طرف سے اس باب میں وکالت کرینگے اور تمہارے سامنے عرض کرینگے مگر اس وقت اب تو تم جا کر اپنا کاروبار

کرو شام کو ہمارے پاس آنا اُس وقت تم کو حضرت کے پاس
لے چلینگے یہ بات سُن کر وہ سب خوش ہوئے اور اپنے اپنے گھر کو گئے
پھر بعد کچھ دیر کے لشکر میں سے سوائے ہندوستانیوں کے نامی نامی لوگ
متفق ہوئے چنانچہ ملا لعل محمد اور ملا قطب الدین ننگرہاری اور ملا نور محمد
اور خضر خاں اور ملا عزت اور ملا بازار اور ملا نور قندھاری اور جعفر خاں
ترین ہزارہ وال اور منشی اماز لی کی گڑہی کے اور تمام خوانین ملک تکی
کے تگردوان میں سے ہیں ایک فتح خاں تخاری اور ایک اسمٰعیل خاں
اسمٰعیلہ کے پھر سب آپس میں مشورت کر کے ارباب بہرام خاں کے
پاس گئے اور کہنے لگے کہ یہ جو پیام مصالحہ کا سید بادشاہ سے سردار
سلطان محمد خاں کا ٹھہرا اپنے لشکر میں مشہور ہے یہ کیسی بات ہے
نہ اس امر میں کوئی اپنے لشکر کا راضی ہے اور نہ کوئی ٹھہرکا اسلئے
کہ جب یہ موذی یہاں سے لشکر کشی کر کے سمی کو گئے تھے تب سید بادشاہ
نے ان کو کس کس طرح سے فہمائش کیا کہ سب جانتے ہیں اور انھوں
نے کسی طور نہ مانا اور کیا کیا ظلم اُنھوں نے وہاں نہیں کیا سردار یار محمد خاں
کی لڑائی کی ہماری زراعت انھوں نے تباہ کی ہمارے ڈھور ڈنگر
اُنھوں نے ہانک لئے بلکہ عورتیں پکڑ لے گئے ہماری ہتک عزت اور خانہ

ویرانی میں کچھ بھی درگذر اُنھوں نے نہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو
ذلیل کرکے منہزم کیا اور سید بادشاہ کو فتحیاب کرکے یہاں پہنچایا
اور ہم مظلوموں کے دل ٹھنڈے ہوگئے اور اب پھر ان کے فریب میں آکر
سید بادشاہ ان سے ملاپ کرتے ہیں یہ تمام شرارتیں ان کی ہماری
طرف سے چل کر سید بادشاہ کو یاد دلاؤ آگے ان کو اختیار ہے،
چاہیں مانیں یا نہ مانیں مگر ہماری رائے ناقص میں ان کا ملاپ کرنا خالی
فریب سے نہیں معلوم ہوتا ہے بعد اُس کے اُن میں جو قندھاری تھے
اُنھوں نے ارباب ممدوح سے کہا کہ خاں صاحب آپ بھی موجود تھے
اور خوب جانتے ہیں کہ جب یہ غدار نابکار یہاں سے فوج کشی
کرکے تمیں گئے ہیں اور سید بادشاہ نے ان کی فہمائش میں کوئی دقیقہ،
وعظ ونصیحت کا باقی نہ چھوڑا اور انھوں نے اپنی شرارت اور بغاوت
سے منہ نہ موڑا اور طریقہ عداوت اور شقاوت کا لیا اور ناحق ہم
مسلمانوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور ہمارے غازی بھائی چالیس
پچاس شہید اور زخمی ہوئے مگر آخر الامر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم وفضل
سے ان پر سید بادشاہ کو منصور ومظفر کیا اور ہم لوگ پانچوں وقت
نماز پڑھ کر جناب باری میں ساتھ الحاح وزاری کے یہی دعا کرتے
تھے کہ یہ مغرور آدمیت سے دور اپنے کیفر کردار کو پہنچیں سو اللہ تعالیٰ

نے ہم غریبوں ضعیفوں کی دعا مستجاب کی کہ ہم کو یہاں پہنچایا اور
اب پھر سید بادشاہ ان مکاروں کے دموں میں آکر اور ان سے
مصالحہ کر کے پشاور انھیں کو سپرد کرتے ہیں ہمارے ذہن میں تو
یہ بات خوب نہیں معلوم ہوتی ہے مگر ہم سب سے سید بادشاہ بڑہ
کر دانا اور دور اندیش ہیں اور ہم سب کے امام ہیں ہم ان کے روبرو
اس امر میں کچھ چون و چرا نہیں کر سکتے ہیں ولیکن یہ چاہتے ہیں کہ تم
یہ تمام گفتگو ہماری ایک بار سید بادشاہ کے گوش گذار کر دو ہمارا
بھی ارمان نکل جاوے آگے ان کو اختیار ہے چاہیں مانیں اور چاہیں نہ
مانئیں یہ تمام تقریر خوانین سمی کی اور لشکر کے قندھاریوں کی سن
کر ارباب موصوف نے کہا کہ تم سب بھائی خاطر جمع رکھو آج سویرے
اس شہر کے لوگ بھی آئے تھے اور یہی گفتگو انھوں نے بھی کی تھی
سو میں نے آج شام کے وقت ان کو بلایا ہے انشاء اللہ تعالی ان
کی اور تمہاری تقریر آج رات کو جا کر حضرت علیہ الرحمۃ سے بخوبی
عرض کرونگا اور کوئی دقیقہ اس امر میں باقی نہ رکھونگا اس لئے
کہ خود میرے دل میں اول سے بھی خیال تھا مگر شہر والوں اور تم
بھائیوں کے متفق ہونے سے اس میں اور بھی مجھکو کہنے کی جگہ ہوگی

کہنے میں میں سر مو کوتاہی نہ کرونگا آگے وہ مختار ہیں جیسے تم سب
مطیع اور فرماں بردار ہو اسی طرح میں بھی نہ تمہارا کچھ ان پر زور
ہے نہ میرا اگر مانیں گے تو ہم سب راضی ہیں اور نہ مانیں گے تو بھی
راضی یہ کلام تسلی التیام سُن کر وہ سب راضی ہوئے اور کہنے لگے
آپ نے بہتر فرمایا یہی بات ہم کو بھی منظور ہے بعد اس کے وہاں سے اپنے
اپنے ڈیرے پر گئے پھر کچھ دیر میں ارباب موصوف نے اپنے چھوٹے
بھائی ارباب جمعہ خاں کو اپنے پاس بلا کر تمام گفتگو شہر والوں
اور خوانین سمی اور قندھاریوں کی بیان کی اور کہا ان سب کی
طرف سے سید بادشاہ کی خدمت میں یہ حال گذارش کرنا مناسب
ہے یا نہیں تمہاری اس میں کیا صلاح ہے اُنھوں نے کہا کہ جو
سب لوگوں نے ان درانیوں کی مکاری اور غداری تم سے بیان
کی ہے یہ تو مانند آفتاب کے سبھوں پر روشن ہے حاجت بیان
کی نہیں اور یہ حال سید بادشاہ سے گذارش کرنا بہت مناسب اور
ضروری ہے تم اس میں کسی طور تساہلی اور تغافلی نہ کرنا آگے ماننے
اور نہ ماننے کا ان کو اختیار ہے ارباب بہرام خاں نے کہا کہ جو میرے
دل میں خیال تھا وہی تم نے بھی کہا اور آج بعد عشاکے تم بھی

میرے ساتھ سید بادشاہ کے پاس چلنا اُنھوں نے کہا کہ
انشاء اللہ تعالیٰ ضرور چلونگا یہ کہہ کر ارباب جمعہ خاں اپنے ڈیرے
پر گئے پھر بعد کچھ دیر کے اذان ظہر کی ہوئی سب لوگ وضو کر کے مسجد
میں گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی تشریف لائے پھر سب نے آپ کے
پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف لے گئے اور
ارباب بہرام خاں مولانا محمد اسماعیل صاحب کو اپنے ڈیرے پر لے گئے
اور وہاں اُن سے کہا کہ چند لوگ اس شہر کے جو آپ کے ڈیرے سے میرے
پاس آئے تھے ان کی گفتگو کا حال تو آپ جانتے ہیں بعد ان کے
خوانین سمہ کے اور اپنے لشکر کے قندھاری آئے اور اسی طور انھوں نے
بھی بیان کیا پھر میں نے اپنے بھائی جمعہ خاں کو بلایا اور سب کا حال
اُن سے کہا وہ بھی انھیں کے موافق کہنے لگے اس لئے میں آپ سے پوچھتا
ہوں کہ اس امر میں آپ کیا ارشاد کرتے ہیں مولانا صاحب نے فرمایا
کہ یہ بات تو بہت مناسب اور کام کی ہے تم للہ فی اللہ سب کی طرف سے
وکالت حضرت کے پاس کرو آگے ان کو اختیار ہے اور یہ صلاح
میں تم کو اس لئے دیتا ہوں کہ اس بات کو تم سب جانتے ہو کہ حضرت کا

حکم ہے کہ جو کوئی کام صلاح و شورت کا ہو اس میں سب بھائیوں کو
چاہئے کہ جو جس کو بات بہتر معلوم ہو وہ ہم سے بیان کر دیا کریں سو اس
بات کا گذارش کرنا بہت ضروری ہے اس طور سے فہمائش کر کے پھر
مولانا صاحب اپنے ڈیرے پر تشریف لے گئے اور یہ حال تمام لشکر میں
مشہور ہوا پھر کچھ دیر میں اذان عصر کی ہوئی سب لوگ وضو کر کے مسجد
میں حاضر ہوئے اور ارباب فیض اللہ خاں بھی آئے پھر سب نے حضرت
علیہ الرحمۃ کے پیچھے نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف
لے گئے پھر ارباب فیض اللہ خاں مسجد سے باہر نکلے اور اپنے مکان کو
جہاں اُترے تھے جانے لگے اس میں بعض بعض شخصوں نے کہ نام اُن
کا یاد نہیں ہے کہا کہ ارباب فیض اللہ خاں تم سردار سلطان محمد خاں کی
طرف سے ہمارے سید صاحب کے پاس بہت آمد و رفت رکھتے ہو
کچھ پھر تو دغا فریب کروانے کا ارادہ تو نہیں ہے تمہارے سرداروں
کے مکر و فریب یاد کر کے ہمارے لوگ بہت آزردہ خاطر ہیں ایسا نہ
ہو کہ کوئی دل جلا تیر یا تھ ماتھ چلا بیٹھے تو مفت میں تمہاری جان
جاتی رہے ارباب موصوف نے کہا کہ بھائیو اگر میری موت یوں
ہی لکھی ہے تو میں ناچار ہوں اس لئے کہ میں سید بادشاہ کا مرید
ہوں اور اُن کی خیر خواہی ہی مجکو حد سے زیادہ منظور رہتی

کہ کسی طرح کا ان پر الزام نہ آوے اور سردار سلطان محمد خاں کا نمک
اور نمک خوار ہوں ان کی بھی خیر خواہی اور نمک حلالی مجھکو منظور ہے کہ ان
کی بھی ریاست سلامت رہے اور جو سید بادشاہ اور اُن کے درمیان میں
خلاف اور ناموافقت ہے جاتی رہے اور دونوں میں ملاپ ہو جاوے سو
اگر اس میں کوئی بھائی اس طرف کا یا اُس طرف کا بدگمانی اور نادانی
سے مجھ پر ہاتھ ڈالیگا وہ جانے اور اُس کا خدا جانے میں انشاءاللہ
تعالیٰ شہید ہونگا اور بھائیو بات یہ ہے کہ تم غازی لوگ ہو محض اللہ تعالیٰ
کے واسطے گھر بار شہر و دیار چھوڑ کر اس ملک میں آئے ہو تم کو ایسی
بدگمانی مسلمان کی طرف سے نہ چاہیئے تم سب خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ
جو کریگا سو بہتر ہی کریگا اور جس طرح تم میں سے بعض بعض بھائی میری
طرف سے بدظنی کرتے ہیں اسی طور اُدھر درانی لوگ بھی مجھ سے بدگمان
ہیں یہ گفتگو کر کے پھر وہ اپنے مکان کو چلے گئے پھر بعد نماز مغرب
کے وہ ہی چند لوگ شہر کے ارباب بہرام خاں کے پاس آئے اور ارباب جمعہ خان
بھی تشریف لائے اور اُسی امر کی آپس میں گفتگو کرنے لگے کچھ دیر میں
اذان عشا کی ہوئی سب لوگ واسطے نماز کے مسجد میں گئے اور حضرت
کے پیچھے نماز پڑھی جب بعد فراغ نماز کے حضرت حویلی میں تشریف

لے چلے ارباب بہرام خاں اور ارباب جمعہ خاں بھی آپ کے ہمراہ گئے جب حضرت علیہ الرحمۃ اپنے پلنگ پر بیٹھے تب ارباب بہرام خاں نے کہا کہ حضرت کچھ بات تنہائی میں آپ سے عرض کرنی ہے یہ کلام سُن کر جو آدمی اُس وقت وہاں حاضر تھے سب اُٹھ کر دوسرے دالان میں جا بیٹھے اور پہرے والے بھی دُور کھڑے ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خاں بھائی کیا کہتے ہو کہو انھوں نے کہا کہ حضرت عرض یہ ہے کہ جو آپ نے ہم چند لوگوں کو سردار سلطان محمد خاں کی مصالحت کے باب میں موافق عرض کرنے ارباب فیض اللہ خاں کے مشورہ کیا تھا سو وہ حال رفتہ رفتہ تمام اپنے لشکر میں اور تمام شہر میں پھیل گیا سو آج سویرے چند آدمی شہر کے نامی نامی میرے پاس آئے اور بطور شکایت کے مجھ سے کہنے لگے کہ ہم نے سُنا ہے کہ سید بادشاہ سردار سلطان محمد خاں سے ملاپ کرتے ہیں اور پشاور اُن کو دینے کو کہتے ہیں میں نے اُن سے کہا کہ ہاں مشہور تو لوگوں میں یوں ہی ہے انھوں نے کہا کہ اس میں تو ہم شہر والوں کی بڑی خرابی ہوگی کیونکہ ایک تو وہ پہلے ہی ہم پر ظلم و تعدی کرتے تھے دوسرے جبکہ سید بادشاہ پشاور ان کو سپرد کر کے یہاں سے کسی کو تشریف لیجاوینگے وہ از سر نو پھر اس شہر پر قابض اور متصرف ہونگے تب ہم پر اور بھی ہاتھ صاف کرینگے اس واسطے کہ سید بادشاہ کے یہاں تشریف لانے

سے جو ہم لوگوں نے خوشیاں کی ہیں اُس کی ذرا ذرا ان کو خبر ہو گئی ہے
پھر حتی القدور وہ ہماری تباہی اور خرابی میں کب کوتاہی کرینگے حاصل
کلام کا یہ ہے کہ ہم شہر والے اس بات پر کوئی راضی نہیں ہیں کہ سید بادشاہ
ان کو پشاور حوالے کر کے یہاں سے تشریف لیجاویں اگر سید بادشاہ
اگر سید بادشاہ کو اپنے لشکر کے خرچ اور یہاں کے بند و بست کے
لئے دو چار لاکھ روپے حاجت ہوں تو ہم اس کی سبیل کر دینگے اور سوا
اس کے جو کچھ ہم سے فرماوینگے اُس سے ہم لوگ باہر نہ ہونگے اور وہ
لوگ درانی بڑے مکار اور فریبی ہیں یہ ملاپ کی راہ اُنھوں نے
اپنی غرض کے لئے نکالی ہے اور چاہئے کہ وہ سید بادشاہ کے ساتھ
وفاداری کریں یہ ان کی ذات سے ہرگز ممکن نہیں سو تجھ سے انہوں
نے کہا یہ تمام گفتگو ہماری تم وکالتہً سید بادشاہ سے عرض کردو
سو میں نے اُن سے کہا کہ خیر میں عرض کردونگا آگے ماننے اور نہ
ماننے کا حضرت کو اختیار ہے پھر ان کو تو میں نے رخصت کر دیا وہ
اپنے گھر گئے بعد کچھ دیر کے سوائے فتح خاں پنجتاری اور اسمٰعیل خاں
اسمٰعیلی والے کے سب خوانین سمہ کے اور اپنے لشکر کے فلانے فلانے
قندھاری بھائی میرے پاس آئے اور اسی طور سے اُنھوں نے

بھی درانیوں کی بدعہدی اور بیوفائی اور دغابازی اور مکاری کا
حال اور اپنی تباہی اور خانہ ویرانی اور بے عزتی کا بیان کیا کہ ایسا
ایسا معاملہ اُنھوں نے ہم لوگوں کے ساتھ کیا اور ہم کوئی اس بات
پر راضی نہیں ہیں کہ سید بادشاہ ان سے مصالحہ کریں اور پشاور
ان کو دیں اور اسی طور قندھاریوں نے بھی شکایت کی اور مجھ سے کہا کہ
تم ہماری طرف سے وکالۃً یہ تمام باتیں ہمارے سید بادشاہ کے
گوش گذار کردو سو میں نے اُن سے بھی اقرار کیا کہ میں تمہاری طرف
سے بھی عرض کردونگا اور اُن سب کی اس امر میں نا مرضی خیال کر کے
میری رائے ناقص میں آیا کہ یہ عرض اپنی طرف سے میں کرونگا کہ اگر
آپ کو پشاور دینا بھی منظور ہے تو آپ مجھی کو سرفراز فرماویں میں بھی آپ
کا ایک ادنیٰ خادم ہوں اور یہیں کا باشندہ اور یہاں کی راہ ورسم
سے خوب واقف ہوں اور تمام رعایا مجھ سے راضی بھی ہے اگر آپ یہ
ریاست مجھکو سپرد کر کے یہاں سے تشریف لیجاوینگے تو پھر میں
درانیوں سے سمجھ لونگا میں جانوں اور وہ جانیں سو یہ حال گذارش
کرنے کے لئے اس وقت میں آپ کی خدمت میں آیا تھا اب جو کچھ
آپ ارشاد کریں وہ میں اُن کو جواب دوں یہ تمام گفتگو مومیو
سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے بعد سکوت کے فرمایا کہ خیراک اللہ خان

بھائی تم نے خوب کیا جو سب لوگوں کے حال کی مجکو اطلاع کی اور
جو ہمارے لشکر کے بھائی اور شہر کے لوگ درانیوں کی مکاری و غداری
و حیلہ سازی و دغا بازی کا بیان کرتے ہیں سچ ہے میں بھی جانتا ہوں
بلکہ جو کچھ اُن کے حال پُر ملال سے مجکو میرے پروردگار نے خبردار کیا ہے
اگر وہ معاملہ بھائی لوگ جانیں تو خدا جانے کیا کریں اور جب اللہ تعالی
چاہتا ہے تب اپنے کسی بندے کو موافق ارادے اپنے کے جس قدر
منظور ہوتا ہے اس قدر اپنے علم غیب سے آگاہ کردیتا ہے اور یہ بات
اس بندے کی اختیاری نہیں ہے یہ صرف ارادۂ الٰہی پر موقوف ہے
مگر بات یہ ہے کہ تم سب خوب جانتے ہو کہ جو ہم لوگ ہندوستان سے
اپنے اپنے گھر بار اور شہر و دیار چھوڑ کر اور تمام عزیزوں و آشناؤں
سے منہ موڑ کر اس ملک افغانستان میں آئے ہیں تو صرف اس لئے کہ وہ
کام کریں جس میں رضامندی اور خوشنودی پروردگار کی ہو مخلوق کی
خوشی اور ناخوشی سے کچھ غرض نہیں ہے خوش ہونگے تو کیا بناوینگے
اور ناخوش ہونگے تو کیا بگاڑینگے اور نادان لوگ یہ جانتے ہیں
کہ یہ ارادہ ملک گیری اور دنیا طلبی کے آئے ہیں یہ ان کا خیال خام
ہے ابھی وہ دین اسلام ہی سے واقف نہیں ہیں اور جو ہم کے خوانین

بھائی ان کے ظلم و تعدی کا شکوہ اور اپنی بے عزتی اور خانہ ویرانی اور زیر باری کا بیان کرتے ہیں یہ سب سچ ہے اس بات کو یوں سمجھیں کہ ہمیشہ سے کافر اور باغی اور منافق لوگ مسلمان پر طرح طرح کی تعدی اور ستمگاری کرتے رہے ہیں مگر جس وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کام مقابلہ میں آجاتا ہے اُس وقت بغض عداوت کو اپنے دل سے دُور کرتے ہیں اور زبان پر نہیں لاتے ہیں اور اُن کے ساتھ وہی معاملہ کرتے ہیں جس میں رضامندی پروردگار کی ہو اور تعمیل اُس کے فرمان والا شان کی ہو اگرچہ مخالف نفس کے اور اپنے زمانہ کے ہو مسلمانی اور دینداری اور خدا پرستی اسی کا نام ہے والا نفس پروری اور دنیاداری ہے اور جو لکھتے قندہاری بھائی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے اتنے بھائی انھوں نے شہید کئے سو یہ بات لائق شکر کے ہے نہ قابل شکایت کے اس لئے کہ وہ سب بھائی اپنی مراد دلی کو پہنچے اور واسطے حصول اسی مطلب کے تمام تکالیف اور مصائب اٹھا کر اتنی مسافت بعیدہ سے جہاد فی سبیل اللہ کو آئے کہ اپنے پروردگار کی رضامندی کی راہ میں اپنی جانیں صرف کریں سو وہ ہی اُنھوں نے کیا اور یہ کاروبار جہاد کا صرف پروردگار کی رضامندی کا ہے نفسانیت اور

تینہ داری کا نہیں ہے جیسے دنیا دار اور جاہ طلب لوگ کرتے ہیں
اور جو شہر والے اس بات کا خوف کرتے ہیں کہ ہم نے جو سید کے آنے
سے خوشیاں کی ہیں اس لئے وہ ہم کو تباہ کرینگے یہ اُن کی ناسمجھی
اور نادانی ہے یہ نہیں جانتے کہ اگر وہ رعایا کو تباہ اور خراب
کرینگے تو حاکم اور رئیس کس کے کہلاوینگے رعایا لوگ تو بے بس
اور عاجز ہوتے ہیں جو کوئی ان پر غالب ہو جاتا ہے اُسی کے وہ
تابع اور فرمان بردار ہو جاتے ہیں اور جو تابعدار نہ ہوں تو کہاں
رہیں اور رعایا کو کوئی نہیں خراب کرتا ہے نہ حاکم اس کا اور نہ کوئی
غنیم بلکہ دونوں ان کے سبب سے آرام پاتے ہیں اور سردار کہلاتے
ہیں اور حاکم ہی جانتا ہے کہ جب ہم ہی اپنے غنیم سے مقابلہ نہ کرسکے
جو صاحب حکومت تھے تو یہ محکوم لوگ بیچارے اُن سے مخالفت
اور سرکشی کرکے کیا نباہ دیں گے رعایا تو مثل باغ میوہ دار کے
ہوتی ہے کہ مالک اور غیر مالک سب اُس کے میوے سے فائدہ حاصل
کرتے ہیں کوئی باغ میوہ دار کو تباہ نہیں کرتا اور جو باغ ہی کاٹ
ڈالے گا تو صاحب باغ کیونکر کہلاویگا اور فائدہ کیا پاویگا
سو خان بھائی تم ان کی تسلی کرکے سمجھا دینا کہ انشاءاللہ تعالی

تم کو کوئی خراب و تباہ نہ کریگا رعایا کا یہی دستور ہوتا ہے کہ
جو آکر ان پر قابض ہوتا ہے اسی کے وہ اپنے خوف جان اور
مال اور عزت کے خوف میں تابع ہو جاتے ہیں اور خصوصاً جب ہم
اپنی طرف سے یہاں ان کو حاکم کر کے بٹھا دینگے تو پھر کیونکر اُن
پر ظلم تعدی کرینگے اور جو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر حاجت ہو واسطے
انتظام شہر اور خرچ لشکر کے تو ہم دو چار لاکھ کی تدبیر کر دیں مگر
یہاں کی حکومت ان کو نہ دیں سو یہ بات ہم کو منظور نہیں اس لئے کہ
ہم کو تو رضامندی اپنے پروردگار کی چاہیئے جس میں وہ راضی ہو گا
ہم کرینگے اس میں چاہے تمام جہان ناخوش ہو کچھ پروا نہیں اگر
ایک جگہ ہفت اقلیم کی دولت اور سلطنت ملتی ہو خلاف رضامندی پروردگار
کے اس دولت اور سلطنت کی کچھ حقیقت نہیں ہے اور ایک جگہ
ہفت اقلیم کی دولت اور سلطنت جاتی ہو موافق رضامندی پروردگار
کے وہ سب کچھ ہے اور خلاصہ اس گفتگو کا یہ ہے کہ سردار سلطان
محمد خاں اپنی خطا اور قصور سے نادم اور تائب ہوا ہے اور تمام
احکام شریعت کو قبول کیا ہے اور کہتا ہے کہ اب بار دیگر بغاوت

اور شرارت اور کوئی فعل خلاف مرضی خدا ور سول کے نہ کریگا میری
خطا اللہ معاف کرو اگر یہ کلام از روئے نفاق اور دغا بازی کے
کرتا ہے تو وہ جانے اور اُس کا خدا جانے حکم شریعت تو اقرار ظاہری
پر ہے کسی کے حالِ دل پر نہیں ہے دل کا حال خدا کو خبر سو ہم تو
اُس کے ساتھ وہی معاملہ کرینگے جو حکم ظاہر شریعت کا ہے اس میں
چاہے کوئی راضی ہو یا نہ ہو اب جو ہم اس کا عذر نہ مانیں تو اس
پر ہمارے پاس کون سی دلیل اور حجت ہے اگر کوئی عالم دیندار خدا
پرست کسی دلیل شرعی سے ہم کو سمجھا دے کہ تم خطا پر ہو تو ہم وہ
یہی منظور کریں اور بغیر اس کے ہرگز نہ مانیں گے کیونکہ ہم تو تابع خدا
ورسول کے ہیں اور کے نہیں ہیں اور اسی طرح کے بہت سے کلام
ہدایت انجام آپ نے فرمائے وہ پورے پورے یاد نہیں ہیں
جو بیان کروں اور اُس وقت عجیب نزول رحمت الٰہی کا ہو رہا
تھا کہ بیان اُس کا تقریر اور تحریر سے باہر ہے ارباب بہرام خاں
اور ارباب جمعہ خاں کا یہ حال تھا کہ مارے گریہ وزاری کے ہچکیاں
لگ گئی تھیں اور حضرت علیہ الرحمۃ کی تقریر پر تاثیر سنتے تھے

اور ایک عالم سکوت میں مانند مست کے بے ہوش اور از خود فراموش
تھے بولنے اور جواب دینے کا تو کیا ذکر پھر جب حضرت علیہ الرحمۃ بعد
فراغ کلام ہدایت التیام کے خاموش ہوئے تب ارباب بہرام خاں
نے گزارش کی کہ حضرت جو کچھ آپ نے فرمایا حق اور بجا ہے اور خدا و
رسول کی رضامندی کے کاموں سے آپ ہی واقف ہیں ہم دنیا دار دل
نفس پرستوں کو کیا خبر ہم نے تو اس وقت جانا کہ دین اسلام کو کہتے
ہیں اور خدا و رسول کی اطاعت اس کا نام ہے او جو خیال باطل خلاف
فرمانے آپ کے میرے دل میں تھا اب میں اُس سے آپ کے سامنے توبہ
کرتا ہوں اور از سر نو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور آپ میرے
لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف فرما دے اور اپنی رضامندی
کے کاموں کی مجھکو سمجھ عطا کرے پھر آپ نے اُن سے بیعت لی اور اُن
کے لئے دعا کی پھر ارباب بہرام خان اور ارباب جمعہ خاں اپنے اپنے ڈیرے
پر آئے اور ارباب بہرام خاں کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس قریب
ڈیڑھ پہر کے عرصہ گذرا ہو گا جو لوگ شہر والے ان کے ڈیرے پر
آئے تھے بسبب دیر کے وہ سب گھبرا کر اپنے اپنے مکان کو چلے
گئے تھے پھر ارباب ممدوح بھی سو رہے اگلے روز کچھ دن چڑھے

سویرے شہر والے بھی ارباب موصوف کے دیرے پر آکر حاضر ہوئے اور خوانین سمی کے اور قندہاری بھی آئے اور ارباب بہرام خاں سے اپنے اپنے سوالوں کا جواب طلب کرنے لگے ارباب موصوف پہلے خوانین سمی کی طرف مخاطب ہوئے اور جو کچھ حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین علیہ الرحمۃ و الرضوان نے اپنی زبان ہدایت ترجمان سے اُن کے جواب باصواب میں ارشاد کیا تھا وہ تمام و کمال لفظ بلفظ بے کم و زیادہ ان کے روبرو بیان کیا وہ تقریر پُر تاثیر سُن کر وے سب اپنے اپنے دل میں اپنے سوالوں سے کمال نادم اور پشیمان اور اپنی نافہمی اور نادانی کے مقر ہوئے اور کہنے لگے کہ حق بات یہی ہے اور جو کچھ یہ معاملات موافق رضامندی پروردگار کے اور مطابق شریعت سرور مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے سید بادشاہ خوب جانتے ہیں ہم دنیاداروں کو کیا خبر اور جو کچھ سید بادشاہ نے فرمایا ہم اسی پر راضی ہیں بعد اس کے ارباب ممدوح طرف قندھاری بھائیوں کے متوجہ ہوئے اور جو کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کے سوال کا جواب باصواب فرمایا تھا اسی طرح راست راست بے کم و کاست اُن کو سنا دیا وہ بھی سُن کر اپنے اپنے دل میں شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے کہ فی الحقیقت بات یوں ہی ہے جو سید بادشاہ فرماتے ہیں اور

ہم اس امر سے واقف نہ تھے اور ہم سے خطا ہوئی جو کچھ ہم نے تم سے کہا
تھا کہ ہماری طرف سے سید بادشاہ سے عرض کرنا بات وہی ہے جس
میں رضامندی پروردگار کی ہو چاہے اپنا نفس خوش ہو یا بیزار اور
ہم بھی سب اُسی میں راضی ہیں جو سید بادشاہ نے فرمایا بعد اس کے ارباب
موصوف شہر والوں کی طرف مخاطب ہوئے اور جو کچھ حضرت علیہ الرحمۃ
نے اُن کے جواب میں فرمایا تھا وہ تمام وکمال اُن کے آگے بیان ،
کیا مگر یہ جواب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کا سُن کر وہ لوگ متفکر
اور متردد ہوئے اور موافق خواہش دل کے خاطر جمع ان کی نہ ہوئی
اور کہنے لگے کہ سید بادشاہ تو ولی شخص اور اللہ والے لوگ ہیں جو کچھ کہ
فرمایا اُنہوں نے بجا فرمایا ہماری تو صرف یہ غرض تھی کہ جو سید بادشاہ
یہاں کے حاکم ہوتے تو ہم رعایا لوگ آرام اور چین سے اپنی گذران کرتے
اور درانیوں کے جور و جفا سے نجات پاتے مگر سید بادشاہ اپنے کار
وبار کے مختار ہیں جو کچھ اپنے نزدیک بہتر جانیں وہ کریں اس میں ہم
ناچار ہیں اسی طور سے اور اُنہوں نے باتیں کیں پھر ارباب موصوف سے
رخصت ہو کر اپنے اپنے گھر کو گئے اور خوانین سمہ کے اور قندہاری ،
بھائی اپنے اپنے ڈیرے کو روانہ ہوئے یہ حال شہر کے سٹھوں

نے جو دیکھا کہ شہر کے نامی لوگ سید بادشاہ کے پاس جاکر اور
لاجواب ہوکر پلٹ آئے اور کچھ مطلب نہ بنا لائے تو آپس میں
صلاح و مشورہ کرکے اُسی روز بعد نماز مغرب کے اُنھوں نے ایک
سیٹھ کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا سو وہ آپ کے پاس آکر
حاضر ہوا اور کچھ میوہ اور کچھ زرنقد حضرت علیہ الرحمۃ کی نذر کیا اور
وہ میوہ کئی ٹوکروں میں تھا اُن میں سیب اور انار اور انگور اور پستہ و
بادام بھی تھے اور کشمش اور ناسپاتی اور بہی بھی تھی اور بعضے میوے اُن میں
ایسے تھے کہ ان کے نام یاد نہیں اور زرنقد کی مقدار معلوم نہیں اور
عرض کی کہ کچھ تنہائی میں آپ سے عرض کرنی ہے اس وقت جو لوگ
وہاں حاضر تھے سوائے پیرے والوں کے حضرت نے سب کو رخصت کیا اور
اس سیٹھ سے کہ نام اس کا بذرام تھا پوچھا کہ کیا کہتے ہو بیان کرو اُس
نے عرض کی کہ شہر میں مشہور ہے کہ سید بادشاہ سردار سلطان محمد خاں
کو یہاں کی ریاست اور حکومت پھر دیتے ہیں سو یہ خبر سن کر یہاں
کے سب سیٹھوں کو بڑا تردد اور اندیشہ ہوا کہ ہم تو سید بادشاہ
کے یہاں تشریف لانے سے بہت خوش ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے
ایسے منصف اور خدا ترس اور غریب پرور حاکم کو یہاں بھیجا

اب ہم لوگ آرام و چین سے گذران کرینگے اور اب یہ مشہور ہے،
سو اس لئے سب سٹھوں نے اپنی طرف سے واسطے دریافت کرنے،
اس حال کے مختار کا کر کے مجکو بھیجا ہے کہ جس صورت سے سید بادشاہ
راضی ہوں اس صورت سے راضی کرو اور یہاں سے جانے نہ دو سو
خدمت شریف میں میری عرض یہ ہے کہ آپ کس لئے یہ ملک سردار،
سلطان محمد خاں کو دیتے ہیں اگر یہ سبب ہے کہ آپ کے پاس فوج
ولشکر کم ہے اور اس کے لئے لشکر بہت چاہئے اور اس کے انتظام
کو خزانہ بھی بہت چاہئے تو اس کا اندیشہ آپ کچھ نہ کریں صرف آپ
کے فرمانے کی دیر ہے میں آپ ہی کے پاس حاضر ہوں اور جس قدر روپیہ
آپ فرماویں دو گھڑی کے عرصے میں اسی جگہ روپوں کا ڈھیر لگادوں
اور اُدہر آپ نوکر رکھنا شروع کردیں جس قدر حاجت ہو نوکر رکھ
لیں اور اگر سوا اس کے اور کوئی سبب ہو اُس کی بات آپ جانیں یہ
گفتگو کر کے وہ منتظر جواب کا ہوا حضرت اس کی عالی ہمت کی
باتیں سن کر اس کو بہت شاباشی دی اور فرمایا کہ سیٹھ جی تم
بڑے لئیق اور خیر خواہ شخص ہو جو کام تمہارے لائق تھا اس
میں تم نے کچھ کوتاہی نہیں کی ہم اس امر میں بہت تم
سے خوش ہیں اور فرمایا کہ سیٹھ جی تم یہ بات اچھی

اچھی کہتے ہو جو حاکم ملک گیری کا ارادہ رکھتے ہیں اُن کے کام کی
ہے اور ہم اُن حاکموں میں نہیں ہیں ہم اپنے مالک کے فرماں بردار ہیں جو
کچھ کام ہم لوگ کرتے ہیں سو اسی کی مرضی کے موافق کرتے ہیں اگرچہ
لوگوں کے روبرو ظاہر میں کچھ نقصان نظر آتا ہو یا فائدہ اس سے کچھ غرض نہیں
ہمارے مالک کا حکم ہے کہ کوئی شخص کیسا ہی اپنا قصور مند ہو مگر جب
وہ اس سے توبہ کرے اور اپنی خطا کا عذر کرے تو اس کی خطا معاف
کرنی چاہئے اور عذر اُس کا قبول کرنا لازم ہے اگرچہ اُس نے تو بہ
دغابازی سے کی ہو اس بات سے ہم کو کچھ کام نہیں وہ جانے اور اُس
کا خدا جانے اور مال اُس کا بزور لینا درست نہیں ہوتا ہے سو ہمارا اور
سردار سلطان محمد خاں سے اسی طور کا معاملہ ہے جو ہم نے تم سے بیان
کیا اور جو تم لشکر اور خزانے کا بیان کرتے ہو سو اس بات کا ہم کو
کچھ اندیشہ نہیں چاہے ہو یا نہ ہو کیونکہ ہمارے مالک کے یہاں سب کچھ
ہے کسی چیز کی کمی نہیں جو وہ اپنا کام ہم سے لیگا تو فوج و لشکر و
خزانہ بدون مانگے بہتر عنایت کریگا اور جو تم لوگ یہ خوف کرتے ہو وہ
ہم کو تباہ اور خراب کرینگے یہ تمہارا وہم اور خیال ہے اس بات کا
تم کچھ اندیشہ نہ کرو کسی ریاست میں حاکموں کا یہ دستور نہیں کہ

سیٹھوں ساہوکاروں کو تباہ کریں کیونکہ ان کے سبب سے آبادی
اُن کے شہر کی اور ملک کی ہوتی ہے اور اُن کے بڑے بڑے کام سیٹھوں
ساہوکاروں سے نکلتے ہیں جو سیٹھوں ساہوکاروں کو تباہ او خراب
کریں تو انھیں کا نقصان ہے اور کوئی سیٹھ اور ساہوکار اُن کی
ریاست میں بود و باش اختیار نہ کرے اور اسی طرح کی بہت باتوں
سے حضرت نے اُس کو سمجھایا اور اُس کو تسلی دی کہ وہ سمجھ کر لاجواب
ہوکر کہنے لگا کہ آپ سچے اللہ والے لوگ ہیں آپ کی باتوں کا کون
جواب دے سکتا ہے جو کچھ آپ فرماتے ہیں سب بجا ہے بعد اس کے
حضرت سے رخصت ہوکر وہ اپنے مکان کو گیا پھر اس کے اگلے روز
کچھ دن چڑھے ارباب فیض اللہ خاں نے آکر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت
بابرکت میں عرض کی کہ اُس دن آپ نے مجھ سے ارشاد کیا تھا کہ ابھی
ٹھہر جاؤ ہم تم کو معقول جواب دے کر رخصت کرینگے سو موجب فرمانے
آپ کے ٹھہر گیا اب اُس جواب با صواب کا منتظر ہوں جو کچھ ارشاد ہو
عمل میں لاؤں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی جہاں اتنا ٹھہرے
وہاں دو روز اور تامل کرو انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں ضرور ہم جواب دے
کر آپ کو رخصت کرینگے یہ بات مسرت آیات سُن کر وہ راضی ہوئے
اور اپنے مکان پر جہاں اُترے تھے گئے پھر اسی روز رات کو بعد

نماز عشاء کے حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے بعض مشیروں کو جن کو
پہلے اسی امر میں بلایا تھا طلب فرمایا جن کے نام آگے لکھے گئے ہیں پھر
وہ سب صاحب آکر حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس رات کو جو ہم
نے سردار سلطان محمد خاں کے باب میں تم سے مشورہ کیا تھا اور اسی کے
جواب دینے کے لئے ارباب فیض اللہ خاں کو ٹھہرایا تھا سو وہ آج ہمارے
پاس اُسی جواب لینے کو آئے تھے ہم نے دو روز اور اُن کو روک رکھا
ہے سو اب تم سب بھائیوں کی کیا مرضی ہے کہ کس صورت سے ملاقات
کرنا ٹھہراویں۔ اور ہمارے خیال میں تو یوں آتا ہے کہ شہر کے باہر
ہزار خانے کے میدان میں ادہر سے کچھ ہم لوگ ہم لے کر جاویں اور ادہر
سے کچھ لوگ لے کر سردار سلطان محمد خاں آویں ملاقات ہو جاوے
اب آگے جو تم بھائیوں کی رائے میں آوے بیان کرو جون سی صلاح
بہتر ہو وہ عمل میں لاویں یہ بات سُن کر سب کی طبیعت میں تردد اور
اندیشہ پیدا ہوا کہ حضرت اس طرح بے تکلفانہ ملاقات کرنی
فرماتے ہیں اور وہ درانی لوگ مکار اور دغاباز مشہور ہیں کہ
حاجت بیان کی نہیں اس کا جواب تو سمجھ بوجھ کر دینا چاہیئے پھر
ان میں سے ارباب بہرام خاں اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

نے عرض کی کہ حضرت اس وقت تو آپ معاف رکھئے مگر کل انشاء
اللہ تعالیٰ اس کا جواب ہم آپ کو دینگے اگر پسند آوے قبول فرمانے
والا آپ کو اختیار ہے یہ ان کا کہنا آپ کو بہت پسند آیا اور فرمایا
کہ بہت خوب اچھا کہا تم نے پھر آپ نے ان کو رخصت فرمایا وہ
اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اگلے روز سویرے سب مولانا صاحب مولانا
محمد اسماعیل صاحب کے ڈیرے پر جمع ہوئے اور سب نے مشورت
کرکے یہ بات ٹھہرائی کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے بے تکلفانہ سردار سلطان
محمد خاں سے ملاقات کرنی فرماتے ہیں یہ بات تو غیر مناسب معلوم ہوتی
ہے اگر پہلے دو تین ملاقاتیں اُن سے مولانا صاحب کریں ان کا رویہ معلوم
ہو جاوے بعد اس کے حضرت ملاقات کریں تو مضائقہ نہیں اور اسی بات
پر سب نے اتفاق کیا اور رات کو بعد نماز عشاء کے حضرت علیہ الرحمۃ کی
خدمت میں جاکر حاضر ہوئے آپ نے ان سے وہ جواب طلب کیا سب کی
طرف سے مولوی مظہر علی صاحب نے وہی حال مشورت کا گذارش کیا
حضرت نے فرمایا کہ جزاک اللہ بہت خوب جواب تم نے دیا پھر اسی وقت
آپ نے ارباب فیض اللہ خاں کو بُلا کر وہ حال بیان کیا کہ اس طور سے
ملاقات کرنی تمہارے سردار سے ہم نے ٹھہرائی ہے کہ اول میاں صاحب
یعنی مولانا محمد اسماعیل صاحب سے وہ ملاقات کرلیں پھر ہم سے کریں

یہ بات ارباب فیض اللہ خاں کو نہایت پسند آئی اور عرض کی کہ آپ
نے بہت ہی مناسب صورت ملاقات کی فرمائی مگر اس امر میں کچھ خادم کی رائے
ناقص میں آتا ہے اجازت ہو تو گزارش کروں آپ نے فرمایا کہ ہاں خان
بھائی جو آپ کے دل میں ہو وہ بھی کہئے اُنھوں نے عرض کیا کہ عرض میری
یہ ہے کہ آپ مولانا صاحب اور ہمارے سردار کی ملاقات نہر ارخلے میں
مقرر فرماویں جہاں میرا غریب خانہ ہے اور مجکو اجازت ہو کہ میں آپ کی
طرف سے یہی بات جاکر اپنے سردار سے گزارش کروں حضرت علیہ الرحمۃ
نے فرمایا کہ سبحان اللہ بہت اچھی بات تم نے کہی ہماری طرف سے تم کو اجازت
ہے وہیں اپنے سردار کو لاکر میاں صاحب سے ملاقات کرواؤ مقصود تو
ملاقات سے ہے کہیں ہو پھر یہی بات واسطے ملاقات کی ٹھہری بعد اس کے
حضرت نے ارباب فیض اللہ خاں اور سب صاحبوں کو رخصت کیا سب
اپنے اپنے ڈیرے پر تشریف لے گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ بھی سو رہے
پھر صبح کو بعد نماز کے تیار ہو کر ارباب فیض اللہ خاں آئے اور حضرت
سے مصافحہ کرکے رخصت ہو کر سردار سلطان محمد خاں کے لشکر کو گئے اور
دوسرے روز بعد نماز عصر کے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آکر حاضر
ہوئے اور گزارش کی کہ جو کچھ آپ نے ملاقات کے باب میں مجھ سے
ارشاد کیا تھا وہ میں نے سردار سلطان محمد خاں سے جاکر عرض

کیا انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ خیر اب تم اپنے دیرے کو جاؤ آپس میں صلاح کرکے اس کا جواب تم کو دینگے اور کل تم کو سید بادشاہ کے پاس بھیجینگے پھر میں وہاں سے دیرے پر گیا کئی گھڑی کے بعد پھر انھوں نے مجکو بلایا میں جاکر حاضر ہوا اُس وقت اُن کے دونوں بہائی سردار پیر محمد خاں اور سردار سید محمد خاں اور اُن کے بھتیجے حبیب اللہ خاں بیٹھے تھے سردار ممدوح نے مجھ سے فرمایا کہ کاکا جو تم سید بادشاہ کا پیام لائے تھے وہ ہم نے اُن سے بیان کیا سو اس کے جواب میں ان صاحبوں نے بہت سی رد و بدل کرکے گفتگو کی سوان باتوں سے تو کچھ غرض نہیں آخر کو انھوں نے ہم سے کہا کہ تم کو ملاقات کرنی سید بادشاہ سے چاہئے اس لئے کہ جو کچھ تم نے کاکا فیض اللہ خاں کی زبانی عہد و پیمان اور قبول و اقرار کا وکالتہً کہلا بھیجا ہے سو وہی سب سید بادشاہ سے بالمشافہ وقت ملاقات کے عرض کرو اور مولانا صاحب ممدوح کی ملاقات کرنے سے تو کچھ کام نہ نکلے گا ملاقات کرنی نہ کرنی دونوں برابر ہیں یہ تمام تقریر سردار ممدوح کی سُن کر میں نے چاہا کہ کچھ گفتگو اپنی طرف سے کروں مگر مناسب نہ جانا کہ مبادا ان کے بھائیوں اور بھتیجے کو گمان ہو کہ اپنی طرف سے باتیں بناتے ہیں یہی سوچ کر میں کچھ نہ بولا انھیں کی گفتگو کو تسلیم کیا اور اُن سے میں نے کہا کہ صبح

جاؤنگا اور یہ آپ کا پیام سید بادشاہ کو پہنچاؤنگا اس کے جواب
میں جو کچھ وہ ارشاد کرینگے ویسا آکر تم سے کہونگا سو آج اس
وقت یہی حال عرض کرنے کو آپ کی خدمت شریف میں آیا ہوں
اب اس کے جواب میں جو کچھ آپ فرماویں وہ جاکران سے گذارش
کروں یہ گفتگو ارباب فیض اللہ خاں کی سن کر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ تمہارے سردار اپنی فہم کے موافق اچھا کہتے ہیں مگر جو ہم نے یہ تدبیر
ٹھہرائی ہے کہ وہ پہلے میاں صاحب یعنی مولانا صاحب سے ایک دو
ملاقاتیں کرلیں بعد اس کے ہم سے ملاقات کریں اس میں کسی بات کا
اندیشہ نہ کریں بلکہ اس میں اپنا فائدہ جانیں اول تو یہ کہ ہمارے لشکر
کے اکثر بھائی لوگ اُن کی اول کی عادت بدعہدی اور بیوفائی یاد کرکے
دغدغہ اور شبہہ رکھتے ہیں وہ ان کے دلوں سے نکل جاوے اور دوسرے
یہ کہ ان کو ہمارے حکم کو بلا دغدغہ اور بلا انکار قبول کرنا چاہئے کہ یہ
امر اطاعت کا ہے اور اس میں جانبین کے تمام شبہات دفع ہو جاوینگے
اسی بات پر تم جاکران کو راضی کرو یہ تقریر پر تاثیر حضرت علیہ الرحمۃ
کی ارباب ممدوح کو بہت پسند آئی اور عرض کی کہ اب تو میں آج
اپنے ڈیرے پر سو رہونگا صبح کو انشاء اللہ تعالیٰ یہ حال آپ کی طرف
سے سردار ممدوح کی خدمت میں جاکر گذارش کرونگا یہ کہہ کر وہ اپنے

دیر سے پیر گئے صبح کو بعد نماز کے آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت
ہو کر اپنے سردار موصوف کے پاس گئے اور اسی روز بعد نماز ظہر کے
پھر آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوئے اور اسی وقت حضرت
بھی نماز پڑھ کر حویلی میں تشریف لائے تھے پھر ارباب موصوف نے عرض
کی کہ میں نے اس وقت جاکر اپنے سردار ممدوح کو آپ کا پیام ہدایت
التیام پہنچایا اور اپنی طرف سے بھی فراز و نشیب اس امر کا بہت سا
سمجھایا کہ یہ بنا بنایا معاملہ لوگوں کے کہنے سننے سے بگاڑنا لازم نہیں آپ
کو سید بادشاہ کی اطاعت اور اپنا معاملہ نبانا منظور ہے یا اس معاملے
کو طول کرنا چاہتے ہو جیسا کہ سید بادشاہ نے فرمایا ہے وہی تم کو کرنا لائق
ہے اور جس قدر آدمیوں سے وہ بلادیں اُسی قدر آدمیوں سے جانا مگر یہ
کہنا اُن کے خیال شریف میں آگیا اور اُنھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کام
بہت خوب صلاح بتاتے ہو جیسا کہ چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ اب میں اس
میں کسی کی بات نہ مانونگا اور تمہارے ہی کہنے کے موافق کرونگا یہ فرماکر
اُنھوں نے وہیں میرے سامنے اپنے دونوں بھائیوں اور اپنے بھتیجے
حبیب اللہ خاں کو بلایا اور آپ کا پیغام ان کو سنایا اس میں پھر وہ
گفتگو کرنے لگے سردار موصوف نے اُن سے کہا کہ اب تم اس امر میں
کسی نوع کا چون و چرا نہ کرو جو کچھ سید بادشاہ نے فرمایا ہے اُسی

کو تسلیم کرنا ہم کو اور تم کو مناسب ہے پھر یہ کلام سردار ممدوح
کا سُن کر وہ بھی جبراً راضی ہو گئے پھر سردار ممدوح نے مجھ سے
فرمایا کہ اب جا کر سید بادشاہ سے میری طرف سے عرض کرو کہ آپ
کا فرمانا بسر و چشم منظور ہے اور کل کے روز تو معاف رکھیں پرسوں
جس وقت فرماویں اُس وقت میں ہزار خانے میں چل کر حاضر ہوں
اور جس قدر آدمی ارشاد کریں اُس قدر اپنے ہمراہ لاؤں یہ بات
پختہ کر کے پھر میں اپنے ڈیرے پر گیا وہاں کھانا کھایا پھر وہاں سے
میں آپ کے پاس آیا اب جو کچھ ارشاد ہو میں ان سے جا کر عرض کروں
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تمہارے سردار کا کہنا ہم کو منظور ہے
پرسوں سویرے ساٹھ ستر غازیوں سے میاں صاحب کو ہم بھیجینگے
اسی وقت وہ بھی اسی قدر آدمیوں سے وہیں آجاویں یہ اُن سے جا کر
کہو ارباب موصوف نے کہا کہ یہ پیغام تو میں زبانی آدمی کے کہلا بھیجونگا
اپنے مکان سے اور میں ابھی سے جا کر سب صاحبوں کی مہمانداری کا سامان
کرونگا پھر وہ حضرت سے رخصت ہو کر اسی وقت ہزار خانے کو گئے پھر
بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر اسی وقت ہزارخانے
کو گئے پھر بعد نماز مغرب کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا محمد اسماعیل
صاحب اور ارباب بہرام خاں کو بلایا اور جو ارباب فیض اللہ خاں

سے سردار سلطان محمد خاں کی ملاقات کے باب میں قول و قرار ٹھہرا تھا
بیان کیا کہ موافق کہنے تم سب صاحبوں کے ملاقات ہم نے ٹھہرائی ہے
اور مولانا صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پرسوں کے دن آپ کو ساٹھ
ستر آدمیوں سے ہزار خانے کو جانا ہوگا اس کا بند و بست کل کسی وقت
آپ کر رکھیں یہ فرما کر دونوں صاحبوں کو رخصت کیا وہ اپنے اپنے ڈیرے
پر تشریف لے گئے پھر اگلے روز مولانا صاحب ممدوح نے چند غازیوں
کو اپنی جماعت میں سے اور اسی قدر شیخ ولی محمد صاحب اور مولوی مظہر علی
صاحب اور پیر خاں صاحب موراشی والے اور قندھاریوں کی جماعت
سے غازیوں کو فرما دیا کہ کل کے روز تم کو ہمارے ساتھ سردار سلطان
محمد خاں کی ملاقات کو چلنا ہوگا یہ خبر حضرت کو ہوئی پھر آپ نے بھی
چاروں جماعت والوں کو بلا کر تاکید مزید فرما دیا کہ جس قدر تمہاری
جماعتوں سے آدمی میاں صاحب طلب کریں اس قدر اچھے اچھے چست و
چالاک آدمی اُن کے ہمراہ کر دینا پھر ان چاروں صاحبوں نے اپنی اپنی
جماعت میں جا کر جن جن غازیوں کو مناسب جانا اُن سے کہہ دیا کہ اپنے
ساز و سامان سے اور گولی بارود سے تیار رہو اور جس کے پاس کم ہو
وہ ہم سے اور لے لیوے کل مولانا صاحب کے ساتھ ہزار خانے کو جانا
ہوگا یہ حکم سُن کر سب جانے والوں نے اپنی اپنی درستی ساز و سامان

کی کرلی پھر اس کے اگلے روز بعد نماز ظہر کے ارباب فیض اللہ خاں
کا آدمی حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ سردار سلطان محمد خاں،
ہزارخانے میں داخل ہو گئے اب آپ بھی مولانا صاحب کو شتاب روانہ
فرماویں یہ خبر سن کر حضرت نے مولانا صاحب کو بلا کر فرمایا کہ وہاں
ہزارخانے میں سردار سلطان محمد خاں داخل ہو گئے اس عرصے میں اذان
عصر کی ہوئی سب نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھی بعد اس کے مولانا صاحب
لوگوں کو لے کر حضرت کے پاس رخصت کو آئے اور اجازت چاہی آپ نے دیر تک
جناب الٰہی میں دعا کی اور اجازت دی پھر سب آپس میں مصافحہ کر کے مولانا
صاحب کے ساتھ روانہ ہوئے ان ہمراہیوں میں جن صاحبوں کے نام
یاد ہیں وہ یہ ہیں حافظ وجیہ الدین پانی پتی اور انور خاں اور شیر محمد
خاں اور خدا بخش رامپوری اور لعل محمد اور معمور خاں اور چراغ علی
انبالے کے اور طالب خاں بنارسی اور شیخ فتح علی عظیم آبادی اور کریم بخش
بنارسی اور شیخ وزیر پھلتی اور منگل اور عمر خاں موراپُس کے اور
سلو خاں دینی اور ولی داد خاں اور شیخ نصر اللہ خورجے کے اور کریم بخش
اور شیر انداز خاں پنجابی اور نظام الدین اولیا پور کے اور احمد کشمیری
اور شیخ نصرت بانس بریلوی اور کریم بخش سہارنپوری اور مستقیم خاں
جہان آبادی اور نور محمد قندھاری، پہلے دار قندھاریوں سے ان میں

دو کے نام یاد ہیں ایک خان بہادر اور ایک مستقیم انہی" اور مولانا صاحب پیادہ پا تھے اور ایک تلوار اور ایک بندوق آپ باندھے تھے سبب اس کا یہ تھا کہ آپ جہاں کہیں تشریف لیجاتے تو اکثر پیادہ پا جاتے فقط واسطے رضامندی اپنے پروردگار کے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کی طرف سے مولانا صاحب کی ممدوح کی سواری میں ایک گھوڑا سمند جو کہ نہایت عمدہ مقرر تھا آپ اُس پر اکثر لوگوں کو سوار کر دیتے تھے چلتے چلتے جب قریب پہنچے تب وقت مغرب کا ہوا وہیں میدان میں سب نے نماز پڑھی پھر وہاں سے آگے چلے جب مقبل ہزار خانے کے پہنچے تب وہاں ایک جگہ کوئی پندرہ آدمی متعین کر دئے اس لئے کہ وہی سردار سلطان محمد خاں کے لشکر کے آنے کا رستہ تھا پھر مولانا صاحب آپ باقی آدمیوں سے روانہ ہوئے اور بستی میں تشریف لے گئے اور اُن لوگوں سے فرما گئے کہ اب کوئی درانیوں کے لشکر سے ادہر آنے والا نہیں ہے جو کہ آنے والے تھے وہ سردار سلطان محمد خاں کے ساتھ آگئے اب اگر کوئی غول سواروں یا پیادوں کا اُدہر سے آتے دیکھنا تو جلد ہم کو خبر کر دینا اور اُس وقت سردار سلطان محمد خاں اپنے لوگوں سمیت ہزار خانے کی گڑہی میں فروکش تھے اور گڑہی کے سامنے ایک باغ تھا اس میں ارباب فیض اللہ خاں نے فرش کروا رکھا تھا جب مولانا صاحب وہاں پہنچے تب ارباب فیض اللہ خاں نے

خیلاً آدمیوں سے آکر مولانا صاحب اور اُن کے ہمراہیوں کو فرش پر
بٹھایا اور اُس وقت تمام ہی لوگ قریب سو آدمی کے ہونگے کیونکہ کچھ
لوگ متفرق پیچھے سے ہی گئے تھے اور پھر سردار ممدوح کے پاس مولانا صاحب
کے آنے کی خبر کرنے کو گئے تھا اور جلد کچھ دیر میں وہاں سے آکر مولانا صاحب
سے عرض کی کہ میں نے سردار موصوف کو آپ کی اطلاع کی سو انھوں نے
فرمایا کہ مولانا صاحب کو یہیں گڑھی میں جا کر لاؤ دروازے تک میں بھی
استقبال کو چلونگا سو وہاں گڑھی میں ملاقات کرنی میرے نزدیک مناسب
نہیں معلوم ہوتی اور گڑھی کے دروازے پر جو میدان ہے یہ خوب جگہ
ہے اگر اجازت ہو تو آپ کی طرف سے کہہ کر سردار کو وہیں میدان میں
لاؤں مولانا صاحب نے اُن سے فرمایا کہ ہمارے نزدیک دونوں جگہیں
برابر ہیں جہاں کہو وہاں چلیں یہ بات تمہاری رائے پر ہے اُنھوں نے
کہا کہ وہیں میدان میں خوب ہے اور اپنے لوگوں سے کہا کہ وہیں میدان
میں جلد فرش کر دو یہ کہہ کر پھر وہ گڑھی میں گئے اور سردار ممدوح
سے عرض کی کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں اور کچھ تکلیف کرنا کیا ضرور
اُدھر سے گڑھی کے دروازے پر میدان میں آپ تشریف لاویں اِدھر سے
ہم چلینگے وہیں ملاقات کر لیں دونوں جگہیں آپ ہی کی ہیں یہ بات سُن
کر سردار ممدوح نے فرمایا کہ خیر یوں ہی سہی کیا مضائقہ ہے یہ کہہ کر
اُٹھ کھڑے ہوئے کہ چلو ارباب موصوف نے ایک آدمی مولانا صاحب کے

پاس بھیجا اُس نے آکر عرض کی اُدہر سے ارباب فیض اللہ خاں سردار کو لئے آتے ہیں ادہر سے آپ بھی تشریف لے چلیں یہ خبر سُن کر مولانا صاحب تشریف لے چلے اور سب لوگ قرابینیں اور چقماقیں لئے ہوئے آپ کے گرد ہولئے جب باغ سے نکل کر آگے بڑہے تب اُدہر گڑہی کے دروازے سے نکلتے ہوئے سردار ممدوح معلوم ہوئے پھر ادہر سے یہ چلے اُدہر سے وہ، فرش کے باہر دونوں صاحب ملے اُنھوں نے اور اِنھوں نے سلام علیک کرکے مصافحہ اور معانقہ کیا اور عافیت مزاج کی پوچھی، اُس وقت سردار موصوف کے ہمراہ ہمارے لوگوں سے کچھ آدمی زیادہ ہونگے پھر سردار ممدوح مولانا صاحب کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرش پر جا بیٹھے اور لوگ جانبین کے فرش کے گرد کھڑے ہوگئے اور وہ فرش سفید چاندنی تھی اور کچھ اس کے نیچے بھی بچھا تھا مگر یہ نہیں معلوم کہ ، شطرنجی تھی یا کچھ اور تھا اور ایک شمع فتیلہ سوز زمین پر سردار ممدوح کے آگے روشن تھی اور ایک شخص مشعل لئے فرش کے باہر کھڑا تھا اور چاندنی رات بھی تھی اور ملا نور محمد قندہاری اپنے لوگوں سے سردار سلطان محمد خاں کی پشت پر مسلح کھڑا ہوا تھا پھر سردار موصوف نے مولانا صاحب ممدوح سے باتیں کرنی شروع کیں اور باتیں فارسی میں کرتے تھے اور ہم لوگ فاصلے سے فرش کے باہر کھڑے تھے اس سبب سے صاف گفتگو فہم میں آتی نہ تھی مگر قرینے سے معلوم ہوتا

تھا کہ وہ خوشامد آمیز باتوں سے اپنی خطاؤں کا عذر کرتے تھے
اور مولانا صاحب کشادہ پیشانی ہوکر خوشی سے ان کو فارسی میں
جواب دیتے تھے اس عرصے میں اچھیں کی طرف سے ایک سپاہی کی
بندوق چل گئی مولانا صاحب جس طرح سردار موصوف سے باتیں
کرتے تھے اُسی طرح کیا کئے خبر ہی نہ ہوئے کہ کہاں کس کی بندوق
چلی مگر ہم لوگ تمام چونک پڑے اور قرابینوں اور چقماقوں کے پائے
چڑھاکر ہوشیار ہوگئے یہ حال دیکھ کر سردار ممدوح نے مولانا صاحب کا
ہاتھ پکڑ کر کہا کہ مولانا صاحب خیر شد خیر شد اور ارباب فیض اللہ خاں
سے کہا کہ کاکا دریافت کرو کس نے بندوق چلائی ارباب ممدوح اُس
کو تلاش کرنے لگے وہ سپاہی وہیں اپنے لوگوں میں رل مل گیا آخر کو
اور سپاہیوں نے اپنے الزام کے خوف سے اُس کو لاکر ارباب فیض اللہ
خاں کے روبرو لاکر حاضر کیا انھوں نے اُس سے بندوق چلانے کا
سبب پوچھا اُس کے مارے خوف کے حواس برجا نہ تھے ڈرتے
ڈرتے اُس نے کہا کہ میری بندوق کی چاپ چڑھی ہوئی تھی اور
انگلی میری لبلبی پر تھی میرے ہاتھ میں کسی کا دھکا لگ گیا لبلبی دب
گئی اس سبب سے بندوق چل گئی پھر یہی حال ارباب موصوف نے
سردار ممدوح سے آکر عرض کیا سردار نے سُن کر کچھ جواب نہ
دیا بعد اس کے سردار موصوف مولانا صاحب سے رخصت ہوکر گڑھی

کے اندر گئے اور مولانا صاحب وہاں سے باغ میں تشریف لائے بعد
اس کے ارباب فیض اللہ خاں نے آکر عرض کی کہ کھانا تیار ہے پہلے
آپ اور آپ کے لوگ کھالیویں پھر میں سردار کو اور اُن کے لوگوں
کو جاکر کھلاؤں مولانا صاحب نے فرمایا کہ تم انھیں کو جاکر کھلاؤ ہم
تو اب رخصت ہوتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ خیر آپ کو اختیار ہے تشریف
لے جاویں میں آپ کا کھانا وہیں ڈیرے پر پہنچاؤنگا پھر مولانا صاحب
وہاں سے روانہ ہوئے پہر سوا پہر رات گئے ڈیرے پر آئے اور سب کے ساتھ
مسجد میں جاکر اور وضو کر کے مولانا صاحب نے نماز عشاء کی پڑہی پھر بعد
فراغ نماز کے اپنے ڈیرے پر آئے اور لوگ اپنے اپنے ڈیروں پر گئے اس
کے گھڑی دو گھڑی کے بعد تین یا چار بہنگیوں میں کھانا ارباب فیض اللہ
خاں کے یہاں سے مولانا صاحب کے ڈیرے پر آیا اور وہ کھانا حلوا
تھا اور اُس میں میوہ مغز بادام اور پستہ اور کشمش وغیرہ بکثرت
پڑا تھا اور پھر مولانا صاحب نے وہ کھانا رکھ لیا اور اُن لانے والوں
کو رخصت کر دیا پھر کسی شخص کی زبانی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
کہلا بھیجا کہ میں ہزار خانے سے سردار سلطان محمد خاں سے ملاقات
کر کے آگیا ہوں رات زیادہ گئی ہے اس سبب سے خدمت شریف
میں حاضر نہیں ہوا انشاء اللہ تعالیٰ کل جو کچھ حال ہے عرض کرونگا
اور ارباب فیض اللہ خاں نے کئی بہنگی کھانا بھیجا ہے سو وہ میرے پاس

موجود ہے جو کچھ ارشاد ہو ولیا کیا جاوے یہ حال سُن کر حضرت
نے زبانی اُسی آدمی کے کہلا بھیجا کہ میاں صاحب سے کہہ دو کہ جو لوگ
آپ کے ہمراہ گئے تھے اُنھیں کو بلا کر وہ کھانا تقسیم کر دو اس کے وہی
مستحق ہیں یہ خبر سُن کر مولانا صاحب نے اُنھیں صاحبوں کو بلوا کر وہ
کھانا تقسیم کر دیا پھر وہ لوگ اپنا اپنا حصہ اپنے اپنے ڈیرے پر لے گئے
اور کھانا افراط سے تھا ایک ایک آدمی کو اتنا کھانا ملا تھا کہ باخوبی دو
تین آدمی شکم سیر ہو جاویں پھر اُنھوں نے اپنے ڈیرے کے آدمیوں کو
بھی تھوڑا تھوڑا تقسیم کیا اور اُنھوں نے بھی کھایا پھر جب صبح کی اذان
ہوئی سب لوگ وضو کر کے مسجد میں حاضر ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ بھی
اور مولانا صاحب بھی تشریف لے گئے پھر حضرت نے نماز پڑھائی بعد فراغ
نماز کے حضرت حویلی میں تشریف لے گئے پیچھے سے مولانا صاحب بھی جا کر
حاضر ہوئے اور السلام علیک کر کے اور مصافحہ کر کے بیٹھ گئے اور جو کچھ
سردار سلطان محمد خاں سے وقت ملاقات کے گفتگو ہوئی تھی سب
بیان کی اور کہا کہ میں نے سردار ممدوح سے جو انھوں نے بیس ہزار
روپوں کا یہاں دینے کہے تھے ذکر کیا اس کے جواب میں انہوں نے
کہا کہ جب سید بادشاہ سے ہماری ملاقات ہو گی اُس وقت روپے

آپ کو مل جاوینگے اور باقی موافق اقرار کے سنبت نگر میں پہنچینگے اور
دس ہزار بخارا میں پہنچینگے اور وقت رخصت کے یہ بھی اُنھوں نے کہا
کہ ابھی آپ سے اور بھی کچھ باتیں کرنی ہیں کل جب آپ دوسری ملاقات
کو آوینگے تب کرینگے میں نے اُن سے کہا کہ کل تو جمعہ ہے میرا آنا نہ ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ پیر سوں شنبہ کو آؤنگا حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ
نے اچھا کہا کہ آج نماز جمعہ کی پڑھ لو پھر کل چلے جانا پھر مولانا صاحب
حضرت علیہ الرحمۃ سے رخصت ہوکر اپنے ڈیرے پر آئے اور حضرت ا
کھانا منگواکر اور تناول فرماکر کچھ دیر سورہے قریب دوپہر کے اُٹھکر
نور بخش جراح کو بلاکر اور حلق سر اور لبیں کترو ا اور ناخن ترشوا اور
نعلیں بنواکر اور غسل کرکے اور پوشاک بدل کر جامع مسجد میں کہ درمیان
شہر کے ہے تشریف لے گئے اور وہ مسجد محبت خاں کی مشہور ہے
اور سب لشکر کے لوگ بھی گئے اور نماز شہر کے قاضی نے پڑھائی پھر
بعد فراغ نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ تو اپنے ڈیرے پر تشریف ،
لائے اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی نے سورہ صف کا اُسی
مسجد میں وعظ فرمایا اور وہاں تین جمعہ پڑھنے کا اتفاق ہوا اور تینوں
جمعہ کو اُنھوں نے وعظ کہا اور لوگوں کو فارسی میں بھی سمجھاتے تھے
اور ہندی میں بھی اور اس طرح اُن کے وعظ میں رقت تھی کہ

کہ اکثر آدمی وعظ سُن کر زار زار روتے تھے اور ہر جمعہ کو جہاد ہی
کا وعظ کہا پھر اس روز جب بعد فراغت وعظ کے مولوی صاحب نے
دعا کی تب شہر کے لوگوں نے آپ سے مصافحہ کرنا شروع کیا پھر
وہاں سے اپنے ڈیرے پر تشریف لائے پھر اسی روز رات کو بعد نماز
عشا کے حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا صاحب کو بلا کر خلوت میں کچھ باتیں
کیں ہم لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا باتیں تھیں مگر بعضے بعضے قیاس
سے کہتے تھے کہ مولانا صاحب کو سردار سلطان محمد خاں کی ملاقات کو
جاوینگے شاید کہ اسی امر کی کچھ باتیں ہونگی واللہ اعلم پھر مولانا صاحب
رخصت ہو کر اپنے ڈیرے پر تشریف لے گئے اور حضرت نے کھانا منگوا کر
تناول فرمایا پھر سو رہے جب اذان فجر کی ہوئی تب وضو کر کے مسجد میں
تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھا کر حویلی میں آئے اور مولانا صاحب
نے اپنے ڈیرے پر جا کر لوگوں کو کہلا بھیجا کہ پہر کے اندر اندر کھانا کھا
کر سب لوگ کمر باندھ کر تیار ہو کر آ جاویں پھر جب سب لوگ آ کر جمع
ہو گئے تب مولانا صاحب حضرت کے پاس تشریف لے گئے اور مصافحہ
کر کے اور لوگوں کو ساتھ لے کر پیادہ پا ہزار خانے کو روانہ ہوئے
اور اُس روز بھی وہی غازی تھے جو اول ملاقات کو گئے تھے اور مولانا
صاحب کمر میں تلوار باندھے تھے کندھے میں ایک بندوق پڑی تھی جب
وہاں قریب ہزار خانے کے پہنچے تب جو لوگ ارباب فیض اللہ خاں کے

خبر گیری کو متعین تھے اُنہوں نے ارباب موصوف کو خبر کی کہ مولانا صاحب
آتے ہیں وہ چند آدمیوں سے استقبال کو آئے اور مولانا صاحب سے
ملاقات کی اور اپنے ساتھ لے گئے اور اُسی باغ میں جس میں پہلے اُتارا
تھا اُتارا اور کہا آپ تو تشریف لائے مگر سردار ابھی نہیں آئے پھر کھانے
کو پوچھا مولانا صاحب نے کہا کہ ہم سب لوگ کھانا کھا کر چلے تھے پھر اُس
باغ میں مولانا صاحب اتنا ٹھہرے کہ نماز ظہر اور عصر کی وہیں پڑھی اور
ارباب موصوف بھی وہیں رہے بعد اس کے ایک آدمی دوڑا ہوا آیا بعد اس
کے ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور ارباب ممدوح کو خبر دی کہ سردار کی سواری
آتی ہے یہ سُن کر وہ جلد اٹھے اور اپنے چند آدمیوں سے اُن کے استقبال
کو گئے اور وہاں سے لاکر گڑھی میں اُتارا اور کچھ دیر کے بعد پھر باغ میں
مولانا صاحب کے پاس آئے اور عرض کی کہ سردار صاحب نے فرمایا ہے
کہ گڑھی کے دروازے پر پہلی ملاقات کی جگہ فرش کروایا ہے وہیں مولانا
صاحب کو لاؤ وہیں ہم بھی چل کر ملاقات کرلیں سو آپ کو اطلاع کرنے کو
آیا ہوں اب میں جاکر گڑھی سے سردار صاحب کو لاؤں اور ادھر سے
آپ تشریف لے چلیں یہ کہہ کر ارباب ممدوح سردار موصوف کو لانے
کو گئے اور ادھر باغ سے مولانا صاحب اپنے لوگوں سے تیار ہو کر روانہ
ہوئے جب باغ سے باہر نکلے اُدھر گڑھی کے دروازے سے سردار ممدوح

نکلے دونوں صاحب اول ملاقات کی جگہ باہر فرش کے ملے اور سلام علیکم اور مصافحہ کر کے اور عافیت مزاج کی پوچھ کر فرش پر تشریف لے گئے اور وہیں دونوں صاحب بیٹھے اور باتیں کرنے لگے اور لوگ جانبین کے کنارے فرش کے کھڑے ہوئے اور اس روز مولانا صاحب سے سردار ممدوح نے وہی عہد و پیمان اپنے کی باتیں بالمشافہ کیں جو سردار ممدوح کی طرف سے ارباب فیض اللہ خاں نے وکالتہً حضرت علیہ الرحمۃ سے کی تھیں اور بعد اس کے یہ بھی عرض کی کہ مجھ سے اور آپ سے دو ملاقاتیں ہوئیں اب سید بادشاہ کی ملاقات باقی رہی ہے سو جس روز جس وقت سید بادشاہ واسطے ملاقات کے یاد کریں میں حاضر ہوں اور قریب مغرب تک مولانا صاحب اور سردار موصوف سے باتیں ہوتی رہیں پھر سردار وہاں سے اٹھ کر گڑھی میں گئے اور مولانا صاحب باغ میں آئے اور وہیں نماز پڑھی بعد اس کے ارباب فیض اللہ خاں مولانا صاحب کے پاس آئے اور الگ بیٹھ کر تنہائی میں کچھ باتیں کیں مگر ہم لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا باتیں تھیں بعد اس کے وہاں سے ہم لوگوں کے پاس دونوں صاحب آئے پھر مولانا صاحب نے رخصت چاہی انھوں نے عرض کی کہ کھانا تیار ہے کھا کر تشریف لے جاویں مولانا صاحب نے عذر کیا کہ کھانا ہم تو ڈیرے پر جا کر کھاوینگے انھوں نے کہا کہ خیر آپ کو اختیار ہے پھر مولانا

صاحب وہاں سے روانہ ہوئے پان چھ گھڑی رات گئے ڈیرے پر
آئے جماعت عشاء کی ہو چکی تھی پھر ان سب نے وضو کرکے اور مسجد میں
جاکر نماز پڑھی پھر لوگ سب اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور مولانا صاحب
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے اور سردار سلطان محمد خاں
سے وقت ملاقات کے جو گفتگو ہوئی تھی روبرو حضرت کے عرض کی اور یہی
حال گذارش کیا کہ سردار ممدوح نے مجھ سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے تو
دو ملاقاتیں ہو چکیں اب سید بادشاہ سے ملاقات کرنی رہی سو یہ بات انھیں
کی رائے پر شریف موقوف ہے جس روز مجکو یاد فرماویں میں حاضر ہوں حضرت
نے فرمایا کہ خیر جس طرح تم صاحبوں کی صلاح ہوگی اُس طرح دیکھا جاویگا
اسی عرصے میں کسی غازی نے مولانا صاحب سے جاکر کہا کہ آپ کے ڈیرے
پر ارباب فیض اللہ خاں کے آدمی کچھ کھانا لائے ہیں حضرت علیہ الرحمۃ نے
مولانا صاحب سے فرمایا کہ اب آپ ڈیرے پر جاویں اور اپنے ہمراہیوں کو بلاکر
کھانا بانٹ دیویں پھر مولانا صاحب اپنے ڈیرے پر آئے اور جو لوگ آپ
کے ساتھ گئے تھے ان کو بلوا کر وہ کھانا برابر حصہ لگا کر تقسیم کروا دیا ،
سب لوگ اپنے اپنے حصے لیتے ڈیرے پر لے گئے اور وہ کھانا وہی تھا
جو اول ملاقات کو آیا تھا یعنی حلوا اور پچیاں پھر اس کے اگلے روز
کچھ دن چڑھے ارباب فیض اللہ خاں آئے اور اپنے مکان پر کھول کر

حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور بعد سلام مصافحہ
کے عرض کی کہ سردار نے مجھکو بھیجا ہے کہ سید بادشاہ سے واسطے ملاقات
کے دن مقرر کر آؤ کہ جس روز یاد فرماویں میں حاضر ہوں سو جو کچھ آپ
ارشاد کریں وہ جاکر میں اُن سے عرض کروں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ اب تو جاکر اپنے مکان پر ٹھہرو رات کو ہم آپ سے باتیں کرینگے یہ بات
سن کر ارباب ممدوح اپنے مکان پر گئے اور ادہر حضرت علیہ الرحمۃ نے
کھانا منگواکر اور تناول فرماکر سو رہے پھر جب اذان ظہر کی ہوئی تب آپ
اُٹھے اور وضو کرکے اور سنتیں پڑھ کر مسجد میں گئے اور لوگوں کو نماز
پڑھائی پھر وہاں سے حویلی میں تشریف لائے اور اپنے مشیروں کو بلوایا
چنانچہ ان میں مولانا محمد اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور ارباب
بہرام خاں اور مولوی مظہر علی صاحب بھی تھے پھر سب کی طرف مخاطب
ہوکر فرمایا کہ سردار سلطان محمد خاں نے واسطے دن مقرر کرنے کے ارباب
فیض اللہ خاں کو بھیجا ہے سو کس قدر آدمیوں سے اور کس مقام اور کب
بلاویں جو کچھ تم سب صاحبوں کی تجویز میں بہتر معلوم ہو سو ہم سے
کہو اس لئے کہ مشورت سے کام کرنا سنت ہے والّا ہم کو تو کسی بات
کا اندیشہ نہیں کہو تو اپنے پروردگار پر توکل کرکے باتنے تنہا ہم اُن کے
لشکر میں چلے جاویں اور ملاقات کرکے چلے آویں اللہ تعالیٰ ہمارے
ساتھ ہے کچھ اندیشہ نہیں یہ بات سن کر آپس میں سب نے کچھ

کچھ گفتگو کی آخر کو یہ بات ٹھہرا کر ارباب بہرام خاں نے عرض کی کہ اس
مشورت میں اگر آپ اپنے لشکر کے سب افسروں اور سب خوانین سمہ کو
شریک کرلیں تو بہت مناسب ہے یہ بات ارباب ممدوح کی حضرت
علیہ الرحمۃ نے بہت پسند کی اور فرمایا کہ جب کہو تب ہم سب بھائیوں
کو بلوالیں انھوں نے عرض کی کہ اس وقت آپ سب کو کہلا بھیجیں کہ
بعد نماز عشا کے آکر جمع ہوں پھر اس وقت ایک پختہ بات ٹھہر جاویگی
پھر آپ نے سب کو رخصت کر دیا وہ اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور ادہر آپ
دو آدمی جماعت خاص کے بلا کر ایک کو اپنے لشکر کے افسروں کے پاس
اور دوسرے کو سمہ کے خوانین کے پاس یہ پیغام دے کر کہ سب صاحب
رات کو بعد نماز عشا کے ہمارے پاس آویں کچھ مشورت کرنی ہے بھیجا
وہ دونوں صاحب موافق ارشاد ہدایت بنیاد آپ کے سب کے پاس
حکم پہنچا آئے پھر سب بعد نماز عشا کے حضرت کے پاس آکر حاضر ہوئے
وہ یہ ہیں ایک تو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں اور
منشی خواجہ احمد حسین پوری اور میاں جی چشتی اور شیخ ولی محمد صاحب
اور مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی اور حاجی بہادر شاہ خاں رامپوری
اور حمزہ علی خاں لہاری کے اور خوانین سمہ سے یہ ہیں پنج خاں پنجتاری
اور فتح خاں زیدی کے اور اسمٰعیل خاں کلابٹ والے اور منصور خاں

۵ کی گڑھی

گڑھ یالے کے اور سرور خاں اماز ئی کے اور اسمٰعیل خاں اسمٰعیلے کے اور
اسند خاں اور تسکار خاں یہ دونوں بھائی ستیوے کے اور شدم کے مسکین خاں
اور کنڈغر کے نسیم خاں اور تورو کے دلیل خاں اور باقی کے نام یاد نہیں
ہیں! آپ نے سب کی طرف مخاطب ہوکر ارباب فیض اللہ خاں کے آنے
اور دن ملاقات کا ٹھہرانے کے باب میں فرمایا کہ آپس میں مشورت کرکے
اس کا جواب ہم کو دو سب نے آپس میں دیر تک بہت گفتگو کرکے یہ بات
مقرر کی کہ اس کا جواب انشاءاللہ تعالیٰ کل اسی وقت سمجھ بوجھ کر عرض
کرینگے پھر ارباب بہرام خاں نے سب کی طرف سے یہی عرض حضرت
کی خدمت میں کی کہ اس وقت آپ توقف فرماویں اس کا جواب کل
اسی وقت آپ کی خدمت شریف میں عرض کیا جاویگا آپ نے فرمایا
کہ بہتر ہے پھر سب کو رخصت کیا وہ اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اس کے اگلے
روز نماز ظہر کی پڑھ کر سب افسروں لشکر ظفر پیکر حضرت علیہ الرحمۃ
کے اور تمام خوانین فتوت آئین ملک سمی کے ارباب بہرام خاں کے ڈیرے
پر جاکر جمع ہوئے اور ارباب ممدوح سے کہہ کر وہیں مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور مولوی مظہر علی صاحب وغیرہم
کو بلوایا اور سب لوگ اسی امر میں اپنی اپنی فہم کے موافق گفتگو کرنے
لگے کسی نے کہا کہ دو سو غازیوں سے حضرت علیہ الرحمۃ جاویں اور تمام

ہی لوگوں سے سردار سلطان محمد خاں کو بلاویں اور کسی نے کہا کہ اتنی
جمعیت سے جانا کیا ضرور چالیس پچاس آدمی بہت ہیں اتنے ہی لوگوں سے
سردار ممدوح کو بلاویں کسی نے کہا کہ جب برابر ہے آدمیوں کی ہے تو
تو دس بارہ آدمیوں سے حضرت تشریف لیجاویں اور دس ہی بارہ
آدمیوں سے سردار موصوف کو بلاویں اور ملاقات کر لیویں اسی طور اپنی
فہم کے موافق اوروں نے بھی کہا اُن سب کی تقریر سُن کر مولانا صاحب
نے فرمایا کہ جو جو بات تم سب صاحبوں نے کہی ان سب صورتوں میں ملاقات
ہو سکتی ہے مگر ان سب صورتوں میں بڑی بڑی قباحتیں بھی ہیں چنانچہ
ایک قباحت اُن میں سے یہ ہے کہ دو بار حضرت کے فرمانے سے چند آدمی
لے کر میں سردار سلطان محمد خاں کی ملاقات کو گیا اور دونوں بار ان کی
طبیعت میں ایک نوع کی وحشت سی پائی جیسے کوئی خوف زدہ ہوتا ہے
اور حالانکہ وہ انھیں کا مکان تھا اور جب حضرت علیہ الرحمۃ ان صورتوں
مذکورہ سے اُن کو بلا دینگے اور آپ جاوینگے تو عجب نہیں کہ اُن کے
دل میں یہ وہم پیدا ہو کہ سید بادشاہ اتنے لوگوں سے تشریف لائے
ہیں ایسا نہ ہو کہ خفیہ ادہر ادہر کہیں اور لوگ لگا رکھے ہوں پھر اس گمان
سے وہ بھی اپنے لوگ خفیہ بلاویں اور اُن کی غداری اور مکاری یاد کرکے
یہی شبہہ ہماری طرف لوگوں میں واقع ہو یہ بھی خفیہ وہاں جا پہنچیں

تو ایک صورت بلوے اور فساد کی سی ہو جاوے اس بات کو تم سب اپنے
دل میں سوچ لو کہ اگر حضرت علیہ الرحمۃ جمعیت قلیل سے اُن کی ملاقات
کو جاویں اور تم سب اس سرائے گور رکڑی میں بیٹھے رہو بھلا یہ بات تم کو
گوارا ہوا اور بغیر وہاں گئے دل کو تسلی ہو یا نہ ہو اور جو بیقرار ہو کر بغیر)
اجازت کے وہاں جاؤ تو عدول حکمی ہو اور اطاعت میں فرق آوے سو
اپنا سا حال اُن کا بھی خیال کرنا چاہئے ان سب صورتوں سے یہ صورت
میرے ذہن میں بہتر اور مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ
ان کو کہلا بھیجیں کہ اپنے تمام سواروں اور پیادوں سے اُدہر سے تم آ ؤ
اور یوں ہی ادہر سے اپنے سب لشکر سے ہم آتے ہیں پھر ان کو اور اُن کو
اختیار ہے جتنی جمعیت سے چاہیں وہ آویں اور جتنی جمعیت سے چاہیں
یہ جاویں اس میں نہ اُن کی طرف کسی کو کچھ شبہہ ہوگا اور نہ ہماری طرف
کسی کو اس لئے ہر کوئی جانے گا کہ جو کچھ معاملہ ہوگا وہ ہمارے سامنے
ہوگا کسی کا ارمان باقی نہ رہیگا اور جو واسطے ملاقات کے جگہ معین کرنی
ہے سو حضرت یہ بھی انہیں کی رائے پر رکھیں اور دن مقرر کرنے کے لئے جو
کہتے ہیں سو جس روز مناسب جانیں اُس روز حضرت کو بلا بھیجیں یہ بات
تو میری رائے ناقص میں آئی آگے جو تم سب صاحبوں کو بہتر معلوم ہو
وہ کہو اور تم صاحب تو حضرت کے ہمراہ اتنے ہی تجویز کرتے ہو اور

حضرت علیہ الرحمۃ صرف اللہ پر توکل کرکے باتنے تنہا جانے کو مستعد ہیں
مگر تم صاحبوں کو یہ امر کب منظور ہوگا یہ تقریر مولانا صاحب کی سن کر
گویا سب کی آنکھیں سی کھل گئیں اور اس تقریر کی خوبی دلوں میں گویا
نقش ہوگئی اور سب نے کہا کہ سبحان اللہ اس سے بہتر تو ہمارے ذہن
میں کوئی صلاح نہیں معلوم ہوتی ہے پھر یہی تقریر سب نے پسند کی اور
کہا کہ یہی بات رات کو سید صاحب کے روبرو عرض کی جاوے پھر اسی
پر اتفاق کرکے سب اپنے اپنے ڈیرے پر گئے پھر بعد نماز عشا کے سب لوگ
جاکر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ نے ارباب
بہرام خاں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہو خان بھائی کل کے سوال کا کیا
جواب لائے اُنھوں نے سب کی طرف سے وہی جواب عرض کیا اور جو اس صلاح
کے خلاف میں مولانا صاحب نے قباحت بیان کی تھی وہ بھی عرض کی حضرت
علیہ الرحمۃ کو یہ جواب باصواب بہت پسند آیا اور آپ کے پسند کرنے سے سب
لوگ خوش ہوگئے پھر آپ نے فرمایا کہ صلاح تو تم صاحبوں کی بہت خوب
ہے ارباب فیض اللہ خاں سے بھی بلاکر یہی بات کہہ دینی چاہیئے وہ اس میں
کیا کہتے ہیں پھر اسی وقت ان کو بلوایا وہ آکر حاضر ہوئے حضرت نے
ارباب بہرام خاں سے فرمایا کہ خان بھائی جو صلاح تم سب بھائیوں
نے ٹھہرائی ہے وہ ارباب فیض اللہ خاں سے بھی کہہ دو اس واسطے کہ یہ

سردار سلطان محمد خاں کی طرف سے وکیل ہیں پھر ارباب بہرام خاں نے
وہی تقریر مذکور اُن سے کی اُنہوں نے بھی بہت پسند کی اور کہا کہ اگر
سید بادشاہ اس امر میں مجھ سے مشورہ لیتے تو میں بھی یہی صلاح دیتا
کیونکہ اس میں جانبین سے کسی کے دل میں کسی طرح کا دغدغہ اور وسوسہ
باقی نہ رہیگا پھر حضرت سے عرض کی کہ یہ صلاح تو ٹھہر گئی اب ملاقات
کا دن بھی معین کر کے مجکو رخصت فرمائیے کہ میں جاکر سردار موصوف سے عرض
کروں اور جو ملاقات کی جگہ مقرر کرنی آپ نے اُن پر موقوف رکھی تھی وہ
اُن سے ٹھہرا کر آپ کی خدمت میں عرض کروں حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
اب رات بہت گئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ کل اس کا جواب دے کر تم کو رخصت
کرینگے پھر مجلس برخاست ہوئی سب صاحب اپنے اپنے ڈیرے پر گئے اور
حضرت علیہ الرحمۃ بھی کھانا تناول فرما کر سو رہے پھر جب اذان صبح کی ہوئی
تب آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور سنتیں پڑھیں اور مسجد میں جاکر لوگوں
کو نماز پڑھائی اور بعد فراغ نماز کے حویلی میں تشریف لے گئے پھر کچھ دن
چڑھے ارباب فیض اللہ خاں کمر باندھ کر رخصت ہونے کو آئے اور رات
کے سوال کا جواب طلب کیا حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو ارباب بہرام خاں
نے رات کو تمہارے سامنے گفتگو کی ہے اُس کو اپنے سردار کے پاس جاکر
طے کر کے اور جگہ واسطے ملاقات کے معین کر کے ہمارے پاس آؤ پھر

دن بھی ہم تم سے کہہ دینگے اور جو لوگ اس وقت آپ کے پاس حاضر
تھے ان کو ہٹا کر تنہائی میں آپ نے ارباب فیض اللہ خاں سے باتیں کیں
مگر ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کیا باتیں تھیں پھر بعد اس کے ارباب ممدوح
آپ سے رخصت ہو کر اپنے سردار کے پاس گئے پھر اُس کے دوسرے یا
تیسرے روز وہاں سے آئے اور اپنے مکان میں اُترے اس لئے کہ حضرت
علیہ الرحمۃ کے پاس دن کو لوگوں کا ہجوم بہت رہتا تھا حضرت کے پاس
نہ آئے پھر رات کو بعد نماز عشا کے آکر حاضر ہوئے اور عرض کی جو کچھ
آپ نے ارشاد کیا تھا وہ پیام تمام وکمال میں نے جا کر روبرو اپنے سردار
کے گزارش کیا اُنھوں نے سن کر اپنے بھائی سردار سید محمد خاں اور سردار
پیر محمد خاں اور اپنے بھتیجے حبیب اللہ خاں کو بلوایا اور وہی پیام بیان
کیا کہ کاکا فیض اللہ خاں یہ پیام سید بادشاہ کے پاس سے لائے ہیں
وہ تینوں صاحب سن کر راضی ہوئے پھر میں نے عرض کی کہ واسطے ملاقات کے
جگہ ٹھہرانی سید بادشاہ نے تم پر رکھی ہے سو جہاں مقرر کرو وہاں
کا نام لے کر میں جا کر سید بادشاہ سے عرض کروں یہ بات سن کر
اُنھوں نے دیر تک آپس میں مشورت کی پھر سردار ممدوح نے مجھ
سے کہا کہ جگہ واسطے ملاقات کے ہم نے موضع باذر کے میدان میں ٹھہرائی
ہے کہو یہ کیسی جگہ ہے میں نے عرض کی کہ جگہ تو اچھی ہے مگر آپ کے لشکر

کے قریب ہے اس میں کلام کی جگہ ہے کیونکہ سید بادشاہ نے جو تمام،
لشکر سے آپ کو بلوایا ہے سو صرف اس لئے کہ جانبین کے لوگوں کے
دل سے شک وشبہہ نکل جاوے اور کسی طرح کا خطرہ باقی نہ رہے اور
جگہ مقرر کرنی اُنہوں نے تم پر رکھی سو تم بھی ایسی جگہ مقرر کرو کہ کسی کے
دل میں کچھ دغدغہ اور وسوسہ نہ گذرے اور وہ جگہ میرے نزدیک،
ہزار خانے کا میدان ہے اگر آپ کو پسند پڑے اس لئے کہ وہ جگہ تم دونوں
صاحبوں کے درمیان میں ہے نہ تم سے قریب اور نہ اُن سے آگے آپ
کو اختیار ہے جیسا فرماؤ ویسا میں جاکر عرض کروں یہ بات سُن کر
سردار نے پھر ان تینوں صاحبوں سے الگ بیٹھ کر مشورت کی پھر آکے
مجھ سے فرمایا کہ تم نے اچھی بات کہی البتہ اس جگہ میں اگر کوئی اعتراض کرے
تو کر سکتا ہے اس سے وہی ہزار خانے کا میدان بہتر اور مناسب ہے تم
یہی سید بادشاہ سے ہماری طرف سے جاکر عرض کرو کہ سردار نے ہزار خانے
کا میدان مقرر کیا ہے جب آپ یاد کریں تب وہ آکر حاضر ہوں پھر
میں اُن سے رخصت ہو کر آپ کی خدمت میں آیا اب جو دن آپ ٹھہراویں
وہ میں جاکر اُن سے عرض کروں حضرت نے فرمایا کہ خیر اب تو تم اپنے
مکان پر جاکر آرام کرو اس کا جواب ہم انشاء اللہ تعالیٰ کل تم کو دینگے
پھر یہ بات سُن کر ارباب ممدوح اپنے مکان پر گئے اور حضرت علیہ الرحمۃ

نے اُسی وقت مولانا صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب اور ارباب بہرام خاں
وغیرہم کو بلایا وہ سب آکر حاضر ہوئے آپ نے اُن سے تمام گفتگو اور
تقریر ارباب فیض اللہ خاں کی بیان کی کہ واسطے ملاقات کے سردار سلطان
محمد خاں نے میدان ہزارخانی کا تعین کیا ہے یہ بات سُن کر سب نے خوش
ہو کر کہا کہ جگہ تو اچھے موقع پر مقرر کی گئی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ارباب
فیض اللہ خاں کو انھوں نے واسطے ملاقات کے دن ٹھہرانے کو بھیجا ہے سو
جیسا تم صاحب مل کر تجویز کرو ویسا ہی ہم ان کو کہلا بھیجیں یہ بات سُن
کر سب نے عرض کی کہ ہم سب لوگ آپ کے فرماں بردار ہیں جس روز آپ
تشریف لے چلیں ہم سب پیادہ و سوار آپ کے ہمراہ رکاب ہیں اس
میں آپ ہی کی تجویز بہتر ہے جس دن مناسب جانیں کہلا بھیجیں یہ
جواب سُن کر آپ نے کچھ دیر سکوت کر کے فرمایا کہ خیر آج کے چوتھے روز ا
بلانے کو کہلا بھیجیں کہ سویرے دو گھڑی دن چڑھے وہاں وہ آجاویں
اس عرصے میں اپنے لشکر کے لوگ اپنے اپنے ساز و سامان کی درستی
کر لینگے سب صاحبوں نے عرض کی کہ بہت بہتر ہے یہی آپ کہلا بھیجیں
پھر اس کے اگلے روز کچھ دن چڑھے جب ارباب فیض اللہ خاں آپ کے پاس
آئے اور روز مقرر کرنے کے لئے عرض کی حضرت نے وہی اُن سے
فرمایا کہ اپنے سردار سے جا کر کہو کہ آج کے چوتھے روز دو گھڑی

دن چڑھے ملاقات کو تشریف لاویں یہ جواب باصواب سن کر اور
آپ سے رخصت ہو کر اپنے سردار کے پاس گئے اور اسی روز بعد نماز
ظہر کے مولانا محمد اسماعیل صاحب اور ارباب بہرام خاں دو ڈھائی سو
آدمیوں سے ملاقات کے میدان کو دیکھنے تشریف لے گئے اور خوب ہر
طرف گشت کر کے اور اس کا فراز و نشیب دیکھ کے وقت نماز
عصر کے اپنے ڈیرے پر آ گئے اس کے اگلے روز ارباب فیض اللہ خاں
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس پھر آئے اور عرض کی کہ میں نے آپ کا
پیام ہدایت التیام اپنے سردار کو پہنچایا انھوں نے منظور کیا اور
فرمایا کہ اس روز سویرے موافق فرمانے آپ کے وہاں آ کر ہم حاضر
ہونگے پھر میں نے اُن سے اپنے گھر جانے کی رخصت لی کہ وہاں کا بھی
مجھکو کچھ بندوبست کرنا ہے سو اس وقت صرف آپ کی اطلاع کرنے
کو آیا ہوں اب اگر اجازت ہو تو اپنے غریب خانے کو جاؤں آپ
نے آپ نے کہ بسم اللہ جایئے آپ کو اجازت ہے پھر وہ آپ سے
رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے پھر اس کے اگلے روز حضرت علیہ الرحمۃ
نے بعد نماز فجر کے اپنے تمام لشکر ظفر پیکر کے مجاہدین نصرت قرین
کو کہلا بھیجا کہ سب بھائی کل سویرے ہمارے ساتھ سردار سلطان
محمد خاں کی ملاقات کو چلنا ہوگا اور ملک سمی کے خوانین کو کہلا بھیجا

کہ سب بھائی کل سویرے اپنے اپنے ڈیرے سے تیار اور مسلح ہوکر
سردار فتح خاں پنجتاری کے ڈیرے پر جمع ہوں اور ارباب جمعہ خاں
کو اپنے پاس بلوا کر بتاکید مزید فرمایا کہ کل سویرے ہم تو سردار سلطان
محمد خاں کی ملاقات کو جاوینگے اور تم اپنے لوگوں سے بدستور سابق شہر
کے بند وبست میں خوب ہوشیار اور خبرداری سے رہنا اور اس گورگڑی
کی بھی با خوبی حفاظت رکھنا اُنھوں نے عرض کی کہ میرا تو بڑا اشتیاق
تھا کہ میں آپ کے ہمراہ رکاب چلتا لوگ میرے تو شہر کے بند وبست
کو بھی ہی مگر آپ کا فرمانا مجکو منظور ہے حضرت نے فرمایا کہ تمہارا
یہیں رہنا مناسب ہے پھر یہ سُن کر ارباب جمعہ خاں اپنے ڈیرے پر
گئے اور اپنے لشکر کے تمام مجاہدین اپنے اپنے ساز وسامان کی درستی
کرکے تیار ہو رہے پھر اس کے اگلے روز بعد نماز فجر کے تمام لشکر کے
لوگ کھانے پکانے میں لگے اور پہر دن چڑھے تک پکا کھا کر فارغ
ہو گئے اور خوانین سمہ کے اپنے اپنے لوگوں سے مسلح ہوکر فتح خاں کے
ڈیرے پر جاکر جمع ہوئے اور لشکر کے غازی لوگ کمریں باندھ کر اور
ہتیار لگا کر سرائے کے اندر میدان میں جمع ہوکر حضرت علیہ الرحمۃ کی
برآمد کے منتظر ہوئے پھر کچھ دیر میں حضرت علیہ الرحمۃ وضو کرکے اور
پوشاک پہن کر اور ہتیار لگا کر حویلی سے باہر نکلے اُس وقت آپ
کی کمر مبارک میں فقط ایک چھری اور ایک تلوار تھی اور یہ تلوار وہ تھی

جو ارباب بہرام خاں نے آپ کی نذر کی تھی اور چھوٹی ملا علی نے اور سرائے کی مسجد میں جاکر دوگانہ نماز کا ادا کیا اور آپ کو دیکھ کر اور بھی بہت صاحبوں نے دوگانہ نفل کا پڑھا پھر سر برہنہ کھڑے ہو کر حضرت علیہ الرحمۃ نے جناب باری میں ساتھ کمال عجز و انکساری اور الحاح کے دعا میں مشغول ہوئے اور طرح طرح کے الفاظ سے شاہنشاہ عالم پناہ کی خداوندی و پروردگاری اور عظمت و جباری اور اپنی محتاجی و خاکساری بیان کرنے لگے کہ کیفیت اس کی احاطہ تحریر و تقریر میں نہیں آسکتی ہے جو لکھوں یا بیان کروں کہ تمام حاضرین مجاہدین پر ایک حالت وجد کی سی ساری اور طاری ہو گئی تھی پھر بعد فراغ دعا کے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ وہاں سے تشریف لے چلے اور تمام مجاہدین نصرت قرین آپ کے ہمراہ رکاب ہوئے جب آپ فتح خاں پنجتاری کے ڈیرے پر پہنچے تب جو جو توابین ملک سمہ کے اپنی اپنی جماعت سے وہاں جمع تھے وہ بھی سب آپ کے ہمراہ ہوئے اور باہر پشاور کے جو گورستان ہے جہاں آخوند درویزہ بابا کی مزار پر انوار ہے اور وہاں سے موضع ہزار خانے قریب آدہ کوس کے ہوگا جب وہاں آپ کی سواری پہنچی تب آپ نے جاکر اس مزار فیض آثار کی زیارت کی اور وہاں سے کچھ دور آگے بڑھ کر گورستان کو

پشت پر دے کر کھڑے ہوئے اور وہیں تمام لشکر صف بصف
کھڑا ہوا اور ہزاروں آدمی وضیع و شریف پشاور کے تماشا دیکھنے
کو آئے تھے اور بھی جمعیت لشکر کی زیادہ ہو گئی کہ اس میدان میں
سوا آدمیوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اور حضرت وہاں تک ٹھہرے
کہ نماز ظہر کی اس میدان میں پڑھی اور اُس طرف سردار سلطان
محمد خاں اپنی تمام جمعیت سے آئے اور موضع ہزار خانے کو پشت
دے کر کھڑے ہوئے پھر بعد کچھ دیر کے سردار ممدوح پندرہ بیس آدمی
ہمراہ لے کر اُس طرف سے چلے اور اسی قدر غازیوں کو لے کر حضرت
علیہ الرحمۃ ادھر سے آگے بڑھے اور سردار موصوف نے پہلے ایک
جگہ زیمینوش بچھوا رکھا تھا جب اُن کے اور حضرت علیہ الرحمۃ کے
درمیان میں سو سوا سو قدم کا فاصلہ باقی رہا تب حضرت نے اپنے
سب ہمراہیوں کو وہاں ٹھہرا دیا وہ سب وہیں کھڑے رہے حضرت
آپ گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا صرف مولانا محمد اسماعیل صاحب
اور ارباب بہرام خاں کو ہمراہ لے کر آگے چلے اور اُس وقت مولانا
ممدوح تو فقط کمر میں تلوار لگائے ہوئے تھے اور ارباب بہرام خاں
کی کمر میں تلوار اور ہاتھ میں سپر بچہ تھا اور یوں ہی آپ کو دیکھ کر
سردار ممدوح نے اپنے ہمراہیوں کو روک دیا وہ بھی وہیں کھڑے

اس میدان میں

رہے فقط ارباب فیض اللہ خاں اور ایک شخص مراد علی نام تھا اُس
کو ساتھ لے کر وہاں سے چلے اور جہاں وہ زینوتشن بچھا تھا وہاں
حضرت علیہ الرحمۃ سے السلام علیکم کر کے ملے اور مصافحہ کیا پھر مولانا صاحب
اور ارباب بہرام خاں خاں سے مصافحہ کیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ اور مولانا
صاحب کو اُنھوں نے زینوتش پر بٹھایا اور ارباب بہرام حضرت کی
پشت پر کھڑے ہوئے اور اُدہر ارباب فیض اللہ خاں اور مراد علی
سردار سلطان محمد خاں کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ہم لوگ کچھ فاصلے
سے دور کھڑے تھے جو دونوں صاحبوں میں باتیں ہوتیں تھیں کچھ کچھ آواز
ہم چند لوگ سنتے تھے مگر سمجھتے نہ تھے کہ وہ کیا باتیں ہیں اور مولانا صاحب
ممدوح نے بسبب مصلحت اور بعضی دور اندیشی و عین حق کے کہ اُس وقت
موافق شرع شریف کے عالم انتظام میں یوں ہی کرنا مناسب تھا پہلے
سے زبانی ایک شخص کے رجب خاں پٹیٹ اور برکت کو جو رہنے والے
ہرہی کے ہیں صوبہ اودہ میں اور سلّو خاں بہکیت دینی کو کہ یہ آدمی
قوی ہیکل اور چست و چالاک تھے کہلا بھیجا تھا کہ وقت ملاقات سردار
ممدوح کے تم دونوں صاحب آپ کو حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس
پہنچانا اس امر میں اگرچہ حضرت علیہ الرحمۃ تم کو منع بھی کریں مگر
تم نہ مانیو اور وے دونوں صاحب حضرت کے لشکر کے سواروں

میں تھے جب مولانا صاحب کا پیام سنا تب اپنے گھوڑے تو اور صاحبو کے سپرد کئے اور آپ ہتیار لگائے ہوئے پیادہ پا حضرت کے پاس چلے حضرت علیہ الرحمۃ نے اس وقت دور سے ان کو دیکھا کہ چلے آتے ہیں ہاتھ کے اشارہ سے منع کیا کہ یہاں نہ آؤ اُنھوں نے کچھ خیال نہ کیا جب بیس پچیس قدم کا فاصلہ باقی رہا تب تک آپ اُن کو منع کرتے رہے پھر آخر کو وہ دونوں صاحب وہیں ٹھہر گئے آگے نہ بڑھے کہ مبادا آپ ناخوش ہوں اور جہاں میدان میں حضرت علیہ الرحمۃ بیٹھے گفتگو کر رہے تھے وہاں سے جنوب کی طرف کوئی سو قدم پر ایک جوار کا کھیت تھا اُس میں سردار سلطان محمد خاں نے پہلے سے چالیس پچاس سپاہی مسلح بٹھا رکھے تھے اور ہمارے غازیوں کو یہ حال معلوم نہ تھا اتفاقاً ایک جماعت ہمارے غازی بھائیوں کی اپنے لشکر سے ادہر قریب کھیت کے گئی دیکھا تو کچھ لوگ مسلح کھیت میں چھپے بیٹھے ہیں پھر یہ غازی اُن کی پشت پر کھڑے ہوئے کہ مبادا اگر کچھ دغا فریب ہو تو ہم پہلے انھیں کو ہجھ لیں مگر فضل الٰہی سے سب طرح کی خیر رہی اور ہمارے حضرت سردار محمد سے وہاں کوئی دو ڈہائی گھڑی تک باتیں کرتے رہے پھر سردار موصوف اُٹھے اور حضرت سے رخصت ہو کر اپنے لشکر میں گئے اور ہمارے حضرت اپنے لشکر میں تشریف لائے اور شہر کو روانہ ہوئے اس عرصے میں

۱۹۸۵

وقت عصر کا ہوا کچھ لوگوں نے تو وہیں رستے میں نماز پڑہی اور باقی لوگوں
نے گوڑگڑی کی سرائے میں آکر حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ نماز پڑہی
بعد فراغ نماز کے حضرت علیہ الرحمۃ حویلی میں تشریف لائے اور سب
نمازیوں نے اپنے اپنے دیرے پر جاکر کمر کھولی پھر اس عرصے میں بعض بعض
صاحبوں نے ارباب بہرام خاں سے پوچھا کہ ہمارے حضرت سے اور سردار
سلطان محمد خاں سے وقت ملاقات کے کیا کیا گفتگو ہوئی کیونکہ ہم
لوگ تو دور فاصلے سے کھڑے تھے اور آپ وہاں اُن کے پاس تھے
ارباب ممدوح نے کہا کہ ہمارے حضرت نے سردار سلطان محمد خاں سے
فرمایا کہ سردار ہم کو بڑا تعجب ہے اس امر میں کہ جب ہم اول اپنے ہندوستان
سے ملک سند اور قندہار وغیرہ ہوتے ہوئے تمہارے شہر کابل میں آئے
اور تم سب صاحبوں نے ہماری بہت تعظیم وتکریم اور مہمان داری اور
خدمت گزاری کی پھر ہم نے للہ فی اللہ تم کو اور تمہارے بھائیوں
کو ہر وجہ کی وعظ ونصیحت سے سمجھایا اور تفق کیا اور تم سب نے
ہمارے ہاتھ پر بیعت جہاد کی کی اور عہد وپیمان کیا کہ ہم تمہارے
اس کام میں اپنی جان ومال سے شریک ہیں جہاں پر یاد کریں وہاں
ہم حاضر ہوں اور کبھی کسی طور تم سے بغاوت اور نفاق نہ کرینگے پھر
بعد اس کے کیا تم کو شیطان نے بہکایا کہ تم اور تمہارے بھائی وغیرہ
سب ہم سے منحرف ہوگئے اور آپ ہی آپ بغاوت اور عداوت پر کمر

باندہی پہلے تمہارا بھائی سردار یار محمد خاں خفیہ سکھوں سے مل گیا اور
بظاہر ہم سے ملا رہا اور جب ہم سے سکھوں کا مقابلہ ہوا رات اُس نے
فریب کرکے ہم کو زہر دلوا دیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اُس زہر
کی مضرت سے ہم کو بچالیا اور اُس روز اُسی نے ہماری لڑائی شکست
کروادی مگر ہم پھر بھی طرح دے گئے اور کچھ اس سے مزاحم نہ ہوئے پھر
بعد چند روز کے وہ خود یہاں سے لشکر کشی کرکے ملک سمہ میں ہم پر گیا
وہاں بھی ہم نے مسلمان بھائی سمجھ کر اس کے پاس کئی بار لیے آدمی
سمجھانے کو بھیجے اور اُنھوں نے ہماری طرف سے جو حق سمجھانے کا
تھا ہر طور سمجھایا ولیکن اُس کے خیال میں کچھ نہ آیا آخر الامر مارا گیا
بعد اس کے تم نے بغاوت اور عداوت پر کمر باندہی اور یہاں سے فوج
کشی کرکے تم ہم پر گئے تمہاری فہمائش کو بھی ہم نے کئی آدمی بھیجے اور
اُنھوں نے ہماری طرف سے تم کو سمجھایا اور کوئی دقیقہ تمہاری دنیا
اور آخرت کی خیر خواہی کا سمجھانے میں باقی نہ رکھا مگر تم نے بھی کسی
طور نہ مانا اور ہم سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو
تم پر فتحیاب کیا اور تم کو ہزیمت فاحش نصیب ہوئی تم بھاگ گئے اور
ہم نے تمہارا تعاقب یہاں لیتا وزنگ کیا اب تک تمہارے بھائی
اور تمہاری بغاوت اور عداوت کا سبب ہم کو معلوم نہ ہوا کہ کیا ہے

یہ تمام کلام ہدایت التیام حضرت علیہ الرحمۃ کے سن کر سردار سلطان محمد خاں نے بہت سا عذر اور اپنی خطاؤں کا اقرار کیا کہ آپ بجا فرماتے ہیں جو کچھ آج تک ہم سے ہوا سب بیجا ہوا اور اب ہم آپ کے ہر نوع احسان مند اور فرماں بردار ہیں اور جو کچھ آگے خدمت شریف میں نافرمانی اور بغاوت صادر ہوئی موجب اس کا یہ ہے یہ بات کہہ کر انھوں نے ایک کاغذ لپٹا ہوا اپنے خریطے سے نکال کر حضرت علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دے دیا آپ نے جو اُس کو کھولا اور دیکھا تو بڑا سا محضر تھا اور بہت سی مہریں اور گواہیاں کے علماؑ اور فضلا اور پیر زادوں اور مشائخ کی تھیں اور خلاصہ مضمون اُس کے کا یہ تھا کہ تم سرداروں اور خوانین کو اطلاعاً لکھا جاتا ہے کہ سید احمد نام چند علمائے سند کو متفق کر کے اور اس قدر جمعیت سے جو تمہارے ملک افغانستان میں گئے ہیں اور بظاہر دعوی جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہیں یہ صرف ان کا مکر و فریب ہے اور وہ ہمارے اور تمہارے دین و مذہب مخالف ہیں اور ایک نیا دین و مذہب انھوں نے نکالا ہے اور کسی ولی اور بزرگ کو نہیں مانتے ہیں بلکہ سب کو بُرا کہتے ہیں اور انگریزوں کے بھیجے ہوئے ہیں تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کو گئے ہیں کہ تمہارا ملک چھنوا دیں جس طرح تم سے ہو سکے ان کو تباہ کرو اور اپنے ملک میں ان کو جگہ نہ دو اس امر میں سستی اور غفلت کرو گے تو آخر کو پچھتاؤ گے اور سوائے ندامت کے کچھ

نہ پاؤگے اور بھی اسی قسم کے بہت سے کلمات مزخرفات کے تھے یہ
تمام مضمون خباثت مشحون اس طومار شیطنت آثار کا دیکھ کر دیر تک
حضرت علیہ الرحمۃ ایک عالم حیرت میں ساکت رہے بعد اس کے آپ نے سردار
موصوف سے فرمایا کہ جو ہمارے ملک ہندوستان میں دنیادار علما اور
مشائخ پیر پرستی اور گور پرستی میں گرفتار ہیں اور سب کو اپنا دین و آئین
جانتے ہیں اور حلال و حرام میں امتیاز نہیں رکھتے ہیں اور سب کو اپنا
معاش سمجھتے ہیں اور ہمارے وعظ و نصائح سے اللہ تعالیٰ نے وہاں لاکھوں
آدمیوں کو ہدایت نصیب کی وہ پکے موحد اور متبع سنت ہو گئے ان
کے شرک و بدعت کا بازار سرد ہو گیا اور حقانی لوگوں کی نگاہوں سے
وہ گر گئے جب اُن سے کچھ نہ ہو سکا تب انھوں نے یہ بہتان اور افترا
ہم پر کیا اور تمہارے پاس بھیجا مگر سردار تم سے یہ بڑی خطائے فاحش
ہوئی جو اب تک اس سے ہم کو اطلاع نہ کی اور اپنا دین و دنیا کا نقصان
تم نے کیا ورنہ شک و شبہہ ہم تمہارے دلوں سے دفع کر دیتے مگر خود
کچھ اس میں بھی حکمت الٰہی ہو گی پھر وہ محضر لپیٹ کر حضرت علیہ الرحمۃ
نے مولانا محمد اسماعیل صاحب کو حوالہ کر دیا کہ اس کو بڑی محافظت سے
رکھنا ہر کسی کو نہ دکھلانا اور نہ یہ بیان کرنا اس لئے اس وقت یہاں
لشکر میں اکثر ہمارے غازی بھائیوں کا ایسا حال ہے کہ جو یہ بہتان

اور افترا اُن کا سنیں اور اُن کے حق میں بد دعا کریں تو عجب نہیں ہے
کہ فوراً اُن لوگوں کو مضرت پہنچ جاوے اور ہمارے دل میں یہ ہے کہ اگر کبھی
اللہ تعالیٰ ہم کو ان سے ملا دے تو ہم اُن کے ساتھ سوائے نیکی اور احسان کے
کچھ نہ کریں پھر حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خان بھائی جو تم نے چالیس ہزار
روپئے زبانی ارباب فیض اللہ خاں کے دینے واسطے خرچ لشکر کے کہلا بھیجے
ہیں سو اب اُس کے ادا کی کچھ تشویش نہ کرنا ہم نے تم کو معاف کئے کیونکہ
ہمارے پروردگار کے یہاں کسی بات کی کچھ کمی نہیں ہے تم ہمارے بھائی
ہو تم سے کسی نوع کا جرمانہ یا تاوان لینا ہم کو منظور نہیں یہ بات کہہ کر پھر
آپ اٹھ کھڑے ہوئے پھر سردار موصوف اپنے لشکر کو گئے اور ہمارے
حضرت اپنے لشکر میں آئے یہ گفتگو وہاں ہوئی تھی انتہیٰ پھر اسی روز شام
کو ارباب فیض اللہ خاں ہزار خانے سے حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور
عرض کی کہ کل آپ کی اور آپ کے لوگوں کی میرے غریب خانے میں
دعوت ہے وہاں ضیافت کھا کر آپ کوچ فرماویں آپ نے دعوت
اُن کی قبول کی پھر اسی وقت ارباب ممدوح اپنے مکان کو گئے پھر بعد
نماز عشاء کے حضرت علیہ الرحمۃ نے تمام اپنے لشکر ظفر پیکر میں خبر کروا دی
کہ فجر کو بعد نماز کے کوچ ہے سب لوگ ہوشیار اور خبردار رہے پھر
صبح کو آپ مع لشکر کچھ دن چڑھے وہاں سے روانہ ہوئے پہر بجنے
کے دو رے ورے مع الخیر جا کر ہزار خانے میں داخل ہوئے پھر کچھ دیر

میں کھانا دعوت کا تیار ہوا اور کھانا صرف دنبے کے گوشت کا پلاؤ
تھا پھر ارباب فیض اللہ خاں اُس وقت سے لوگوں کو کھانا کھلانے
لگے قریب تین پہر بجنے کے سب کو کھلاکر فارغ ہوئے کیونکہ تمام
لشکر حضرت علیہ الرحمۃ کا تھا اور سوا اس کے صدہا آدمی پشاور کے تھے
سب کو کھلایا پھر ارباب ممدوح نے حضرت سے آکر عرض کی کہ ہمارے
سردار سلطان محمد خاں چاہتے ہیں کہ سید بادشاہ اپنا ایک قاضی ہمارے
پشاور میں مقرر کر جاویں کہ وہ موافق شرع شریف کے لوگوں کا
فیصلہ بھی کیا کریں اور ہر جمعہ کو وعظ بھی فرمایا کریں ہم ان کی با خوبی
فرماں برداری اور خدمتگزاری کرینگے اور اُن کی وعظ و نصیحت سے
لوگوں کو بہت سی ہدایت ہوگی اور ہم آپ کے ممنون احسان ہونگے
یہ بات سُن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضرور
اپنا ایک قاضی چھوڑ جاوینگے تم خاطر جمع رکھو پھر اسی وقت آپ نے
مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی کو تجویز کیا اس لئے کہ انھوں نے کئی
جمعہ کو وہاں وعظ بھی کہا تھا اور وہاں کے لوگ اُن کے وعظ سے راضی بھی
تھے اور مولوی صاحب ممدوح بڑے خوش تقریر بھی تھے اور بڑے حقانی
اور شجاعت اور بہادری میں لاثانی تھے پھر دس بارہ غازی آپ
نے ان کے ہمراہ کئے اور اُن کا ہاتھ ارباب فیض اللہ خاں کے ہاتھ
میں پکڑا دیا اور فرمایا کہ موافق درخواست تمہارے سردار کے ہم نے ان کو

قاضی کر کے چھوڑے جاتے ہیں جیسا وہ چاہتے ہیں یہ ویسے ہی ہیں ۔
ارباب فیض اللہ خاں اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ سبحان اللہ حقیقت
میں یہ مولوی صاحب ویسے ہی ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر پھر نماز عصر کی
پڑھ کر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے موضع ہزار خانے سے کوچ
کیا وہاں سے ڈہائی تین کوس موضع چکنی ہے نماز مغرب وہاں پہنچ کر
پڑھی اور وہیں اُترے اور اُس موضع مذکور میں آگے احمد شاہ درانی
کے عہد میں شیخ عمر نام ایک بڑے ولی کامل صاحب کرامت بزرگ تھے اور
بڑے مستجاب الدعوات مشہور تھے ہمارے امیر المومنین علیہ الرحمۃ بھی
کبھی اُن کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بیان کیا کرتے تھے سو
اُن کی اولاد امجاد میں سے ایک بی بی صاحبہ سجادہ نشین تھیں اور بڑے
امیروں کا سا ان کا کاروبار تھا ہمیشہ لنگر خانہ جاری تھا اور اُس
ملک کے تمام غریب اور امیر ان کی تعظیم و توقیر کرتے تھے سو اس رات
کو ان کی بیوی صاحبہ نے حضرت کی اور حضرت کے تمام لشکر کی دعوت
کی اور وہ کھانا تنوری روٹیاں اور گوشت اور کھچڑی اور یہی کئی طرح
کا تھا جب تمام لوگ کھانا کھا کر اور نماز عشا پڑھ کر فارغ ہوئے
اُس وقت کسی ملکی شخص نے آکر دو چار غازیوں سے کہا کہ آج رات
کو تم پر درانیوں کا چھاپا آنے والا ہے اپنی ہوشیاری سے رہنا یہ

خبر وحشت اثر رفتہ رفتہ تمام لشکر میں منتشر ہوئی ہر ایک کو تردد اور
اندیشہ ہوا کہ خدا خیر کرے پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے تمام رات
لوگ اپنی اپنی چوکی پہرے سے ہوشیار رہے مگر سب طرح سے اللہ
تعالیٰ نے خیر کی محض بے اصل اور جھوٹ تھی پھر صبح کو بعد نماز کے مع الخیر
وہاں سے کوچ کیا اور جاتے جاتے دریائے لنڈی پر پہنچے اور کشتیوں پر
اُتر کر پار ہوئے اور ہشت نگر میں ڈیرا کیا اور ایک رات اور ایک دن
وہاں رہے شام کو بعد نماز مغرب کے وہاں سے لشکر کوچ کیا سات
کوس پر ایک تالاب تھا اس پر سب نے نماز عشا کی پڑھی پھر وہاں
سے چلے کئی گھڑی دن چڑھے موضع مردان میں داخل ہوئے اور وہیں ڈیرہ
کیا وہاں سے دو ڈھائی کوس اماز ئی کی گڑہی ہے اگلے روز وہاں سے
کوچ کرکے اماز ئی کی گڑہی میں گئے اور وہاں ڈیرہ کیا آپ کے قدوم
میمنت لزوم کی خبر سُن کر تمام ملک سمہ کے ملک اور خوانین وہیں آکر
حاضر ہوئے اور آپ سے ملے اور جوان لوگوں نے کئی بار حضرت علیہ الرحمۃ
کے دست مبارک پر بیعت ہدایت اور بیعت امامت کی کی تھی اور آپ
سے مصمم ہو کر عہد و پیمان شراکت جہاد فی سبیل اللہ کا کیا تھا مگر ایک
بار بھی اپنے عہد و پیمان پر ثابت اور قائم نہ رہے بلکہ وقت پیش آنے معاملہ
جدال و قتال کے عذر لایعنی اور حیلہ بے معنی کرکے پہلو تہی کر جاتے تھے

بلکہ بعض بعض شریک مخالفین کے ہو جاتے تھے خواہ پوشیدہ طور ا
صلاح و مشورت دینے کے خواہ آشکار کمر باندہ کر سو بسبب اس بدعہدی
اور مکاری و غداری اُن کی کے خاطر مبارک حضرت امیرالمومنین)
علیہ الرحمۃ کی ان کی طرف سے رنجیدہ اور مکدر رہتی مگر یہ لوگ دراینوں
آپ کا غلبہ دیکھ کر بناچار آکر حاضر ہوئے اور منافقانہ اعتقاد اور
خیرخواہی کی باتیں بنانے لگے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم
کو تمہارے عہد و پیمان پر ہرگز اعتماد نہیں تم نے اپنا عہد و پیمان کبھی پورا
نہیں کیا اُنھوں نے عرض کی کہ اب سرنو ہم آپ سے اقرار کرتے ہیں کہ
پہلے جو ہم سے بدعہدیاں ہوئی ہیں ان کا آپ ہم لوگوں سے جرمانہ لیں اور عشر
دینا ہم سب قبول کرتے ہیں اور ان دونوں رقموں کی تحصیل کے واسطے
کوئی معتبر آدمی آپ کی طرف سے ہم لوگوں پر مقرر کیا جاوے کہ وہ ہم
لوگوں سے تحصیل کرکے اور بغیر اس کے اپنی خوشی سے کوئی نہ دیگا حضرت
علیہ الرحمۃ نے یہ عذر و معذرت ان کا قبول فرمایا اور واسطے تحصیل ان
دونوں رقموں کے حاجی بہادر شاہ خاں اور حاجی محمود خاں مصطفےٰ آبادی
عرف رامپوری کو تجویز کیا اس لئے کہ یہ دونوں صاحب پہلے سے واسطے
تحصیل عشر کے مقرر تھے چنانچہ حال ان کا آگے لکھا گیا ہے اس میں
مولانا محمد اسماعیل صاحب نے حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ یہ
مالی کام اور نئی تحصیل ہے اور یہ دونوں صاحب جو آپ نے تجویز

گئے ہیں نا واقف اور ایسا کام اُنھوں نے کبھی دیکھا اور نہ کبھی کیا
اس کا سرانجام اُن سے نہ ہو سکے گا اس کام کے لئے کوئی شخص
مدبر اور ہوشیار اور متحمل اور واقف کار چاہئے حضرت علیہ الرحمۃ نے
فرمایا کہ پھر کس کو مقرر کریں ہمارے یہاں ایسا کون ہے مولانا صاحب
نے عرض کی کہ اگر آپ مولوی خیرالدین صاحب شیرکوٹی کو یہ کام
سپرد کریں تو اُمید ہے کہ اس کام کو باخوبی سرانجام دینگے یہ بات
حضرت علیہ الرحمۃ کو بہت پسند آئی اور مولوی صاحب ممدوح وہاں
سے تین منزل پر چھتربائی کی گڑھی میں تھے حضرت نے ان کی طلبی کا
نامہ لکھ کر کسی کے ہاتھ روانہ کیا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ
بیاں
تم سے ایک کام ضرور لینا ہے وہاں چھتربائی میں حافظ مصطفیٰ کانڈھوی
کو اپنے قائم مقام کر کے تم جلد ہمارے پاس چلے آؤ فقط جب وہ
نامہ وہاں پہنچا اُس کو دیکھ کر مولوی صاحب ممدوح جلد بموافق
ارشاد کے حضرت علیہ الرحمۃ کے وہاں کے کاروبار حافظ صاحب
موصوف کو سپرد کر کے روانہ ہوئے اور تیسرے روز آ کر حضرت کی
خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے اور شرف ملاقات سے مشرف
ہوئے مگر تین روز تک حضرت نے ان سے کچھ نہ فرمایا کہ تم کو کس لئے
بلایا ہے چوتھے روز مولوی صاحب واسطے سلام کے حضرت کے پاس

م ہدایت بنیاد

گئے ان کو دیکھ کر مولانا محمد اسماعیل صاحب اور شیخ ولی محمد صاحب
پھلتی نے حضرت سے عرض کی کہ آپ نے مولوی خیر الدین صاحب کو جیپر بائی
سے بلوایا تھا سو وہ تین روز سے آئے ہیں جس کام کے لئے آپ نے طلب
کیا تھا وہ آپ ان کو سپرد کریں یہ بات سن کر آپ نے فرمایا کہ حاجی محمود
خاں اور حاجی بہادر شاہ خاں ہمارے پاس آکر بہت غمگین ہو کر آبدیدہ
ہوئے کہ ہم نے سنا ہے کہ جو کام واسطے ہمارے آپ نے تجویز کیا تھا اس
کے لئے آپ نے مولوی خیرالدین صاحب کو بلوایا ہے اور تمام خوانین میں
اور اپنے لشکر میں مقرری اس کام کی ہم دونوں کی مشہور ہو گئی اس صورت
میں تو کمال ہماری خفت اور ہتک عزت ہر خاص و عام میں ہو گی کہ
یہ دونوں شخص لائق اس کام کے نہ تھے اس واسطے مولوی خیرالدین صاحب
کو بلوایا ہے ہاں اگر چند روز ہم دونوں یہ کام کرتے اور اس کا انتظام،
ہم سے نہ ہو سکتا تب البتہ کچھ مضائقہ نہ تھا جس کو آپ چاہتے اس
کو مقرر فرماتے ہم کو صبر آتا آگے آپ کو اختیار ہے سو ان کے غمزدہ ہونے
اور رونے پر مجھکو بہت ترس آیا کہ اب مروت تقاضا نہیں کرتی ہے
کہ ان کو اس کام سے موقوف کروں یہ سبب ہے مولوی صاحب سے
اس امر میں گفتگو نہ کرنے کا مولانا صاحب نے عرض کی کہ فی الحقیقت
آپ کو چشم مروت ایسی ہی ہے مگر یہ کام سپہ گری اور دلاوری کا

نہیں ہے ہوشیاری اور تجربہ کاری کا ہے جس میں یہ دونوں امر نہ ہونگے
اس سے یہ خوانین متمردین ہرگز نہ دینگے اور نہ اس کو خیال میں لاوینگے
حضرت نے فرمایا کہ حاجی حمزہ علی خاں رسالدار اپنے سواروں سے موقع
شیوہ میں رہیں گے ان کو تاکید کی جاوے گی کہ ان دونوں صاحبوں
کے مدد اور معاون رہیں اور مولوی خیرالدین صاحب سے فرمایا کہ تم
ہمارے ساتھ پنجتار کو چلو وہاں چل کر دیکھا جاویگا فقط اور امازئی
کے گڑہی کے جو ملک تھے ان کو وہاں کے لوگ کاکا احمد خاں کہتے تھے
اور حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقد اور مخلص صادق
تھے ایک روز انھوں نے آکر حضرت کی خدمت فیضدرجت میں
عرض کی کہ ہمارے اس ملک دخوانین وغیرہ میں بزرگوں سے
یہ رسم جاری ہے کہ بیٹیوں کا نکاح موافق لیاقت اور عزت اپنی کے
بغیر زر نقد لئے ہرگز نہیں کرتے ہیں کوئی سو روپے کوئی چار پانسو
کوئی ہزار کوئی اس سے زیادہ لڑکی والے سے لیتا ہے اور جب تک
موافق اقرار کے روپیا نہیں لیتے ہیں تب تک بیٹی کا نکاح نہیں کرتے
اس میں وہ لوگ روپے کی تلاش میں حیران و سرگرداں رہتے
ہیں اور ادہر ان کی بیٹیاں بیچاریاں بیٹھی رہتی ہیں اس میں اور
نکاح نہیں ہوتا چنانچہ اب بھی صدہا موجود ہیں سوا اس بستی

والیاں عورتیں آپ سے دادخواہ اور انصاف طلب ہیں کہ سید
بادشاہ کو اللہ تعالیٰ نے عادل دوراں اور امام زماں کیا ہے خدا کے
لئے ہماری بیٹیوں کا تدارک کریں اور ان کو بے شوہری کے عذاب
سے نجات دیں اور میں نے آپ کی خدمت میں اس واسطے یہ گذارش کی
ہے کہ انھوں نے مجکو اپنا وکیل کر کے بھیجا ہے سو اس کا جواب مجکو ملے کہ
میں ان سے جا کر کہوں، حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ یہ تمام تقریر کاکا
احمد خاں کی زبانی سن کر دیر تک عالم سکوت میں رہے بعد اسکے
فرمایا کہ تم نے بہت خوب کیا جو ہم سے یہ کہا انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضرور
اس کا تدارک کرینگے تم خاطر جمع رکھو اور یہ بہت ہی بُری رسم
تمہارے مُلک میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو تم لوگوں سے چھوڑا دے
اور تم سب کو پورا پورا مسلمان متبع سنت بنا دے پھر کاکا احمد خاں
تو اپنے گھر کو گئے حضرت علیہ الرحمۃ نے اُسی دن یا اُس کے اگلے دن
بستی کے سب لوگوں کو بلوایا اور اپنی مجلس میں بٹھایا اور ساتھ
نرمی کے بطور وعظ و نصیحت کے ان کو سمجھانا شروع کیا
پہلے تو اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام اور اُس کی پروردگاری اور

اور غفاری اور قہاری وجباری کا طرح طرح کی مثالوں سے بیان
کیا بعد اس کے فرمایا کہ بھائیو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جس طرح
حوائج بشریہ سے کھانا پینا سونا جاگنا جا ضرور پیشاب وغیرہ
آدمی کے پیچھے لگایا ہے اور ان کا پابند کیا ہے اگر کوئی ان کو روکے
تو بیماری اور بیقراری طبیعت واقع ہو اور دل اپنے قابو میں نہ رہے
اسی طرح سے اس پروردگار نے مردوں اور عورتوں میں شہوت کو ا
پیدا کیا ہے اور اُس کے دفع کرنے کے لئے نکاح مقرر کیا ہے اور
اس مرد و عورت کی حاجت دفع ہوتی ہے اور خدا کے بندے پیدا
ہوتے ہیں سو اس حاجت کو اپنے بزرگوں کی رسم و عادت سمجھ کر
اور طمع دنیا کے لئے روکنا بہت بُرا ہے تم سب صاحبوں نے میرے
ہاتھ پر بیعت ہدایت اور بیعت امامت کی ہے اور تمام احکام
شریعت کے قبول کئے ہیں اور ہر ایک گناہ اور بُرے کام سے توبہ
کی ہے سو خوشی با خوشی خدا اور رسول کا حکم جان کر اس بات
سے بھی توبہ کرو اور موافق دستور شریعت کے برضا و رغبت اپنی
اپنی بیٹیوں کا اپنی برادری میں نکاح کر دو اور یہ روپیا لینے کا

دستور خلاف حکم خدا و رسول کے چھوڑ دو اور جو تم نہ مانوگے تو اپنے
حق میں بہت برا کروگے یہ تقریر پر تاثیر حضرت علیہ الرحمۃ کی سن کر
سب نے اس رسم جہالت سے طوعاً و کرہاً توبہ کی اور اپنی بیٹیوں
کا نکاح کر دینے کا اقرار کیا کہ ہم آپ کے فرماں بردار ہیں جیسا
آپ فرماوینگے ویسا بجالاوینگے جب اُن سب نے یہ بات قبول
کی تب حضرت علیہ الرحمۃ نے اُن سے فرمایا کہ جس کسی کی بیٹی
سے جس کی منگنی ہوئی ہو اگر وہ یہاں موجود ہے یا دو چار کوس پر
تو اس کے لئے آٹھ دس روز کی مہلت ہے کہ اس عرصے میں
اپنے اسباب ضروری کی درستی کر کے نکاح کرلے اور اگر وہ شخص
اس ملک میں نہیں ہے اور کہیں دور ہے اس کو ایک مہینے کی مہلت
ہے کہ اس عرصہ میں اُس کو بلوا کر اس کا نکاح کر دیا جاوے اور
جو وہ اور کسی ملک میں گیا ہے بہت منزلوں پر ہے اُس کے واسطے
تین مہینے کی مہلت ہے کہ اس عرصے میں خط بھیج کر یا قاصد بھیج
کر وہ بلایا جاوے اور جو نہ آوے تو اور کسی سے اپنی برادری
میں اُس لڑکی کا نکاح کر دیا جاوے اس بات کو بھی اُن سب
نے قبول کیا پھر حضرت نے دعا خیر کر کے ان کو رخصت کیا

وہ اپنے گھر کو گئے پھر اس روز سے اس بستی میں نکاح ہونے شروع ہوئے اور اس نواح کی بستیوں میں بھی شروع ہوئے اور ایک حال وہاں کا یہ ہے کہ جب مع لشکر حضرت وہاں داخل ہوئے تب آپ کی خبر سُن کر وہاں کے رعایا لوگ واسطے دینے مبارکبادی کے چار بیت حضرت کی تعریف اور توصیف میں پڑھتے ہوئے اور تنبل بجاتے ہوئے اور ننگی تلواریں لئے اُچھلتے کودتے غول کے غول آنے لگے مردوں کے غول جُدے اور عورتوں کے غول جُدے اور حضرت سے انعام طلب کرتے تھے اور آپ کچھ کچھ نقدی ان کو دلواتے تھے اور یہ حال کئی روز تک رہا تھا، اور حضرت کے ہمراہ ملک سمہ کے جو جو ملک اور خوانین اپنی اپنی جماعت سے پشاور کو گئے تھے سوادھر سے آتے ہوئے دریائے لنڈی اُتر کر ہشت نگر میں پہنچے تب ہی اپنی اپنی بستیوں کو روانہ ہونے لگے کوئی تو حضرت سے رخصت ہو کر اور کوئی یوں ہی بے پوچھے امازئی کی گڑھی تک آتے آتے، کچھ قدر قلیل لوگ ہمراہ لشکر کے رہ گئے تھے پنجتار کے اطراف کے اور حضرت نے امازئی کی گڑھی میں دس بارہ مقام کئے تھے پھر وہاں کے انتظام سے فارغ